اللہ
رسول
محمد
حسنت جمیع خصالہ
صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری
فقیہ اعظم پبلی کیشنز

ناموسِ رسالت، ختمِ نبوت، مدینہ منورہ کی فضیلت
میلادِ مصطفیٰ اور سیرت و فضائل نبوی کا حسین گل دستہ

تصنیف
(صاحبزادہ) محمد محب اللہ نوری

فقیہ اعظم پبلی کیشنز
دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور (اوکاڑا)

کتاب — حسنت جمیع خصالہ
تصنیف — (صاحب زادہ) محمد محبّ اللہ نوری
حروف سازی — نوری کمپوزنگ سنٹر، بصیر پور شریف
کمپیوٹر کوڈ — MOHIB\GULDASTA\HASONAT.INP
سال اشاعت — محرم الحرام ۱۴۴۰ھ/ستمبر 2018ء
صفحات — 704
مطبع — بی پی ایچ پرنٹرز، لاہور
ناشر — فقیہ اعظم پبلی کیشنز، بصیر پور شریف
ISBN 969-9079-29-0
9789699079290

سٹاکسٹ

1. انجمن حزب الرحمٰن، بصیر پور شریف، ضلع اوکاڑا
2. ضیاء القرآن پبلی کیشنز، گنج بخش روڈ، لاہور
3. فرید بک سٹال، 38 اردو بازار، لاہور
4. شبیر برادرز، 40 اردو بازار، لاہور
5. مکتبہ اشرفیہ، منڈی مرید کے، ضلع شیخوپورہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
بلغ العلیٰ بکمالہ
کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ
صلوا علیہ وآلہ

اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کو اپنی ذات وصفات کا مظہر اتم اور اپنی تخلیق کا شکار بنایا--- ختم نبوت کا تاج ان کے فرق ناز پر سجایا--- سارے جہانوں کے لیے رحمت--- اور ہر خوبی، ہر فضل اور ہر رتبہ وکمال کا جامع بنا کر مبعوث فرمایا:

ہر رتبہ کہ بود در امکاں بروست ختم   ہر نعمتے کہ داشت خدا شد بروتمام

مقصود کائنات اور محبوب کائنات ﷺ کی سیرت اتنی جامع، ہمہ پہلو، اجلی اور پاکیزہ ہے کہ خلاق عالم نے لَعَمْرُكَ کہہ کر آپ کی پوری حیات طیبہ کی قسم بیان فرمائی--- آپ کی زندگی انسانیت کے لیے اسوۂ کامل اور سرچشمہ ہدایت ہے، آپ کے اوصاف حسنہ اور سیرت طیبہ کو جس پہلو سے بھی دیکھا جائے، سعدی کا ہم زبان ہو کر کہنا پڑتا ہے:

حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ

الحمدللہ! سرکار ابد قرار ﷺ کی بارگاہ ناز میں قرطاس وقلم سے محبتوں کا خراج پیش کرنے کی گاہے گاہے سعادت ملتی رہتی ہے---

کچھ مخلص احباب کا تقاضا بلکہ اصرار تھا کہ بکھرے ہوئے مواد کو یکجا کر کے منصۂ شہود پر لایا جائے--- چنانچہ اس مجموعہ ''حسنت جمیع خصالہ'' میں میلاد مصطفیٰ،

عظمت مصطفیٰ، ذکر مصطفیٰ، حسن و جمال مصطفیٰ، ناموس رسالت، ختم نبوت، معجزات، آپ کی بے مثل حیات، صحابہ کرام، اہل بیت اطہار اور آپ سے منسوب آثار و دیار خصوصاً محبت نگر--- مدینہ منورہ کی افضلیت، درِ رسول کی حاضری اور آپ کی ذات بابرکات سے توسل ایسے اہم موضوعات شامل ہیں، جو دراصل سیرت النبی ہی کے عنوانات ہیں---

مقالات و مضامین کے علاوہ احقر کی گیارہ تصانیف بھی اس کتاب کا حصہ ہیں--- مجھے اپنی خامیوں، کوتاہیوں، نارسائیوں اور علمی بے مائیگی کا کامل ادراک ہے، یہ بے ربط تحریریں اس قابل نہیں تھیں کہ انھیں کتابی صورت میں پیش کیا جاتا، مگر اس اشاعت کا بڑا مقصد یہ ہے کہ اس احقر کا نام بھی سرکار والا تبار ﷺ کے گداؤں اور ثناخوانوں میں شامل ہونے کا شرف و اعزاز پا سکے--- بقول حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ:

مَا اِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِیْ
لٰکِنْ مَدَحْتُ مَقَالَتِی بِمُحَمَّدِ

میری کیا مجال کہ اُن ﷺ کی مدح و ثنا کرسکوں، ہاں! مدحتِ محمد مصطفیٰ کے طفیل اپنا مقالہ بھی معتبر ٹھہرے، تو ان کے کرم سے کچھ بعید نہیں ہے---

اللہ تعالیٰ اس کاوش کو اپنی اور اپنے حبیب مکرم (جل جلالہ و ﷺ) کی بارگاہ بے کس پناہ میں شرف قبولیت سے سرفراز فرمائے، اسے نافع و مقبولِ خاص و عام بنائے اور مصنف و قارئین کو عافیت دارین اور شفاعت مصطفیٰ ﷺ سے شاد فرمائے---

آمِین بِجَاہِ طٰہٰ و یٰسٓ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی وَسلّم عَلَیہ
وعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجمَعِین

(صاحبزادہ) محمد محبّ اللہ نوری
یکم محرم الحرام ۱۴۴۰ھ
۱۲ رستمبر ۲۰۱۸ء

عنوانات

حسنِ ترتیب

● اربعینِ ختم نبوت 651

سوال و جواب

سَیِّدِی یَا أَبَا الْبَتُولِ سُؤَالٌ
مِنْ فَقِیْرٍ جَوَابُہُ الْاِعْطَاءُ

میرے آقا، سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بابا جان! (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)
فقیر کا ایک سوال ہے جس کا جواب عطا ہے۔

علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ

وَالضُّحٰی وَ الَّیْلِ اِذَا سَجٰی

فضا مہکی ، سحر چمکی ، بہاروں پر بہار آئی
رخِ والشّمس نے کی جس گھڑی جلوہ گری اپنی

[نوریؔ]

17

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

محسنِ انسانیت حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کی سیرتِ طیبہ بنی نوعِ انسان کے لیے سراسر ہدایت اور راہبری کا ذریعہ ہے---قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے کھلے الفاظ میں ارشاد فرمایا:

﴿لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ﴾---[۱]

''بے شک تمہاری رہنمائی کے لیے اللہ کے رسول (کی حیات طیبہ) میں خوب صورت نمونہ ہے''---

اور قرآن چوں کہ کتابِ ہدایت ہے، فرمانِ خداوندی ہے:

﴿اِنَّ ھٰذَا الْقُرْآن یَھْدِیْ لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ﴾---[۲]

''بے شک یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے''---

لہٰذا اس میں سیرتِ طیبہ کے جملہ گوشوں کو سمو دیا گیا--- راز دانِ نبی، محبوبہ محبوب خدا، ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ---[۳]

''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلق قرآن تھا''---

یعنی فطرتاً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کی اٹھان اور آپ کی ہر ہر ادا احکام قرآنیہ کے مطابق تھی--- سیرت کو اگر جامع عبارت میں بیان کیا جائے تو متن قرآن ہوگا اور اگر آیات قرآنی سیرتِ انسانی میں متشکل ہوں تو وہ آپ کی سیرتِ طیبہ کہلائے گی--- گویا قرآن، سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مدح مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جامع کتاب ہے--- ارشادِ ربانی ہے:

﴿إِنَّهُ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ﴾---[۴]

''بے شک یہ قرآن آپ کا ذکر ہے اور آپ کی قوم کا ذکر ہے اور باعثِ شرف ہے''---

قرآن کریم میں جہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیگر اوصاف حمیدہ کا تذکرہ ہے، وہیں اللہ رب العزت نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے مختلف مراحل کو بھی بڑے حسین پیرائے میں بیان فرمایا ہے--- کہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوّل الخلق ہونے کا اعلان فرمایا:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ۝﴾---[۵]

''اور ہم نے تمھیں نہیں بھیجا مگر رحمت سارے جہانوں کے لیے''---

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمت ہیں، ساری کائنات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت کی محتاج ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محتاج الیہ اور ظاہر ہے کہ محتاج الیہ محتاج سے پہلے ہوتا ہے، تو لازم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کائنات کے ذرّہ ذرّہ سے پہلے عالمِ وجود میں آئیں---

نورِ مصطفیٰ ﷺ

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے نبی محمد مصطفیٰ ﷺ کے نور کو پیدا فرمایا، جیسا کہ امام عبدالرزاق سندِ صحیح کے ساتھ حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، آپ فرماتے ہیں:

سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ اَوَّلِ شَيْئٍ خَلَقَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى ؟ فَقَالَ هُوَ نُوْرُ نَبِيِّكَ يَا جَابِرُ...... (الحديث)---[٦]

''میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کون سی چیز پیدا فرمائی، تو آپ ﷺ نے فرمایا:
اے جابر! وہ تیرے نبی کا نور ہے............''---

اللہ تعالیٰ عزوجل نے قرآن کریم میں آپ ﷺ کی نورانیت کا متعدد مقامات پر اظہار فرمایا، مثلاً:

1 ﴿قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَ كِتَابٌ مُبِيْنٌ o﴾---[٧]

''بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب''---

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں:

اِنَّ الْمُرَادَ بِالنُّوْرِ مُحَمَّدٌ وَ بِالْكِتٰبِ الْقُرْآنُ---[٨]

''بلاشبہ نور سے مراد محمد (ﷺ) ہیں اور کتاب سے مراد قرآن کریم ہے''---

اور جو لوگ کہتے ہیں کہ نور اور کتاب دونوں سے مراد قرآن کریم ہے، ان کا یہ قول ضعیف ہے:

لِاَنَّ الْعَطْفَ يُوْجِبُ الْمُغَايَرَةَ بَيْنَ الْمَعْطُوْفِ وَ الْمَعْطُوْفِ عَلَيْهِ---[٩]

''اس لیے کہ (نور اور کتاب کے درمیان واؤ عاطفہ ہے اور) عطف، معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان مغایرت ثابت کرتا ہے''---

علامہ اسمٰعیل حقی اس آیت کی تشریح میں رقم طراز ہیں:

سَمَّی الرَّسُوْلَ نُوْرًا لِاَنَّ اَوَّلَ شَيْئٍ اَظْهَرَهُ الْحَقُّ بِنُوْرِ قُدْرَتِهٖ مِنْ ظُلْمَةِ الْعَدَمِ كَانَ نُوْرَ مُحَمَّدٍ ﷺ كَمَا قَالَ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ---[۱۰]

''اللہ تعالیٰ عزوجل نے رسول کریم ﷺ کا نام نور رکھا کیوں کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے نورِ قدرت سے سب سے پہلے ظاہر فرمایا، وہ نورِ محمد ﷺ ہے، جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا''---

2 ﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًاۙ وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا﴾---[۱۱]

''اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی)! بے شک ہم نے تمھیں بھیجا حاضر، ناظر اور خوش خبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب''---

ان آیات میں اللہ تعالیٰ حضور سراپا نور ﷺ کی عظمتیں بیان کرتے ہوئے انھیں سراج منیر اور آفتاب عالم تاب قرار دیا---

میثاقِ انبیاء

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں عالمِ ارواح میں میلادِ مصطفیٰ کے

عظیم الشان اجلاس کی روداد بیان فرمائی:

﴿وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ۝﴾---[۱۲]

''اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا، جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں، پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ (عظمت والا) رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے، تو ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا---فرمایا، کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا؟ سب نے عرض کی، ہم نے اقرار کیا---فرمایا، تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں''---

طہارتِ نسبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اللہ جل مجدہ نے اپنی کتاب لاریب میں نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طیب و طاہر، ایمان دار آباء و امہات میں منتقل ہونے کا تذکرہ فرمایا:

﴿الَّذِیْ یَرٰىكَ حِیْنَ تَقُوْمُ ۝ وَ تَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ ۝﴾---[۱۳]

''اللہ تعالیٰ آپ کو حالت قیام میں بھی ملاحظہ فرماتا ہے اور اس وقت بھی ملاحظہ فرما رہا تھا، جب آپ کا نور سجدہ کرنے والوں میں پشت ہا پشت منتقل ہو رہا تھا''---

علامہ زرقانی اس آیت کا مطلب یوں بیان کرتے ہیں:

اِنَّہٗ کَانَ یَنْتَقِلُ نُوْرُہٗ مِنْ سَاجِدٍ اِلٰی سَاجِدٍ---[۱۴]

''آپ ﷺ کا نور ایک سجدہ کرنے والے سے دوسرے سجدہ کرنے والے کی طرف منتقل ہوتا رہا''---

اس آیت سے واضح ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ تک آپ کے تمام آباء و اجداد مومن موحد تھے---حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، حضور ﷺ نے فرمایا:

لَمْ اَزَلْ اُنْقَلُ مِنْ اَصْلَابِ الطَّاهِرِیْنَ اِلٰی اَرْحَامِ الطَّاهِرَاتِ---[۱۵]

''میں ہمیشہ پاکیزہ پشتوں سے پاکیزہ رحموں کی طرف منتقل ہوتا رہا ہوں''---

''طاہر'' ایمان دار ہوتے ہیں جب کہ مشرک سراسر نجس ہیں، قرآن کریم میں ہے:

﴿اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ﴾---[۱۶]

''تمام مشرک سراپا ناپاک ہیں''---

امام بخاری سند صحیح کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بُعِثْتُ مِنْ خَیْرِ قُرُوْنِ بَنِیْ آدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰی كُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِیْ كُنْتُ فِیْهِ---[۱۷]

''میں ہر زمانے کے بہترین لوگوں میں منتقل ہوتا رہا، یہاں تک کہ جس زمانہ میں میں اب ہوں، اس زمانے کے بھی بہترین لوگوں میں مجھے بھیجا گیا''---

حالانکہ کافر بہترین نہیں ہو سکتا، بلکہ ایمان دار بہترین ہیں، جیسا کہ ارشاد

باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ﴾---[۱۸]

''بے شک مسلمان غلام (بھی) مشرک سے اچھا ہے''---

اور کافروں کے بارے میں فرمایا:

﴿أُولٰئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ۝﴾---[۱۹]

''کفار و مشرکین مخلوق میں سب سے بدتر ہیں''---

تو ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کے سلسلہ نسب میں تمام آباء و امہات طیب و طاہر، موحد و مومن اور عابد و ساجد ہیں--- اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام (بلکہ آپ ﷺ کے ہر والد) کی اور آپ ﷺ کی قسم ذکر فرمائی:

﴿وَ وَالِدٍ وَّ مَا وَلَدَ۝﴾---[۲۰]

''اور قسم ہے تمہارے باپ ابراہیم کی اور اولاد کی کہ تم ہو''---[۲۱]

نعمتِ عظمیٰ

ان جملہ مراحل کے بعد اب ظہورِ نور کا وقت قریب آیا، حضور ﷺ کی اس عالمِ آب و گل میں تشریف آوری کوئی معمولی واقعہ نہ تھا--- یہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت تھی، اتنی عظیم نعمت کہ نعمتوں کے خالق نے یہ نعمت دے کر احسان جتاتے ہوئے فرمایا:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ﴾---[۲۲]

''بے شک اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں

انھیں میں سے ایک رسول بھیجا'' ---

بے دیکھے فدا ہے ہر کوئی

اس نعمتِ عظمیٰ کے حصول کے لیے پہلی امتیں بے قرار رہیں، اس کے دیدار کی امیدوار بن کر سراپا انتظار رہیں اور یہ عاشق لوگ --- میلادِ نبوی کا انتظار کرنے والے لوگ --- دمِ نزع، پس ماندگان کو وصیت کر جاتے ہیں کہ اگر قسمت یاوری کرے اور تمہاری زندگی میں وہ آقا تشریف لے آئیں تو آپ ﷺ کی خدمت میں ہمارا اسلامِ شوق پہنچانا اور عرض کرنا:

ما در اشتیاق تو جاں دادیم و با یماں تو از عالم رفتیم --- [۲۳]

''حضور! وہ آپ سے ایمان کے اقرار اور زیارت و ملاقات کے اشتیاق کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہو گئے'' ---

ایک حیرت انگیز تاریخی واقعہ

اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ حضور ﷺ کے میلاد کے منتظر کون کون سے اہلِ محبت کس کس روپ میں انتظار کرتے رہے --- بعض عاشقوں کی کیفیات کے اشارے متعدد روایات میں ملتے ہیں --- کچھ ایسے بھی تھے جو مراقبہ میں بیٹھ کر آپ ﷺ کی ولادتِ پاک کے انتظار میں یوں محو ہو گئے کہ وقت گزرنے کا احساس تک باقی نہ رہا --- پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے درجِ ذیل تاریخی واقعہ نقل کیا ہے:

''۱۰۰۰ھ میں ہندوستان میں ایک محیر العقول واقعہ پیش آیا، واقعہ تاریخی ہے اور شیخ فرید بھکری مؤرخ نے لکھا ہے کہ راوی مرزا محمد سعید جس نے یہ واقعہ آنکھوں سے دیکھا، ایسا سچا ہے کہ اس کی صداقت پر شک کرنا بھی گناہ سمجھتا ہوں--- اگر ایسا ہے تو پھر اس واقعہ میں شک وشبہہ کی گنجائش نہیں، یہ واقعہ کیا ہے، ہزار برس گزر جانے کے بعد سرکارِ دوعالم ﷺ کی یاد اس طرح تازہ کی گئی کہ دنیا والے اس طرف دیکھنے لگیں اور ایک ایک کا منہ تکنے لگیں۔

واقعہ یہ ہے کہ گورنرِ لاہور قلیچ محمد خان کی جون پور کے علاقے میں ایک زمین تھی، جب مکان تعمیر کرنے کے لیے اس کو کھودا گیا تو اچانک ایک کلس نکلتا نظر آیا--- اور کھودا گیا تو ایک گنبد نظر آیا--- اور کھودا گیا تو پورا گنبد نکل آیا--- کھودتے کھودتے ایک ہفتہ گزر گیا، دن رات کھدائی ہوتی گئی، یہاں تک کہ گنبد کا دروازہ بھی نکل آیا--- دروازہ کا قفل ایک من وزنی تھا، توڑا گیا، دورازہ کھولا گیا، کیا دیکھتے ہیں کہ ایک دھان پان سا آدمی ہڈیوں کی مالا، آلتی پالتی بیٹھے مراقب ہے--- سر جھکائے ہے---غل شور کی آواز سن کر سر اٹھایا اور ہندی زبان میں کچھ سوالات کیے--- آخری سوال یہ کیا:

''کیا خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ عرب میں ظاہر ہوگئے؟''---

جواب دیا گیا:

''ہزار سال ہوئے، آپ ﷺ تشریف لائے اور پردہ فرما گئے''---[۲۴]

پھر اس نے کہا، مجھے نکالو--- نکالا گیا، باہر خیموں میں رکھا گیا، وہ مسلمانوں کی طرح نماز پڑھتا رہا، چھ ماہ بعد اس نے انتقال کیا---

یہ شخص کون تھا؟--- کب سے یہاں سر جھکائے بیٹھا تھا؟---
سوالات سے تو یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ہزاروں برس سے اس خلوت خانے میں
محفوظ تھا"---[۲۵]

گویا یہ عاشقِ صادق، میلادِ مصطفیٰ ﷺ کی اہمیت کے ساتھ ساتھ عظمتِ مصطفیٰ ﷺ اور ذکرِ مصطفیٰ ﷺ عالم آشکارا کر گیا---

سہانی گھڑی

الغرض، میلادِ مصطفیٰ ایک عظیم نعمت اور خصوصی اہمیت کا حامل تھا، اس لیے جب ولادتِ سرکار کا زمانہ قریب آیا، رات چاہتی ہے یہ سعادت مجھے نصیب ہو، دن چاہتا ہے آپ ﷺ کی ولادت دن کو ہو، اور یہ سعادت میرے حصے میں آئے--- میرا وجدان یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی منشا یہ ہوئی کہ خوشی کے اس موقع پر نہ رات مایوس ہو، نہ دن محروم رہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو رات اور دن کے ایسے حسین سنگم پہ بھیجا کہ ولادت کی رات آپ ﷺ کی نسبت سے مبارک قرار پائے اور دن بھی آپ ﷺ کے حوالے سے یومِ عید بن جائے--- رات اپنی سیاہ زلفیں بکھیر کر جا رہی تھی اور دن اپنے اجالوں اور پوری تابانیوں کے ساتھ آ رہا تھا، ایسی سہانی گھڑی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو ظاہر فرمایا اور قرآنِ کریم میں وقتِ ولادت کو محفوظ کر دیا---فرمایا:

﴿وَ الضُّحٰى ۝ وَ الَّیْلِ اِذَا سَجٰى ۝﴾---[۲۶]

"قسم ہے (بارہ ربیع الاول کے) چمکتے ہوئے دن کی اور قسم ہے سیاہی بکھیر کے جانے والی رات کی"---

معروف سیرت نگار علامہ علی بن برہان الدین حلبی رقم طراز ہیں:

وَ أَقْسَمَ اللّٰہُ بِلَیْلَۃِ مَوْلِدِہٖ ﷺ فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی وَ الضُّحٰی وَ اللَّیْلِ...... --- [۲۷]

''اللہ تعالیٰ نے 'و الضحٰی و اللیل' میں حضور ﷺ کے میلاد کی رات کی قسم بیان فرمائی'' ---

یہی بات بعض مفسرین کے حوالے سے سید احمد زینی دحلان [۲۸] نے بھی ذکر کی ہے ---

بعض نے ﴿وَ اللَّیْلِ﴾ سے شبِ معراج مراد لی ہے [۲۹] میلاد ہو یا معراج، ذکر بہر حال حضور ﷺ ہی کا ہے ---

اللہ عز و جل نے ﴿وَ الضُّحٰی﴾ کو مقدم کیا، کہ آنے والا محبوب کفر و شرک کی شبِ دیجور کو ختم کر کے حق کا نور پھیلانے والا ہے --- نہ صرف باطنی اور روحانی طور پر بلکہ ظاہری تاریکیوں کو بھی اجالوں میں بدلنے والا ہے ---

چنانچہ ۱۲/ ربیع الاوّل، عام الفیل/ ۲۲/ اپریل ۵۷۱ھ، چار بج کر بیس منٹ پر جب حضور نورٌ علیٰ نور ﷺ تشریف لائے، کائنات نور سے معمور ہو گئی اور:

﴿وَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا﴾ --- [۳۰]

''زمین اپنے رب کے نور سے جگمگا اٹھی'' ---

کا حسین منظر تھا --- اس نور خدا کی جلوہ گری پر سورج کو نئی آب و تاب عطا کی گئی:

اُلْبِسَتِ الشَّمْسُ یَوْمَئِذٍ نُوْرًا عَظِیْمًا --- [۳۱]

''صبح ولادت، سورج کو عظیم نور کا لباس پہنایا گیا (یعنی اس کا نور بڑھا دیا گیا)'' ---

آخر کار کفر و شرک کی شب دیجور ختم ہوئی اور ایک نورانی صبح نو کا آغاز ہوا:

سر صبح سعادت نے گریباں سے نکالا
ظلمت کو ملا عالم امکاں سے نکالا
اُس ماہ نے جب مہر سے کی جلوہ نمائی
تاریکیوں کو شامِ غریباں سے نکالا
یہ گردن پُرنور کا پھیلا ہے اجالا
یا صبح نے سر ان کے گریباں سے نکالا [۳۲]

آپ ﷺ کی آمد کا اعلان بایں الفاظ کیا گیا:

﴿قَدْ جَاءَ كُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ﴾---[۳۳]

''بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا''---

اللہ تعالیٰ عزوجل نے حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کی نورانی اور سہانی گھڑی کی عظمت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَالضُّحٰی﴾---

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

وَالضُّحٰی---ایک اور ایمان افروز تفسیر

اس آیتِ مبارکہ کی ایک اور ایمان افروز تفسیر اہلِ محبت کے لیے سرمایۂ جان ہے---محدث کبیر حضرت ملا علی قاری رحمہ الباری اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں اپنی تحقیق کا ماحصل یوں بیان کرتے ہیں:

اِنَّ الضحٰی اِیماءٌ اِلٰی وَجھہ ﷺ کَمَا ان فی اللیل اِشْعَارًا اِلٰی

شَعْرِہ عَلَیہِ الصَّلوٰۃ و السَّلام---[۳۴]

''الضحٰی' سے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرۂ انور اور'اللیل' سے آپ کی زلفیں مراد ہیں''---

مفسرِ قرآن حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ، خزائن العرفان شریف میں رقم طراز ہیں:

''بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ'وَ الضُّحٰی' اشارہ ہے نورِ جمالِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف اور'وَ الَّیْلِ' کنایہ ہے حضور پُرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گیسوئے عنبریں سے''---[۳۵]

اے کہ شرحِ و الضحٰی آمد جمالِ روئے تو
نکتۂ و الیل وصفِ زلفِ عنبر بوئے تو
اے کہ ترا جمال ہے زینتِ بزمِ کائنات
دونوں جہاں کی نعمتیں ہیں تیرے حسن کی زکوٰۃ

خلاقِ کائنات نے صرف'وَ الضُّحٰی' کہہ کر ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حسنِ عالم تاب کی قسم یاد نہیں فرمائی بلکہ کہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روئے انور کی تابانیوں کو سورج سے تشبیہ دے کر فرمایا:

﴿وَ الشَّمْسِ وَ ضُحٰهَا﴾---[۳۶]

''سورج اور اس کی روشنی کی قسم''---

ہے کلامِ الٰہی میں شمس و ضحٰی، تیرے چہرۂ نور فزا کی قسم
قسمِ شبِ تار میں راز یہ تھا، کہ حبیب کی زلفِ دوتا کی قسم

اور کہیں آپ کے رخِ زیبا کو فجر کے اجالے سے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گیسو، حسین پلکوں، پاکیزہ ابروؤں اور مبارک داڑھی اور مونچھوں کو رات کی سیاہی سے تعبیر دے کر فرمایا:

﴿وَالْفَجْرِ ۝ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۝﴾---[۳۷]

''اس صبح کی قسم اور دس راتوں کی قسم''---

اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حقیقت کو کس عمدہ پیرائے میں بیان کیا:

شب، لحیہ و شارب ہے رخِ روشن دن
گیسو دو شبِ قدر و براتِ مومن
مژگان کی صفیں چار ہیں، دو ابرو ہیں
وَالْفَجْر کے پہلو میں لَیَالٍ عَشْر [۳۸]

کوئی مثل نہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دی

یہی وہ چہرۂ انور ہے کہ دیکھنے والے دیکھ کے پکار اٹھے:

لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم---[۳۹]

''ایسا پیکرِ حسن و جمال نہ کبھی پہلے دیکھا، نہ بعد میں دیکھا گیا''---

حسن ہے بے مثل، صورت لاجواب
میں فدا، تم آپ ہو اپنا جواب [۴۰]

شاعر دربارِ رسالت حضرت سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ یوں گویا ہوئے:

مَتٰى يَبْدُ فِي اللَّيْلِ الْبَهِيْمِ جَبِيْنُهٗ
يَلُحْ مِثْلَ مِصْبَاحِ الدُّجٰى الْمُتَوَقِّدِ [۴۱]

''جب اندھیری رات میں آپ کی پیشانی نمایاں ہوتی ہے تو روشن چراغ کی طرح چمکا کرتی ہے''---

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، چاندنی رات تھی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرخ

(دھاری دار) حلہ پہنے لیٹے ہوئے تھے، میں کبھی چاند کو دیکھتا اور کبھی حضور ﷺ کے چہرۂ انور کو تکتا:

فَلَهُوَ عِنْدِيْ اَحْسَنُ مِنَ الْقَمَرِ---[۴۲]

''بالآخر میرا یہی فیصلہ تھا کہ آپ ﷺ یقیناً چاند سے حسین تر ہیں''---

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

ایک مرتبہ پچھلی رات کو میں سلائی کر رہی تھی، سوئی میرے ہاتھ سے گر گئی، تلاش کے باوجود نہ ملی، اسی اثنا میں حضور ﷺ تشریف لے آئے:

فَتَبَيَّنَتِ الْاِبْرَةُ بِشُعَاعِ نُوْرِ وَجْهِهٖ---[۴۳]

''تو آپ کے چہرۂ انور کے نور کی شعاع سے سوئی ظاہر ہوگئی''---

مولانا حسن رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

سوزنِ گم شدہ ملتی ہے تبسم سے ترے
شام کو صبح بناتا ہے اجالا تیرا [۴۴]

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنا مشاہدہ یوں بیان کرتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ شَيْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِيْ فِيْ وَجْهِهٖ---[۴۵]

''میں نے آپ ﷺ سے زیادہ حسین اور خوب صورت کسی اور کو نہیں دیکھا، یوں معلوم ہوتا کہ آفتاب آپ ﷺ کے چہرۂ انور میں چمک رہا ہے''---

یہ جو مہر و مہ پہ ہے اطلاق آتا نور کا
بھیک تیرے نام کی ہے، استعارہ نور کا [۴۶]

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضور ﷺ کے حسن و جمال کا منظر یوں پیش کرتے ہیں:

لَمْ یَکُنْ لِلنَّبِیِّ ﷺ ظِلٌّ وَلَمْ یَقُمْ مَعَ الشَّمْسِ قَطُّ اِلَّا غَلَبَ ضَوْءُہٗ ضَوْءَ الشَّمْسِ وَلَمْ یَقُمْ مَعَ سِرَاجٍ قَطُّ اِلَّا غَلَبَ ضَوْءُہٗ ضَوْءَ السِّرَاجِ---[۴۷]

''حضور ﷺ کا سایہ نہ تھا، جب کبھی آپ ﷺ سورج کے سامنے کھڑے ہوتے تو آپ ﷺ کے چہرۂ پاک کی چمک سورج کی چمک پر غالب رہتی اور آپ ﷺ کے سامنے چراغ کی روشنی ماند پڑ جاتی''---

وہ کمالِ حسنِ حضور ہے، کہ گمانِ نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے، یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

حضور ﷺ کے انوار و تجلیات کی عظمت و نورانیت سمجھنے کے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے:

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آرزوئے دید

حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ و السلام کو اللہ تعالیٰ نے شرفِ ہم کلامی سے نوازا تھا--- لذت و حلاوتِ کلام سے آپ میں حسن الوہیت کے جلووں کو تکنے کی شدید تڑپ پیدا ہوئی تو بارگاہ الٰہی میں عرض کی:

﴿رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْكَ﴾---

''اے میرے رب! مجھے اپنا دیدار کرا کہ میں تجھے دیکھ سکوں''---

ارشاد فرمایا:

﴿لَنْ تَرٰىنِیْ﴾---

''تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا''---

ہاں، البتہ اس پہاڑ کی طرف دیکھ، یہ اگر اپنے مقام پر قائم رہا پھر عنقریب تو مجھے دیکھ سکے گا--- اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے پہاڑ پر تجلی ڈالی اور یہ تجلی سوئی کے سوراخ کے ننانویں حصے کے برابر تھی [۴۸]:

﴿فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّ خَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا﴾---[۴۹]

''جب تجلی ڈالی ان کے رب نے پہاڑ پر تو اسے پاش پاش کر دیا اور موسیٰ (علیہ السلام) بے ہوش ہو کر گر پڑے''---

پہاڑ کی کیا مجال تھی، صفت الٰہی کے ان جلووں کی تاب لا سکتا--- پہاڑ کا وہ حصہ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے تھے، ریزہ ریزہ ہو گیا---

پہاڑ پر پڑنے والی صفاتی تجلیات کی انعکاسی شعاعیں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر پڑیں تو آپ کافی دنوں تک وجدانی کیفیت سے سرشار رہے--- ان تجلیات کا ایک اثر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نگاہوں پر ہوا اور ایک اثر آپ کے چہرے پر ہوا---

نگاہوں پر اس جلوے کی یہ تاثیر ہوئی:

كَانَ يُبْصِرُ النَّمْلَةَ عَلَى الصَّفَا فِي اللَّيْلَةِ الظَّلْمَاءِ مَسِيْرَةَ عَشَرَةِ فَرَاسِخَ---[۵۰]

''آپ اندھیری رات میں دس فرسخ (تیس میل) کی مسافت سے پتھر پر چیونٹی کو دیکھ لیتے تھے''---

نکتہ

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے صرف انعکاسی تجلی کا مشاہدہ کیا تو آپ کی فراخی نظر

اور قوتِ مشاہدہ کا یہ عالم ہو گیا---تو حضور ﷺ کی قوتِ مشاہدہ اور وسعتِ علم کا کیا عالم ہو گا؟ جنھوں نے صفت الٰہی ہی نہیں بلکہ عین ذات کا بھی مشاہدہ فرمایا---

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چہرہ کی نورانیت

صفاتی تجلی سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چہرہ کی نورانیت کا یہ حال ہو گیا کہ کسی شخص کو آپ کے رُخ انور کی زیارت کرنے کی ہمت نہ رہی--- علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

مَكَثَ مُوْسٰى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً لَا يَنْظُرُ اِلَيْهِ اَحَدٌ اِلَّا مَاتَ مِنْ نُوْرِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ---[۵۱]

''چالیس دن تک موسیٰ علیہ السلام کی یہ حالت رہی کہ جو شخص آپ کو دیکھتا، جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا''---

عارف کامل حضرت مولانا روم قدس سرہ العزیز نے بھی اس واقعہ کو بڑی تفصیل سے تحریر کیا ہے---مثنوی شریف اور اس کی شروح کی روشنی میں اس کا مفہوم کچھ یوں ہے کہ تجلی طور کے بعد آپ کے چہرۂ پاک کے انوار و تجلیات دیکھنے کی کسی کو تاب نہ تھی:

یوسف و موسیٰ زحق بردند نور
در رخ و رخسار و در ذات الصدور
نور رویش آں چناں بردے بصر
کہ زمرد از دو دیدہ مار کر

''حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ایسی نورانیت عطا کی تھی کہ ان کا چہرہ، رخسار اور دل نور نور ہو گئے---

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چہرے کا نور دیکھنے سے آنکھیں اندھی ہو جاتی تھیں،

جیسے ایک مخصوص سانپ 'مارکر' زمرد پتھر کو دیکھتے ہی اندھا ہو جاتا ہے''---

نقاب

حضرت موسیٰ علیہ السلام 'صعقہ طور' کے بعد واپس جانے لگے تو وحی آئی:

موسیٰ! اب تیرا چہرہ، تیرا چہرہ نہیں، اس پر ہمارا صفاتی جلوہ پڑ گیا ہے،

اب بغیر برقع کیے لوگوں کے سامنے نہ جانا---

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سوچا کہ برقع کس چیز کا بنایا جائے؟--- پہاڑ کا حشر تو پہلے دیکھ چکے تھے، لوہے کا ٹکڑا سامنے کیا تو لوہا پگھل گیا---عرض کی:

الٰہی! اب کس چیز کا نقاب اوڑھوں؟---

او زحق درخواستہ تا توبرہ

گردد آں نور قوی را ساترہ

''انھوں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ ایسا نقاب بتائے جو اس قوی نور کو چھپانے کا ذریعہ بن سکے''---

نورِ خداوندی کے جلووں کو نہ پتھر برداشت کر سکتا ہے، نہ لوہا--- اے موسیٰ! اپنے جسم سے مس ہونے والی چادر کا نقاب بنا لے، وہ نہیں جلے گا---

توبرہ، گفت از گلیمت ساز ہیں

کاں لباس عارفے آمد امیں

''اپنی کملی کا نقاب بنا لو، کیوں کہ وہ عارف کا لباس ہے، وہی میرے جلووں کا امین ہو سکتا ہے''---

مَا وَسِعَنِیْ اَرْضِیْ وَلَا سَمَائِیْ وَلٰکِنْ یَسَعُنِیْ قَلْبُ عَبْدِیْ

اَلْمُؤْمِنِ---[۵۲]

''زمین و آسمان کی وسعتیں مجھے نہیں سما سکتیں، البتہ بندۂ مومن کا دل میرے جلووں کا متحمل ہوسکتا ہے''---

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی چادر کا نقاب بنالیا---گھر پہنچے تو اہلیہ حیران رہ گئیں اور عرض کی:

مجھ سے بھی پردہ؟---　　فرمایا، ہاں---

اللہ اللہ! ایک وقت تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آرزوئے دید کی تو جواب آیا ﴿لَنْ تَرَانِیْ﴾ 'موسیٰ! تم مجھے نہیں دیکھ سکتے' اور اب کیفیت یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام زبان حال سے کہہ رہے ہیں کہ تم مجھے نہیں دیکھ سکتے---

حضرت صفورا کی تمنا

آپ کی اہلیہ محترمہ حضرت صفورا رضی اللہ عنہا کو جب تفصیل معلوم ہوئی تو آپ مچل مچل گئیں اور عرض کی، نقاب ہٹا کر اپنا دیدار کرائیں تا کہ خصوصی جلووں کا مشاہدہ کرسکوں---حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سمجھایا کہ آنکھیں جل جائیں گی، تم دیکھ نہ سکوگی---عرض کی، آنکھ جاتی ہے تو چلی جائے، انوارِ الٰہیہ کی جھلک تو دیکھ لوں---میں ایک آنکھ پر ہاتھ دے لیتی ہوں اور ایک آنکھ سے زیارت کرلوں گی---حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نقاب ہٹایا تو حضرت صفورا کی آنکھ جل گئی مگر انوار و تجلیات کی جھلک دیکھ کر بے خود ہوگئیں اور آرزو کی کہ ایک مرتبہ پھر دیدار کرادیں، ان جلووں پر دوسری آنکھ بھی قربان ہے:

در ہوا و عشق آں نور رشاد
خود صفورا ہر دو دیدہ باد داد

''اس نور ہدایت کے عشق و محبت سے خود حضرت صفورا رضی اللہ عنہا نے دونوں آنکھیں قربان کر دیں''---

خواتین میں سے کسی نے کہا، صفورا! تمہاری آنکھیں کتنی خوب صورت تھیں، افسوس کہ ضائع ہو گئیں--- آپ نے کہا، مجھے آنکھیں ضائع ہونے کا افسوس نہیں، حسرت اس بات پر ہے کہ دو ہی آنکھیں تھیں، کاش میری لاکھ آنکھیں ہوتیں، دیدار کرتی اور آنکھیں قربان کرتی چلی جاتی---

گفت حسرت می خورم کہ صد ہزار
دیدہ بودے تا ہمی کردم نثار

اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے حضرت صفورا کے جذبۂ محبت اور آپ کی قلبی آرزو کی بنا پر ان کی آنکھیں لوٹا دیں اور ان میں تاب نظارہ کی صلاحیت ودیعت فرما دی--- کوئی دوسرا موسیٰ علیہ السلام کی زیارت کرے تو آنکھ جل جائے مگر حضرت صفورا زیارت کریں تو آنکھیں سلامت رہیں گی---[۵۳]

انوار و تجلیاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر صفاتی تجلی کی انعکاسی شعاعوں سے چہرے کی نورانیت کا یہ عالم تھا تو سید الانبیاء والمرسلین حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے رخ انور کے انوار و تجلیات کی کیا کیفیت ہو گی؟ جنھوں نے تجلی ہی نہیں، تجلی والے کو دیکھا--- صفت ہی نہیں، عین ذات کا مشاہدہ کیا--- اور اللہ تعالیٰ کو اس شان سے دیکھا کہ دکھانے والے نے بھی داد دی اور فرمایا:

﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰی﴾---[۵۴]

''آنکھ کسی طرف پھری، نہ حد سے بڑھی'' ---

موسیٰ ز ہوش رفت بیک پرتو صفات
تو عین ذات می نگری و در تبسمی

بلکہ حضور ﷺ تو اللہ تعالیٰ کے مظہر اوّل اتم واکمل اور جامع تجلیاتِ ذات وصفات ہیں، جسے جمال ازلی نے اپنا آئینہ خاص بنایا --- آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

مَنْ رَآنِی فَقَدْ رَأَی الْحَقَّ --- [۵۵]

''جس نے مجھے دیکھا اس نے حق کو دیکھا'' ---

ملا علی قاری رحمہ الباری اس حدیث شریف کی تشریح میں رقم طراز ہیں:

نَعَمْ یَصِحُّ اَن یُرادَ بہ الحَقُّ سُبْحَانہ عَلٰی تَقْدِیر مضاف اَیْ رَأَی مَظْھَرَ الْحَقِّ اَوْ مُظْھِرَہٗ --- [۵۶]

''ہاں یہ بھی درست ہے کہ یہاں 'الحق' سے اللہ تعالیٰ کی ذات مراد لی جائے، اس صورت میں مضاف محذوف ہوگا، یعنی جس نے مجھے دیکھا اس نے ذات الٰہی کے مظہر کو دیکھا'' ---

خدا جانے کہ اس نے اپنے محبوب ﷺ کے رخ زیبا کو کتنے حجابات سے مستور کر کے مبعوث فرمایا، ورنہ کسی کو تاب نظارہ نہ ہوتی ---

عارف باللہ شیخ عبدالرحمٰن عیدروس (م ۱۱۹۲ھ) لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے حسن وجمال کو ہیبت اور وقار سے پوشیدہ کر دیا تھا تاکہ آپ کی زیارت ممکن ہو سکے ---

(ہاں بعض اوقات سرکار ابد قرار ﷺ خصوصی انوار کا اظہار فرماتے، جیسا کہ) حضرت سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَمَّا نَظَرْتُ اِلٰی اَنْوَارِہٖ ﷺ وَضَعْتُ کَفِّیْ عَلٰی عَیْنَیَّ خَوْفًا مِنْ ذِھَابِ بَصَرِیْ --- [۵۷]

''جب میں نے حضور ﷺ کے انوار کی طرف دیکھا تو اپنی آنکھوں پر ہتھیلی رکھ دی، اس خوف سے کہ کہیں میری بینائی نہ جاتی رہے''---

انہی حجابات کی وجہ سے کچھ لوگوں کو حضور ﷺ کا مقام سمجھنے میں غلط فہمی ہوئی---
علامہ ملا علی قاری بعض صوفیہ کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

اَکْثَرُ النَّاسِ عَرَفُوْا اللّٰہَ عَزَّ وَ جَلَّ وَ مَا عَرَفُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ لِاَنَّ حِجَابَ الْبَشَرِیَّۃِ غَطّٰی اَبْصَارَھُمْ---[۵۸]

''اکثر لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا مگر حضور ﷺ کو نہ پہچان سکے، کیوں کہ بشریت کے پردوں کی وجہ سے ان کی نگاہیں حضور ﷺ کے جلووں تک رسائی نہ پا سکیں''---

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''اس مفیض کریم پر بجمال رحمت و کمال عظمت ستر ہزار پردہائے ہیبت و جلال ڈالے گئے ہیں کہ چشم عالمیاں اس کے ادراک سے دور و مہجور رہے، اَلْعَظَمَۃُ لِلّٰہِ، اگر حجاب اٹھا دیں، عالم کی کیا جان کہ اس کی تجلیات کی تاب لا سکے، جہان و جہانیان ایک جھلک میں جل کر خاک ہوں''---[۵۹]

جمالِ یوسفی اور جمالِ محمدی

حضرت ابونعیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام (حضور ﷺ کے علاوہ) جملہ انبیاء و رسل بلکہ تمام مخلوق سے زیادہ حسین و جمیل تھے، مگر اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کو وہ حسن و جمال عطا ہوا جو کسی اور کے حصہ میں نہیں آیا:

وَلَمْ یُؤْتَ یُوْسُفُ اِلَّا شَطْرَ الْحُسْنِ وَ اُوْتِیَ نَبِیُّنَا ﷺ

جَمِیْعُ خِصَالِہٖ---[۶۰]

''حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کو حسن و جمال کا ایک جز ملا تھا جب کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حسن کل عطا فرمایا گیا''---

حسن یوسف کی بڑی شہرت ہے کہ مصر کی عورتوں نے جمالِ یوسف کی ایک جھلک پا کر بجائے پھل کاٹنے کے اپنی انگلیاں کاٹ ڈالیں، مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے بہرہ یاب ہونے والوں پر بظاہر ایسی کیفیت طاری نہ ہوتی---

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے تو انہوں نے براہ راست آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں یہ سوال پیش کیا، تو جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جَمَالِیْ مَسْتُوْرٌ عَنْ اَعْیُنِ النَّاسِ غَیْرَۃً مِنَ اللّٰہِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ لَوْ ظَھَرَ لَفَعَلَ النَّاسُ اَکْثَرَ مِمَّا فَعَلُوْا حِیْنَ رَأَوْا یُوْسُفَ---[۶۱]

''غیرت الٰہی نے میرا جمال لوگوں کی نگاہوں سے مخفی رکھا ہے اور اگر وہ کماحقہٗ آشکار ہو جائے تو لوگوں کی محویت و بے خودی کا حال اس سے کہیں بڑھ جائے جو حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر ہوا کرتا تھا''---

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

لَوَاحِیْ زَلِیْخَا لَو رَأَیْنَ جَبِیْنَہٗ
لَآثَرْنَ بِالْقَطْعِ الْقُلُوْبَ عَلَی الْاَیْدِی [۶۲]

''زلیخا پر انگشت طعن دراز کرنے والی عورتیں اگر اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حسن و جمال دیکھ لیتیں تو انگلیاں کاٹنے کی بجائے دل چیر لینے کو ترجیح دیتیں''---

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں
سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردانِ عرب

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے اس شعر پر حاشیہ میں رقم طراز ہیں:

''اس شعر کے دونوں مصرعوں میں ایک ایک لفظ ایسے تقابل سے ہے کہ مفید تفضیل حضور انور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

۱......وہاں حسن، یہاں نام---

۲......وہاں کٹنا کہ عدم قصد پر دلالت کرتا ہے، یہاں کٹانا کہ قصد وارادہ بتاتا ہے---

۳......وہاں مصر، یہاں عرب کہ زمانۂ جاہلیت میں اس کی سرکشی و خودسری مشہور تھی---

۴......وہاں انگشت، یہاں سر---

۵......وہاں زناں، یہاں مردان---

۶......وہاں انگلیاں کٹیں کہ ایک بار وقوع کو بتاتا ہے، یہاں کٹاتے ہیں کہ استمرار پر دلیل ہے''---[۶۳]

ہاں ہاں! یہی وہ پیکر حسن و جمال ہے جس کے ایک اشارۂ ابرو پر مشتاقان دید جانیں فدا کرنے کو تیار ہیں:

کروں تیرے نام پہ جاں فدا، نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا

دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا، کروں کیا کروروں جہاں نہیں [۶۴]

اور شیخ سعدی شیرازی یوں عرض گزار ہیں:

یک جاں چہ کند سعدیؔ مسکیں کہ دوصد جاں

سازیم فدائے سگ دربان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دیکھنے والوں نے جمال مصطفوی کو جس رنگ میں دیکھا اسی کیفیت کو اپنے لفظوں میں بیان کردیا---کسی نے چاند کہا تو کسی نے سورج، کسی نے پھول سے تعبیر کیا تو کسی نے

قرآنی اوراق سے تشبیہ دی:

سر تا بقدم ہے تنِ سلطانِ زمن پھول
لب پھول، دہن پھول، ذقن پھول، بدن پھول [٦٥]

وہ اگر جلوہ کریں، کون تماشائی ہو

یہ اس حسن عالم تاب کے تذکار ہیں جو ہزاروں پردوں میں مستور ہو کر بھی نورٌ علیٰ نور ہے---اگر ایک پردہ بھی ہٹ جائے تو کسی کو تاب نظارہ نہ رہے:

اُن کے رُخ سے پردہ اٹھ جائے تو پھر معلوم ہو
کس میں کتنی بے خودی ہے، کس کو کتنا ہوش ہے

حضرت شیخ عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَاَنَّ مَجْمُوْعَ نُوْرِہٖ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَوْ وُضِعَ عَلَی الْعَرْشِ لَذَابَ وَلَوْ وُضِعَ عَلَی الْحُجُبِ السَّبْعِیْنَ الَّتِیْ فَوْقَ الْعَرْشِ لَتَهَافَتَتْ وَلَوْ جُمِعَتِ الْمَخْلُوْقَاتُ کُلُّهَا وَوُضِعَ عَلَیْهَا ذٰلِكَ النُّوْرُ الْعَظِیْمُ لَتَهَافَتَتْ وَتَسَاقَطَتْ---[٦٦]

''اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام انوار عرش پر جلوہ ریز ہوں تو عرش پگھل جائے، اگر اسے عرش کے ستر حجابات پر ڈالا جائے تو وہ ریزہ ریزہ ہو کر اون کی طرح اڑنے لگیں اور اگر تمام مخلوقات کو جمع کر کے اس پر آپ کے نور عظیم کی تجلی ڈالی جائے تو ساری مخلوق ریزہ ریزہ ہو کر گر جائے''---

علامہ قرطبی (م ۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ یُظْهَرْ لَنَا تَمَامُ حُسْنِہٖ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لِاَنَّهٗ لَوْ ظَهَرَ لَنَا تَمَامُ حُسْنِہٖ

لَمَا اَطَاقَتْ اَعْیُنُنَا رُؤْیَتَہٗ ﷺ---[٦٧]

''حضور ﷺ کا پورا حسن و جمال ہم پر ظاہر نہیں کیا گیا، اگر آپ کا تمام حسن و جمال ظاہر ہو جاتا تو ہماری آنکھیں دیدار کی تاب نہ لاسکتیں''---

اک جھلک دیکھنے کی تاب نہیں عالم کو
وہ اگر جلوہ کریں ، کون تماشائی ہو [٦٨]

سیدنا پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا:

اس صورت نوں میں جان آکھاں، جانان کہ جانِ جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں، جس شان توں شاناں سب بنیاں [٦٩]

اور مولانا حسن رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حقیقت کو یوں بے نقاب کرتے ہیں:

دیکھنے والے کہا کرتے ہیں اللہ اللہ!
یاد آتا ہے خدا دیکھ کے صورت تیری [٧٠]

بھلا پھر خالق حسن جل جلالہ ایسے پیکر حسن و جمال کے چہرۂ پرنور کی قسم بیان کرتے ہوئے کیوں نہ فرماتا:

﴿وَالضُّحٰی o﴾---

''اے محبوب! تیرے روئے تاباں کی قسم''---

چاند سے منہ پہ تاباں درخشاں درود
نمک آگیں صباحت پہ لاکھوں سلام
جس سے تاریک دل جگمگانے لگیں
اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام
وصف جس کا ہے آئینۂ حق نما
اس خدا ساز طلعت پہ لاکھوں سلام [٧١]

و الّیل

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے رات کی قسم بیان فرمائی --- اس رات سے مراد حضور ﷺ کے میلاد کی مبارک رات ہے، جیسا کہ علامہ علی بن برہان الدین حلبی نے اپنی شہرہ آفاق کتاب 'سیرت حلبیہ' [۷۲] میں بیان کیا یا اس سے مراد حضور ﷺ کی زلفِ عنبریں ہیں---

اے زلف سیاہ عنبر ینت وَ الَّیْل
وے روئے تو وَ الضُّحٰی عَلَیْکَ الصَّلٰوۃ

عظمتِ شبِ میلاد

پہلی تفسیر سے پتا چلتا ہے کہ شب میلاد اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہے، یہی وجہ ہے کہ اکابر علماء نے اس رات کو لیلۃ القدر سے بھی افضل قرار دیا--- محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

فَتِلْکَ اللَّیْلَۃُ اَفْضَلُ مِنْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ بِلَا شُبْھَۃٍ---[۷۳]

''شب میلاد بلاشبہہ شب قدر سے افضل ہے''---

امام المحدثین علامہ احمد بن محمد قسطلانی شافعی مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے میلاد کی رات شب قدر سے تین وجوہ کی بنا پر افضل ہے، اس لیے کہ:

میلاد کی شب خود حضور پُر نور ﷺ کے ظہور کی رات ہے اور شب قدر حضور کو عطا کی گئی ہے--- اور ظاہر ہے کہ جس رات کو ذات اقدس سے

شرف ملا، وہ اس رات سے ضرور افضل قرار پائے گی، جو آپ کو دیے جانے کی وجہ سے شرف والی ہے اور اس میں کوئی نزاع نہیں ہے، لہٰذا شب میلاد، شب قدر سے افضل ہوئی---

دوسری وجہ افضل ہونے کی یہ ہے کہ لیلۃ القدر نزول ملائکہ کی وجہ سے مشرف ہوئی اور لیلۃ المیلاد بنفس نفیس حضور ﷺ کے ظہور مبارک سے شرف یاب ہوئی---

تیسری وجہ لیلۃ المیلاد کے افضل و اکرم ہونے کی یہ ہے کہ شب قدر میں حضور اکرم ﷺ کی امت پر فضل و احسان ہے اور شب میلاد میں تمام موجودات کے لیے فضل و احسان ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو رحمۃ للعالمین بنایا ہے تو آپ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی نعمتیں تمام خلائق پر عام ہو گئیں---

پس شب میلاد بلحاظ نفع شب قدر سے زیادہ ہے، لہٰذا شب میلاد افضل ہے---

اے میلاد کے مبارک مہینے! تو کس قدر افضل و اشرف ہے اور تیری راتوں کی حرمت کتنی وافر ہے، گویا کہ وہ راتیں عقود زمانہ میں انوار کے موتی ہیں---[۷۴]

حسین رات، حسین انتظامات

باعثِ تخلیقِ کائنات علیہ التحیۃ والصلوٰات کی تشریف آوری کی شب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آسمانوں اور بہشتوں کے دروازے کھول دو اور فرشتوں کو

حاضری کا حکم دیا گیا---چناں چہ فرشتے ایک دوسرے کو محبوب پاک صاحب لولاک ﷺ کی آمد کی بشارتیں دیتے ہوئے زمین پر اترے---

فَلَمْ يَبْقَ مَلَكٌ اِلَّا حَضَرَ---

''اور کوئی فرشتہ باقی نہ رہا جس نے بوقت ولادت حاضری نہ دی ہو''---

پہاڑ بلند ہو کر اظہارِ شادمانی کرر ہے ہیں---خوشی و مسرت سے سمندر کی لہریں اوپر اٹھ رہی تھیں اور نہر کوثر کے گرداگرد ستر ہزار کستوری کے درخت اگائے گئے---[۷۵]

اللہ تعالیٰ نے روشنی اور چراغاں کا اہتمام فرمایا---ہر آسمان پر روشنی کے دو دو ستون نصب کیے گئے، ایک زبرجد کا اور دوسرا یاقوت کا---گویا یہ سرخ اور سبز رنگ کی ٹیوب لائٹیں تھیں، جن سے آسمان بقعۂ نور بن گیا اور ولادت مصطفیٰ ﷺ کی یاد میں نصب کی گئی ان ٹیوبوں کو باقی رکھا گیا---

جب شب اسریٰ آقا و مولا ﷺ کا آسمان سے گزر ہوا تو آپ کو بتایا گیا:

هٰذَا ضُرِبَ اسْتِبْشَاراً بِوِلَادَتِكَ---[۷۶]

''انہیں آپ کی ولادت کی خوشی میں نصب کیا گیا تھا''---

سراپا نور، نورٌ علیٰ نور ﷺ کی ولادت باسعادت کے لمحات نور فزا کا یہ عالم تھا کہ دنیا بقعہ نور بن گئی---اِمْتَلَأَتِ الدُّنْيَا كُلُّهَا نُوراً[۷۷] ستارے پھلجھڑیوں کی صورت زمین پر جھکے چلے آتے تھے جیسا کہ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کی والدہ سے مروی ہے---[۷۸]

میلاد کی رات---ظہورِ عجائبات

اس رات اور بھی بہت سے عجائبات کا ظہور ہوا، فارس کا آتش کدہ (جس میں

ایک ہزار سال سے متواتر آگ جل رہی تھی اور اس کی پوجا ہو رہی تھی) ایسا سرد پڑا کہ کوشش بسیار کے باوجود دوبارہ روشن نہ ہو سکا---بحیرہ ساوہ جو کئی میلوں پر پھیلا ہوا تھا اور جس کے کنارے شرک و بت پرستی ہوا کرتی تھی، اچانک خشک ہو گیا---شیاطین کا آسمانوں پر داخلہ ممنوع قرار دے دیا گیا---کسریٰ کے عظیم الشان محل میں زلزلہ برپا ہو گیا اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے---[۷۹]

امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شہرۂ آفاق قصیدہ بردہ میں عجائبات شب میلاد کی خوب منظر کشی کی ہے---[۸۰]

والیل کی دوسری تفسیر

جیسا کہ 'وَالضُّحٰی' کی تفسیر میں گزر چکا کہ بعض مفسرین فرماتے ہیں، 'وَالَّیْلِ' سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گیسوئے عنبریں مراد ہیں---[۸۱]

وَالشَّمْس کفایت بود از روئے محمد
وَالَّیْل اشارت کند از موئے محمد [جامی]

جس کے قدموں پہ صدقے وقارِ حرم
جس کی زلفوں پہ قرباں بہارِ حرم
نوشئہ بزمِ پروردگارِ حرم
شہر یارِ ارم ، تاج دارِ حرم
نوبہار شفاعت پہ لاکھوں سلام

سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گیسوئے مبارک کی کیفیت حضرت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم یوں بیان کرتے ہیں:

لَمْ يَكُنْ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبْطِ كَانَ جَعْدًا رَجِلًا---[۸۲]

''آپ کے موئے مبارک نہ تو بالکل گھونگریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے، بلکہ تھوڑے سے خم دار تھے''---

لَكَ بَدْرٌ فِي الْوَجْهِ الْاَجْمَلِ ،خط ہالہ مہ،زلف ابر اجل
تورے چندن چندر پرو کنڈل ، رحمت کی بھرن برسا جانا [۸۳]

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

اِنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كَانَ يَضْرِبُ شَعْرُهُ مَنْكِبَيْهِ---[۸۴]

''آپ کے گیسوئے اقدس شانوں پر پڑتے تھے''---

حضرت سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اِلٰى شَحْمَةِ اُذُنَيْهِ---[۸۵]

''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک کانوں کی لوتک رہتے تھے''---

دونوں روایات میں یوں تطبیق ہوسکتی ہے کہ تیل لگا کر شانہ فرماتے تو گیسوئے اقدس دوش تک آجاتے ورنہ نرمۂ گوش تک رہتے:

گوش تک سنتے تھے فریاد اب آئے تا دوش
تا بنیں خانہ بدوشوں کے سہارے گیسو
دیکھو قرآں میں شب قدر ہے تا مطلع فجر
یعنی نزدیک ہیں عارض کے وہ پیارے گیسو [۸۶]

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شَدِيْدَ سَوَادِ الرَّأْسِ وَ اللِّحْيَةِ---[۸۷]

''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اور داڑھی مبارک کے بال نہایت ہی سیاہ تھے''---

اسی لیے تو 'وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی' میں زلف معنبر یں کورات کی تیرگی سے تشبیہ دی گئی ہے---

اَلصُّبْحُ بَدَا مِنْ طَلْعَتِہٖ
وَالَّیْلُ دَجٰی مِنْ وَفْرَتِہٖ

''آپ کے چہرۂ پُرنور سے صبح کو روشنی ملی اور آپ کی گھنی سیاہ زلفوں سے رات کو تیرگی نصیب ہوئی''---

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ حَسَنَ الشَّعْرِ---[۸۸]

''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک بہت خوب صورت تھے''---

موئے مبارک کا تبرک

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک کو بطور تبرک لیتے اور محفوظ کرتے، بلکہ صحابہ کرام کے اشتیاق کے پیش نظر سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بال مبارک تقسیم کرنے کا حکم دیا:

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج کے موقع پر سر کے بال منڈوائے اور ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو عطا کرتے ہوئے فرمایا:

اِقْسِمْهُ بَيْنَ النَّاسِ---[۸۹]

''ان بالوں کو تقسیم کردو''---

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجامت بنوا رہے تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد حلقہ بنا کر کھڑے تھے:

فَمَا يُرِيْدُوْنَ اَنْ تَقَعَ شَعْرَةٌ اِلَّا فِيْ يَدِ رَجُلٍ---[۹۰]

''وہ یہ چاہتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی بال زمین پر نہ گرنے پائے

بلکہ ہاتھوں پر اٹھالیا جائے“---

شفا بخش

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، آپ ﷺ کے موئے مبارک کو دھو دھو کر بیماروں کو پلاتے اور ان کی برکت سے شفا حاصل کرتے--- حضرت عثمان بن عبداللہ بن موہب فرماتے ہیں کہ ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس حضور ﷺ کے کچھ موئے مبارک تھے، جب کسی شخص کو نظر بد لگ جاتی یا کوئی بیمار ہو جاتا تو برتن میں پانی ڈال کر حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج دیا جاتا--- راویٔ حدیث عثمان کہتے ہیں، مجھے بھی میرے گھر والوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس پانی کا پیالہ دے کر بھیجا:

فَاَخْرَجَتْ مِنْ شَعْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ كَانَتْ تُمْسِكُهٗ فِیْ جَلْجَلٍ مِنْ فِضَّةٍ فَخَضْخَضَتْهُ لَهٗ فَشَرِبَ مِنْهُ---[۹۱]

”آپ چاندی کی نلی، جس میں حضور ﷺ کے موئے مبارک تھے، نکالتیں اور اسے پانی میں ڈال کر ہلا دیتیں، مریض وہ پانی پی لیتا“---

علامہ عینی لکھتے ہیں کہ مریض اس پانی کو پیتے تو شفایاب ہو جاتے---[۹۲]

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی فتوحات کا راز

حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ہمیشہ ہر محاذ پر فتح و نصرت سے ہم کنار ہوتے--- آپ کی کامیابیوں اور فتوحات کا راز یہ تھا کہ:

كَانَتْ شَعَرَاتٌ مِنْ شَعْرِهٖ فِیْ قَلَنْسُوَةِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ فَلَمْ يَشْهَدْ

بِهَا قِتَالًا اِلَّا رُزِقَ النَّصْرَ---[۹۳]

''آپ کے پاس حضور ﷺ کے چند موئے مبارک تھے، جنہیں ٹوپی میں سی لیا تھا، وہ ٹوپی پہن کر جس جنگ میں شرکت کرتے، ہمیشہ فتح یاب ہوتے''---

ایک مرتبہ دوران جنگ ٹوپی گر گئی، آپ نے گھمسان کی لڑائی میں بڑی جدوجہد کے بعد اسے اٹھالیا، اس پر ان کے رفقا نے تعجب کیا کہ ٹوپی کے لیے آپ نے جان خطرے میں ڈال دی---آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَمْ اَفْعَلْهَا بِسَبَبِ الْقَلَنْسُوَةِ بَلْ لِمَا تَضَمَّنَهُ مِنْ شَعْرِهٖ ﷺ لِئَلَّا اُسْلَبَ بَرَكَتَهَا وَتَقَعَ فِيْ اَيْدِي الْمُشْرِكِيْنَ---[۹۴]

''میں نے ٹوپی کے لیے نہیں بلکہ اس میں (سلے ہوئے) حضور ﷺ کے موئے مبارک کی خاطر ایسا کیا ہے کہ مبادا کافروں کے ہاتھ لگ جائیں (اور بے ادبی ہو جائے) اور میں ان کی برکت سے محروم ہو جاؤں''---

دنیا و مافیہا سے محبوب تر

حضرت محمد بن سیرین تابعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے عبیدہ سلمانی (تابعی) کو بتایا کہ ہمارے پاس حضور ﷺ کے کچھ موئے مبارک ہیں، جو ہمیں حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے حاصل ہوئے تھے---یہ سن کر حضرت عبیدہ سلمانی رضی اللہ عنہ نے کہا:

لَاَنْ تَكُوْنَ عِنْدِيْ شَعْرَةٌ مِنْهُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا---[۹۵]

''ان بالوں میں سے ایک بال مل جائے تو مجھے دنیا و مافیہا سے

محبوب تر ہے''---

حرمتِ موئے مبارک

سرکارِ دو جہاں ﷺ نے خود اپنے موئے مبارک کی حرمت کا یوں اعلان فرمایا:

مَنْ آذیٰ شَعْرَۃً مِنِّی فَقَدْ آذَانِیْ وَ مَنْ آذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰہَ---[۹۶]

''جس نے میرے کسی ایک بال کو ایذا دی، اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے اذیت پہنچائی، اس نے (گویا) خدا کو اذیت پہنچائی''---

ابو نعیم اور دیلمی میں اس حدیث کے یہ الفاظ ہیں:

فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ مِلْأَ السَّمَاءِ وَ مِلْأَ الْاَرْضِ---[۹۷]

''حضور ﷺ کے موئے مبارک کو اذیت پہنچانے والے پر آسمان و زمین کی وسعتوں کے برابر لعنت ہو''---

زادِ آخرت

یہی وہ موئے مبارک ہیں، جنھیں صحابہ و تابعین اپنے کفن و دفن میں رکھنے کی وصیت فرماتے--- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی تھی کہ تدفین کے وقت میری زبان کے نیچے حضور ﷺ کے موئے مبارک رکھ دینا، چنانچہ وصیت پر عمل کیا گیا---[۹۸]

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہما کے پاس حضور ﷺ کے چند موئے مبارک اور ناخن محفوظ تھے، انھوں نے وصیت کی کہ انھیں میرے کفن میں رکھ دینا، چنانچہ

ایسا ہی کیا گیا گیا---[۹۹]

گویا صحابہ و تابعین کا عقیدہ تھا کہ حضور ﷺ کے موئے مبارک موجب ہزار ہا برکات ہیں، ان سے آخرت کی منزلیں آسان ہوتی ہیں---

اللہ تعالیٰ عزّوجلّ ہمیں حضور ﷺ کے دیدار پر انوار سے نوازے اور دنیا و آخرت کی حشر آفرینیوں میں آپ ﷺ کے بے مثل گیسوؤں کا بے مثل سایہ نصیب فرمائے--- وہی گیسو جن کی قسم خالقِ کائنات نے یوں ارشاد فرمائی، ﴿وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی﴾

ہم سیہ کاروں پہ یارب تپشِ محشر میں
سایہ افگن ہوں تیرے پیارے کے پیارے گیسو [۱۰۰]

اللہ رب العزت نے قرآنِ کریم میں ﴿وَالضُّحٰی o وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی o﴾ فرما کر جہاں حضور ﷺ کے میلاد کی رات اور میلاد کے دن کی عظمت کو واضح کیا، وہیں حضور ﷺ کے چہرۂ پُر نور اور زلفِ عنبریں کا بھی تذکرہ فرما دیا، تاکہ تلاوتِ قرآن کے ساتھ ساتھ حسنِ محبوب ﷺ کے جلوے بھی نگاہوں میں بس جائیں:

مکھ چند بدر شعشانی اے، متھے چمکے لاٹ نورانی اے
کالی زلف تے اکھ مستانی اے، مخمور اکھیں ہن مدھریاں
ایہا صورت شالا پیش نظر، رہے وقت نزع تے روز حشر
وچ قبر تے پل تھیں جد ہوسی گزر، سب کھوٹیاں تھیسن تدکھریاں [۱۰۱]

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ خَیْرِ خَلْقِہٖ وَنُوْرِ عَرْشِہٖ وَزِیْنَۃِ فَرْشِہٖ
سَیِّدِنَا و مولنا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلَّمَ

حوالہ جات

۱...... الاحزاب،۳۳:۲۱

۲...... الاسراء،۱۷:۹

۳...... مسند امام احمد بن حنبل، بیروت، جلد۶، صفحہ۹۱/ صحیح مسلم، جلد۱، صفحہ۲۵۶، کتاب صلوۃ المسافرین، باب صلوۃ الیل و عدد رکعات النبی ﷺ

۴...... الزخرف،۴۳:۴۴

۵...... الانبیاء،۲۱:۱۰۷

۶...... امام عبدالرزاق، الجزء المفقود من جزء الاوّل من المصنف، بیروت، صفحہ۶۳-۶۳

۷...... المائدہ،۵:۱۵

۸...... امام فخر الدین رازی، تفسیر کبیر، مصر، جلد۱۱، صفحہ۱۸۹

۹...... ایضاً، صفحہ۱۹۰

۱۰...... شیخ اسماعیل حقی، روح البیان، مصر، جلد۲، صفحہ۳۷۰

۱۱...... الاحزاب،۳۳:۴۵،۴۶

۱۲...... آل عمران،۳:۸۱

۱۳...... الشعراء،۲۶:۲۱۹

۱۴...... محمد بن عبدالباقی زرقانی، زرقانی علی المواهب، ازہر مصر، جلد۱، صفحہ۱۷۴

۱۵......ایضاً

۱۶...... التوبہ،۹:۲۸

۱۷......صحیح بخاری، جلد۱، صفحہ۵۰۳، حدیث ۳۵۵۷

۱۸...... البقرۃ،۲:۲۲۱

۱۹...... البینۃ، ۹۸:۶

۲۰...... البلد،۹۰:۳

۲۱......کنز الایمان تحت آیت۳، سورۃ البلد

۲۲...... آل عمران،۳:۱۶۴

۲۳......مولانا محمد رمضان المحقق النوری، میلاد پاک، ویسٹ پنجاب پرنٹنگ پریس، لاہور، صفحہ۳، (بحوالہ مدارج النبوۃ)

۲۴......پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، جان جاناں، صفحہ۷-۷۶، (بحوالہ ذخیرۃ الخوانین، فرید بھکری)

۲۵......جانِ جاناں، صفحہ۷۷

۲۶...... الضحیٰ،۹۳:۱،۲

۲۷...... سیرتِ حلبیہ، بیروت، جلد۱، صفحہ۵۸

۲۸...... السیرۃ النبویۃ و الآثار المحمدیہ، بیروت، جلد۱، صفحہ۳۸ (یہ کتاب سیرتِ حلبیہ کے حاشیہ پر ہے)

۲۹...... السیرۃ الحلبیۃ، جلد۱، صفحہ۵۸

۳۰...... الزمر،۳۹:۶۹

۳۱...... خصائص کبریٰ، جلد۱، صفحہ۴۷

۳۲......مولانا حسن رضا خاں، ذوقِ نعت، دین محمدی پریس، لاہور، صفحہ۱۶

۳۳...... المائدہ،۵:۱۵

۳۴......ملاعلی قاری، شرح الشفاء،عثمانیہ،جلد۱،صفحہ۸۲
۳۵......صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ،تفسیر خزائن العرفان،
تحت سورۃ الضحیٰ،آیت:۲
۳۶...... الشمس،۹۱:۱
۳۷...... الفجر،۸۹:۱،۲
۳۸......اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں محدث بریلوی،حدائق بخشش،رضا آفسٹ بمبئی،
جلد۱،صفحہ۱۵۵
۳۹...... مشکوٰۃ المصابیح،صفحہ۵۱۷، باب اسماء النبی و صفاتہ/ شمائل ترمذی،
رشیدیہ دہلی،صفحہ۲
۴۰......مولانا حسن رضا خاں،ذوق نعت،دین محمدی پریس،لاہور،صفحہ۲۷
۴۱......حافظ ابن عبدالبر، کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب،جلد۱،صفحہ۱۲۵/
دیوان حسان،صفحہ۱۰۱
۴۲...... شمائل ترمذی،صفحہ۲/ مشکوۃ،صفحہ۵۱۸
۴۳......خصائص کبریٰ،جلد۱،صفحہ۶۲
۴۴......ذوق نعت،صفحہ۵
۴۵......جامع ترمذی،جلد۲،صفحہ۲۰۵، ابواب المناقب/ مشکوٰۃ المصابیح،صفحہ۵۱۸
۴۶......حدائق بخشش،جلد۲،صفحہ۷
۴۷...... مصنف عبد الرزاق (الجزء المفقود) صفحہ۵۶/ محدث عبدالرؤف مناوی،
شرح الشمائل،مصر،صفحہ۴۷،۶۷۱/ ملاعلی قاری، جمع الوسائل فی شرح الشمائل،
مصر،صفحہ۱۷۶
۴۸......امام عبدالوہاب شعرانی، طبقات کبریٰ،مصر،جلد۱،صفحہ۱۵۳
۴۹...... الاعراف،۷:۱۴۳

۵۰.....قاضی عیاض، الشفا، مرکز اہل سنت برکات رضا، گجرات، ہند، جلد ا، صفحہ ۶۹، فصل و اما وفور عقله و لُبه

۵۱.....سید محمود آلوسی بغدادی، تفسیر روح المعانی، داراحیاء التراث العربی، بیروت، جلد ۹، صفحہ ۵۳

۵۲.....ملا علی قاری، مرقاۃ المفاتیح، امدادیہ، ملتان، جلد ا، صفحہ ۲۳۶

۵۳.....مثنوی معنوی، مولانا روم، دفتر ششم، صفحہ ۲۹۵ تا ۲۹۸/ شیخ اشرفعلی تھانوی، کلید مثنوی، مجیدی کانپور، جلد ۲۰، صفحہ ۶۰ تا ۶۳/ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے ایک خطاب میں حضرت خواجہ محبوب الٰہی قدس سرہ العزیز کے حوالے سے اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے، یہ خطاب 'دربار حق و ہدایت' کے نام سے چھپا تھا اور مولانا ظفر الدین بہاری نے حیات اعلیٰ حضرت، جلد ا، صفحہ ۲۰۰ پر نقل کیا ہے---

۵۴..... النجم، ۵۳:۱۷

۵۵.....صحیح بخاری، کتاب التعبیر، باب من رای النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی المنام، جلد ۲، صفحہ ۱۰۳۶/ مسند امام احمد بن حنبل، جلد ۳، صفحہ ۵۵

۵۶..... جمع الوسائل فی شرح الشمائل، جلد ۲، صفحہ ۲۳۶

۵۷.....علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی، جواهر البحار، بیروت، جلد ۲، صفحہ ۱۵۷

۵۸..... جمع الوسائل، صفحہ ۹

۵۹.....مولانا ظفر الدین بہاری، حیات اعلیٰ حضرت، مکتبہ نبویہ، لاہور، جلد ا، صفحہ ۲۰۰

۶۰.....علامہ جلال الدین سیوطی، خصائص کبریٰ، دائرۃ المعارف، حیدرآباد دکن، جلد ۲، صفحہ ۱۸۲

۶۱.....شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین، مطبوعہ سہارن پور، صفحہ ۶۰

۶۲..... زرقانی، جلد ۳، صفحہ ۲۳۴

۶۳......حدائقِ بخشش، جلد ا، صفحہ ۵-۳۴
۶۴......ایضاً، صفحہ ۶۶
۶۵......ایضاً، صفحہ ۴۵
۶۶......شیخ عبد العزیز دباغ، الابریز، مصر، صفحہ ۲۷۲
۶۷......علامہ قسطلانی، المواھب اللدنیہ مطبوع مع زرقانی، مصر، جلد ۴، صفحہ ۷۱
۶۸......ذوقِ نعت، صفحہ ۶۳
۶۹......کلام پیر مہر علی شاہ، صفحہ ۶۶/ مولانا فیض احمد، مہر منیر، (سوانح حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ) پاکستان انٹرنیشنل پرنٹرز، لاہور، صفحہ ۵۰۰
۷۰......ذوقِ نعت، صفحہ ۷۷
۷۱......حدائقِ بخشش، جلد ۲، صفحہ ۴۱
۷۲...... سیرت حلبیہ، جلد ا، صفحہ ۵۸
۷۳......شیخ عبد الحق محقق دہلوی، ما ثبت بالسنۃ، مطبع محمدی، لاہور، صفحہ ۳۴
۷۴...... زرقانی علی المواھب، صفحہ ۶-۱۳۵
۷۵...... خصائص کبریٰ، جلد ا، صفحہ ۴۷
۷۶...... خصائص کبریٰ، جلد ا، صفحہ ۴۷
۷۷......ایضاً
۷۸......امام احمد بن محمد قسطلانی، المواھب اللدنیہ، مصر، صفحہ ۱۱۶
۷۹...... خصائص کبریٰ، صفحہ ۵۱
۸۰......قصیدہ بردہ شریف، الفصل الرابع فی مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۸۱...... خزائن العرفان، تحت تفسیر سورۃ الضحٰی، آیت ۲، ۱
۸۲......شمائل ترمذی، صفحہ ا/ جمع الوسائل فی شرح الشمائل، جلد ا، صفحہ ۲۶
۸۳......حدائقِ بخشش، جلد ا، صفحہ ۲۱

۸۴......صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب الجعد، جلد۲، صفحہ۸۷۶

۸۵......صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فی صفة النبی ﷺ، جلد۲، صفحہ۲۵۸

۸۶......حدائق بخشش، جلد۱، صفحہ۴-۳۷

۸۷......امام محمد یوسف صالحی شامی (م۹۴۲ھ)، سبل الھدیٰ و الرشاد، جلد۲، صفحہ۱۷

۸۸......ایضاً

۸۹......صحیح مسلم، کتاب الحج، باب ان السنة یوم النحر ان یرمی ثم ینحر ثم یحلق، جلد۱، صفحہ۴۲۱

۹۰......صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب قربه ﷺ من الناس، جلد۲، صفحہ۲۵۶

۹۱...... مشکوۃ، کتاب الطب و الرقی، الفصل الثالث، صفحہ۳۹۱/صحیح بخاری، کتاب الطب، حدیث۵۸۹۶

۹۲......عمدۃ القاری، جلد۲۲، صفحہ۶۷

۹۳...... شفا شریف، فصل فی کراماته و برکاته، جلد۱، صفحہ۳۳۱

۹۴......شفاشریف، فصل و من اعظامه و اکرامه اعظام............، جلد۲، صفحہ۵۷

۹۵......صحیح بخاری، کتاب الوضو، جلد۱، صفحہ۲۹

۹۶......علامہ یوسف نبہانی، الفتح الکبیر، مصر، جلد۳، صفحہ۱۴۴/ علامہ عبدالرؤف مناوی، فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، مصر، جلد۶، صفحہ۱۸

۹۷...... فیض القدیر، جلد۶، صفحہ۱۹

۹۸......حافظ ابن حجر عسقلانی، الاصابه فی تمییز الصحابة، مصر، جلد۱، صفحہ۸۴

۹۹......امام محمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ، بیروت، جلد۵، صفحہ۴۰۶

۱۰۰......حدائق بخشش، صفحہ۳۷

۱۰۱......کلام پیر سید مہر علی شاہ، لوک ورثہ، اسلام آباد، صفحہ۶۴/ مہر منیر، صفحہ۵۰۰

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

[اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ]

علیہ التحیۃ و الثناء

کتاب فطرت کے سرورق پر جو نام احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رقم نہ ہوتا
تو نقش ہستی ابھر نہ سکتا، وجود لوح و قلم نہ ہوتا
یہ محفلِ کن فکاں نہ ہوتی، جو وہ امامِ امم نہ ہوتا
زمیں نہ ہوتی، فلک نہ ہوتا، عرب نہ ہوتا، عجم نہ ہوتا
نہ روئے حق سے نقاب اٹھتا، نہ ظلمتوں کا حجاب اٹھتا
فروغ بخش نگاہِ عرفاں، اگر چراغ حرم نہ ہوتا
[اقبال احمد خاں سہیل]

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

و الصلوۃ و السلام علٰی رسولہ الکریم

ربیع الاوّل کا مبارک و مسعود مہینا اہل اسلام کی مسرتوں کا مہینا ہے، اہل محبت کی عید کا مہینا ہے--- جوں ہی ہلالِ عیدِ ربیع الاوّل طلوع ہوتا ہے، روحانی دنیا میں بہار آ جاتی ہے--- ہر طرف جشن کا ایک سماں ہوتا ہے اور میلاد کی محفلیں سجائی جاتی ہیں---

کیوں نہ ہو کہ اس ماہ میں وہ آقا ﷺ جلوہ گر ہوئے، جو وجہ تخلیق آدم و بنی آدم ہیں--- وہ محسن اعظم ﷺ تشریف لائے کہ اگر ان کا نور نہ ہوتا تو کائنات کی کوئی چیز معرض وجود میں نہ آتی--- جیسا کہ جلیل القدر محدث، امام عبد الرزاق نے سند صحیح کے ساتھ مشہور صحابی رسول حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث پاک نقل کی ہے:

حدیثِ نور

عبد الرزاق عن معمر عن ابن المنکدر عن جابر قال:
سَأَلْتُ رَسولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عليه و سَلَّمَ عَن اوّل شَيءٍ خَلَقَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى؟ فَقَالَ: هُوَ نُورُ نَبِيّكَ يا جَابِرُ خَلَقَهُ اللّٰهُ، ثُمَّ خَلَقَ فِيهِ كُلَّ خَيْرٍ، وَ خَلَقَ بَعْدَه كلَّ شَيءٍ وَ حِينَ خَلَقَهُ أَقَامَهُ قُدَّامَهُ مِن مَقَامِ الْقُرْبِ اثنى عَشَر الَف سَنَةٍ، ثُمَّ جَعَلَهُ أَرْبَعَةَ أقْسَام فَخَلَقَ الْعَرْشَ وَ الْكُرْسِيَّ مِن قِسْمٍ، وَ حَمَلَةَ الْعَرْشِ وَ خَزَنَةَ الْكُرْسِيِّ مِنْ قِسْمٍ، وَ اَقَامَ الْقِسمَ الرَّابِعَ فِى مَقَام الحُبّ إِثنى عَشَر الَف، ثُمَّ جَعَله أَرْبَعَةَ أَقْسَام فَخَلَقَ الْقَلَمَ مِنْ قِسْمٍ، وَ اللَّوْحَ مِنْ قِسْمٍ، وَ الْجَنَّةَ مِنْ قِسْمٍ، ثُمَّ اَقَامَ الْقِسْمَ الرَّابِعَ فِى مَقَامِ الْخَوْفِ إِثْنى عَشَرَ الَف سَنَةٍ جَعَلَهُ أَرْبَعَةَ اَجْزَاءٍ فَخَلَقَ الْمَلٰئِكَةَ مِنْ جُزْءٍ وَ الشَّمْسَ مِنْ جُزْءٍ، وَ الْقَمَرَ وَ الْكَوَاكِبَ مِنْ جُزْءٍ وَ اَقَامَ الْجُزْءَ الرَّابِعَ فِى مَقَامِ الرَّجَاءِ إِثْنى عَشَرَ الَف سَنَةٍ، ثُمَّ جَعَلَهُ أَرْبَعَةَ اَجْزَاءٍ فَخَلَقَ الْعَقلَ مِنْ جُزْءٍ وَ الْعِلْمَ وَ الْحِكْمَةَ (مِنْ جُزْءٍ) وَ الْعِصْمَةَ وَ التَّوْفِيقَ مِنْ جُزْءٍ وَ اَقَامَ الْجُزْءَ الرَّابِعَ فِى مَقَامِ الْحَيَاءِ إِثْنى عَشَرَ اَلْفَ سَنَةٍ ثُمَّ نَظَرَ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ إِلَيْهِ فَتَرَشَّحَ النُّورُ عَرَقًا فَقَطَرَ مِنْهُ مِائَةُ اَلْفٍ وَّ أَرْبَعَةٌ (وَ عِشْرُوْنَ الَف وَ أَرْبَعَةُ الآف) قطرةٍ مِنْ نُورٍ، فَخَلَقَ اللّٰهُ مِنْ كُلِّ قَطْرَةٍ رُوْحَ نَبِيّ، أَوْ رُوحَ رَسُوْلٍ ثُمَّ تَنفَّسَتْ أَرْوَاحُ الْاَنْبِيَاءِ فَخَلَقَ اللّٰهُ مِنْ أَنْفَاسِهِمُ الْاَوْلِيَاءَ وَ الشُّهَدَاءَ وَ السُّعَدَاءَ وَ الْمُطِيْعِيْنَ إِلٰى يَوم

الْقِيَامَةِ، فَالْعَرْشُ وَ الْكُرْسِيُّ مِنْ نُوْرِيْ وَ الْكَرُوبِيُّوْنَ مِنْ نُوْرِيْ وَ الرُّوحَانِيُّوْنَ وَ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُوْرِيْ وَ الْجَنَّةُ وَ مَا فِيهَا مِنَ النَّعِيمِ مِنْ نُوْرِيْ، وَ مَلَائِكَةُ السَّمٰوَاتِ السَّبعِ مِنْ نُوْرِيْ، وَ الشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ وَ الْكَوَاكِبُ مِنْ نُوْرِيْ، وَ الْعَقلُ وَ التَّوْفِيقُ مِنْ نُوْرِيْ، وَ اَرْوَاحُ الرُّسُلِ وَ الْاَنْبِيَاءِ مِنْ نُوْرِيْ، وَ الشُّهَدَاءُ وَ السُّعَدَاءُ وَ الصَّالِحُوْن مِنْ نِتَاجِ نُوْرِيْ، ثُمَّ خَلَقَ اللّٰهُ اِثْنِي عَشَرَ اَلف حِجَاب فَاَقَامَ اللّٰهُ نُوْرِيْ وَ هُوَ الْجُزْءُ الرَّابِعُ فِي كُلِّ حِجَابِ اَلْفَ سَنَةٍ، وَ هِيَ مَقَامَاتُ الْعُبُوْدِيَّةِ وَ السَّكِيْنَةِ وَ الصَّبرِ وَ الصِّدْقِ وَ الْيَقِيْنِ، فَغَمَسَ اللّٰهُ ذٰلِكَ النُّوْرَ فِي كُلِّ حِجَابِ اَلْفَ سَنَةَ فَلَمَّا اَخْرَجَ اللّٰهُ النُّوْرَ مِنَ الْحُجُبِ رَكَّبَهُ اللّٰهُ فِي الْاَرْضِ فَكَانَ يُضِيْءُ مِنْهَا مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ كَالسِّرَاجِ فِي اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ، ثُمَّ خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ مِنَ الْاَرْضِ فَرَكَّبَ فِيهِ النُّوْرَ فِي جَبِيْنِهِ، ثُمَّ انْتَقَلَ مِنْهُ اِلَى شِيْثٍ، وَ كَانَ يَنْتَقِلُ مِنْ طَاهِرٍ اِلَى طَيِّبٍ، وَ مِنْ طَيِّبٍ اِلَى طَاهِرٍ، اِلَى اَنْ اَوْصَلَهُ اللّٰهُ صُلْبَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَ مِنْهُ اِلَى رَحْمِ اُمِّيْ آمِنَةَ بِنْتِ وَهْبٍ، ثُمَّ اَخْرَجَنِيْ اِلَى الدُّنْيَا فَجَعَلَنِيْ سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ وَ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ وَ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ وَ قَائِدَ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِيْنَ وَ هٰكَذَا كَانَ بَدْءُ خَلْقِ نَبِيِّكَ يَا جَابِرُ---[۱]

''امام عبدالرزاق، معمر سے وہ ابن منکدر سے، وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا، اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کون سی شے پیدا کی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے جابر! وہ تیرے نبی کا نور ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا فرما کر

اس میں ہر خیر پیدا کی اور اس کے بعد ہر شے پیدا کی، جب اس نور کو پیدا فرمایا تو اسے بارہ ہزار سال تک مقام قرب پہ اپنے سامنے فائز رکھا، پھر اس کے چار حصص کیے، ایک حصہ سے عرش و کرسی، دوسرے حصہ سے حاملین عرش اور خازنین کرسی پیدا کیے، پھر چوتھے حصہ کو مقام محبت پر بارہ ہزار سال رکھا، پھر اسے چار میں تقسیم کیا، ایک سے قلم، دوسرے سے لوح، تیسرے سے جنت بنائی، پھر چوتھے کو مقام خوف پر بارہ ہزار سال رکھا، پھر اس کے چار اجزاء کیے، ایک جز سے ملائکہ، دوسرے سے شمس، تیسرے سے قمر اور ستارے بنائے، پھر چوتھے جز کو مقام رجا پر بارہ ہزار سال تک رکھا، پھر اس کے چار اجزاء بنائے، ایک سے عقل، دوسرے سے علم و حکمت، تیسرے سے عصمت و توفیق بنائی، پھر چوتھے کو مقام حیا پر بارہ ہزار سال تک رکھا، پھر اللہ تعالیٰ نے اس پر نظر کرم فرمائی تو اس نور کو پسینہ آیا، جس سے ایک لاکھ چار یا چوبیس ہزار نور کے قطرے جھڑے تو اللہ تعالیٰ نے ہر قطرہ سے کسی نبی کی روح یا رسول کی روح کو پیدا کیا، پھر ارواح انبیاء نے سانس لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان انفاس سے تا قیامت آنے والے اولیاء، شہداء، سعداء اور فرماں برداروں کو پیدا فرمایا، تو عرش و کرسی میرے نور سے، کروبیون میرے نور سے، روحانیون میرے نور سے، ملائکہ میرے نور سے، جنت اور اس کی تمام نعمتیں میرے نور سے، ساتوں آسمانوں کے فرشتے میرے نور سے، شمس و قمر اور ستارے میرے نور سے، عقل و توفیق میرے نور سے، ارواحِ رسل و انبیاء میرے نور سے، شہداء، سعداء اور صالحین میرے نور کے فیض سے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ نے بارہ ہزار پردے پیدا فرمائے تو اللہ تعالیٰ نے میرے نور کے جز رابع کو ہر پردہ میں ہزار سال رکھا اور یہ مقامات عبودیت،

سکینہ، صبر اور صدق و یقین تھے، اللہ تعالیٰ نے اس نور کو ہزار سال تک ہر پردہ میں غوطہ زن رکھا، جب اسے ان پردوں سے نکالا اور اسے زمین پر متمکن کیا تو اس سے مشرق و مغرب یوں روشن ہوئے جیسے تاریک رات میں چراغ، پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین سے پیدا کیا تو ان کی پیشانی میں نور رکھا، پھر اسے حضرت شیث علیہ السلام کی طرف منتقل کیا، پھر وہ طاہر سے طیب اور طیب سے طاہر کی طرف منتقل ہوتا ہوا عبداللہ بن عبدالمطلب کی پشت میں اور آمنہ بنت وہب (رضی اللہ عنہما) کے شکم میں آیا، پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے دنیا میں پیدا فرما کر رسل کا سردار، آخری نبی، رحمۃ للعالمین اور روشن اعضاء والوں کا قائد بنایا۔ تو اے جابر! یوں تیرے نبی کی تخلیق کی ابتدا ہوئی''---

راز دان حقیقت، سراج امت سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اوّلیت کو اس شعر میں کس جامعیت سے بیان کیا ہے:

اَنْتَ الَّذِیْ لَوْلَاكَ مَا خُلِقَ امْرُءٌ
كَلَّا وَلَا خُلِقَ الْوَرٰی لَوْلَاكَ [۲]

''یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! اگر آپ نہ ہوتے تو ہرگز نہ کوئی آدمی پیدا ہوتا اور نہ ہی کوئی مخلوق پیدا کی جاتی''---

علامہ اقبال نے اس مفہوم کو یوں ادا کیا:

ہو نہ یہ پھول، تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو
چمنِ دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
یہ نہ ساقی ہو تو پھر مے بھی نہ ہو، خم بھی نہ ہو
بزمِ توحید بھی دنیا میں نہ ہو، تم بھی نہ ہو

خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے

بزم ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے [۳]

اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے نور محمدی کو ہزار ہا سال تک اپنی جلوہ گاہِ خاص میں رکھا، پھر سلسلۂ تخلیقِ کائنات کا آغاز فرمایا تو نور محمدی کو سیدنا آدم علیہ السلام کی پیشانی میں رکھا--- پھر اس نور کو پاک پشتوں سے پاکیزہ رحموں میں منتقل فرماتا رہا[۴] یہاں تک کہ یہ نور پاک سیدہ طیبہ طاہرہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس قرار پذیر ہو گیا---

جانِ بہار

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور پاک جب آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے شکم اطہر میں قرار پذیر ہوا، اس رات:

سارا عالم بقعۂ نور بن گیا--- زمین سرسبز و شاداب ہو گئی--- خشک درخت ہریالے اور بار آور ہو گئے--- قحط سالی دور ہوئی--- رزق میں اتنی فراخی اور وسعت ہوئی کہ ولادت مصطفیٰ کے سال کو ''سَنَةُ الْفَتْحِ وَ الْاِبْتِهَاج'' (یعنی مسرت و شادمانی کا سال) کا نام دیا گیا--- خشکی اور تری کے تمام جانور، چوپائے، درندے اور پرندے ایک دوسرے کو نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلوہ گر ہونے کی بشارت دینے لگے اور قریش کے تمام جانوریوں گویا ہوئے:

حُمِلَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَ رَبِّ الْكَعْبَةِ وَ هُوَ اِمَامُ الدُّنْيَا وَ سِرَاجُ اَهْلِهَا---[۵]

''رب کعبہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی والدہ ماجدہ کے شکم اطہر میں تشریف لے آئے، آپ دنیا بھر کے امام اور سورج ہیں''---

اس جان بہار کی آمد پر اللہ تعالیٰ نے اس سال تمام روئے زمین کی حاملہ عورتوں کے ہاں لڑکے عطا فرمائے---[٦]

ولادت سے تبرک حاصل کرو

سرکار ابد قرار ﷺ ابھی شکم مادر ہی میں تھے کہ آپ کے والد ماجد حضرت سیدنا عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا---ملائکہ بارگاہ الٰہیہ میں عرض گزار ہوئے:

''بارالٰہا! تیرے نبی کے سر سے پدر بزرگوار کا سایہ اٹھ گیا اور وہ یتیم ہو گئے''---

ارشاد خداوندی ہوا:

أَنَا وَلِيُّهٗ وَ حَافِظُهٗ وَ حَامِيْهِ وَ رَبُّهٗ وَ عَوْنُهٗ وَ رَازِقُهٗ وَ كَافِيْهِ فَصَلُّوْا عَلَيْهِ وَ تَبَرَّكُوْا بِاِسْمِهٖ---[٧]

''میں خود اس کا حافظ و ناصر، ولی و مددگار، مربی و رازق، حامی و نگہبان اور کفایت کرنے والا ہوں، سو تم ان پر درود بھیجو اور ان کے اسم گرامی سے برکات حاصل کرو''---

دوسری روایت میں ہے:

وَ تَبَرَّكُوْا بِمَوْلِدِهٖ فَمَوْلِدُهٗ مَيْمُوْنٌ مُّبَارَكٌ---[٨]

''اے فرشتو! تم ان کی ولادت سے تبرک حاصل کرو، کیوں کہ آپ کی ولادت باعث خیر و برکت ہے''---

اس ارشاد گرامی سے گویا یہ بتانا مقصود تھا کہ تم خیال کرتے ہو یتیم بے کس ہوتا ہے، مگر یہ حبیب بے کس نہیں، بلکہ یتیم ہو کر بھی بے کسوں کا کس اور بے بسوں کا

فریاد رس ہے--- عالم کی حاجت روائی کا سہرا اسی کے فرقِ ناز پر سجتا ہے---

سنہری تعویذ

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''مجھے حاملہ ہونے کا پتا ہی نہ چلا --- نہ مجھے دوسری عورتوں کی طرح کوئی بوجھ محسوس ہوا---وَ اَتَانِیْ آتٍ وَ اَنَا بَیْنَ النَّائِمِ وَ الْیَقْظَانِ فَقَالَ هَلْ شَعَرْتِ اَنَّكِ حَمَلْتِ فَكَاَنِّیْ اَقُوْلُ مَا اَدْرِیْ فَقَالَ اِنَّكِ قَدْ حَمَلْتِ بِسَیِّدِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَ نَبِیِّهَا---[۹]

''ایک روز میں نیند اور بیداری کے عالم میں تھی کہ کوئی آنے والا میرے پاس آیا اور اس نے پوچھا، آمنہ! تجھے علم ہے کہ تو حاملہ ہے؟--- میں نے لاعلمی کا اظہار کیا تو اس نے بتایا کہ تمہارے بطن میں اس امت کے سردار اور نبی تشریف فرما ہیں''---

ولادت کا زمانہ قریب آیا تو حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے پھر خواب دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے:

اَنَّكِ حَمَلْتِ بِخَیْرِ الْبَرِیَّةِ وَ سَیِّدِ الْعَالَمِیْنَ فَاِذَا وَلَدْتِیْهِ فَسَمِّیْهِ اَحْمَدَ وَ مُحَمَّداً وَ عَلِّقِیْ عَلَیْهِ هٰذِهٖ فَانْتَبَهْتُ وَ عِنْدَ رَأْسِهَا صَحِیْفَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ مَكْتُوْبٌ عَلَیْهَا:

اُعِیْذُهٗ بِالْوَاحِدِ مِنْ شَرِّ كُلِّ حَاسِدٍ---[۱۰]

''اے آمنہ! تم تمام مخلوقات سے بہتر اور تمام جہانوں کے سردار کی والدہ بننے والی ہو، جب وہ پیدا ہوں تو ان کا نام احمد اور محمد رکھنا اور یہ تعویذ

ان کے گلے میں لٹکا دینا--- جب میں بیدار ہوئی تو میرے پاس سونے کا ایک صحیفہ پڑا ہوا تھا، جس پر یہ الفاظ تحریر تھے:

اُعِیْذُہٗ بِالْوَاحِدِ مِنْ شَرِّ کُلِّ حَاسِدٍ---

''میں اللہ واحد سے اس (نومولود) کے لیے ہر حاسد کے شر سے پناہ مانگتی ہوں''---

بزم کون ومکاں کو سجایا گیا

باعثِ تخلیقِ کائنات علیہ التحیۃ والصلوٰات کی تشریف آوری کی شب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آسمانوں اور بہشتوں کے دروازے کھول دو اور فرشتوں کو حاضری کا حکم دیا، چناں چہ فرشتے ایک دوسرے کو محبوب پاک کی آمد کی بشارتیں دیتے ہوئے زمین پر اترے:

فَلَمْ یَبْقَ مَلَکٌ اِلَّا حَضَرَ---

''اور ایسا کوئی فرشتہ باقی نہ رہا جس نے بوقت ولادت حاضری نہ دی ہو''---

پہاڑ بلند ہو کر اظہارِ مسرت کر رہے ہیں--- خوشی ومسرت سے سمندر کی لہریں اوپر اٹھ رہی تھیں اور نہر کوثر کے گرداگرد ستر ہزار کستوری کے درخت اگائے گئے---[۱۱]

جنت میں میلاد کا صلہ

عرب میں رواج ہے کہ وہ اپنی محافل میں اگر، عود وغیرہ کا بخور جلاتے ہیں، جس سے محفل معطر ومعنبر ہو جاتی ہے--- مسجد نبوی شریف بالخصوص ریاض الجنۃ میں

روزانہ مغرب کے بعد اور تہجد کے وقت اعلیٰ اور عمدہ بخور جلایا جاتا ہے---
اہل جنت کے لیے بھی بخور کا اہتمام کیا جائے گا، ظاہر ہے کہ یہ اعلیٰ ترین بخور ہوگا---
اس کے لیے شب ولادت لگائے جانے والے کستوری کے ستر ہزار درختوں کے
پھل سے بخور کا کام لیا جائے گا---[۱۲]

اس میں غالباً حکمت یہ ہے کہ اہل جنت عظمت میلادِ مصطفیٰ کا مشاہدہ کرلیں اور
جان لیں کہ جنت کی زینت اور خوش بو حضور ﷺ اور آپ کے میلاد کے صدقے ہے---
اس میں یہ اشارہ بھی مضمر ہے کہ جنت میں داخل ہونے اور جنتی نعمتوں سے لطف اندوز
ہونے والے وہی ہوں گے جو ادب واحترام کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے دنیا میں
حضور ﷺ کے میلاد پر خوشی مناتے تھے---

چراغاں

ولادتِ مصطفیٰ ﷺ کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے روشنی اور چراغاں کا اہتمام فرمایا---
ہر آسمان پر روشنی کے دو دو ستون نصب کیے گئے، ایک زبرجد کا اور دوسرا یاقوت کا---
گویا یہ سرخ وسبز رنگ کی ٹیوبیں تھیں، جن سے آسمان بقعۂ نور بن گیا اور ولادت مصطفیٰ ﷺ
کی یاد میں نصب کی گئی ان ٹیوبوں کو باقی رکھا گیا---

جب شب اسریٰ آقا ومولا ﷺ کا آسمان سے گزر ہوا تو آپ کو بتایا گیا:

هٰذَا ضُرِبَ اسْتِبْشَاراً بِوِلَادَتِكَ---[۱۳]

''انہیں آپ کی ولادت کی خوشی میں نصب کیا گیا تھا''---

سراپا نور، نورٌ علیٰ نور ﷺ کی ولادت باسعادت کے لمحات نور فزا کا یہ عالم تھا کہ
دنیا بقعۂ نور بن گئی--- اِمْتَلَأَتِ الدُّنْيَا كُلُّهَا نُوْراً[۱۴] ستارے پھلجھڑیوں کی صورت

زمین پر جھکے چلے آتے تھے جیسا کہ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کی والدہ سے مروی ہے[۱۵] ایک روایت میں ہے:

اُلْبِسَتِ الشَّمْسُ یَوْمَئِذٍ نُوْرًا عَظِیْماً---[۱۶]

''اس دن سورج کو عظیم نور کا لباس پہنایا گیا (یعنی سورج کا نور بڑھادیا گیا)''---

پرچم لہرائے گئے

جشن ولادتِ سرکار ﷺ کے سلسلے میں پرچم لہرائے گئے، سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ شب ولادت اللہ تعالیٰ نے میری آنکھ سے تمام حجابات دور کر دیے:

رَأَیْتُ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَ مَغَارِبَهَا وَ رَأَیْتُ ثَلاثَةَ اَعْلامٍ مَضْرُوْبَاتٍ عَلَمًا فِی الْمَشْرِقِ وَ عَلَمًا فِی الْمَغْرِبِ وَ عَلَمًا عَلٰی ظَهْرِ الْكَعْبَةِ---[۱۷]

''زمین کے مشارق و مغارب میرے سامنے تھے، میں نے تین جھنڈے نصب شدہ دیکھے:

ایک جھنڈا مشرق میں، ایک جھنڈا مغرب میں اور ایک جھنڈا کعبۃ اللہ کی چھت پر لگایا گیا''---

ان تین پرچموں کے علاوہ ایک پرچم زمین و آسمان کے درمیان لہرایا گیا، جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

رَأَیْتُ عَلَمًا مِّنْ سُنْدُسٍ عَلٰی قَضِیْبٍ مِّنْ یَاقُوْتٍ قَدْ ضُرِبَ بَیْنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ---[۱۸]

''میں نے یاقوت کی چھڑی سے پیوستہ ریشمی جھنڈا دیکھا جو زمین و آسمان کے درمیان لہرایا گیا''---

فرحت بخش شربت

شب ولادت حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ حرم کعبہ میں تھے اور آپ کی بہو سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا گھر میں اکیلی تھیں، آپ فرماتی ہیں:

''مجھے قدرے خوف محسوس ہوا، اچانک میں نے دیکھا کہ ایک سفید پرندہ ظاہر ہوا، اس نے اپنے پَر میرے سینے کے ساتھ ملے، جس سے خوف و ہراس زائل ہو گیا[۱۹] اس پرندے نے مجھے شربت پیش کیا، جو دودھ سے سفید، شہد سے شیریں اور کستوری سے زیادہ خوش بودار تھا[۲۰] جس کے پینے سے مجھے نورانیت محسوس ہوئی --- پھر میں نے بہت سی دراز قامت حسین و جمیل عورتیں دیکھیں، میں نے کہا، تم کون ہو؟ --- کہنے لگیں، آسیہ (فرعون کی بیوی)، مریم بنت عمران (والدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام) اور یہ ہمارے ساتھ جنتی حوریں ہیں[۲۱] حوریں عرض کرنے لگیں:

اَرْسَلَنَا اللّٰهُ اِلَيْكِ لِنَتَبَرَّكَ بِهٰذَا الْمَوْلُوْدِ الَّذِيْ تَلِدِيْنَهٗ فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ---[۲۲]

''اے آمنہ! ہمیں اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف اس لیے بھیجا ہے تاکہ آج رات آپ کے یہاں پیدا ہونے والے مبارک فرزند سے ہم برکت حاصل کریں''---

آ گیا وہ نور والا جس کا سارا نور ہے

اسی اثنا میں ایک سفید ریشمی چادر زمین و آسمان کے درمیان آویزاں کر دی گئی --- کسی کہنے والے نے کہا، لوگوں کی نگاہ آپ پر نہ پڑنے پائے --- پھر میں نے کچھ لوگوں کو فضا میں معلق دیکھا، جن کے ہاتھوں میں چاندی کے آفتابے تھے --- پرندوں کے ایک غول نے میرے حجرے کو گھیر لیا، ان کی چونچیں زمرد کی اور بازو یاقوت کے تھے --- اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے پردہ اٹھا دیا، میں نے مشرق و مغرب کا مشاہدہ کیا اور تین جھنڈے دیکھے، ایک مشرق میں، ایک مغرب میں اور ایک بیت اللہ کی چھت پر نصب تھا [۲۳] پھر ایک سفید پرندہ اپنے پروں کو میرے پیٹ سے مس کرتے ہوئے گویا ہوا:

اِظْهَرْ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ --- اِظْهَرْ يَا خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ --- اِظْهَرْ يَا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ --- اِظْهَرْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ --- اِظْهَرْ يَا خَيْرَ خَلْقِ اللّٰهِ --- اِظْهَرْ يَا نُوْرًا مِّنْ نُّوْرِ اللّٰهِ --- بِسْمِ اللّٰهِ --- اِظْهَرْ يَا مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فَظَهَرَ ﷺ كَالْبَدْرِ الْمُنِيْرِ --- اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه --- [۲۴]

"اے سید المرسلین! ظہور فرمائیے --- اے خاتم النبیین! جلوہ افروز ہو جائیے --- اے رحمۃ للعالمین! قدم رنجہ فرمائیے --- اے نبی اللہ! صحن عالم کو رونق بخشیے --- اے نورٌ من نور اللہ! جلوہ افرز ہو جائیے --- بسم اللہ، اے محمد بن عبد اللہ! تشریف لائیے --- پھر حضور اکرم ﷺ

چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکتے ہوئے رونق افروز ہوئے---
اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ"---

کوئی پردے سے کیا نکلا کہ گھر گھر میں اجالا تھا

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

خَرَجَ مَعَہٗ نُوْرٌ اَضَاءَ لَہٗ مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ---[۲۵]

"جب آپ پیدا ہوئے تو ایسا نور ظاہر ہوا، جس سے شرق تا غرب ہر چیز روشن ہو گئی"---

دوسری روایت میں ہے:

خَرَجَ مِنِّیْ نُوْرٌ اَضَاءَ لَہٗ قُصُوْرُ الشَّامِ---[۲۶]

"مجھ سے ایسا نور ظاہر ہوا جس سے ملک شام کے محلات روشن ہو گئے"---

اس حقیقت کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود بھی بیان فرمایا:

رَأَتْ اُمِّیْ اَنَّہٗ خَرَجَ مِنْھَا نُوْرٌ اَضَاءَتْ بِہٖ قُصُوْرُ الشَّامِ---[۲۷]

"میری امی جان نے دیکھا کہ ان سے ایسے نور کا ظہور ہوا، جس سے شام کے محلات منور ہو گئے"---

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی والدہ 'شفا' جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دایہ بننے کا شرف حاصل ہوا، فرماتی ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی، میں نے آپ کو اپنے ہاتھوں میں لیا تو ایک آواز آئی:

رَحِمَکِ رَبُّکِ---

''تیرا رب تجھ پر رحم فرمائے''---

فَاضَاءَ لِیْ مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ حَتّٰی نَظَرْتُ اِلٰی بَعْضِ قُصُوْرِ الشَّامِ---[۲۸]

''حضور ﷺ کی تشریف آوری سے میرے سامنے مشرق و مغرب میں روشنی ہوگئی، یہاں تک کہ مجھے ملک شام کے محلات نظر آنے لگے''---

مولانا حسن رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا:

مکہ میں شام کے گھر روشن ہیں ہر نگہ پر
چمکا ہے وہ اجالا صبح شب ولادت [۲۹]

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے غزوۂ تبوک سے واپسی پر حضور ﷺ کی خصوصی اجازت سے جو نعتیہ اشعار پڑھے، ان میں بھی ولادت کے موقع پر ظاہر ہونے والی نورانیت اور اُجالے کی منظر کشی کی گئی ہے:

وَ اَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ
وَ ضَاءَتْ بِنُوْرِكَ الْاُفُقُ [۳۰]

''اور آپ جب پیدا ہوئے تو زمین روشن ہوگئی اور آپ کے نور سے آفاق منور ہو گئے---[۳۱]

نورٌ من نور اللہ

ہر چند کہ حضور ﷺ بشری لباس میں جلوہ گر ہوئے، مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو سراپا نور بنا کر بھیجا، جیسا کہ قرآن کریم میں آپ ﷺ کی تشریف آوری کے بارے میں مژدۂ جاں فزا یوں سنایا گیا:

قَدْ جَآءَ کُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِیْن---[۳۲]

''بے شک جلوہ گر ہوا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور اور روشن کتاب''---

حضرت ابوامیہ تیمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ بِعَیْنَیَّ هَاتَیْنِ وَ کَانَ نُوْرًا کُلُّهٗ بَلْ نُوْرًا مِنْ نُوْرِ اللّٰهِ---[۳۳]

''میں نے اپنی آنکھوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ہے، آپ سراسر نور بلکہ (نورٌ من نور اللہ) اللہ کے نور میں سے نور تھے''---

آپ کا سایہ نہ تھا

امام عبدالرزاق روایت کرتے ہیں:

عَنْ اِبنِ جُرَیجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عَبَّاس قَالَ: لَمْ یَکُنْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّم ظِلٌّ وَ لَمْ یَقُمْ مَعَ شَمسٍ قَطُّ اِلَّا غَلَبَ ضَوءُهٗ ضَوءَ الشَّمسِ، وَ لَمْ یَقُمْ مَعَ سِرَاجٍ قَطُّ اِلَّا غَلَبَ ضَوءُهٗ ضَوءَ السِّرَاجِ---[۳۴]

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہ تھا، جب آپ سورج کے سامنے کھڑے ہوتے تو آپ کے نور کی روشنی، سورج پر غالب آجاتی، اسی طرح کسی چراغ کے سامنے قیام ہوتا تو آپ کے نور کی روشنی چراغ پر غالب رہتی''---

پہلا کام، پہلا کلام

جب سید عالم نورِ مجسم ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو آپ نے پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا---حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

فَوَضَعْتُ مُحَمَّداً وَ نَظَرْتُ اِلَیْہِ فَاِذَا ھُوَ سَاجِدٌ قَدْ رَفَعَ اِصْبَعَیْہِ اِلَی السَّمَاءِ کَالْمُتَضَرِّعِ الْمُبْتَھِلِ---[۳۵]

''جب محمد مصطفیٰ ﷺ پیدا ہوئے، میں نے دیکھا کہ آپ سجدہ میں پڑے ہوئے ہیں اور اپنے دونوں ہاتھوں کی شہادت کی انگلیاں آسمان کی طرف یوں اٹھائی ہوئی ہیں جیسے کوئی عجز و نیاز اور زاری سے دعا کر رہا ہو''---

سجدے سے سرانور اٹھایا تو فصیح و بلیغ زبان میں فرمایا:

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَنِّی رَسُوْلُ اللّٰہِ---[۳۶]

سہیلی روایت کرتے ہیں کہ ولادت کے وقت سب سے پہلا کلام آپ نے اپنی زبان فیض ترجمان سے نکالا وہ:

''جَلَالُ رَبِّیَ الرَّفِیْع'' تھا---[۳۷]

اور یہ روایت بھی ہے کہ آپ نے فرمایا:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْراً وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْراً وَ سُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَ اَصِیْلاً---[۳۸]

امت کی یاد

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد

حضرت علامہ شاہ نقی علی خاں بریلوی قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں کہ بعض روایات میں ہے، آپ ﷺ نے جناب الٰہی میں عرض کیا:

یَا رَبِّ هَبْ لِیْ اُمَّتِیْ ---

''خدایا میری امت مجھے بخش دے''---

خطاب ہوا:

وَهَبْتُكَ اُمَّتَكَ بِاَعْلٰی هِمَّتِكَ---

''میں نے تیری اُمت تیری بلند ہمت کے سبب تجھے بخشی''---

پھر فرشتوں سے ارشاد ہوا:

اِشْهَدُوْا یَا مَلَائِكَتِیْ اَنَّ حَبِیْبِیْ لَا یَنْسٰی اُمَّتَهٗ عِنْدَ الْوِلَادَةِ فَكَیْفَ یَنْسَاهَا یَوْمَ الْقِیَامَةِ---

''اے فرشتو! گواہ رہو کہ میرا حبیب اپنی امت کو ولادت کے وقت نہیں بھولا تو قیامت کے دن کب بھولے گا''---[۳۹]

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ولادت باسعادت سے کچھ دیر بعد ایک سفید بادل رونما ہوا، جس کے باعث محمد ﷺ میری آنکھوں سے اوجھل ہو گئے--- میں سن رہی تھی کہ منادی کہہ رہا ہے:

''رسول اللہ ﷺ کو تمام روئے زمین اور تمام سمندروں کی سیر کراؤ اور جملہ ذی روح جن، انسان، وحشی، پرندے اور ملائکہ آپ کے سامنے پیش کرو تا کہ تمام مخلوق آپ کی صفات، صورت اور اسم گرامی سے آشنا ہو جائے--- پھر آپ کو آدم علیہ السلام کی صورت، شیث علیہ السلام کی معرفت، نوح علیہ السلام کی شجاعت،

ابراہیم علیہ السلام کی خلت، اسماعیل علیہ السلام کی زبان، اسحاق علیہ السلام کی رضا، صالح علیہ السلام کی فصاحت، لوط علیہ السلام کی حکمت، یعقوب علیہ السلام کی بشارت، موسیٰ علیہ السلام کی شدت وقوت، ایوب علیہ السلام کا صبر، یونس علیہ السلام کی طاعت، یوشع علیہ السلام کا جہاد، داؤد علیہ السلام کی آواز، دانیال علیہ السلام کی حب، الیاس علیہ السلام کا وقار، یحییٰ علیہ السلام کی عصمت اور عیسیٰ علیہ السلام کا زہد عطا کر کے تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے دریائے اخلاق میں غوطہ دو تا کہ آپ تمام انبیاء کے کمالات وصفات کے جامع ہو جائیں---

پھر وہ بادل ہٹ گیا تو میں نے آپ کو دیکھا کہ سبز ریشم کو پکڑے ہوئے ہیں اور اس سے پانی ٹپک رہا ہے--- یکایک آواز آئی:

بَخٍ بَخٍ قَبَضَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم عَلَى الدُّنْيَا كُلِّهَا لَمْ يَبْقَ خَلْقٌ مِنْ اَهْلِهَا اِلَّا دَخَلَ فِيْ قَبْضَتِهٖ---

''واہ واہ! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ساری دنیا پر قبضہ کر لیا ہے اور کوئی مخلوق ایسی نہیں جو آپ کے قبضہ میں نہ ہو''---[۴۰]

ملک ازل کا سرور سب سروروں کا افسر
تخت ابد پہ بیٹھا صبح شب ولادت [۴۱]

مہرِ نبوت

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا مزید مشاہدات بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

پھر میں نے نومولود محمد (مصطفیٰ) کی طرف نگاہ کی، دیکھا کہ آپ چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہے ہیں اور آپ سے خالص کستوری کی خوش بو آ رہی ہے--- اتنے میں میں نے تین آدمی دیکھے، ایک کے ہاتھ میں

چاندی کا آفتابہ، دوسرے کے ہاتھ میں زمرد کا تھال اور تیسرے کے پاس سفید ریشمی کپڑا تھا--- کپڑے کو کھولا تو اس میں سے ایک ایسی مہر نکلی جسے دیکھنے سے آنکھیں چندھیا جاتیں--- اس نے آپ ﷺ کو آفتابے سے سات مرتبہ نہلایا، آپ ﷺ کے کندھوں کے درمیان مہر لگائی، آپ کو ریشمی کپڑے میں لپیٹا، تھوڑی دیر کے لیے اپنے پروں کے نیچے رکھا اور پھر مجھے واپس کر دیا"---[۴۲]

علم مصطفیٰ ﷺ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ پیدا ہوئے تو جنت کے خازن، رضوان نے آپ کے کان میں کہا:

اَبْشِرْ یَا مُحَمَّدُ فَمَا بَقِیَ لِنَبِیٍّ عِلْمٌ اِلَّا وَ قَدْ اُعْطِیْتَهٗ فَاَنْتَ اَکْثَرُهُمْ عِلْمًا وَّ اَشْجَعُهُمْ قَلْبًا---[۴۳]

"یا محمد (اے بہت زیادہ تعریف کیے گئے!) بشارت ہو کہ آپ کو تمام انبیاء کے تمام علوم عطا کر دیے گئے ہیں، آپ علم میں کل انبیاء سے فائق اور قوت و بہادری میں سب سے ممتاز ہیں"---

نکتہ

اہل عرب کا مسلمہ قاعدہ ہے کہ حرف نفی کے بعد نکرہ استغراق و عموم کا فائدہ دیتا ہے، یہاں 'نبی' اور 'علم' دونوں نکرہ ہیں جو 'ما' نافیہ کے بعد آ رہے ہیں، اس استغراق و عموم سے واضح ہوا کہ حضور ﷺ کو بوقت ولادت جملہ انبیائے کرام علیہم السلام کے جملہ علوم

حاصل تھے--- جب ولادت باسعادت کے وقت آپ کے علوم کا یہ حال تھا تو ظاہری حیات مبارکہ کے آخری ایام تک علوم و معارف کی کثرت کا کیا عالم ہوگا، جب کہ اللہ تعالیٰ ﷻ کا فرمان ہے:

وَ لَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ---[۴۴]

''اور یقیناً ہر آنے والی ساعت آپ کے لیے پہلی سے (بدرجہا) بہتر ہے''---

چھ علامات

حضور ﷺ کی پھوپھی حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ولادت کے بعد میں نے چھ چیزوں کا مشاہدہ کیا:

1. آپ نے پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا---
2. سجدہ سے سر اٹھا کر بزبانِ فصیح فرمایا: لا الہ الا اللہ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللہ---
3. سارا گھر آپ کے نور سے روشن ہوگیا---
4. میں نے آپ کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو غیب سے آواز آئی:

''اے صفیہ! انھیں غسل دینے کا تکلف نہ کرو، ہم نے ان کو پاک صاف پیدا کیا ہے''---

5. آپ ختنہ شدہ اور ناف بریدہ پیدا ہوئے---
6. کرتا پہناتے ہوئے میری نظر آپ کے دوشانوں کے درمیان مہر نبوت پر پڑی، جس پر 'لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ' تحریر تھا---[۴۵]

کعبہ جھوم اٹھا

حضرت سیدنا عبد المطلب رضی اللہ عنہ شب ولادت حرم کعبہ میں تھے---آدھی رات کے بعد آپ نے دیکھا کہ کعبہ مقام ابراہیم کی طرف سجدہ میں جھک کر تکبیر کی آوازیں بلند کررہا ہے---

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ رَبُّ مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفٰى اَلْاٰنَ قَدْ طَهَّرَنِىْ رَبِّىْ مِنْ اَنْجَاسِ الْاَصْنَامِ وَ اَرْجَاسِ الْمُشْرِكِيْنَ---[۴۶]

''اللہ اکبر! محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب نے مجھے بتوں اور مشرکین کی نجاستوں سے پاک وصاف کردیا ہے''---

تیری آمد تھی کہ بیت اللہ مجرے کو جھکا
تیری ہیبت تھی کہ ہر بت تھرتھرا کر گر گیا [۴۷]

کعبہ تین دن تک اسی طرح جھومتا رہا اور اس سے یہ آواز آتی رہی، میرا نور مجھے واپس لوٹا دیا گیا، اب ہر طرف سے میری زیارت کرنے والے آیا کریں گے اور مجھے جہالت وگمراہی سے پاک کردیا جائے گا---اے عزیٰ (بت کا نام)! تجھے ہلاکت ہو---[۴۸]

عرش عظیم جھومے کعبہ زمین چومے
آتا ہے عرش والا صبحِ شبِ ولادت [۴۹]

اعلانِ عید

شب میلاد کعبے میں نصب بت اوندھے گر گئے---جب سب سے بڑا بت

'ہبل' منہ کے بل گرا تو آواز آئی:

آگاہ ہو جاؤ کہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے، جو مخلوقات کو گم راہی کی ظلمت سے نکال کر ہدایت کی روشنی عطا کرے گا--- جو سب کا رسول اور سراج منیر ہے:

اے فرشتگان! گواہ باشید مفاتیح خزائن بہ او ارزانی داشتند پس روزِ ولادتِ او را عید خود سازید و ہر سال تا قیامت بہ آں روز تبرک جوئید---[۵۰]

''اے فرشتو! گواہ رہنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام خزانوں کی چابیاں عطا کر دی گئیں---سو آپ کے یوم ولادت کو اپنی عید بنا لو اور تا قیامت ہر سال یوم میلاد سے تبرک حاصل کرتے رہنا''---

عجائبات

اس رات اور بھی بہت سے عجائبات کا ظہور ہوا، فارس کا آتش کدہ (جس میں ایک ہزار سال سے متواتر آگ جل رہی تھی اور اس کی پوجا ہو رہی تھی) ایسا سرد پڑا کہ کوشش بسیار کے باوجود دوبارہ روشن نہ ہو سکا---بحیرہ ساوہ جو کئی میلوں پر پھیلا ہوا تھا اور جس کے کنارے شرک و بت پرستی ہوا کرتی تھی، اچانک خشک ہو گیا اور شیاطین کا آسمانوں پر داخلہ ممنوع قرار دے دیا گیا---کسریٰ کے عظیم الشان محل میں زلزلہ برپا ہو گیا اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے---[۵۱]

شوکت کا دبدبہ ہے ہیبت کا زلزلہ ہے
شق ہے مکان کسریٰ صبح شب ولادت [۵۲]

امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ عجائبات شب میلاد کا منظر یوں بیان کرتے ہیں[۵۳]:

وَبَاتَ اَیْوَانُ کِسْرٰی وَھُوَ مُنْصَدِعٌ
کَشَمْلِ اَصْحَابِ کِسْرٰی غَیْرَ مُلْتَئِمِ

''آپ کی ولادت باسعادت کے وقت کسریٰ کا محل یوں پھٹ گیا (اور قابل مرمت نہ رہا) جیسے لشکر کسریٰ منتشر ہونے کے بعد پھر منظم نہ ہوسکا''---

وَالنَّارُ خَامِدَۃُ الْاَنْفَاسِ مِنْ اَسَفٍ
عَلَیْہِ وَالنَّھْرُ سَاھِی الْعَیْنِ مِنْ سَدَمِ

''آتش مجوس کے شعلے بہ سبب افسوس کے سرد پڑ گئے اور نہر فرات ندامت وغم اور سراسیمگی کی وجہ سے اپنا منبع بھول گئی''---

وَسَاءَ سَاوَۃَ اَنْ غَاضَتْ بُحَیْرَتُھَا
وَرُدَّ وَارِدُھَا بِالْغَیْظِ حِیْنَ ظَمِیْ

''اہل ساوہ کو اس امر نے غمگین کر دیا کہ بحیرۂ ساوہ کا پانی خشک ہو گیا اور پیاسے جو اس کے گھاٹ پر آئے، تشنہ و خشمگین لوٹائے گئے''---

وَالْجِنُّ تَھْتِفُ وَالْاَنْوَارُ سَاطِعَۃٌ
وَالْحَقُّ یَظْھَرُ مِنْ مَعْنًی وَمِنْ کَلِمِ

''اور جن، غیب سے آپ کے ظہور کی آوازیں دے رہے تھے اور انوار چمک رہے تھے اور ظاہر و باطن سے حق و صداقت کا ظہور ہو رہا تھا''---

عَمُوْا وَصَمُّوْا فَاِعْلَانُ الْبَشَائِرِ لَمْ
تُسْمَعْ وَبَارِقَۃُ الْاِنْذَارِ لَمْ تُشَمِ

''منکرین اندھے اور بہرے ہو گئے، نہ ان کو بشارتوں کا اعلان سنائی دیا اور نہ تخویف کی بجلی ان کو نظر آئی''---

مِنْ بَعْدِ مَا اَخْبَرَ الْاَقْوَامَ کَاھِنُھُمْ
بِاَنَّ دِیْنَھُمُ الْمُعْوَجَّ لَمْ یَقُمِ

''حالاں کہ ان کو ان کے کاہنوں نے پہلے ہی خبر دے دی تھی کہ ان کا ٹیڑھا دین آئندہ قائم نہیں رہے گا''---

وَ بَعْدِ مَا عَایَنُوْا فِی الْاُفُقِ مِنْ شُھُبٍ
مُنْقَضَّۃٍ وَّفْقَ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ صَنَمٍ

''اور باوجود اس کے کہ انھوں نے اطراف آسمان میں اس طرح شہاب گرتے دیکھے، جس طرح زمین پر بتوں کا منہ کے بل گرنا دیکھا''---

صبحِ سعادت

آخر کار کفر و شرک کی شب دیجور ختم ہوئی اور ایک نورانی صبح نو کا آغاز ہوا:

سر صبح سعادت نے گریباں سے نکالا
ظلمت کو ملا عالم امکاں سے نکالا
اُس ماہ نے جب مہر سے کی جلوہ نمائی
تاریکیوں کو شامِ غریباں سے نکالا
یہ گردن پُرنور کا پھیلا ہے اجالا
یا صبح نے سر ان کے گریباں سے نکالا [۵۴]

اللہ تعالیٰ جل جلالہ، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے انوار و تجلیات کے صدقے ہمارے قلوب کو منور فرمائے اور برکاتِ میلاد کے توسل سے دنیا و آخرت میں سرخرو فرمائے---

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحٰبہ اجمعین

حوالہ جات

۱......مصنف عبدالرزاق (الجزء المفقود من الجزء الاوّل من المصنف)، بیروت، صفحہ۶۳تا۶۶

۲......امام اعظم ابوحنیفہ، قصیدۃ النعمان، مجتبائی دہلی، صفحہ۲۱

۳......علامہ محمد اقبال، بانگ درا، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، صفحہ۲۲۰

۴......سید احمد زینی دحلان، السیرۃ النبویۃ، مطبوعہ بیروت، جلد۱، صفحہ۳۴۳/ القرآن، الشعراء، آیت۲۹

۵......علامہ یوسف نبہانی، الانوار المحمدیہ، بیروت، صفحہ۲۱

۶......زینی دحلان، السیرۃ النبویۃ، جلد۱، صفحہ۳۷

۷......محمد بن عبدالباقی، زرقانی، مصر، جلد۱، صفحہ۱۱۰

۸......جلال الدین سیوطی، الخصائص الکبریٰ، حیدرآباد دکن، جلد۱، صفحہ۴۷

۹......ابن سعد، طبقات کبریٰ، بیروت، جلد۱، صفحہ۹۸/ امام ابن جوزی، الوفا باحوال المصطفیٰ، لاہور، جلد۱، صفحہ۸۸

۱۰......ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی، دلائل النبوۃ، حیدرآباد دکن، صفحہ۴۰

۱۱...... خصائص کبریٰ، جلد۱، صفحہ۴۷

۱۲...... وَ قَد انبتَ اللّٰہُ لَیْلة ولد علٰی شَاطِیٔ نَھرِ الکَوْثرِ سَبْعِیْنَ الَف شَجرَۃ مِن المِسْكِ الاذفر جعلت ثمارھا بخورَ اَھلِ الْجَنَّۃِ---[خصائص کبریٰ،جلد۱،صفحہ۴۷]

۱۳...... خصائص کبریٰ،جلد۱،صفحہ۴۷

۱۴......ایضاً

۱۵......امام احمد بن محمد قسطلانی، المواھب اللدنیہ،مصر،صفحہ۱۱۶

۱۶...... خصائص کبریٰ،جلد۱،صفحہ۴۷

۱۷...... المواھب اللدنیہ،مرکز اہل سنت نور بندر، گجرات،ہند،جلد۱،صفحہ۱۲۵

۱۸...... حجة اللّٰه علَی العٰلمین،صفحہ۲۲۶

۱۹...... الانوار المحمدیہ،صفحہ۲۳

۲۰......امام ابن جوزی، المیلاد النبوی،لاہور،صفحہ۴۵

۲۱......یوسف بن اسماعیل نبہانی، حجة اللّٰه علَی العالمین،صفحہ۲۴۲

۲۲...... المیلاد النبوی،صفحہ۴۴،۴۵

۲۳...... الانوار المحمدیہ،صفحہ۲۳

۲۴...... المیلاد النبوی،صفحہ۴۵،۴۶

۲۵......حافظ ابن کثیر، السیرۃ النبویہ،قاہرہ،جلد۱،صفحہ۲۰۷/ امام محمد بن مکرم المعروف بابن منظور، مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر،دار الفکر دمشق،جلد۲،صفحہ۳۶

۲۶...... طبقات ابن سعد،جلد۱،صفحہ۱۰۲

۲۷......ابوبکر احمد بن حسین بیہقی، دلائل النبوۃ،مدینہ منورہ،جلد۱،صفحہ۲۷

۲۸...... دلائل النبوۃ،ابونعیم،جلد۱،صفحہ۴۰/ زرقانی،جلد۱،صفحہ۱۱۹

۲۹......مولانا حسن رضا خان،ذوق نعت،دین محمدی پریس لاہور،صفحہ۲۹

۳۰......ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم، صحیح مستدرك،جلد۳،صفحہ۳۲۷/ مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر،جلد۲،صفحہ۳۰

۳۱......اشرفعلی تھانوی، نشر الطیب،صفحہ۹

۳۲...... المائدہ،۵:۱۵

۳۳...... مصنف عبد الرزاق،جلدا،صفحہ۶۲، ۶۳، حدیث ۱۷
۳۴...... مصنف عبد الرزاق،جلدا،صفحہ ۵۶، حدیث ۴
۳۵...... زرقانی ،جلدا،صفحہ۱۱۲
۳۶......علامہ عبدالرحمٰن جامی، شواهد النبوة،عمدۃ المطابع دہلی،صفحہ ۳۶
۳۷...... السیرة النبویه،زینی دحلان ،جلدا،صفحہ ۳۸
۳۸......ایضاً
۳۹......مولانا شاہ نقی علی خان بریلوی، سرور القلوب بذکر المحبوب، لاہور، صفحہ ۱۳
۴۰...... المواهب اللدنیه و زرقانی ،جلدا،صفحہ۱۱۴-۱۱۳/ خصائص کبریٰ،صفحہ ۴۸
۴۱......ذوق نعت، صفحہ ۲۹
۴۲...... الانوار المحمدیه،صفحہ۲۴
۴۳...... المواهب اللدنیه و زرقانی ،جلدا،صفحہ۱۱۵
۴۴...... الضحٰی، ۹۴:۴
۴۵...... شواهد النبوة،صفحہ ۳۶، ۳۵
۴۶......شیخ عبدالحق محقق دہلوی، مدارج النبوة،نولکشور لکھنؤ،جلد۲،صفحہ ۱۷
۴۷......مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی، حدائق بخشش ،رضا اکیڈمی بمبئی،جلدا،صفحہ ۲۶
۴۸...... خصائص کبریٰ،صفحہ ۴۷
۴۹......ذوق نعت، صفحہ ۳۰
۵۰......ملا معین کاشفی، معارج النبوة، سکھر، رکن دوم، صفحہ ۴۳
۵۱...... خصائص کبریٰ،صفحہ ۵۱
۵۲......ذوق نعت، صفحہ ۲۹
۵۳......قصیدہ بردہ شریف، الفصل الرابع فی مولد النبی ﷺ
۵۴......ایضاً،صفحہ ۱۶

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا

میلادِ نبوی---باعثِ نجات

اے اللہ! میرا کوئی عمل ایسا نہیں، جسے آپ کے دربار میں پیش کرنے کے لائق سمجھوں، میرے تمام اعمال فسادِ نیت کا شکار ہیں، البتہ مجھ فقیر کا ایک عمل محض آپ ہی کی عنایت سے اس قابل (اور لائق التفات) ہے اور وہ یہ ہے کہ مجلسِ میلاد کے موقع پر کھڑے ہو کر سلام پڑھتا ہوں اور نہایت ہی عاجزی و انکساری، محبت و خلوص کے ساتھ تیرے حبیبِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں---

اے اللہ! وہ کون سا مقام ہے جہاں میلادِ پاک سے بڑھ کر تیری طرف سے خیر و برکت کا نزول ہوتا ہے؟ اس لیے اے ارحم الراحمین! مجھے پکا یقین ہے کہ میرا یہ عمل کبھی رائیگاں نہیں جائے گا، بلکہ یقیناً تیری بارگاہ میں قبول ہوگا اور جو کوئی درود و سلام پڑھے اور اس کے ذریعے سے دعا کرے، وہ کبھی مسترد نہیں ہوگی---

[اخبار الاخیار، مطبوعہ کراچی، صفحہ ۶۲۴]

❁❁❁❁❁

وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِیْ
وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَآءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّاً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ
كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَآءُ

ہے آج جشن ، مولدِ خیر الانام ﷺ کا
لب پر سجا ہے وِرد درود و سلام کا
صبحِ ولادت ایسی تھی آقا ﷺ کی کیف زا
"اِک دَور چل رہا تھا درود و سلام کا"
نوریؔ ہے ماہِ مولدِ سرکار ﷺ نور بار
ہر لمحہ اس مہینے کا ہے جشنِ عام کا

[نوریؔ]

ولادتِ نبوی اور پرچم کی تنصیب

حضرت سیدی فقیہ اعظم مولانا ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی علیہ الرحمۃ کی تصدیق سے مبرہن ومزین (صاحبزادہ) محمد محبّ اللہ نوری کا ایک فتویٰ---

الاستفتاء

بخدمت جناب حضرت الحاج علامہ صاحبزادہ محمد محبّ اللہ نوری قادری صاحب

مہتمم دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ---

کیا فرماتے ہیں علماء اہل السنّت والجماعت اس مسئلہ میں کہ یہاں ابوبکر چشتی صاحب راولپنڈی والے نے کہا ہے کہ ولادت نبوی پاک ﷺ کے موقع پر تین جھنڈے لگائے گئے--- کیا یہ بات کسی روایت سے ثابت ہے؟---

مہربانی فرما کر حوالہ تحریر فرمائیں---

والسلام

(مولانا حکیم) محمد بشیر احمد نوری، لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب اللّٰھم اجعل لی النور و الصواب

حضور پُرنور سید عالم ﷺ کی ولادت پاک کے موقع پر جھنڈے نصب کیے گئے، اس سلسلے میں متعدد روایات معتبر کتابوں میں موجود ہیں--- اختصاراً چند حوالہ جات

درج کیے جاتے ہیں:

مواھب لدنیہ وزرقانی، صفحہ ۱۱۲/ الخصائص الکبری، مطبوعہ حیدرآباد دکن، صفحہ ۴۸/ الانوار المحمدیۃ للنبھانی، مطبوعہ بیروت، صفحہ ۲۳/ حجۃ اللہ علی العالمین، صفحہ ۲۲۴ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت منقول ہے:

فَكَشَفَ اللّٰهُ عَنْ بَصَرِیْ فَرَأَیْتُ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَ مَغَارِبَهَا وَ رَأَیْتُ ثَلٰثَةَ اَعْلَامٍ مَضْرُوْبَاتٍ عَلَمًا بِالْمَشْرِقِ وَ عَلَمًا بِالْمَغْرِبِ وَ عَلَمًا عَلٰی ظَهْرِ الْكَعْبَةِ---

''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ طیبہ طاہرہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے تمام حجابات دور کر دیے، زمین کے مشارق و مغارب میری آنکھوں کے سامنے تھے، میں نے تین جھنڈے نصب شدہ دیکھے، ایک جھنڈا مشرق میں، ایک مغرب میں اور ایک کعبہ کی چھت پر لگایا گیا''---

جھنڈوں کے بارے میں ایک روایت علامہ عبدالرحمٰن صفوری شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے نزھۃ المجالس، مطبوعہ مصر، جلد۲، صفحہ ۹۰۸ پر بایں الفاظ بیان کی ہے:

رَأَیْتُ جَمَاعَةً نَزَلُوْا مِنَ السَّمَاءِ مَعَهُمْ ثَلَاثَةُ اَعْلَامٍ بِیْضٍ فَرَكَزُوْا عَلَمًا عَلٰی ظَهْرِ الْكَعْبَةِ وَ عَلَمًا عَلٰی سَطْحِ دَارِیْ وَ عَلَمًا عَلٰی بَیْتِ الْمُقَدَّسِ---

''حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، میں نے آسمان سے ایک جماعت کو اترتے دیکھا، جن کے پاس سفید رنگ کے تین جھنڈے تھے، انھوں نے ایک جھنڈا کعبۃ اللہ کی چھت پر، ایک جھنڈا میرے مکان کی چھت پر اور ایک جھنڈا بیت المقدس پر گاڑ دیا''---

مذکورہ جھنڈوں کے علاوہ ایک جھنڈا زمین وآسمان کے درمیان لہرایا گیا، جیسا کہ خصائص کبریٰ، جلد اوّل، صفحہ ۴۸، ۴۹/ حجة اللّٰه علی العالمین، صفحہ ۲۲۶ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

فَقَالَتْ رَأَيْتُ عَلَمًا مِنْ سُنْدُسٍ عَلٰى قَضِيْبٍ مِنْ يَاقُوْتٍ قَدْ ضُرِبَ بَيْنَ السَّمَاءِ وَ الْاَرْضِ---

''حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے یاقوت کی لکڑی کے ساتھ پیوستہ ریشمی جھنڈا دیکھا، جو زمین وآسمان کے درمیان لگایا گیا تھا''---

مذکورہ بالا تمام حوالہ جات سے یہ امر اظہر من الشّمس ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پاک کے موقع پر خصوصی طور پر جھنڈے نصب کیے گئے تھے---

وَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ وَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَ آلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَ بَارَكَ وَسَلَّمَ

الجواب حق و صواب
و المجیب مصیب و مثاب
الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ
بقلمہ

محمد محبّ اللہ نوری
خادم دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور
۲۲ ربیع الاوّل ۱۴۰۳ھ
۶/۱/۱۹۸۳

ایڈیٹر روزنامہ ''نوائے وقت'' کے نام خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ح-ف۲۰۰۴/ ۶۲۱ ۲۳/ مارچ ۲۰۰۴ء

مکرمی جناب مدیر روزنامہ نوائے وقت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ---

مورخہ ۲۲/ مارچ ۲۰۰۴ء کے روزنامہ نوائے وقت لاہور میں ''ضروری تصحیح'' کے عنوان سے ایک خط کو بڑے اہتمام سے شائع کیا گیا، جس میں کالم ''نوربصیرت'' میں شائع شدہ ''حدیثِ لولاک'' پر تنقید کی گئی ہے اور ''الموضوعات الکبیر'' کے حوالے سے یہ تأثر دینے کی سعیٔ نامشکور کی گئی ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے---

جواباً عرض ہے کہ یہ حدیث معنیٰ کے اعتبار سے درست ہے اور امام دیلمی، امام احمد قسطلانی، علامہ محمود آلوسی بغدادی (صاحبِ تفسیر روح المعانی)، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی اور امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہم ایسے جلیل القدر اکابر محدثین اور محققین نے اس حدیث کو متعدد الفاظ سے اپنی تصانیف میں

نقل کیا ہے اور اس پر اعتماد کرتے ہوئے اس سے مسائل کا استنباط کیا ہے۔ مکتوب نگار نے ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف الموضوعات الکبیر کا نامکمل حوالہ پیش کیا ہے، وہ مکمل عبارت کا بغور مطالعہ کر لیتے تو عظمتِ مصطفیٰ کی مظہر اس حدیث کے حوالے سے غلط فہمی کا شکار نہ ہوتے۔ ملا علی قاری کی پوری عبارت یوں ہے:

لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ، قَالَ الصَّنعَانِيُّ إِنَّهُ مَوْضُوعٌ كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ لٰكِنَّ مَعْنَاهُ صَحِيحٌ فَقَدْ رَوَى الدَّيْلَمِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَرْفُوعًا أَتَانِي جِبْرِيْلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ لَوْلَاكَ مَا خَلَقْتُ الْجَنَّةَ، وَلَوْلَاكَ مَا خَلَقْتُ النَّارَ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ عَسَاكِرَ لَوْلَاكَ مَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا---[الموضوعات الکبیر، صفحہ ۵۹، مجتبائی، دہلی]

''لولاك لما خلقت الافلاك'' کو صنعانی نے موضوع کہا (جیسا کہ کتاب خلاصہ میں ہے) لیکن اس کا معنی صحیح ہے، کیوں کہ دیلمی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت کیا ہے:

''میرے پاس جبریل آئے اور کہا کہ اے محمد! اگر آپ نہ ہوتے تو میں جنت پیدا کرتا نہ نار جہنم کو پیدا کرتا''---

اور ابن عساکر کی روایت میں ہے کہ:

''اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا''---

اس عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ حدیث لولاک کو صرف صنعانی نے موضوع کہا، مگر محققین کے ہاں یہ حدیث معنی و مفہوم کے اعتبار سے بالکل درست ہے کیوں کہ یہ مفہوم دیگر احادیث سے ثابت ہے---

اصولِ حدیث کا ایک ادنیٰ طالب علم بھی بخوبی جانتا ہے کہ روایت بالمعنی جائز ہے،

ورنہ قرآن مجید کے مختلف زبانوں میں تراجم بھی محل نظر ٹھہریں گے---

علامہ محمد الفاسی لکھتے ہیں:

و فی حدیث عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ عندَ البیھقی فی دلائِله و الحاکم وَ صَحَّحَهٗ و قول اللّٰہِ تبارَكَ و تعالیٰ لِآدَمَ علیہ السلام لَو لا مُحمّدٌ مَا خَلَقتُكَ و روی فی حدیثٍ آخر لولاہ ما خلقتُكَ و لا خَلَقتُ سماءً و لا ارضًا---[مطالع المسرات، صفحہ ۲۶۴]

''بیہقی اور حاکم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ذکر کیا اور اسے صحیح قرار دیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ اگر محمد نہ ہوتے تو میں نہ تمہیں پیدا کرتا اور نہ زمین وآسمان کو پیدا کرتا''---

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بزمِ کونین سجائی ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہے مگر جانے کیوں کچھ لوگوں کو اس سے چڑ ہے اور وہ ہر ایسی روایت کی اہمیت کو گھٹانے کی کوشش کرتے ہیں، جس سے عظمتِ مصطفیٰ کا اظہار ہوتا ہو---

محدثین کرام کے علاوہ شعراء نے بھی رفعت مصطفیٰ کے اس پہلو کو موضوع سخن بنایا ہے۔ محدث ابن جوزی کے تلمیذ شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق تصنیف ''بوستان'' میں لکھتے ہیں:

ترا عزّ لولاک و تمکیں بس ست
ثنائے تو طٰہٰ و یٰسٓ بس ست

امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ قصیدہ بردہ میں فرماتے ہیں:

وَ کَیفَ تَدعُو اِلَی الدُّنیَا ضَرُورَۃُ مَن
لَولَاہُ لَم تَخرُجِ الدُّنیَا مِنَ العَدَمِ

علامہ اقبال لکھتے ہیں:

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو
چمنِ دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
یہ نہ ساقی ہو تو پھر مے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو
بزم توحید بھی دنیا میں نہ ہو تم بھی نہ ہو
خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے
نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

مولانا ظفر علی خاں کا یہ شعر بھی خاصا مشہور ہے:

گر ارض و سما کی محفل میں لولاك لما کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں، یہ نور نہ ہو سیاروں میں

تصریحاتِ محدثین و محققین کی روشنی میں علیٰ وجہ البصیرت یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ مکتوب نگار کا ''حدیث لولاک'' کو موضوع قرار دینا درست نہیں---

براہِ کرم اس وضاحت کو نمایاں ترین انداز میں شائع کر دیا جائے، تاکہ دانستہ یا نادانستہ پیدا کردہ غلط فہمی کا ازالہ ہو سکے اور سببِ تخلیق کائنات، فخر موجودات، حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان محبوبیت پر مبنی اس حدیث کی معنویت آشکار ہو جائے---

[ماہ نامہ نور الحبیب، اپریل ۲۰۰۴ء، مضمون کا خلاصہ روزنامہ نوائے وقت، لاہور نے بھی نمایاں طور پر شائع کیا]

لاریب ہیں اللہ جل جلالہ کی تخلیق کا شہکار
"وہ باعثِ کن ، منبع و سرچشمۂ انوار"

تھا کنزِ خفی ، چاہا کہ ہو اب مرا اِظہار
تب پیدا کیا "حیّ" عزوجل نے نورِ شہِ ابرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اس نور کے صدقے میں کیا روحوں کو پیدا
پھر نصرتِ سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لیا نبیوں سے اِقرار

[نوریؔ]

صاحبِ میلاد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی کرم نوازیاں

میرِ حجاز! صدقۂ لطفِ نظر ملے
''بندہ نواز! صدقۂ لطفِ نظر ملے''
سرکار! یہ ہے نوری کا کشکولِ آرزو
ارماں نواز! صدقۂ لطفِ نظر ملے

[نوری]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سرکارِ ابدقرار، رحمتِ ہر عالم ﷺ کا ذکر جانِ عبادت، باعثِ رحمت و برکت اور آقا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے رب کریم (جل جلالہٗ) کی رضا و خوش نودی کا بہترین ذریعہ ہے---
ذکرِ مصطفیٰ ﷺ اور میلادِ مصطفیٰ ﷺ کی محافل کا انعقاد، اہلِ اسلام کا ہمیشہ سے معمول رہا ہے، خصوصاً ربیع الاوّل میں نہایت ذوق و شوق سے حضور ﷺ کی بارگاہ میں ہدیۂ عقیدت و محبت پیش کیا جاتا ہے---

چھٹی صدی ہجری کے جلیل القدر امام، محدث ابن جوزی (م ۵۹۷ھ) رقم طراز ہیں:

لَا زَالَ اَهْلُ الْحَرَمَيْنِ الشَّرِيْفَيْنِ وَ الْمِصْرِ وَ الْيَمَنِ وَ الشَّامِ وَ سَائِرِ بِلَادِ الْعَرَبِ مِنَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ يَحْتَفِلُوْنَ بِمَجْلِسِ مَوْلِدِ النَّبِيِّ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ وَ یَفْرَحُوْنَ بِقُدُوْمِ ھلالِ شَھْرِ رَبِیْعِ الْاَوَّلِ---

''حرمین شریفین، مصر، یمن، شام، بلادعرب اور شرق تا غرب جملہ عالم اسلام کے لوگ ہمیشہ سے میلادالنبی ﷺ کی بابرکت محافل کا انعقاد کرتے چلے آرہے ہیں--- ربیع الاوّل شریف کا چاند دیکھتے ہی خوشی کا اظہار کرتے ہیں''---

وَ یَغْتَسِلُوْنَ وَ یَلْبَسُوْنَ بِالثِّیَابِ الْفَاخِرَۃِ وَ یَتَزَیَّنُوْنَ بِاَنْوَاعِ الزِّیْنَۃِ وَ یَتَطَیَّبُوْنَ وَ یَکْتَحِلُوْنَ وَ یَاْتُوْنَ بِالسُّرُوْرِ فِیْ ھٰذِہِ الْاَیَّامِ وَ یَبْذُلُوْنَ عَلَی النَّاسِ بِمَا کَانَ عِنْدَھُمْ مِنَ الْمَضْرُوْبِ وَ الْاَجْنَاسِ---

''وہ غسل کر کے عمدہ لباس زیب تن کرتے ہیں، زیب و زینت اور آراستگی کرتے ہیں، خوش بوئیں استعمال کرتے ہیں، سرمہ لگاتے اور ان ایام میں خوشیاں مناتے ہیں اور نقد و جنس سے جو کچھ میسر آئے، خرچ کرتے ہیں''---

وَ یَھْتَمُّوْنَ اِھْتِمَامًا بَلِیْغًا عَلَی السِّمَاعِ وَ الْقِرَاءَۃِ لِمَوْلِدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ وَ یَنَالُوْنَ بِذٰلِکَ اَجْراً عَظِیْمًا وَ فَوْزًا عَظِیْمًا---[۱]

''اور آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کے تذکرے اور محافل میلاد کا خصوصی اہتمام کر کے اجر عظیم اور فلاح و سعادت عظمیٰ حاصل کرتے ہیں''---

ممتاز محدث و سیرت نگار، شارح بخاری، امام قسطلانی اور ان کی تائید میں علامہ زرقانی اس مفہوم کو بیان کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں:

وَ مِمَّا جُرِّبَ مِنْ خَوَاصِہٖ اَنَّہٗ اَمَانٌ فِیْ ذٰلِکَ الْعَامِ، وَ بُشْرٰی عَاجِلَۃٌ

بِنَيْلِ الْبُغْيَةِ وَ الْمَرَامِ ، فَرَحِمَ اللّٰهُ امْرَاً اتَّخَذَ لَيَالِيَ شَهرَ مَوْلِدِهِ الْمُبَارَكِ اَعِيَادًا ، لِيَكُوْنَ اَشَدَّ عَلٰى مَنْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ--- [۲]

''میلاد النبی ﷺ کے نہایت مجرب خواص میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جو اسے منعقد کرتا ہے وہ اس کی برکت سے سارا سال حفظ و امان میں رہتا ہے اور دلی مقاصد اور نیک خواہشات کے جلدی حصول کے لیے یہ ایک بشارت ہے--- اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے میلاد النبی کے مبارک مہینے کی راتوں کو عید منا کر اس شخص کی شدتِ مرض میں اضافہ کیا جس کے دل میں بغضِ رسول کی بیماری ہے''---

میلاد منانے والوں کو ملنے والی بے شمار دینی و دنیاوی برکات میں سے ایک بڑی سعادت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے حضور ﷺ کی شفاعت سے بہرہ یاب کرتے ہوئے جہنم کی آگ سے محفوظ رکھے گا---

علامہ ابن جوزی لکھتے ہیں:

جَعَلَ لِمَنْ فَرِحَ بِمَوْلِدِهٖ حِجَابًا مِنَ النَّارِ وَ سِتْرًا ، وَ مَنْ اَنْفَقَ فِيْ مَوْلِدِهٖ دِرْهَمًا كَانَ الْمُصْطَفٰى ﷺ شَافِعًا وَ مُشَفَّعًا ، وَ اَخْلَفَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بِكُلِّ دِرْهَمٍ عَشْرًا--- [۳]

''(تسبیح ہے اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے) نبی کریم ﷺ کے میلاد کی خوشی منانے والے کو دوزخ کی آگ سے محفوظ فرمایا اور جو شخص نبی کریم ﷺ کے میلاد پر ایک درہم بھی خرچ کرے، مصطفیٰ کریم ﷺ اس کے لیے شفاعت فرمائیں گے اور آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی--- میلاد کے لیے خرچ کیے گئے ایک درہم کے بدلے اللہ تعالیٰ اسے دس درہم کا ثواب عطا فرمائے گا''---

میلاد شریف منانے والا اجر و ثواب سے کیوں کر محروم رہ سکتا ہے؟ جب کہ یہ اس آقا ﷺ کا ذکر خیر ہے، جو سراسر کرم اور ابر رحمت ہے---

یہ اس محبوب ﷺ کے میلاد کی محفل ہے، جو مالکِ خزائنِ قدرت اور قاسم نعمت ہیں---

یہ اس کریم ﷺ کا ذکر ہے اور اس قاسمِ نعمت ﷺ کے میلاد کی محفل ہے، جس میں اگر چہ کوئی بھی اجر و ثواب سے محروم نہیں رہتا، تاہم بعض اہلِ محبت ایسے بھی ہیں، جن پر آقا حضور ﷺ خصوصی التفات فرماتے ہیں، کبھی محفل میں جلوہ گر ہو جاتے ہیں اور کبھی خواب میں بانیٔ محفل یا حاضرین محفل کو اپنے جمالِ جہاں آرا سے نواز دیتے ہیں---

ذیل میں، ہم ایسے چند ایمان افروز واقعات ہدیۂ قارئین کر رہے ہیں:

1 مژدۂ شفاعت

جلیل القدر صحابی حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ایک روز اپنے مکان پر حضور نبی کریم ﷺ کے میلاد پاک کے واقعات بیان فرما رہے تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اظہار مسرت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ عزوجل کا شکر بجا لا رہے تھے اور حضور ﷺ پر درود و سلام پیش کر رہے تھے:

فَاِذَا جَاءَ النَّبِیُّ ﷺ قَالَ حَلَّتْ لَکُمْ شَفَاعَتِیْ---[۴]

''اچانک صاحب میلاد ﷺ تشریف لے آئے اور فرمایا تم میری شفاعت کے مستحق ہو گئے''---

2 نوید رحمت و نجات

حضرت سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی معیت میں،

میں عامر انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر گیا، جہاں وہ اپنے اہل خانہ اور کنبے والوں کو ولادتِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعات کی تعلیم دیتے ہوئے فرما رہے تھے:

''یہی (پیر) وہ دن ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جلوہ گری ہوئی ---

پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ فَتَحَ لَكَ اَبوَابَ الرَّحْمَةِ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ لَكَ وَ مَنْ فَعَلَ فِعْلَكَ يَحِلُّ بِحَالِكَ--- [۵]

''بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے رحمت کے دروازے کھول دیے ہیں اور تمام فرشتے تمہارے لیے بخشش و مغفرت کی دعائیں کر رہے ہیں اور جو شخص تیری طرح (محفل میلاد منعقد) کرے گا، وہ یہی اجر و ثواب پائے گا''---

ان دونوں روایتوں سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) محفل میلاد کا انعقاد کرتے اور اپنے اہل خانہ کو میلاد کی تعلیم دیا کرتے تھے، وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ میلاد کرنے سے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے--- اہل محفل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے بہرہ یاب ہوتے ہیں اور فرشتے ان کے لیے بخشش و رحمت کی دعائیں کرتے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ایسی محافل میں کبھی سرکار کرم فرماتے ہوئے خود بھی تشریف فرما ہو جاتے ہیں---

3 نعت خواں کا اعزاز و اکرام

سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے نعت خواں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اس اعزاز سے نوازتے کہ ان کے لیے خصوصی طور پر منبر رکھواتے، نعت خوانی کا حکم دیتے اور ان کے لیے دعا فرماتے:

اَللّٰھُمَّ اَیِّدْہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ---[۶]

''اے اللہ! (میرے نعت خواں کی) جبریل امین (علیہ السلام) کے ذریعے مدد فرما''---

اللہ رب العزت اور اس کے مقرب فرشتے سید الملائکہ حضرت سیدنا جبریل علیہ السلام کے تائید یافتہ، شاعر دربارِ رسالت کو نعت خوانی کے صدقے چار دانگ عالم میں شہرۂ دوام نصیب ہوا---

4 میلادیہ نعت

غزوہ تبوک (۹ ھ) سے واپسی پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہما نے عرض کی:

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُرِیْدُ اَنْ اَمْتَدِحَکَ---

''یا رسول اللہ! جی چاہتا ہے کہ آپ کی نعت خوانی کروں''---

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اظہارِ مسرت کرتے ہوئے فرمایا:

قُلْ لَا یَفْضِضِ اللّٰہُ فَاکَ---[۷]

''نعت کہیے، اللہ تعالیٰ آپ کے چہرہ کی رونق ماند نہ پڑنے دے''---

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے خاص میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مضمون پر مشتمل نعت سنائی، جس کے دو شعر درج ذیل ہیں:

وَ اَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَّ اَشْرَقَتِ الْاَ رْضُ وَ ضَاءَتْ بِنُوْرِکَ الْاُفُقُ

فَنَحْنُ فِیْ ذٰلِکَ الضِّیَآءِ وَ فِی النُّ وْرِ وَ سُبُلَ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ

''اور جب آپ کی ولادت ہوئی تو آپ کے نور سے زمین روشن ہو گئی

اور آفاق منور ہو گئے، سو ہم اسی ضیا اور اسی نور میں ہدایت کے راستے طے کر رہے ہیں''---

معلوم ہوا کہ میلاد پڑھنا صحابہ کی سنت اور واقعات میلاد سننا سرکار ﷺ کی سنت ہے---

5 سلامتی کی دعا

حضرت نابغہ جعدی رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں قصیدہ پیش کیا، آقا حضور ﷺ نے دعائے خیر سے نوازا:

لا یَفۡضِضِ اللّٰہُ فَاكَ---[٨]

''اللہ تمہارے دانت سلامت رکھے، یعنی تمہارے چہرے کی رونق قائم رکھے''---

سرکار ﷺ کی دعا قبول ہوئی---

علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اِنَّہٗ عَاشَ ثَلاثَ مِائَۃِ عَامٍ وَ لَمۡ تَسۡقُطۡ لَہٗ سِنٌّ حَتّٰی مَاتَ---[٩]

''آپ تین سو سال تک زندہ رہے اور مرتے دم تک ان کے دانت سلامت رہے''---

6 چادر مبارک کا عطیہ

حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی مدح و توصیف پر مشتمل قصیدہ

آپ ﷺ کی بارگاہِ والا جاہ میں پیش کیا، جب اس شعر پر پہنچے:

إِنَّ الرَّسُولَ لَنُورٌ يُسْتَضَاءُ بِهِ
مُهَنَّدٌ مِنْ سُيُوفِ اللّٰهِ مَسْلُولُ

''بے شک یہ رسول ایسے نور ہیں، جن کے ذریعے سے روشنی طلب کی جاتی ہے، آپ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تنی ہوئی تلوار ہیں''---

تو حضور ﷺ نے خوش ہوکر اپنی چادر انہیں عطا فرمائی---

یہ قصیدہ 'بانت سعاد' کے نام سے مشہور ہے---[۱۰]

7 مرض سے شفا اور چادر کی عطا

شعر و ادب کی دنیا میں امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کا نام نہایت معتبر ہے، ان کی ساری عمر رؤسا و سلاطین کی مدح سرائی میں بسر ہوئی، آخری عمر میں فالج میں مبتلا ہو گئے--- نچلا دھڑ بے حس ہو جانے کی وجہ سے چلنے پھرنے اور ہلنے جلنے سے عاجز رہ گئے--- ایک سال تک بیمار رہے، اسی اثنا میں ایک روز خیال آیا کہ ساری عمر جھوٹے بادشاہوں کی تعریف میں گزری، کاش کبھی حقیقی اور سچے آقا ﷺ کی نعت بھی کہی ہوتی--- یہ خیال آیا اور نہایت ہی محبت و محویت کے عالم میں قصیدہ کہنا شروع کر دیا--- آقا ﷺ سے عشق و محبت، معجزات، فضائل و کمالات، واقعاتِ میلاد، معراج اور بارگاہِ مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں عرضِ احوال پر مشتمل قصیدہ مکمل کیا اور بارگاہ الٰہی میں سرکار ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے رو رو کر دعا کی--- اسی رات بوصیری محوِ خواب ہوئے تو قسمت جاگ اٹھی، آنکھیں بند ہوئیں، مگر مقدر کا ستارہ چمک اٹھا، صدقِ دل سے کہی ہوئی نعت بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں شرف قبولیت پا گئی، آقا کریم ﷺ نے

کرم فرماتے ہوئے اپنے جمالِ جہاں آراء سے مشرف فرمایا---حکم دیا:

''وہ قصیدہ مجھے بھی سناؤ''---[۱۱]

بوصیری اپنی قسمت پر نازاں تعمیلِ حکم میں مدح سرا ہوئے، آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پسند فرمایا اور بعض اشعار سن کر تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحالت سرور یوں جھوم اٹھے، جیسے نسیم سحر کے جھونکوں سے بارآور شاخیں جھومتی ہیں---معطیٔ نعمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بطورِ انعام اپنی مبارک چادر انہیں عنایت فرمائی[۱۲] پھر مسیحائے عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے جسم پر دستِ شفا پھیرا---آنکھ کھلی تو فالج کے موذی مرض سے نجات مل چکی تھی---

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اسی واقعہ کی طرف یوں اشارہ کیا ہے:

اے بصیری را ردا بخشندہ [۱۳]

اگلے روز بوصیری کہیں جا رہے تھے، رستے میں شیخ ابوالرجا رحمۃ اللہ علیہ ملے، انہوں نے کہا:

''مجھے قصیدہ کی نقل چاہیے''---

امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا، کون سا قصیدہ؟---

انہوں نے فرمایا، جو 'اَمِنْ تَذَکُّرِ جِیْرَانٍ بِذِیْ سَلَمٍ' سے شروع ہوتا ہے، بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا، آپ کو اس قصیدے کا کیسے علم ہوا، جب کہ میں نے کسی کو بتایا نہیں---انہوں نے فرمایا، جب آپ بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سنا رہے تھے تو میں بھی حاضرِ مجلس تھا، میں نے دیکھا کہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پسند فرماتے ہوئے بعض اشعار سن کر جھوم رہے تھے---[۱۴]

یہ قصیدہ 'قصیدہ بردہ' کے نام سے معروف، بے حد مقبول اور بڑا مبارک ہے اور اس کا ایک ایک شعر بلکہ ہر ہر کلمہ مستقل وظیفہ ہے، جو حل مشکلات کے لیے اکسیر کا درجہ رکھتا ہے---

8 اہلِ مجلس کی مغفرت

حضرت محمد ابو المواہب شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک محفل نعت میں یہ شعر پڑھا:

مُحَمَّدٌ بَشَرٌ لَا کَالْبَشَر
بَلْ ھُوَ یَاقُوْتٌ بَیْنَ الْحَجَر

''پیارے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ظاہری طور پر) بشر ہیں لیکن ایسے کہ ان کی مثل کوئی بشر نہیں--- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ایسی شان والے ہیں جیسے پتھروں میں یاقوت کی امتیازی شان ہے''---

پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کرم فرما کر اپنی زیارت سے نوازا اور فرمایا:

قَدْ غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ وَلِکُلِّ مَنْ قَالَھَا مَعَکَ---

''اللہ تعالیٰ نے تجھے اور تیرے ساتھ اس نعت شریف میں شریک تمام افراد کو بخش دیا ہے''---

حضرت ابو المواہب رحمۃ اللہ علیہ اپنے آخری دم تک یہ نعت شریف پڑھتے رہے---[۱۵]

خوشا چشم کو بنگرد مصطفیٰ را
خوشا دل کہ دارد خیالِ محمد

9 محفلِ میلاد---باعثِ ایمان

بغداد شریف میں ایک شخص ہر سال میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محفل سجاتا تھا---

اس کے پڑوس میں ایک انتہائی سخت مزاج اور متعصب یہودی عورت رہتی تھی---
ایک دن اس نے بڑے تعجب سے اپنے شوہر سے کہا، ہمارے اس مسلمان پڑوسی کو
کیا ہوگیا ہے، جو ہمیشہ اس مہینے میں اپنی دولت فقراء اور مساکین پر خرچ کر دیتا ہے
اور انواع واقسام کے کھانے تیار کر کے کھلاتا ہے---اس کے شوہر نے کہا، غالبًا یہ مسلمان
گمان رکھتا ہے کہ اس کے نبی ﷺ اس ماہ میں پیدا ہوئے ہیں اور یہ خوشی ان کی
ولادت باسعادت کے سبب کرتا ہے--- اس کا خیال ہے کہ ان کے نبی ﷺ
اس خوشی ومسرت سے خوش ہوتے ہیں---

زیارتِ اقدس

یہودیہ نے اس بات کو تسلیم نہ کیا--- جب رات ہوئی تو اس عورت نے خواب دیکھا
کہ ایک بہت ہی نورانی شخصیت تشریف فرما ہے اور اس کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی
بہت بڑی جماعت ہے---عورت نے یہ دیکھا تو بڑی متعجب ہوئی، خواب ہی میں
ایک صحابی سے پوچھا:

یہ کون سی شخصیت ہے، جنھیں میں تم لوگوں میں سب سے زیادہ معزز اور بزرگ
دیکھ رہی ہوں؟---انہوں نے فرمایا:

''یہ محمد رسول اللہ ہیں'' ﷺ---

عورت نے کہا:

اگر میں ان سے کچھ عرض کروں تو جواب عطا فرمائیں گے؟---

صحابی نے فرمایا: ہاں

سلام وایمان

یہودیہ نے حضور ﷺ کی طرف بڑھنے کا ارادہ کیا، قریب آئی، سلام عرض کر کے کہا:

"یارسول اللہ! ---

حضور ﷺ نے فرمایا: اے اللہ کی بندی! لبیك

اس پر وہ بے اختیار رو پڑی اور کہنے لگی:

آپ مجھے اس شفقت سے کیوں نواز رہے ہیں، جب کہ میں آپ ﷺ کے دین پر نہیں ہوں --- رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا:

"میں نے تجھے اس لیے جواب دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے ہدایت عطا فرمانے والا ہے" ---

اس نے عرض کیا:

اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰه ---

"میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں" ---

محفل میلاد

پھر اس کی آنکھ کھل گئی، وہ اپنے اس خواب سے بے حد مسرور اور انتہائی خوش تھی کہ سید الانام ﷺ کی زیارت پائی اور مشرف با سلام ہوئی --- اس نے اسی وقت یہ عہد کر لیا کہ صبح اپنا تمام مال و زر صدقہ کر دوں گی اور محفل میلاد منعقد کروں گی ---

صبح سویرے اس نے اپنا عہد پورا کرنے کا ارادہ کیا تو دیکھا کہ اس کا شوہر بھی نہایت خوش و خرم ہے اور اپنا تمام مال و زر قربان کرنے پر آمادہ ہے---اس نے شوہر سے کہا:

کیا بات ہے کہ میں تمھیں ایک نیک ارادے میں راغب دیکھ رہی ہوں، یہ کس کے لیے ہے؟---

شوہر نے کہا:

یہ اس ذات گرامی کے لیے ہے، جس کے دست مبارک پر تم آج رات اسلام لا چکی ہو---

عورت نے کہا:

اللہ تم پر رحم کرے، تمہیں کس نے میری باطنی حالت پر مطلع کیا؟---

اس کہا:

اس ذات کریم ﷺ نے جس کے دست اقدس پر تیرے بعد میں اسلام لایا---

صلی اللّٰہ علیہ و علیٰ آلہ و اصحابہ و بارك و سلم

عورت نے کہا:

''اللہ تعالیٰ ہی حمد کے لائق ہے جس نے ہم دونوں کو دین اسلام سے مشرف فرمایا اور ہم دونوں کو شرک و گم راہی سے نجات عطا فرما کر امت محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) میں داخل فرمایا--- وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ[۱۶]

10 میلاد پر اظہارِ مسرت

حضرت ابن نعمان رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی

تو بارگاہِ سرکار ﷺ میں عرض کی، یا نبی اللہ! لوگ ہر سال آپ کا میلا د مناتے ہیں، کیا حضور کو یہ پسند ہے؟---آپ ﷺ نے فرمایا:

یَا ابْنَ نُعْمَانَ مَنْ فَرِحَ بِنَا فَرِحْنَا بِہٖ---[۱۷]

''اے ابن نعمان! جسے ہماری خوشی ہے، ہمیں اس کی خوشی ہے''---

11 میلاد کے چنے

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے والد حضرت شاہ عبد الرحیم (رحمۃ اللہ علیہما) ہر سال عید میلاد النبی ﷺ کے مبارک موقع پر حضور ﷺ کی نیاز کا کھانا تیار کرواتے تھے--- ایک سال بھنے ہوئے چنوں کے سوا کچھ میسر نہ آیا، انہوں نے وہی چنے لوگوں میں تقسیم کر دیے تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت نصیب ہوئی اور دیکھا کہ وہی چنے آپ کے سامنے رکھے ہوئے ہیں اور آپ ﷺ نہایت مسرور دکھائی دے رہے تھے---[۱۸]

12 حقہ ناپسند

ایک نعت خواں حقہ پیتے تھے، ایک مرتبہ خواب میں حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے، آپ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّکَ اِذَا قَرَأْتَ الْمَوْلِدَ اَحْضُرُ الْمَجْلِسَ وَ اِذَا جَاءَ الدُّخَانُ فِیْہِ اَتْرُکُ وَ اَذْھَبُ---[۱۹]

''جب تم میلاد پڑھتے ہو تو مجلس میں ہم بھی رونق افروز ہوتے ہیں، لیکن جب محفل میں حقہ آ جاتا ہے تو ہم مجلس سے اٹھ جاتے ہیں''---

اس واقعہ سے جہاں یہ بشارت ملتی ہے کہ محفل میلاد میں آقا حضور ﷺ خصوصی کرم فرما کر جلوہ افروز ہوتے ہیں، وہاں یہ سبق بھی ملتا ہے کہ ان مقدس محافل کے آداب کو ملحوظ خاطر رکھنا ازبس ضروری ہے کیوں کہ:

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

13 دیدارِ پُر انوار

ایک مرتبہ سیدی و ابی حضرت فقیہ اعظم محدث بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ گرامی شیخ المحدثین حضرت مفتی سید دیدار علی شاہ محدث الوری رحمۃ اللہ علیہ میلاد شریف پڑھ رہے تھے اور حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ بھی شریک تھے--- حاجی صاحب سنتے سنتے ایک دم کھڑے ہو گئے اور سب پر ایک کیفیت طاری ہو گئی--- اختتام محفل کے بعد حاجی صاحب سے سامعین نے پوچھا، حضرت! میلاد سنتے سنتے کھڑے کیوں ہو گئے تھے؟--- جب کہ قیام کا ذکر بھی نہیں آیا تھا--- آپ نے فرمایا کہ تم نے نہیں دیکھا کہ آقائے نام دار ﷺ تشریف لائے--- میرے ذوق و شوق اور محبت نے مجھے کھڑے ہو کر درود و سلام پڑھنے پر مجبور کر دیا--- [۲۰]

14 مدینہ منورہ کی ایک محفل میلاد

(ربیع الاوّل) ۱۳۸۷ھ کی بارہویں شب کو مدینہ منورہ میں وہاں کے ایک محترم

عالم و بزرگ کے دولت خانہ پر ایمان افروز لذتوں سے لطف اندوز ہونے کے لیے پانچ سو سے زائد ساکنانِ دیارِ حبیب ﷺ شریک تھے، جن میں دو وزیر بھی آئے ہوئے تھے--- ایک کے متعلق مشہور تھا کہ یہ ماشاء اللہ سنی صحیح العقیدہ ہیں اور دوسرے کی بابت سنا گیا تھا کہ یہ نجدی ہے اوراس کی شرکت دوسرے وزیر صاحب کی وساطت سے ہوئی ہے، ورنہ وہ خود ایسی نورانی مجالس میں شرکت کو جائز نہیں سمجھتے---

نعت خوانی

ابتدا میں بارگاہِ اقدس سید عالم ﷺ میں عاشقانِ سرکارِ رسالت ﷺ نے عربی کے منتخب اور بہت ہی پاکیزہ قصائد انتہائی خوش اعتقادی اور حد درجہ کی خوش الحانی سے پیش کیے--- ازاں بعد اردو میں خوب دھوم دھام اور ادب و احترام کے ساتھ نعتیں عرض کی گئیں--- ہر طرف انوار و تجلیات کی چھم چھم بارشیں برسنے لگیں، ہر شخص کا چہرہ خوشی سے کھلا جا رہا تھا، آنکھوں سے کچھ وقفے کے بعد فرحت و سرور کے آنسو ٹپکتے دکھائی دیتے--- مجلس میلاد کا احترام ہر شخص کے ظاہر و باطن پر چھایا ہوا تھا--- سب کے سب قصائد نعتیہ بصد ادب و احترام اور بکمال تعظیم و توقیر سن کر محظوظ ہو رہے تھے، کیوں کہ سب کا یہ اعتقاد تھا:

جہاں ذکرِ میلاد خیر البشر ہو
خدا کی قسم وہ مکاں محترم ہے
شہِ دیں کا ہر تذکرہ ہے گرامی
شہِ دیں کی ہر داستاں محترم ہے

ترا ذکر بھی جان و دل سے ہے پیارا
تری یاد بھی جانِ جاں محترم ہے

البتہ نجدی کے چہرے کے اتار چڑھاؤ اور طنزیہ مسکراہٹ سے پتا چلتا تھا کہ اسے یہاں بیٹھنا ناگوار معلوم ہو رہا ہے اور یہاں کا مقدس منظر ناپسند نظر آتا ہے:

زاغ چوں فارغ زبوئے گل بود
نفرتش از صحبت بلبل بود

کئی گھنٹوں کے بعد میر مجلس نے میلاد برزنجی کے جملے جو ولادت باسعادت کے متعلق ہیں، پڑھے تو سب حاضرین مع دونوں وزیروں کے کھڑے ہو گئے اور حضور اقدس سید عالم ﷺ کی خدمت اقدس میں بحالت قیام بکمال خشوع وخضوع صلوٰۃ وسلام عرض کرنے لگے، پھر دعا مانگی گئی اور شرکاءِ مجلس اطہر، میر مجلس سے اجازت لے کر اپنے اپنے گھروں کو جانے لگے، ابھی کچھ لوگ صاحب خانہ سے کچھ ضروری عرض معروض کرنے کے لیے ٹھہرے ہوئے تھے---

صاحبِ حال کی آمد

اچانک ایک درویش صفت بزرگ تشریف لائے، ان کے ہاتھ میں تازہ جلیبیوں کا تھال تھا--- فرمانے لگے، جو شخص میری جلیبی کھائے گا، وہ خوش نصیب ہو گا، اسے خواب میں حضور اقدس سید عالم ﷺ کی زیارت سراپا سعادت نصیب ہو گی--- ان الفاظ میں کچھ ایسی تاثیر تھی کہ ہر شخص جھوم گیا--- آنکھوں میں مسرت کے آنسو بھر آئے اور یقین کر لیا گیا کہ یہ جو کچھ فرما رہے ہیں، بالکل سچ ہے--- البتہ نجدی وزیر نے یقین نہ کیا، بلکہ قہقہہ لگا کر ہنسنے لگا---

تقسیم تبرک

صاحب خانہ نے مجھے (اس ایمان افروز محفل کے راوی کو) حکم دیا کہ صوفی صاحب! یہ جلیبیاں تقسیم کر دیجیے--- میں نے آدمی گنے تو چالیس تھے، پھر جلیبیاں گنیں تو وہ بھی اتنی ہی تھیں، یعنی چالیس---

سب سے پہلے میر مجلس کی خدمت میں ایک جلیبی پیش کی، نجدی وزیر چوں کہ آپ کی بائیں جانب بیٹھا ہوا تھا اور تقسیم دائیں طرف سے کرنا تھیں، اس لیے وزیر موصوف کی باری سب سے بعد میں آئی، اس وقت دو جلیبیاں بچی تھیں، ایک وزیر کے حصہ کی اور دوسری میرے حصہ کی، لیکن میں نے وہ دونوں وزیر کو دے دیں اور دل میں عرض کی، الہ العالمین! یہ شکل وصورت کے لحاظ سے کتنا حسین ہے، اگر محفل میں شرکت کی برکت سے اس کے عقائد درست ہو جائیں اور دوزخ میں جانے سے بچ جائے اور تیرے حبیب ﷺ کی زیارت سے نواز اجائے تو تیری قدرت کاملہ کے آگے کچھ بھی دشوار نہیں---

جلیبیوں کا شیرہ اور تھال میں گرے ہوئے چھوٹے ٹکڑے میرے لیے کافی تھے، بلکہ تبرک خاص کی حیثیت سے تھے، میں نے انہیں خوب مزے لے لے کر کھایا اور تھال کو اس طرح صاف کیا کہ بغیر پانی کے دھل گیا--- قدرت خدا کی اس درویش صفت بزرگ کی لائی ہوئی جلیبیاں کچھ اس قدر متبرک تھیں کہ جوں جوں کھاتا، دل میں اس بات کا یقین مضبوط سے مضبوط تر ہوتا جاتا کہ آج سب کو سرکار دو عالم ﷺ کی زیارت نصیب ہوگی--- آدھی رات گزر چکی تھی--- لوگ اپنے اپنے گھروں کو جا رہے تھے--- میں نے بھی اجازت لی اور گھر کی طرف روانہ ہو گیا--- آج مدینہ منورہ

کے درو دیوار کا حسن بڑھا ہوا نظر آ رہا تھا--- ہر طرف رحمت و بخشش کے انوار برستے دکھائی دے رہے تھے:

مدینہ کی دل کش فضا دیدنی ہے
چمن ساز موجِ ہوا دیدنی ہے
بہر سمت نورِ خدا دیدنی ہے
رخِ مصطفیٰ کی ضیا دیدنی ہے

غسل زیارت

گھر جا کر غسل کیا---عید کا لباس پہنا اور مدینہ منورہ کے مقدس بازار سے خریدا ہوا بیش قیمت عطر لگایا--- پھر درود شریف پڑھتے پڑھتے بستر پر لیٹ گیا--- زبانِ حال مترنم تھی کہ:

اے خلد مکیں، قوسین نشیں، اک بار تو ایسا ہو جائے
تم عرش سے دل میں آ جاؤ، دل عرش معلیٰ ہو جائے

میں (راوی) بفضلہ تعالیٰ و بفضل حبیبہ الاعلیٰ سترہ سال سے مدینہ منورہ میں مقیم ہوں لیکن آج جیسی خوشی و فرحت کبھی نصیب نہیں ہوئی تھی، اس لیے بار بار کروٹیں بدلتا ہوں لیکن نیند نہیں آتی --- اب رات کا صرف ڈیڑھ گھنٹہ باقی ہے--- یہ سوچ رہا تھا کہ اگر نیند نہ آئی تو زیارت کس طرح کر سکوں گا--- اچانک آنکھیں بوجھل ہو گئیں اور میں گہری نیند سو گیا---خواب میں گھر سے نکل کر سیدھا مسجد نبوی شریف میں حاضر ہو جاتا ہوں--- ریاض الجنۃ شریف میں پہنچ کر دیکھا کہ بہت سے علماء تشریف فرما ہیں--- سب کے سب حضور اقدس سید عالم، نور مجسم ﷺ کی تشریف آوری کے منتظر ہیں---

ساعت سعید آگئی

اچانک دروازہ کھلنے کی آواز آئی---سب کی نگاہیں دروازہ کی طرف اٹھیں اور اسی دم ہر شخص تعظیماً کھڑا ہو گیا--- دروازہ پر نبی رحمت، شفیع امت، امام المرسلین، حبیب رب العالمین، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ رونق افروز تھے--- چہرۂ انور کے نور اور جسم اقدس کی نکہت سے ساری فضا منور و معطر ہو چکی تھی---آپ کے حسین لبوں پر مسکراہٹ تھی اور خوش ہو ہو کر اپنے نیاز مند امتیوں کو نظر رحمت سے نواز رہے تھے:

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام
بھینی بھینی مہک پر مہکتی درود
پیاری پیاری نفاست پہ لاکھوں سلام
جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آ گیا
اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

سرکار ابد قرار فداہ ابی وامی ﷺ خاموشی کے ساتھ سب حاضرین کو مسکراتے ہوئے دیکھ رہے تھے اور میں دل میں کہہ رہا تھا کہ ہمارا مذہب کتنا سچا ہے کہ ہمارے علماء کرام کی طرف حضور اقدس، سید عالم ﷺ بڑی محبت کے ساتھ دیکھ رہے ہیں---

اس خوشی میں میری آنکھوں میں آنسو آ گئے--- ادھر مؤذن نے فجر کی اذان کہی---آواز سنتے ہی جاگ پڑا---وہ آنسو ہنوز آنکھوں میں موجود تھے--- فوراً وضو کیا اور دو نفل شکرانے کے ادا کیے---حضور اقدس، سید عالم ﷺ کی لذتِ دیدار نے کچھ ایسا مغلوب الحال کر دیا تھا کہ یہ بھی یاد نہ رہا کہ نماز نفل کا وقت

سورج طلوع ہونے کے کچھ بعد سے شروع ہوتا ہے---

بیت المیلاد میں حاضری

نماز فجر سے فارغ ہو کر بیت المیلاد (جہاں میلاد شریف ہوا تھا) خواب سنانے حاضر ہوا--- دل میں کہہ رہا تھا کہ جتنا واضح خواب میں نے دیکھا ہے، اس طرح کا خواب کسی نے بھی نہ دیکھا ہوگا--- لیکن وہاں جا کر پتا چلا کہ میرا یہ خیال غلط ہے اور آقائے دو عالم ﷺ کی رحمت سب کو شامل اور سب کے لیے عام ہے:

اچھے ان کے ہیں تو اے کیفؔ بُرے کس کے ہیں
اپنی امت ہے محمد (ﷺ) کو پیاری ساری

رات والے چالیس حضرات میں سے کچھ مجھ سے پہلے آ چکے تھے، کچھ بعد میں آئے--- سب کے سب حضور اقدس ﷺ کی زیارت سے مشرف ہو چکے تھے اور اپنے اپنے نورانی خواب باری باری سنا رہے تھے---بعض نے کہا، آج رات رحمت عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے سینۂ اقدس سے لگایا (سبحان اللہ) بعض نے کہا، مجھے آپ ﷺ نے اپنا ''پس خوردہ'' شریف تبرک مرحمت فرمایا---بعض نے فرمایا، میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست ہائے اقدس کو چوما---بعض حضرات نے سنایا کہ مجھے قدم ہائے انور کے چومنے کی اجازت بخشی گئی---

دو کھجوریں

اتنے میں ایک بزرگ کھڑے ہوئے، انہوں نے حمد و صلوٰۃ کے بعد

دو کھجوریں دکھائیں اور فرمایا:

''یہ وہ مبارک اور مقدس کھجوریں ہیں، جو حضور اقدس سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آج رات خواب میں اپنے دستِ اقدس کے ساتھ مجھے عطا فرمائیں''---

یہ سنتے ہی فضا نعرہ ہائے تکبیر و رسالت سے گونج گئی--- حاضرین درود و سلام کا نذرانہ بارگاہ اقدس میں عرض کرنے میں مصروف ہو گئے:

درودیں صورتِ ہالہ محیط ماہِ طیبہ ہیں
برستا امت عاصی پہ اب رحمت کا پانی ہے

وزیر کا بیان

اتنے میں نجدی وزیر بھی آ گیا، اس کا رات والا سارا تکبر ختم ہو چکا تھا--- یہ رات کو اکڑ کر تماشائیوں کی طرح بیٹھا ہوا تھا لیکن اب گردن جھکا کر عاجزوں مسکینوں کی طرح بیٹھا ہوا ہے--- چاہتا ہے کہ رات کی روداد بھی سنائے مگر صاحب خانہ اس کی طرف توجہ نہیں فرماتے اور اسے ہاتھ کے اشارے سے بار بار چپ رہنے کا حکم دیتے ہیں--- جب سب حضرات نے باری باری اپنا اپنا خواب سنایا، اس وقت حاضرین پر ایک عجیب کیفیت طاری تھی--- سامعین کی تعداد دو سو کے قریب پہنچ چکی تھی--- اب وزیر موصوف انتہائی عاجزی و انکساری کے ساتھ آگے بڑھا اور روتے روتے اپنا خواب سنانے لگا کہ آج رات خواب میں ایک قدسی جماعت کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا--- میرے اور اس جماعت کے درمیان دو فرلانگ کا فاصلہ تھا اور ایک بزرگ سر اقدس پر عمامہ باندھے ہوئے تھے، ان کا صرف عمامہ مجھے نظر آ رہا تھا--- اتنے میں کسی شخص نے بتایا کہ یہ دستار والے بزرگ پیغمبر اسلام

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں--- میں بڑی فرحت محسوس کرنے لگا لیکن اچانک ایک بد بخت و بدنصیب بولا کہ وزیر صاحب! یہ کوئی شیطانی وسوسہ ہے، اس کی کوئی حقیقت نہیں--- یہ سنتے ہی میں آگ بگولا ہو کر اس بد بخت سے لڑنے لگا--- میں نے اسے پکڑ کر اٹھایا اور اتنے زور سے زمین پر پھینکا کہ میرے جسم سے پسینہ نکل آیا--- اس کے بعد میں نے اسے قتل کر کے چیر ڈالا--- پھر میرے دیکھتے ہی دیکھتے اس شیطان کے دونوں ٹکڑے جڑ گئے اور وہ ہنستا ہوا بھاگ گیا---

میں خواب میں اسے دیکھ ہی رہا تھا کہ ایک دوسرے صاحب بولے، وزیر صاحب! جس قدسی جماعت میں حضور اقدس، سید عالم ﷺ رونق افروز تھے، اس جماعت کا رخ ادھر سے ہٹ گیا ہے اور وہ دوسری سمت کو جا رہے ہیں--- میں نے پھر نگاہ اٹھا کر دیکھا، حضور اقدس ﷺ کے عمامہ شریف کا صرف پچھلا حصہ نظر آیا اور آہستہ آہستہ وہ جماعت میری آنکھوں سے دور چلی گئی:

اے عمامہ دَورِ گردش دُور کر
گرد پھر پھر کر ہوں قرباں الغیاث
نیچے نیچے دامنوں والی عبا
خوار ہے خاک غریباں الغیاث
المدد اے زلف سرور المدد
ہوں بلاؤں میں پریشاں الغیاث
دل کی الجھن دور کر گیسوئے پاک
اے کرم کے سنبلستاں الغیاث

[مولانا حسن رضا خاں]

یہ خواب سنا کر وزیر موصوف زور زور سے رونے لگا اور رو رو کر کہنے لگا کہ

للہ! میرے لیے دعا کیجیے کہ میری بدقسمتی خوش قسمتی سے بدل جائے---اگر میں خوش قسمت ہوتا تو آپ لوگوں کی طرح حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرۂ انور کی میں بھی زیارت کرلیتا---[۲۱]

حرف آخر

سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا میلاد، آپ کا ذکر اور آپ کی یاد سراسر خیر و برکت اور ذریعۂ نجات ہے، مگر اس کے لیے اخلاص شرط ہے، ان محافل کے آداب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے--- اللہ تعالیٰ کی رضا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قرب کی نیت سے ان محافل کا انعقاد اور ان میں شرکت نہایت مستحسن ہے---حسن نیت ہو تو دل سے نکلنے والی آرزو قبول ہو جاتی ہے اور کوئی ایک لمحہ حاصل زندگی قرار پا جاتا ہے---

15 ایک حسین آرزو

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۴۴ ھ) امام ابوالقاسم قشیری قدس سرہ العزیز کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ خراسان کا بادشاہ عمرو بن لیث ایک روز پہاڑی پر کھڑے ہو کر اپنی فوج کا معائنہ کر رہا تھا---فوج کے چاک و چوبند دستوں کو ملاحظہ کر کے اسے بڑی مسرت ہوئی، اسی لمحے دل میں خیال آیا کہ کاش! میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ اقدس میں ہوتا اور آپ کی مدد کے لیے اپنی فوج لے کر کبھی بدر کے میدان میں حاضری دیتا، کبھی احد کی گھاٹیوں میں خدمت بجا لاتا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تائید و نصرت کی بھرپور کوشش کرتا---

کچھ عرصہ بعد وہ بادشاہ وفات پا گیا، کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا، اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟--- بادشاہ نے کہا:

شَكَرَ اللّٰهُ لِیْ ذٰلِكَ وَ غَفَرَ لِیْ---[۲۲]

''اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی نصرت واعانت کی آرزو پر جزائے خیر عطا کرتے ہوئے میری مغفرت فرمادی ہے''---

16 ایک حسین عادت

آرزوؤں کی طرح بعض عادتیں بھی بڑی حسین ہوتی ہیں، جو ذریعہ نجات بن جاتی ہیں---

شیخ زاہد ابو العباس فرماتے ہیں کہ ''فاس'' شہر میں ایک عورت رہتی تھی، اس کی عادت یہ تھی کہ جب بھی اسے کوئی تکلیف پہنچتی یا پریشانی لاحق ہوتی تو وہ اپنے دونوں ہاتھ اپنے چہرہ پر رکھ کر آنکھیں بند کرلیتی اور کہتی:

یا محمد (صلی اللہ علیک وسلم)---

جب وہ فوت ہوگئی تو اس کے ایک قریبی رشتہ دار نے اسے خواب میں دیکھا اور پوچھا، پھوپھی جان! آپ نے سوال وجواب کرنے والے فرشتوں کو دیکھا تھا؟--- اس نے کہا، ہاں، میرے پاس دو فرشتے آئے تھے، جب میں نے انھیں دیکھا تو حسب عادت دونوں ہاتھوں کو چہرے پر رکھ کر پورے سوز وگداز کے ساتھ کہا:

یـا محمد---

جب میں نے چہرے سے ہاتھ ہٹائے تو وہ فرشتے غائب ہو چکے تھے---[۲۳]

17 پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

آخر میں اخلاص کے ساتھ منعقدہ جشن میلاد کا ایک ایمان افروز واقعہ ملاحظہ ہو:

حضرت علامہ مفتی محمد امین (فیصل آباد) تحریر کرتے ہیں کہ:

حضرت محدث اعظم پاکستان علامہ الحاج ابوالفضل محمد سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ حضرت مولانا فضل الرحمان گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ ہر سال سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد پاک منایا کرتے تھے--- ایک سال جب کہ آپ کے مرید مسجد کی دیواروں پر قندیلیں روشن کر رہے تھے، ایک مولوی صاحب آئے اور دیکھ کر سیخ پا ہوئے اور بولے، یہ سراسر فضول خرچی ہے اور فضول خرچی کرنا شیطان کا کام ہے--- اس مولوی کی یاوہ گوئی کو حضرت نے بھی سن لیا اور مولوی کو بلا کر فرمایا، مولوی جی! آپ کیا کہہ رہے ہیں؟--- مولوی بولا، جناب کیا ایک دو قندیلیں کافی نہیں، اتنی قندیلیں روشن کرنا یہ تو فضول خرچی ہے--- حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، مولوی جی! اگر یہ فضول خرچی ہے تو ان قندیلوں کو بجھا دو--- یہ سن کر مولوی بڑا خوش ہوا اور دیوار پر چڑھ کر ایک قندیل کو پھونک لگائی، وہ بجھ گئی، پھر دوسری قندیل کے پاس جا کر پھونک لگائی، وہ بجھ گئی، لیکن پہلی خود بخود روشن ہو گئی--- مولوی صاحب آگے آگے قندیلوں کو بجھاتے جا رہے تھے اور پچھلی قندیلیں خود بخود روشن ہو رہی تھیں--- مولوی پھونکیں مار مار کر تھک گیا تو حضرت نے فرمایا، مولوی جی! یہ عشق رسول کی قندیلیں ہیں، یہ پھونکوں سے نہیں بجھ سکتیں--- [۲۴]

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

(واضح رہے کہ محدث کبیر حضرت شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ برصغیر کے عظیم محدث، حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی اور حضرت فقیہ اعظم قدس سرہ العزیز کے استاذ، سند المحدثین مولانا سید دیدار علی شاہ محدث الوری رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ حدیث تھے)---[۲۵]

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یاد، آپ کے ذکر اور آپ کے میلاد پر اظہار فرحت ومسرت کی توفیق بخشے، اخلاص سے بہرہ یاب فرمائے اور سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتباع کی توفیق سے نوازے----

آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسٓ صَلَّی اللّٰہُ وَ سَلّم عَلَیہِ و علٰی آلِہ
و اَصحٰبِہ اَجْمَعِیْن آمین یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْن

حواشی

ا......امام ابوالفرج جمال الدین عبد الرحمٰن بن ابی الحسن المعروف محدث ابن جوزی، المیلاد النبوی، مطبوعہ لاہور، صفحہ ۵۸تا۵۹

۲......امام احمد قسطلانی، المواھب اللدنیۃ/محمد بن عبد الباقی زرقانی، زرقانی علی المواھب، مصر، جلد ا، صفحہ ۱۳۹

۳......امام محدث ابن جوزی، المولد العروس، دار الکتب بیروت، صفحہ ۸

۴......شیخ الدلائل عبد الحق الہ آبادی، الدر المنظم فی بیان حکم المولد النبی الاعظم (ساتواں باب)/عمر بن حسن اندلسی، التنویر فی مولد السراج المنیر بحوالہ رسول الکلام، از ابو محمد سید دیدار علی شاہ محدث الوری، صفحہ ۴۵

(الدر المنظم میں حدیث مبارکہ کے آخری کلمات یوں ہیں:

مَنْ فَعَلَ فِعْلَكَ نَجٰی نَجَاتَكَ---

''جس نے تیرے جیسا کام کیا وہ تیری طرح نجات پا جائے گا''---)

۵......ایضاً، صفحہ ۴۶

۶......مسلم بن حجاج قشیری، صحیح مسلم ،اصح المطابع ،جلد۲،صفحہ۳۰۱/ امام محمد بن اسمٰعیل بخاری، صحیح بخاری،اصح المطابع ،جلد۱،صفحہ۶۴ تا ۶۵

۷......علامہ یوسف نبہانی، المجموعۃ النبہانیۃ فی المدائح النبویۃ،دار الفکر،جلد۱، صفحہ۵۶/ حافظ ابن کثیر، البدایۃ و النھایۃ، بیروت،جلد۵،صفحہ۲۷/ خصائص کبریٰ، دائرۃ المعارف،حیدرآباد دکن،جلد۱،صفحہ۳۹

۸...... الخصائص الکبریٰ ،مطبوعہ حیدرآباد دکن،جلد۲،صفحہ۱۶۶، باب دعائہ للنابغۃ

۹...... المجموعۃ النبہانیۃ فی المدائح النبویۃ،جلد۱،صفحہ۴۴

۱۰......حافظ ابن کثیر، البدایۃ و النھایۃ،جلد۴،صفحہ۳۷۳/ جمال الدین محمد بن ہشام انصاری، شرح قصیدہ بانت سعاد،صفحہ۳۷/ عبدالملک بن ہشام، سیرت ابن ھشام ،مصر، جلد۲،صفحہ۳۳۰/ ابوعبداللہ محمد بن حاکم مستدرک، دائرۃ المعارف،جلد۳،صفحہ۵۸۱

بعض روایات میں یہ شعر یوں ہے:

اِنَّ الرَّسُوْلَ لَسَیْفٌ یُّسْتَضَاءُ بِہٖ
صَارِمٌ مِنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ مَسْلُوْلُ

۱۱......عمر بن احمد خرپوتی، عصیدۃ الشھدۃ شرح قصیدہ بردہ،نور محمد کراچی،صفحہ۳

۱۲......ایضاً،صفحہ۵

۱۳......ڈاکٹر محمد اقبال، اسرار و رموز، غلام علی پرنٹرز لاہور،صفحہ۱۶۷ (عرض حال بحضور رحمۃ للعالمین

۱۴...... عصیدۃ الشھدۃ شرح قصیدہ بردہ،صفحہ۳

۱۵......امام عبدالوہاب شعرانی، الطبقات الکبریٰ،مصر،جلد۲،صفحہ۶۹

۱۶...... المیلاد النبوی،مطبوعہ لاہور،صفحہ۵۹ تا ۶۰

۱۷...... تذکرۃ الواعظین،بحوالہ علامہ فیض احمد اویسی، ماہ نامہ فیض عالم، بہاول پور، جلد۴،شمارہ۴

۱۸......شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین، صفحہ ۶۱

۱۹......ابوالحسنات محمد عبدالحی لکھنوی، ترویح الجنان بتشریح حکم شرب الدخان، صفحہ ۲۷

۲۰......ہفت روزہ رضوان، لاہور، ۷تا۱۴-اپریل ۱۹۵۲ء

۲۱......نورانی حقائق، مولانا ابوداؤد، صفحہ ۱۹۶تا۲۰۶، بحوالہ ماہ نامہ فیض عالم، جلد ۴، شمارہ ۴

۲۲......علامہ قاضی عیاض، الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، مرکز اہل سنت برکات رضا، گجرات ہند، جلد ۲، صفحہ ۳۴، (مفہوماً)

۲۳......امام فقیہ، ابوعبداللہ محمد بن موسیٰ مراکشی (۶۸۲ھ)، مصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام فی الیقظة و المنام، (پکارو یارسول اللہ) مکتبہ رضویہ لاہور، صفحہ ۸-۱۵۷

۲۴......میلاد سیدالعالمین از مفتی محمد امین، فیصل آباد، ماہ نامہ نورالحبیب، بصیر پور، جنوری ۲۰۱۴ء، صفحہ ۸۱

۲۵......شرف قادری، عبدالحکیم، علامہ، تذکرہ اکابر اہل سنت، مکتبہ قادریہ لاہور، صفحہ ۱۴۰، (حالات سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ)

جشنِ میلاد کا پیغام

اسلام نے اپنے ماننے والوں اور نام لیواؤں کے لیے جہاں خوشی اور مسرت کے دو دن مقرر کیے ہیں---عید الفطر اور عید الاضحیٰ--- وہاں جمعہ کا روز بھی اہل ایمان کے لیے عید کا درجہ رکھتا ہے--- ان کے علاوہ اہلِ اسلام، سید کائنات ﷺ کی ولادت کے روز کو بھی عید قرار دیتے ہیں---

بعض لوگ وسوسہ اندازی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اسلام میں تو صرف دو عیدیں ہیں، یہ تیسری عید (میلاد النبی) کیسے؟--- جواباً عرض ہے کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے علاوہ بھی عیدیں ہیں---حضور ﷺ نے جمعہ کو مسلمانوں کی عید قرار دیا، حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، حضور ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ هٰذَا يَوْمُ عِيدٍ جَعَلَهُ اللّٰهُ لِلْمُسْلِمِينَ فَمَنْ جَاءَ إِلَى الْجُمُعَةِ فَلْيَغْتَسِلْ وَ إِنْ كَانَ طِيبٌ فَلْيَمَسَّ مِنْهُ---[۱]

''بے شک یہ (جمعہ) مسلمانوں کی عید کا دن ہے، جمعہ کے لیے غسل کر کے اور اگر گھر میں خوشبو ہو تو وہ لگا کر مسجد میں آئیں''---

اسی طرح امام ترمذی بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور کہا کہ اگر اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ والی آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید بنا لیتے---حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

فَاِنَّهَا نَزَلَتْ فِیْ یَوْمِ عِیْدَیْنِ اثْنَیْنِ : جُمُعَةٍ وَیَوْمِ عَرَفَةَ---[۲]

''(تم ایک عید کی بات کرتے ہو، ہماری تو اس دن دو عیدیں تھیں) کیونکہ جس دن یہ آیت نازل ہوئی وہ جمعہ اور عرفہ (۹رذی الحجہ) کا دن تھا اور یہ دونوں اہل اسلام کے لیے عید کے دن ہیں''---

جس دن تکمیل دین اور اتمام نعمت کی بشارت ملی، وہ عید کا دن ہے، تو جس دن وہ رسول جلوہ گر ہوئے جن کے صدقے دین، ایمان، قرآن بلکہ رحمٰن ملا، جو وجہ تخلیق کائنات اور نعمت عظمیٰ ہیں، وہ دن تو عیدوں کی عید قرار پائے گا---

حضور رحمۃ للعالمین، شارعِ دین متین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان:

اِنَّ اُمَّتِیْ لا تَجْتَمِعُ عَلَی الضَّلالَةِ---[۳]

''بے شک میری امت گمراہی پر مجتمع نہیں ہوگی''---

اور

مَا رَآهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ---[۴]

''جس کام کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ عند اللہ بھی اچھا ہے''---

کے مصداق امت مسلمہ کا یہ عمل بلاشبہ حق و راستی پر مبنی ہے---

جس روز سعید میں باعث تکوین کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس جہان کو سرفراز فرمایا، اس روز کا کوئی ثانی نہیں--- یہ دن صرف اہل اسلام

کے لیے ہی نہیں، اقوام عالم اور جمیع انسانیت کے لیے روز عید ہے---آپ ﷺ چوں کہ کائنات کی سب سے بڑی نعمت ہیں، اس لیے اس نعمت کے حصول پر اظہار مسرت، عین فطرتِ انسانی کے مطابق ہے---

مقام غور یہ ہے کہ آیا صرف اسی ایک عمل سے ہماری نجات ممکن ہے؟--- یہ درست ہے کہ رب العالمین جل جلالہ نے اپنے نیک بندوں، خصوصاً انبیاء کرام علیہم السلام کے تذکرے کو قرآن کریم میں جگہ دے کر "اُذْكُــــرْ" [۵] کے الفاظ قرآنی کے ساتھ ہمارے لیے تذکرۂ رسول کی رِیت قائم فرما دی ہے--- یہ بھی تسلیم کہ خود سرور کائنات ﷺ نے پیر کے دن کا روزہ رکھ کر اس بات کا اشارہ دیا کہ میرا یوم ولادت خاص اہمیت کا حامل ہے---[۶]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے گھر میں واقعات ولادت سنائے، جس پر سید ہر عالم، نور مجسم ﷺ نے انھیں اپنی شفاعت کے حلال ہونے کا مژدۂ جاں فزا سنایا---[۷]

غزوۂ تبوک سے واپسی پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آپ کی ولادت کے تذکرے پر مشتمل اشعار آپ کی خدمت اقدس میں پیش کیے اور آپ سے کلمات تحسین وصول کیے[۸] دو شعر درج ذیل ہیں:

وَ اَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ اَشْرَقَتِ الْاَ رْضُ وَ ضَاءَتْ بِنُوْرِكَ الْاُفُقُ

فَنَحْنُ فِیْ ذَالِكَ الضِّیَاءِ وَ فِی النُّ وْرِ وَ سُبُلِ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ

"اور جب آپ کی ولادت ہوئی تو آپ کے نور سے زمین روشن ہوگئی اور آفاق منور ہو گئے، سو ہم اسی ضیا اور اسی نور میں ہدایت کے راستے طے کر رہے ہیں"---

ابولہب جیسے دشمن مصطفیٰ کو اپنی موت کے بعد شہادت کی انگلی سے پانی کا ملنا اور عذاب قبر میں تخفیف، ولادت مصطفیٰ ﷺ پر اظہار مسرت کی بنا پر تھی---[۹]

لیکن کیا جن کی آمد کے دن کو ''عید'' قرار دینے کے لیے یہ اور دیگر متعدد قرآن و سنت کے دلائل موجود ہیں، وہ آقا ﷺ ہمارے صرف اس ایک عمل سے خوش ہو جائیں گے؟---خواہ ہم بداعمالی، نفس پرستی اور سرکشی کی دَل دَل میں سرتا پاؤں اترے ہوئے ہوں اور خواہ خود سرور کائنات ﷺ کے ہزاروں احکامات اور فرامین کو مسلسل نظر انداز کرنے کے مرتکب کیوں نہ ہو رہے ہوں؟---

یہ بھی حقیقت ثابتہ ہے کہ امت مسلمہ ولادت مصطفیٰ ﷺ کے روز جو جائز اعمالِ مسرت انجام دیتی ہے، اس کی کوئی نہ کوئی اصل قرآن و سنت میں موجود ہے---حضور ﷺ کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے مطابق، وقت ولادت پوری دنیا نور سے جگمگا اٹھی تھی---[۱۰]

اسی قسم کی روایت حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے---[۱۱]

لہٰذا ہمارا چراغاں کرنا اور محبوب اکرم ﷺ کے تصدق سے ملا ہوا کثیر روپیہ خرچ کرنا، اس اظہارِ مسرت کے طور پر بجا ہے---

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے اس مبارک ساعت میں حضرت جبریل امین علیہ السلام کو تین جھنڈے لے کر زمین پر اترتے اور ان میں سے ایک کو مشرق میں، ایک کو مغرب میں، جب کہ تیسرے جھنڈے کو بیت اللہ کی چھت پر نصب کرتے ملاحظہ فرمایا تھا---[۱۲]

اس لیے عظمت مصطفیٰ ﷺ کے اظہار کے لیے کوچہ و بازار کا جھنڈیوں سے آراستہ کیا جانا، باعث برکت اور اظہارِ عظمت کے جدید تقاضوں کے عین مطابق ہے---لیکن کیا جس کی آمد کے وقت، دن اور مہینے کی تعظیم و توقیر کے لیے ہم بچھے چلے جاتے ہیں، اس ہستیٔ پاک ﷺ کی تعلیمات اور حیات طیبہ کو یک سر فراموش کرنے اور آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے اتباع سے اغماضِ نظر کر لینے سے آقا حضور ﷺ ہم سے راضی ہوں گے؟---

سرور ہر عالم ﷺ کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے نسل انسانی کو باطل قوانین اور واہیات وخرافات سے نجات دلائی اور ہزاروں خداؤں کے سامنے جھکنے والی جبینوں کو ایک خدا کے حضور میں جھکا دیا--- ناحق زنجیروں کو کاٹا اور جھوٹے خداؤں کی اطاعت سے گراں بار گردنوں کو آزادی عطا کر دی---[۱۳]

پھر کیا وجہ ہے کہ ہم ان کے امتی ہونے اور ان کی محبت کا دم بھرنے کے باوجود پھر سے واہیات وخرافات کو دعوت دے کر آپ سے آپ ہی جاہلیت کے طوق وسلاسل کو گردن میں ڈالے چلے جاتے ہیں---

سب سے بڑی پریشانی تو اس بات کی ہے کہ آقائے نام دار ﷺ کے یوم ولادت کے موقع پر نکالے جانے والے جلوس بھی ان خلافِ شرع حرکات کے سائے میں اپنی منزل تک پہنچتے ہیں، جن کے قلع قمع کے لیے آں حضرت ﷺ کی تشریف آوری ہوئی تھی--- یہ بے ادبی اور گستاخی کی انتہا ہے کہ عید میلاد کے جلوس، رقص وموسیقی، اخلاق باختہ گانوں کے شور وغل اور عورتوں سے چھیڑ خانی جیسی غلیظ حرکات سے بھرے ہوئے ہوں--- اس پر طرہ یہ کہ علماء دین متین اور انتظامیہ نوٹس نہ لے اور ان خلاف شرع باتوں کے ختم کرنے کے لیے کوئی اقدامات نہ کیے جائیں---

کیا محبت رسول، اتباع رسول اور اظہار عظمتِ رسول کے یہی تقاضے ہیں؟--- اس طرح کی بیہودگیوں پر رسول اللہ ﷺ کی روح اقدس کو جس قدر اذیت ہوتی ہوگی، اس کی بھی کسی کو خبر ہے یا نہیں؟---

انسانیت کی سب سے قیمتی متاع تو صرف سرکار ﷺ کی ذات گرامی ہے، اس لیے حصولِ سعادت کے طور پر جس قدر بھی جلسوں اور جلوسوں کا اہتمام ہو، کم ہے--- ان سے جس قدر اظہار محبت ہو، تھوڑا ہے--- بلکہ انسانیت کی اصل معراج اور ایمان کی کاملیت کا نشان ہی یہ ہے کہ ان سے عشق ومحبت کا اچھے سے اچھا انداز اپنایا جائے

اور مدح و ثنا کا اعلیٰ سے اعلیٰ طریقہ منتخب کیا جائے --- لیکن ہمارے ملک میں منعقد ہونے والی بہت سی محافل میلاد، خصوصاً محافل نعت میں اظہارِ عشق کا انداز عامیانہ ہوتا ہے اور کائنات کی سب سے عظیم ہستی کے شایان شان نہیں ہوتا --- کہاں یہ کہ خداوند کریم ﷻ ان سے تخاطب کے وقت محبت بھرے القاب سے پکارے اور خالی ان کا نام لینا خلافِ ادب سمجھے [۱۴] ان کی عمر کی قسم [۱۵] اور اس سرزمین کی قسم بیان کرے، جس پر وہ چلتے پھرتے ہوں [۱۶] ان کی بارگاہ میں اونچا بولنے کو حبطِ اعمال کا سبب قرار دے [۱۷] ایسا کرنے والوں کو عقل وشعور سے عاری ہونے کا اعلان فرمائے [۱۸] اور واضح طور پر "تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ" [۱۹] "ان کی عزت کرو اور ان کی توقیر بجالاؤ" کا حکم دے --- لیکن ان کے نام لیوا میلاد کے جلسوں جلوسوں میں ایسی روش اختیار کریں جس کا معمولی افسر کے روبرو انجام دینا بھی خلافِ ادب ہو --- کہیں ایسا تو نہیں کہ ہمارے دل محبت رسول ﷺ سے عاری ہو چکے ہیں؟ --- صرف مجلسیں اور محفلیں روشن کرنے کا شوق غالب ہے اور دلوں پر سیاہی چھائی ہوئی ہے؟ --- اگر یہ بات ہے تو پھر ہماری بدبختی اور حرماں نصیبی کی انتہا ہے ---

معتبر روایات کے مطابق خیر البشر ﷺ نے دنیا میں پہلا سانس لیتے ہی اپنے سرانور کو بارگاہِ ایزدی میں جھکا دیا تھا [۲۰] تو کیا ولادت پاک کے تذکرے میں ہمارے اندر کبھی اس تحریک نے جنم لیا کہ ہم بھی کم از کم پانچ وقت میں تو پروردگار کے حضور میں اپنی پیشانیوں کو خم کرلیا کریں؟ --- جس عمل سے محبوبِ خدا ﷺ کو راحت ملا کرتی تھی [۲۱] اور جس عمل سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوا کرتی تھیں [۲۲] ہم اس سے کس قدر نفور ہیں اور کھلی بغاوت کا اعلان کیے ہوئے ہیں؟ ---

حضرت سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ جب میں نے منصفِ اعلیٰ حضور ﷺ کو دودھ پلانا چاہا تو آپ نے دائیں جانب سے دودھ پی کر منہ موڑ لیا تھا [۲۳]

اور دوسری جانب سے شاید اس لیے دودھ نہ پیا کہ کہیں اپنے رضاعی بھائی کا حق سلب نہ ہو--- پھر کیا ہم نے بھی عید میلاد کے روز اس بات پر غور کیا کہ اپنے اعزاء واقرباء، ہمسایوں، محلّہ داروں، ہم وطنوں یا ہم مذہبوں کے حقوق کی پامالی سے خود کو کس حد تک محفوظ پاتے ہیں؟---

جشن میلاد مصطفیٰ ﷺ کے پروگرام، اصل میں بے مثل ﷺ ہادی و محسن اعظم کی سیرتِ طیبہ کی عظمت کا اعلان ہیں--- لیکن ہمارے اکثر نوجوان ان کی سیرت سے بے خبر ہیں--- عمل کی نوبت تو اس وقت آئے جب بے خبری اور بے عملی کے خول سے باہر نکلنے کی کوئی سبیل پیدا ہو--- ذرا سوچیے کہ ہم نے ان کی سیرت طیبہ کا کس قدر مطالعہ کیا ہے؟--- جشن میلاد پاک کا مقصد یہ بھی ہے کہ بارگاہِ مصطفوی ﷺ میں زیادہ سے زیادہ درود وسلام پیش کرنے کا موقع ملے کہ اہلِ ایمان سے خداوند کریم جل جلالہ اس کا تقاضا فرماتا ہے [۲۴] مگر اس وظیفہ خداوندی سے ہم نے اپنی روح وجاں کو کس قدر سرشار کیا اور ماہ میلاد کی ساعتوں میں درود پڑھنے اور محافل درود میں شرکت کی کس قدر ہمیں سعادت وارجمندی میسر آئی؟---

محافل میلاد کی ایک غرض وغایت یہ بھی ہے کہ ہم اقوام عالم پر یہ بات واضح کردیں کہ ہمارے رسول ومحبوب ﷺ دنیا کے تمام قائدین اور رہنماؤں سے برتر اور افضل واعلیٰ ہیں--- یہاں تک کہ آپ کی ولادت طیبہ، عالم شیر خوارگی اور بچپن بھی مثالی اور قابل رشک ہے--- اس طرح اہل ایمان کو یہ تحریک ملنی چاہیے کہ وہ دین مصطفوی کو مذاہب عالم پر غالب کرنے کی مساعی عمل میں لائیں--- مگر ہم میں سے کتنے ایسے لوگ ہیں جو میلاد مناتے ہوئے اس مقصد کو پیش نظر رکھتے ہیں اور بابرکت محافل میلاد کو وسیع تناظر میں بامقصد اور مفید سے مفید تر بنانے کی شعوری کوششیں بروئے کار لاتے ہیں؟---

یہ اور اس قسم کے سیکڑوں سوالات ہیں جن کا جواب طلب کیا جائے تو سوائے ندامت اور شرمندگی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا --- کیوں کہ ہم نے کبھی یہ جاننے کی کوشش ہی نہیں کی کہ ۱۲؍ربیع الاول کا اصل پیغام کیا ہے؟ ---

۱۲؍ربیع الاوّل کا پیغام یہ ہے کہ:

1 ہم نبی اکرم ﷺ کی محبت کو اپنا جزو ایمان بنالیں --- کہ ایمان کی روح یہی ہے اور اس کے بغیر ایمان کا تصور ناممکن حد تک محال ہے --- [۲۵]

2 سید المرسلین ﷺ کی تشریف آوری پر اظہار تشکر کے طور پر درود و سلام کی کثرت کی جائے ---

3 تعظیم و توقیر سرکار ابد قرار ﷺ کو حرز جاں بنالیا جائے اور یہ عقیدہ ذہناً، قلباً ہر وقت مستحضر رکھا جائے کہ آپ کی گستاخی کفرِ صریح [۲۶] اور ارتداد ہے، جس کی سزا قتل ہے --- [۲۷]

4 محبت رسول اللہ ﷺ کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کی تعلیمات اور سیرت طیبہ پر دل و جان سے عمل پیرا ہونے کا نہ صرف تہیہ کریں بلکہ زندگی کے تمام گوشوں کو آپ کی سیرت کے نور سے عملاً منور کریں ---

5 سرور کائنات ﷺ نے اپنی تشریف آوری کا ایک مقصد یہ بتایا ہے:

بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ حُسْنَ الْاَخْلَاقِ --- [۲۸]

''میں اچھے اخلاق کی تکمیل کے لیے مبعوث کیا گیا ہوں'' ---

لہٰذا ہم بھی جھوٹ، غیبت، لگائی بجھائی، تکبر و انانیت، ہوس پرستی اور اس جیسی دیگر آلودگیوں سے اپنے مَن کو صاف کریں اور اعلیٰ اخلاق سے متصف ہوں ---

6 جملہ ارکانِ اسلام پر مکمل طور پر عمل پیرا ہوں، خصوصاً ترک نماز سے سرور ہر دوسرا اور اپنے پیارے محبوب ﷺ کی ناراضی کا عذاب مول نہ لیں ---

7 یوم میلاد کا ایک اہم پیغام یہ بھی ہے کہ صاحب میلاد، حضور ﷺ کے مبلغانہ مشن اور نصب العین سے مکمل آگہی حاصل کریں اور اپنے اہل وعیال سمیت عملاً اس پر گامزن رہیں---

8 آپ ﷺ کی بعثت کا ایک مقصد دین حق کو تمام باطل نظاموں پر غالب کرنا ہے--- عید میلاد النبی کے موقع پر آپ ﷺ کے مشن کی خدمت کے لیے تن من دھن کی قربانی سے دریغ نہ کرنے کا عہد کرنا چاہیے اور پاکستان میں نظام مصطفیٰ کے نفاذ اور عالمی سطح پر غلبہ اسلام کے لیے اخلاص کے ساتھ اپنی صلاحیتوں کے مطابق کوشاں رہنا چاہیے---

9 عالم اسلام اس وقت زبوں حالی اور عظیم ابتلا کے دور سے گزر رہا ہے، وہ دین جس کو مذاہب عالم پر غالب کرنے کے لیے نبی آخر ﷺ کی تشریف آوری ہوئی تھی [۲۹] اس کو مٹانے کے لیے بین الاقوامی سازشیں عروج پر ہیں--- وہ ملت جس کے ساتھ علو مرتبت کا قرآنی وعدہ موجود ہے [۳۰] عصر حاضر میں اختلاف و انتشار اور پستی کا شکار ہے--- اس لیے جشن میلاد ہمارے دلوں پر دستک دے کر ہمیں جھنجھوڑتا ہے کہ:

مسلمانو! خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ، فرقہ بندیوں سے بالاتر ہو کر نئے جذبوں اور نئے ولولوں کے ساتھ دین متین کی اشاعت اور غلبۂ حق کے لیے اپنی تمام توانائیاں صرف کر دو، وگرنہ:

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے ناداں مسلمانو!
تمھاری داستاں تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں

حواشی

ا......سنن ابن ماجہ، باب ما جاء فی الزینة یوم الجمعة، حدیث ۱۰۹۸

۲......جامع ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب تفسیر سورۃ مائدہ

۳......ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، سنن ابن ماجة، ابواب الفتن، باب السواد الاعظم، صفحہ ۲۹۲/ ابوعیسیٰ ترمذی نے اپنی جامع میں یہ حدیث یوں نقل کی ہے:

ان اللہ لا یجمع امتی علی الضلالة --- جامع ترمذی، جلد ۲، صفحہ ۳۹

۴......امام احمد بن محمد بن حنبل، مسند امام احمد، جلد ۱، صفحہ ۳۷۹/ نورالدین علی ابن ابوبکر ہیثمی، مجمع الزوائد، جلد ۱، صفحہ ۱۷۷

۵......﴿وَ اذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا﴾---
[مریم، ۱۹:۴۱]

''اور (اے محبوب!) آپ اس کتاب میں ابراہیم (علیہ السلام) کا ذکر کیجیے، بے شک وہ بہت سچے نبی تھے''---

﴿وَ اذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰى اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّ كَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا﴾---[مریم، ۱۹:۵۱]

''اور (اے حبیب!) آپ اس کتاب میں موسیٰ (علیہ السلام) کا ذکر کیجیے، جو برگزیدہ تھے اور رسول نبی تھے''---

﴿وَ اذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَ كَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا﴾---[مریم،۱۹:۵۴]

''اور (اے حبیب!) اس کتاب میں اسماعیل (علیہ السلام) کا ذکر کیجیے، وعدہ کے سچے اور رسول نبی تھے''---

﴿وَ اذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا﴾---[مریم،۱۹:۵۶]

''اور (اے حبیب!) آپ اس کتاب میں ادریس (علیہ السلام) کا ذکر کیجیے، بے شک وہ بہت سچے نبی تھے''---

﴿وَ اذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ﴾---[صٓ،۳۸:۱۷]

''اور (اے محبوب!) یاد فرمایئے ہمارے طاقت ور بندے داؤد (علیہ السلام) کو''---

﴿وَ اذْكُرْ عَبْدَنَا اَيُّوْبَ﴾---[صٓ،۳۸:۴۱]

''اور یاد کیجیے ہمارے بندے ایوب (علیہ السلام) کو''---

﴿وَ اذْكُرْ عِبٰدَنَا اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ اُولِي الْاَيْدِيْ وَ الْاَبْصَارِ﴾---[صٓ،۳۸:۴۵]

''اور یاد کیجیے ہمارے بندوں ابراہیم، اسحاق اور یعقوب (علیہم السلام) قوت اور بصیرت والوں کو''---

﴿وَ اذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَ الْيَسَعَ وَ ذَا الْكِفْلِ وَ كُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ﴾---[صٓ،۳۸:۴۸]

''اور یاد کیجیے اسماعیل اور الیسع اور ذو الکفل (علیہم السلام) کو اور یہ سب پسندیدہ لوگوں میں سے ہیں''---

۶...... مسلم بن الحجاج القشیری، جامع صحیح، کتاب الصیام

۷......شیخ الدلائل عبدالحق محدث الہ آبادی، الدر المنظم (ساتواں باب)/ عمر بن حسن الاندلسی، التنویر فی مولد السراج المنیر بحوالہ ابومحمد سید دیدار علی شاہ الوری، رسول الکلام فی بیان المولد و القیام، صفحہ ۴۵

۸......ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم، صحیح متدرک، جلد ۳، صفحہ ۳۲۷/ ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ، جلد ۱، صفحہ ۱۹۵/ علامہ یوسف نبہانی، المجموعۃ النبہانیۃ فی المدائح النبویۃ، دار الفکر، جلد ۱، صفحہ ۵۶

۹......حافظ شمس الدین ابن جزری، عرف التعریف بالمولد الشریف بحوالہ حجۃ اللّٰہ علی العالمین للنبہانی، صفحہ ۲۳۷

۱۰......امام محمد بن سعد، طبقات کبریٰ، جلد ۱، صفحہ ۱۰۲/ امام جلال الدین سیوطی، الخصائص الکبریٰ، جلد ۱، صفحہ ۴۶

۱۱......حافظ ابن عبدالبر، کتاب الاستعیاب، جلد ۱، صفحہ ۱۶۱/ امام ابوالفداء حافظ ابن کثیر، البدایۃ و النھایۃ، جلد ۲، صفحہ ۲۵۸/ سید احمد زینی دحلان، السیرۃ النبویۃ و الآثار المحمدیۃ، جلد ۱، صفحہ ۳۸

۱۲......محمد بن عبدالباقی زرقانی، شرح المواھب للزرقانی، جلد ۱، صفحہ ۱۱۴/ یوسف بن اسماعیل النبہانی، الانوار المحمدیۃ، صفحہ ۲۳

۱۳...... الاعراف: ۱۵۷

۱۴......کہیں فرمایا ''یا ایھا النبی'' الممتحنۃ: ۱۲/ الانفال: ۶۴-۶۵-۷۰/ التوبۃ: ۷۳/ الاحزاب: ۱-۲۸-۴۵-۵۰-۵۹/ الطلاق: ۱/ التحریم/ کہیں ''یا ایھا الرسول'' کہہ کر خطاب فرمایا، المائدۃ: ۴۱-۶۷

۱۵...... الحجر: ۷۲

۱۶...... البلد: ۱-۲

۱۷...... الحجرات: ۲

۱۸...... الحجرات:٦

۱۹...... الفتح:۹

۲۰......علی بن برہان الدین حلبی، السیرۃ الحلبیۃ،جلد۱،صفحہ۵۴/ علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی، حجۃ اللہ علی العالمین،صفحہ۲۲۴

۲۱......ابوداؤد، کتاب الادب

۲۲......ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل،مسند امام احمد،جلد۳،صفحہ۱۲۸-۲۸۵

۲۳......زرقانی،جلد۱،صفحہ۱۴۳/ علامہ احمد بن محمد قسطلانی، المواهب اللدنیۃ (طبع مع الزرقانی) جلد۱،صفحہ۱۴۳/ علامہ ابن جوزی، مولد العروس،صفحہ۳۱/ علامہ سید احمد زینی دحلان، السیرۃ النبویۃ،جلد۱،صفحہ۴۸

۲۴...... الاحزاب:۵٦

۲۵...... الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الایمان، باب حب الرسول من الایمان/ الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الایمان، باب وجوب محبۃ رسول اللہ ﷺ

۲٦...... التوبۃ:۱۳-۱۴-٦۱-٦۳-٦۵-٧۴/ النساء:٦۵/ البقرۃ:۱۰۴

۲٧......علامہ طاہر بن احمد بن عبدالرشید بخاری، خلاصۃ الفتاویٰ،جلد۴،صفحہ۳۸٦

۲۸......ابوعبداللہ مالک بن انس، موطا امام مالك، کتاب الجامع، باب ما جاء فی حسن الخلق، مطبع نور محمد اصح المطابع،کراچی،صفحہ۷۰۵

۲۹...... التوبۃ:۳۲/ الفتح:۴۸/ الصّف:۹

۳۰...... آل عمران:۱۳۹

عربی مولودنامے

یہ مقالہ شاعر نعت محترم راجا رشید محمود کی زیرادارت ماہ نامہ ''نعت'' لاہور کے لیے تحریر کیا گیا، جو ماہ نامہ نعت، میلاد نمبر، حصہ دوم، نومبر ۱۹۸۸ء میں شائع ہوا---

پھر محترم راجا صاحب نے اسے اپنی کتاب ''میلادالنبی''، مطبوعہ مکتبہ ایوان نعت لاہور ۱۹۸۸ء میں بھی شامل کیا---

تیسری بار یہ مضمون ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی مرحوم کی زیرادارت گورنمنٹ کالج شاہدرہ، لاہور کے ترجمان مجلّہ ''اوج'' کے ضخیم نعت نمبر، حصہ دوم ۹۳-۱۹۹۲ء کے صفحات ۲۱۹ تا ۲۲۸ پر شائع ہوا---

ازاں بعد اضافہ کے ساتھ ماہ نامہ نور الحبیب، بصیر پور شریف کے میلاد نمبر، ستمبر ۱۹۹۳ء میں چھپا اور اب مزید اضافوں کے ساتھ اس کتاب کا حصہ ہے--- [ادارہ]

حضور سرور کائنات ﷺ کی محبت مدار ایمان اور آپ کا ذکر پاک عبادت کی جان ہے--- محبت مجبور کرتی ہے کہ محبوب کا چرچا کیا جائے:

مَنْ اَحَبَّ شَیْئاً اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ---[۱]

سو محبتِ مصطفیٰ ﷺ کا تقاضا ہے کہ آپ کی ولادت باسعادت، آپ کے اخلاق جمیلہ، اوصافِ حمیدہ، فضائل و مناقب اور معجزات کا تذکرہ ہو، صلوٰۃ وسلام کی کثرت ہو اور اللہ تعالیٰ کی اس نعمت عظمیٰ (حضور ﷺ کی تشریف آوری) پر تشکر کے طور پر فرح وسرور کا اظہار کیا جائے اور جب کسی محفل میں یہ تمام چیزیں یک جا ہو جائیں تو وہ مجلس، محفل میلاد یا مولود شریف کا امتیازی نام پاتی ہے---

میلاد مصطفیٰ علیه التحیة و الثناء کی بابرکت محافل کا انعقاد اہل محبت کا ہمیشہ سے دستور رہا ہے--- یوں تو سال بھر ذکر رسول کی یہ محفلیں دلوں کو عشق مصطفیٰ سے گرماتی ہیں، تاہم ربیع الاوّل شریف میں ان کی رونق اور دوبالا ہو جاتی ہے--- چنانچہ محدث ابن جوزی (م ۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

لَا یَزَالُ اَھلُ الْحَرَمَیْنِ الشَّرِیْفَیْنِ وَ الْمِصْرِ وَ الْیَمَنِ وَ الشَّامِ وَ سَائِرِ بِلَادِ الْعَرَبِ مِنَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ یَحْتَفِلُوْنَ بِمَجْلِسِ مَوْلِدِ النَّبِیِّ ﷺ وَ یَفْرَحُوْنَ بِقُدُوْمِ ھِلَالِ شَھْرِ رَبِیْعِ الْاَوَّلِ .... وَ یَھْتَمُّوْنَ اھْتِمَاماً بَلِیْغاً عَلَی السِّمَاعِ وَ الْقِرَاءَۃِ لِمَوْلِدِ النَّبِیِّ ﷺ وَ یَنَالُوْنَ بِذٰلِكَ اَجْراً جَزِیْلاً وَ فَوْزاً عَظِیْماً---[۲]

''حرمین شریفین (مکہ، مدینہ) مصر، یمن، شام، بلاد عرب اور شرق تا غرب جملہ عالم اسلام کے لوگ میلاد النبی ﷺ کی بابرکت محافل ہمیشہ سے منعقد کرتے چلے آرہے ہیں---ربیع الاوّل کا چاند دیکھتے ہی خوشی و مسرت کا اظہار کرتے ہیں، غسل کر کے عمدہ لباس زیب تن کرتے ہیں، خوش بوئیں استعمال کرتے، سرمہ لگاتے اور طرح طرح کی زیب و زینت کر کے ان ایام میں خوشیاں مناتے ہیں اور نقد و جنس وغیرہ سے جو کچھ میسر آئے، دل کھول کر لوگوں پر خرچ کرتے ہیں اور آپ کی ولادت کے تذکرے اور محافل میلاد کا خصوصی اہتمام کر کے اجر عظیم اور بڑی کامیابی پاتے ہیں''---

سعودی حکومت کی کڑی پابندیوں کے باوجود آج بھی حجاز مقدس میں رنج و غم، مسرت و شادمانی، تعمیر مکان، نکاح، غرض کہ اہم مواقع پر محفل مولود کرانے کا رواج ہے---بعض اہل محبت تو ہر پیر، جمعرات بلکہ روزانہ محفل میلاد کا اہتمام کرتے ہیں---

احقر کو مدینہ منورہ کی ایسی متعدد محافل میں شمولیت کا شرف ملا ہے---ان محافل میں ذوق و شوق کی فراوانی اور عشق و محبت کی وارفتگی کا عالم دیدنی ہوتا---عطر و عنبر سے مہکی ہوئی فضا میں دلائل الخیرات، قصیدہ بردہ اور نعت خوانی کے بعد مولود شریف پڑھا جاتا تو حاضرین پر رقت کی عجیب کیفیت طاری ہو جاتی اور پھر جب دوران میلاد، ولادت مبارکہ کے مبارک لمحات کا ذکر آتا ہے تو حضار مجلس کھڑے ہو کر دست بستہ

صلوٰۃ وسلام پیش کرتے ہیں---

در حقیقت یہ حصہ محفل میلاد کا ماحصل ہوتا ہے، جس میں برکات الٰہیہ کا نزول ہوتا ہے--- اختتام پر انواع واقسام کے پر تکلف کھانے کھلائے جاتے ہیں--- ان محافل کے شرکائے اہل مدینہ کی اس بات نے مجھے بطور خاص متاثر کیا کہ انہیں اکابر محدثین اور صلحاءِ امت کے مرتب کیے ہوئے مولود شریف زبانی یاد ہیں---

سید العرب والعجم، نبیٔ رحمت، شفیع امت ﷺ کے میلاد پاک کے موضوع پر ہزار ہا کتب شائع ہوچکی ہیں اور تا قیامت یہ سلسلۂ خیر جاری رہے گا--- میرے پیش نظر ''مجموعہ موالید و ادعیہ'' نامی کتاب ہے، جس کا تعارف اس مقالہ میں مقصود ہے--- یہ کتاب ''مجموعہ موالید'' عالم عرب اور انڈونیشیا وغیرہ ممالک میں محافل میلاد میں پڑھے جانے والے پانچ مولود ناموں، متعدد دعاؤں، قصیدہ بردہ شریف، ختم شریف اور ''یَا نَبِی سَلامٌ عَلَیْکَ'' سلامیہ اشعار پر مشتمل، چھوٹے سائز کے ۲۵۶ صفحات کا خوب صورت مجموعہ ہے--- اس میں درج ذیل مولود نامے شامل ہیں:

1. مولد شرف الانام — مصنف کا نام درج نہیں ہے
2. مولد البرزنجی (نثر) — تصنیف علامہ سید جعفر بن حسن برزنجی (م ۱۱۷۷ھ)
3. مولد البرزنجی (منظوم) — مولود برزنجی کی منظوم تلخیص از زین العابدین بن محمد ہادی (ولادت ۱۲۷۹ھ)
4. مولد الدیبعی — تصنیف امام حافظ عبدالرحمٰن بن علی الشیبانی (م ۹۴۴ھ)

یہ کتاب محدث حجاز محمد علوی بن عباس المالکی (م ۱۴۲۵ھ) کی تخریج وتقدیم سے مختصر فی السیرۃ النبویۃ کے عنوان سے ۱۴۰۲ھ میں جدہ سے الگ کتابی صورت میں بھی شائع ہوئی---

5. مولد العزب — یہ محمد بن محمد الدمیاطی کی تصنیف ہے---

یہ کتاب راقم کے والد گرامی حضرت فقیہ اعظم ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی قدس سرہ العزیز نے میرے لیے خریدی اور اس کے سرورق پر یہ عبارت تحریر فرمائی:

لِلوَلَدِ الْمُحِبّ اَحبَّہ اللّٰہُ تَعَالٰی وَ رَسُولُہ ﷺ، مِنَ المَدِیْنَۃِ الْمُنوَرَۃِ بِستِّ رِیَالَات ---

ابوالخیر النعیمی غفرلہ

لیلۃ ۱۷/شوال المکرّم ۱۳۹۲ھ/ ۱۲/نومبر ۱۹۷۲ء

قبل اس کے کہ ہم اس کتاب کا تعارف پیش کریں، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے مزید چند اہم مولود ناموں پر اجمالی تبصرہ کر دیا جائے، تاکہ قارئین کو بخوبی اندازہ ہو سکے کہ صرف برصغیر پاک و ہند ہی میں نہیں بلکہ دنیا بھر کے مسلمانوں میں محافل میلاد النبی ﷺ کے انعقاد کا رواج و معمول رہا ہے---

اس مقالہ میں صرف ان مجموعوں کا ذکر کیا جائے گا جن کا تعلق بحث و دلائل سے نہیں بلکہ محافل میلاد کے عملی ثبوت سے ہے کہ یہ ترتیب ہی ان محافل کے لیے دیے گئے ہیں--- علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی قدس سرہ العزیز نے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف جواھر البحار [۳] میں مندرجہ ذیل مولود ناموں کا تعارف کرایا ہے--- جواھر البحار (طبع بیروت) کا زیر نظر نسخہ 8/22X18 سائز کا ہے اور اس میں اکثر جگہ ستائیس سطروں کا مسطر استعمال کیا گیا ہے---

① المولد النبوی للنابلسی

یہ کتاب بڑی مختصر، بلیغ اور جامع ہے---- اسے اپنی اہمیت کے پیش نظر علامہ نبہانی نے بتمامہ اپنی کتاب جواھر البحار میں نقل کر دیا ہے، جو اس کے صفحہ ۱۰۶۰ تا ۱۰۶۴ پانچ صفحات پر مشتمل ہے--- مولود نامہ کے مؤلف عالم جلیل

عارف باللہ تعالیٰ امام شیخ عبد الغنی نابلسی قدس سرہ العزیز (م۱۱۴۳ھ) ہیں---
موصوف علم کے بحر زخار اور قطب وقت تھے، دمشق میں آپ کا مزار مرجع خلائق ہے---
۲۵۰ کے قریب کتابیں تصنیف کیں---

(۲) المولد النبوی للشیخ المغربی

یہ جلیل القدر مولود نامہ عارف باللہ الشیخ محمد مغربی (م۱۲۴۰ھ) کی تصنیف ہے---
شیخ مغربی بہت بڑے محقق، عظیم صوفی اور اکابر اولیاء میں سے تھے، بلاد مغرب کے
مشہور قبیلے بنی ناصر سے ان کا تعلق تھا، اذقیہ نامی بستی میں ان کا مزار مرجع خواص وعوام ہے،
ان سے بے شمار کرامات کا ظہور ہوا---موصوف کی اس کتاب کے بارے میں
علامہ نبہانی فرماتے ہیں کہ یہ مولود ناموں میں سے افضل، اکمل اور بلیغ ترین ہے---
محدثین کی روایات اور صوفیہ کی عبارات سے مزین ومبرہن ہے[۴] یہ مولود نامہ بھی
جواھر البحار کے صفحہ نمبر ۱۰۹۸ تا ۱۱۱۲ بتمامہ شامل کر دیا گیا ہے---

علامہ مغربی فرماتے ہیں:

"حضور ﷺ مرکز ہیں، حبیب اعظم ہیں، قطب مدار ہیں، سر مکنون ہیں، آپ کی حقیقت کو سمجھنا کسی کے بس میں نہیں"---

یہ مولود نامہ تین اجزاء پر مشتمل ہے، غالباً اس کا مقصد یہ ہے کہ مختلف نشستوں میں
قسط وار پڑھنے میں سہولت رہے---

(۳) اَلنِّعْمَةُ الكُبریٰ عَلَى العَالَمِ بِمَولَدِ سَيِّدِ وُلْدِ آدم

یہ کتاب امام کبیر احمد بن حجر الھیتمی (م۹۷۳ھ) کی تصنیف ہے، جو بقول

علامہ نبہانی حفظ و اتقان سے متصف ائمہ سنن و حدیث کی صحیح ترین مستند روایات کا مجموعہ ہے---[۵]

ابن حجر موصوف نے اسی انداز اور اسی نام سے ایک مختصر، جامع اور صحیح ترین روایات پر مبنی مولود نامہ بھی مرتب کیا، جسے علامہ نبہانی نے جواھر البحار کے صفحہ نمبر ۱۱۱۲ تا ۱۱۲۱ پر بجنسہٖ نقل کر دیا ہے---اس کتاب کی کئی علماء نے شرحیں کیں مگر ان میں سب سے جامع، عمدہ اور تفصیلی شرح ''نثر الدرر علی مولد ابن حجر'' کے نام سے علامہ سید احمد بن عبد الغنی بن عمر عابدین دمشقی (م ۱۳۲۰ھ) کی جلیل القدر تصنیف ہے--- علامہ موصوف خاتمۃ المحققین، محشی در المختار علامہ محمد عابدین شامی قدس سرہ (م ۱۲۵۲ھ) کے بھانجے ہیں---یہ کتاب قریباً ۳۴۰ صفحات پر مشتمل ہے، جس کے اہم اقتباسات جواھر البحار کے صفحہ ۱۱۲۱ سے لے کر ۱۱۵۸ تک پھیلے ہوئے ہیں---ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

''ملک مظفر نامی بادشاہ میلاد شریف کی عظیم الشان محفل منعقد کرتا تھا، ان محفلوں میں شریک ہونے والوں کی روایت ہے کہ اہل محفل کی مہمانی کے لیے پانچ ہزار بھونی ہوئی بکریاں، دس ہزار مرغ، ایک لاکھ زبدیہ، تیس ہزار طبقات حلوہ ہوتا اور مولود میں اکابر علماء وصوفیہ حاضر ہوتے، انہیں خلعتیں دی جاتیں اور ہر سال محفل میلاد پر تین لاکھ دینار خرچ کیے جاتے--- ملک مظفر کے لیے حافظ ابن وحیہ نے ۶۰۴ھ میں مولود شریف کے موضوع پر ایک کتاب ''التنویر بمولد النبی البشیر'' تالیف فرمائی، جس پر بادشاہ نے ہزار دینار بطور انعام دیے---[۶]

میلاد کے موضوع پر ''التنویر'' کتنی جامع ہوگی، اس کا اندازہ ان دو حدیثوں سے بخوبی کیا جا سکتا ہے، جنہیں اس کتاب کے حوالے سے محدث کبیر مفتی سید دیدار علی شاہ

محدث الوری قدس سرہ نے ذکر کیا ہے:

❶ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ایک دن اپنے گھر میں ایک قوم کو واقعات ولادت بیان فرما رہے تھے اور اظہار مسرت کر کے اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لا رہے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام بھیج رہے تھے:

فَإِذَا جَاءَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ حَلَّتْ لَكُمْ شَفَاعَتِي ---

''اچانک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے اور فرمایا تم میری شفاعت کے مستحق ہو گئے'' ---

❷ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ میرا گزر حضرت عامر انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان کی طرف ہوا، ہم نے دیکھا کہ عامر اپنے کنبہ والوں اور بیٹوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واقعات ولادت سکھا رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ یہ دن (یعنی پیر کا دن) تھا، جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس عالم دنیا میں رونق افروز ہوئے --- تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دیکھ کر فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى فَتَحَ لَكَ أَبْوَابَ الرَّحْمَةِ وَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ لَكَ مَنْ فَعَلَ فِعْلَكَ يَحِلُّ بِحَالِكَ ---

''بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے رحمت کے دروازے کھول دیے ہیں اور تمام فرشتے تمہارے لیے بخشش کی دعا مانگتے ہیں --- جو شخص تمہارے جیسا کام کرے گا، وہ ایسا ہی اجر پائے گا'' --- [۷]

⑷ مولد الدردیر

یہ مولود نامہ الشیخ احمد الدردیر مالکی مصری (م ۱۲۰۱ھ) کی تصنیف ہے --- آپ کے

علمی فضل اور جلالت قدر کے پیش نظر جامعہ ازہر کے علماء و مدرسین آپ کے اس مولود نامہ کی تدریس کرتے تھے---[۸]

یہ مکمل رسالہ جواھر البحار کے صفحہ ۱۲۷۴ تا ۱۲۷۹ پر درج ہے---حضور ﷺ کی طہارت نسب کے علاوہ واقعات ولادت بڑی جامعیت سے بیان کیے گئے ہیں، نیز محدث کبیر امام عبد الرزاق کے حوالے سے حدیث جابر بھی مفصل مذکور ہے، جس میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

يَا جَابِرُ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْيَاءِ نُوْرَ نَبِيِّكَ مِنْ نُوْرِهٖ......الحديث---[۹]

''اے جابر! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا''---

⑤ النظم البديع فی مولد الشفيع (منظوم)

یہ منظوم مولود نامہ علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی، رئیس محكمة الحقوق (وزیر انصاف) بیروت کی تصنیف ہے---علامہ نبہانی ۱۲۶۵ھ/ ۱۸۴۸ء میں پیدا ہوئے، عرب کے ایک بادیہ نشین قبیلہ بنو نبہان کی نسبت سے نبہانی کہلائے---[۱۰]

آپ نے رمضان المبارک ۱۳۵۰ھ/ ۱۹۳۲ء میں پچاسی سال کی عمر میں وصال فرمایا[۱۱] آپ ایسے نابغہ روزگار شخصیت تھے، جو بیک وقت صاحب طرز ادیب، کہنہ مشق شاعر، ژرف نگاہ محقق، بلند پایہ مفتی، قابل اعتماد عالم دین، مستند سکالر، عظیم صوفی اور عارف باللہ تھے---حضور ﷺ کی ذات بابرکات سے انہیں بے پایاں عشق تھا، جس کی جھلک جابجا ان کی تحریروں میں دکھائی دیتی ہے---مدح مصطفیٰ عليه التحية و الثناء

کا نظم ونثر میں بہت بڑا سرمایہ امت محمدیہ کوفراہم کیا---آپ کتب کثیرہ کے مصنف تھے، جن میں جواهر البحار، حجة الله علی العالمین، الانوار المحمدیه اور جامع کرامات اولیاء شہرہ آفاق ہیں---نظم میں ''المجموعة النبهانیة فی مدائح النبویة'' چار جلدوں میں بڑے خاصے کی چیز ہے، جس میں آپ نے عہد صحابہ سے اپنے زمانے تک کے نامور شعراء کے نعتیہ قصائد بڑی محبت ولگن اور خوب صورتی کے ساتھ جمع کیے ہیں، جو بلاشبہہ نعتیہ ادب کا بہترین ذخیرہ ہے---اس مجموعہ میں علامہ نبہانی نے خود اپنے اکتالیس قصائد شامل کیے ہیں، جن میں ایک قصیدہ ایک ہزار اشعار پر مشتمل ہے، جس میں حضور ﷺ کی سیرت طیبہ نظم کی گئی ہے---

زیر نظر مولودنامہ النظم البدیع مخمس کی صورت میں ہے، جسے آپ نے ۱۳۱۲ھ میں نظم کیا، جیسا کہ آخری بند میں خود فرمایا:

وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ فَقَدْ تَمَّ الْخَبَر

عَنْ مَوْلِدِ الْمُخْتَارِ سَيِّدِ الْبَشَر

اَلْفٌ وَ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَ اثْنَا عَشَر

تَارِيخُ نَظْمِ عقد هٰذِهِ الدُّرَر

فِي شَهْرِهِ قَدْ تَمَّ خَيْرَ عقد [۱۴]

''النظم البدیع'' چھ حصوں پر مشتمل ہے، پہلے پانچ حصوں میں بیس بیس بند ہیں جب کہ آخری چھٹے حصے میں ۲۳ بند ہیں، اس طرح اس نظم میں کل ۱۲۳ بند ہیں، جن میں محافل میلاد کی ضرورت، اہمیت، آداب، نور محمدی ﷺ، ولادت باسعادت، عظمت نسب، زمانہ ولادت میں ظاہر ہونے والے عجائبات، شب ولادت کی برکات اور بعد از ولادت ظاہر ہونے والی علامات عظمت کا بڑے عمدہ پیرائے میں اظہار کیا گیا ہے---آغاز میں سورہ البقرہ کی آخری دوآیات لکھی گئی ہیں:

لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ○ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ○---[۱۳]

باقی پانچ حصوں میں ہر حصہ کے شروع میں اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ تا تَسْلِیْماً[۱۴]اور اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَ سَلِّمْ درج ہے---
بطور نمونہ ایک بند ملاحظہ ہو:

فِیْ لَیْلَۃِ الاِثْنَیْنِ لاِثْنَی عَشَرا
قُبَیْلَ فَجرٍ مِنْ رَبِیعٍ ظَھَرا
فَاَشْرَقَ الْکَوْنُ بِہٖ اِذَا سَفَرا
وَاَخْجَلَ الشَّمْسَ وَفَاقَ القَمَرا
وَالبدرُ قَدْ کَلَّمَہ فِی الْمَھْدِ [۱۵]

یہ مولود جواھر البحار کے صفحہ ۱۲۵۸ سے ۱۲۷۴ تک اور حجۃ اللّٰہ علَی العٰلمین فی معجزات سید المرسلین کے صفحہ ۲۴۰ تا ۲۵۴ شامل کیا گیا ہے---

اب معجم المطبوعات، کشف الظنون اور ھدیۃ العارفین وغیرہ کتب کے حوالے سے مزید چند مولود ناموں کے اسماء پیش کیے جاتے ہیں---

⑥ مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ امام ابو الفرج جمال الدین عبد الرحمٰن بن ابی الحسن ابن جوزی کی تصنیف ہے--- موصوف فقہ حنبلی کے بہت بڑے امام، محدث، فقیہ، واعظ، مورخ، مفسر اور صاحب تصانیف کثیرہ تھے[۱۶] ابتدائی عمر میں صوفیائے کرام اور تصوف کے مخالف تھے مگر بعد میں سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی توجہ سے تائب ہو گئے---[۱۷]

شیخ سعدی شیرازی آپ کے شاگرد تھے---محدث ابن جوزی نے تصنیف وتالیف کا اتنا کام کیا کہ بوقت وصال وصیت کی:

''میں نے جن قلموں سے حدیث لکھی ہے، ان کا تراشہ میرے حجرے میں جمع ہے، مرنے کے بعد جب مجھے نہلائیں تو غسل کے لیے اس تراشے سے پانی گرم کریں''---

چنانچہ وصیت کے مطابق عمل کیا گیا اور پانی گرم ہوکر کچھ تراشا بچ رہا---[۱۸]

بغداد شریف میں ۵۹۷ھ میں آپ کا وصال ہوا---[۱۹]

یہ مولود نامہ ۱۳۰۰ھ میں مصر سے شائع ہوا، پھر پاکستان میں مولانا حکیم سید غلام معین الدین صاحب نعیمی نے عربی متن کے ساتھ اس کا ترجمہ المیلاد النبوی کے نام سے ادارہ سوادِ اعظم لاہور کی طرف سے محرم الحرام ۱۳۸۵ھ میں شائع کیا---

⑦ مولد المصطفٰی العدنانی (منظوم)

تصنیف: عطیہ بن ابراہیم شیبانی، سنہ اشاعت ۱۳۱۱ھ---[۲۰]

⑧ مولد البشیر النذیر السراج المنیر

تصنیف: ابوالوفاء حسینی، مطبوعہ مصر، ۱۳۰۷ھ---[۲۱]

⑨ مولد النبی (منظوم)

یہ تصنیف عائشہ بنت یوسف باعونیہ دمشقیہ کی ہے، جو شافعی المذہب، بہت بڑی ادیبہ،

عالمہ، صوفیہ اور کئی کتابوں کی مصنفہ تھیں---۹۲۲ھ میں قاہرہ میں فوت ہوئیں---
یہ کتاب ۱۳۰۱ھ میں دمشق سے شائع ہوئی---[۲۲]

⑩ مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ عبدالرحیم بن احمد برعی یمنی کی تصنیف ہے، موصوف پانچویں صدی ہجری کے بزرگ تھے---یہ کتاب ۱۲۹۸ھ میں مصر سے شائع ہوئی---[۲۳]

⑪ مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

احمد بن قاسم مالکی بخاری حریری کی تصنیف ہے--- ۱۲۹۹ھ کو مصر سے شائع ہوئی---[۲۴]

⑫ مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تصنیف: عبداللہ تعالی الحمصی شاذلی---[۲۵]

⑬ مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تالیف: شیخ خالد بن والدی، ۱۳۰۱ھ میں چھپی---[۲٦]

⑭ مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تصنیف: شیخ محمد وفا صیادی---[۲۷]

⑮ مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تصنیف: شیخ محمود محفوظ دمشقی شافعی---[۲۸]

⑯ المولد الجلیل حسن الشکل الجمیل

تصنیف: شیخ عبد اللہ تعالی بن محمد مناوی شاذلی، ۱۳۰۷ھ میں مصر سے شائع ہوئی---[۲۹]

⑰ بلوغ المرام لبیان الفاظ مولد سید الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اسے سید احمد المرزوقی مکی نے ۱۲۱۸ھ میں مرتب کیا---[۳۰]

⑱ مورد الصفا فی مولد المصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ ابن علان محمد علی الصدیقی المکی مصنف الابتہاج کی تصنیف ہے[۳۱] ان کا

سنہ وصال ۱۰۵۷ھ ہے---[۳۲]

⑲ مولود النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

یہ ترکی زبان میں منظوم میلاد نامہ ہے، جو روم کے علاقہ کی مجالس میں پڑھا جاتا ہے---
سلیمان برسوی (م ۸۰۰ھ تقریباً) کی تالیف ہے---[۳۳]
صاحب کشف الظنون لکھتے ہیں کہ حافظ شمس الدین سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے
''الضوء اللامع''میں درج ذیل مولودناموں کا تذکرہ کیا ہے---[۳۴]

⑳ جامع الآثار فی مولد النبی المختار (۳/جلدیں)

یہ تینوں کتابیں حافظ ابن ناصر الدین دمشقی کی تالیف کردہ ہیں---

㉑ اللفظ الرائق فی مولد خیر الخلائق

㉒ الصادی فی مولد الهادی

㉓ التعریف بالمولد الشریف

㉔ مختصر عرف التعریف بالمولد الشریف

یہ دونوں علامہ جزری نے تصنیف کی ہیں---

۲۵ الدر المنظم (دو جلدیں)

۲۶ اللفظ الجمیل

آخری دونوں کتابیں شیخ محمد بن عثمان کی مؤلفہ ہیں---

۲۷ سید عفیف الدین محمد بن محمد (م ۸۵۵ھ) نے کئی مولود نامے تالیف کیے نیز ابوبکر دنفلی، برہان محمد ناصحی، برہان ابوالصفا، شمس سنباطی، ابن یوسف فاقوسی، حافظ زین الدین عراقی اور مؤلف کتاب (الضوء اللامع) سخاوی نے بھی مولود نامے مرتب کیے---[۳۵]

مجموعہ موالید و ادعیہ

جیسا کہ مقالہ کے آغاز میں ذکر کیا گیا کہ یہ کتاب مختلف مولود ناموں اور دعاؤں کا مجموعہ ہے، مطبع احمد بن سعد بن نبہان و اولادہ سورابایا انڈونیشیا میں چھپی، سنہ تصنیف درج نہیں--- احقر کے والد ماجد حضرت سیدی فقیہ اعظم ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی قدس سرہ العزیز نے شوال المکرّم ۱۳۹۲ھ/نومبر ۱۹۷۲ء کو مدینہ منورہ سے میرے لیے خریدی--- اس میں پانچ مولود نامے، قصیدہ بردہ شریف، عقیدۃ العوام اور متعدد دعائیں شامل ہیں، جن کی تفصیل نمبر ۲۷ تا آخر بالترتیب اگلے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں--- چھوٹے سائز کی یہ کتاب ۲۵۶ صفحات کی ہے، ہر صفحہ پر بیل دار حاشیہ ہے---

۲۸ مولد شرف الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ مولود نامہ درج بالا کتاب ''مجموعہ موالید و ادعیہ'' کے صفحہ۲ تا صفحہ ۷۱، کل ۷۱ صفحات پر مشتمل ہے، فی صفحہ ۱۳ سطریں ہیں---مصنف کا نام معلوم نہیں ہو سکا، ابتدائی چھ صفحات پر سلام ہے:

اَلسَّلامُ علَیكَ زَیْنَ الْاَنْبِیَاء
اَلسَّلام علَیك اَتقَی الاتقِیَاء
اَلسَّلام علَیك اَصفَی الاصْفِیاء
اَلسَّلام عَلَیك اَذکَی الاذْکِیَاء

پھر دو صفحات پر منظوم درود شریف ہے:

اَلصَّلاۃُ عَلَی النَّبِیّ وَ السَّلامُ عَلَی الرَّسُوْل
اَلشَّفِیعِ الْاَبْطَحِیّ وَ مُحَمَّدْ عَرَبِیّ

اس کے بعد چند آیات مکتوب ہیں، پھر مختلف واقعات ولادت تحریر ہیں--- آگے چل کر خاص ذکر ولادت مبارکہ کے بعد جلی قلم سے ''محل القیام'' لکھا ہے، یعنی دوران میلاد اس مقام پر پہنچیں تو کھڑے ہو کر سلام پڑھا جائے--- چار صفحات پر سلام درج ہے، چند شعر ملاحظہ ہوں:

یَا نَبِی سَلامُ عَلیكَ یَا رَسُولْ سَلامُ عَلَیكَ
یَا حَبِیبْ سَلامُ عَلَیكَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَیكَ
اَشْرَقَ البَدرُ عَلَینَا فَاخْتَفَتْ مِنْهُ البُدُورُ
مِثْلَ حُسْنِكَ مَا رَاَینَا قَطُّ یَا وَجْهَ السُّرُور
اَنتَ شَمْسٌ اَنتَ بَدرٌ اَنتَ نُورٌ فَوقَ نُورْ

اَنــتَ اکسِـــیْــرٌ وَ غَـالِـی　　اَنــتَ مِـصْبَـاحُ الـصُّـدُوْرِ
یَــا حَبِیبِــی یَــا مُـحَـمَّـدْ　　یَــا عَـرُوْسَ الـخَـافِقَــیْنِ
یَــا مُـؤَیَّـدْ یَــا مُـمَـجَّـدْ　　یَــا اِمَـامَ الْـقِــبْلَــتَیْنِ
مَــنْ رَّأیٰ وَجْهَكَ یَسْــعَــدْ　　یَــا کَــرِیْــمَ الْـوَالِـدَیْـنِ
حَـوضُكَ الـصَّـافِـی الـمُبَـرَّدْ　　وِرْدُنَــا یَــومَ الــنُّـــشُورِ
اَنـــتَ لِـلـــرُّسْــلِ خِتَــامٌ　　اَنــتَ لِلمَـولــٰـــی شکُورٌ
عَبْـدُكَ الـمِسكِـینُ یَـرجُـو　　فَـضْـلَكَ الْـجَـمَّ الـغَـفِیْـرُ
فَـــاَغِثـنِــی وَ اَجِـــرنِـــی　　یَــا مُـجِیـرُ مِـن سَعِـــیْـرِ

یَــا غِیَـاثِــیْ یَــا مَـلاذِیْ
فِـیْ مُهِـمَّـاتِ الاُمُـورِ　　[۳۶]

سلام کے بعد رضاعت کے تفصیلی واقعات ہیں، آخر میں لمبی دعا ہے---
مجموعی طور پر نظم ونثر کے اس حسین مرقع ''مولد شرف الانام'' میں چوبیس نظمیں ہیں---

۲۹ مولد البرزنجی (نثر)

مولود برزنجی کے نام سے معروف یہ شہرۂ آفاق اور بے نظیر مجموعہ سید جعفر بن حسن بن عبد الکریم بن سید محمد مدنی بن عبد الرسول برزنجی شافعی کی تصنیف ہے--- آپ بہت بڑے شیخ، فاضل، عالم اور مفتی تھے، مسجد نبوی شریف میں امام، خطیب اور مدرس رہے--- ۱۱۷۷ھ/۱۷۶۴ء کو مدینہ منورہ میں وصال فرمایا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے [۳۷] موصوف بہت سی کتابوں کے مصنف تھے---بعض تصانیف کے نام یہ ہیں:

① ...... البر العاجل

② ...... جالية القدر

③ ...... جالية الكرب باسماء اصحاب سيد العجم و العرب

④ ...... الحسنى الدانى فى مناقب الشيخ عبد القادر الجيلانى

⑤ ...... الروض المعطار

⑥ ...... الشقائق الاترجيه فى مناقب الاشراف البرزنجيه

⑦ ...... الطوالع الاسعديه

⑧ ...... العرين لاسماء البدريين

⑨ ...... فتح الرحمٰن

⑩ ...... الفيض اللّطيف

⑪ ...... النفخ الفرجى (تاریخ)---[۳۸]

⑫ ...... مولد النبى ---[۳۹]

مولود برزنجی کا مکمل نام ''عقد الجواهر فى مولد صاحب الحوض الكوثر'' ہے [۴۰] یہ عرب و عجم میں پڑھے جانے والے مولود ناموں میں سب سے زیادہ معروف و مقبول ہے---اس پر شروح اور حواشی بھی لکھے گئے---''الكواكب الانور علىٰ عقد الجوهر فى مولود النبى الاظهر'' نامی شرح جعفر بن اسماعیل بن زین العابدین بن محمد الہادی کی تالیف ہے اور اس کے حاشیہ پر ''القول المنجى'' کے نام سے مولود برزنجی کا حاشیہ ہے---محشی شیخ علیش ہیں---[۴۱]

مولود برزنجی کی اہمیت کے پیش نظر اسے مکمل طور پر علامہ نبہانی نے جواهر البحار کے صفحہ ۱۲۴۶ تا ۱۲۵۷ شامل کر دیا ہے---مولود برزنجی ''مجموعہ مواليد'' کے صفحہ ۷۲ تا ۹۹ کل اٹھائیس صفحات پر مشتمل ہے---سولہ سطری مسطر استعمال کیا گیا ہے، پوری کتاب مقفی و مسجع عبارات سے مزین ہے--- چنانچہ پوری کتاب میں اس امر کا التزام بھی رکھا گیا ہے کہ ایک جملہ ''ۃ'' پر ختم ہوتا ہے، تو دوسرا ''ہ'' پر، نثر میں

ایسا التزام نہایت مشکل کام ہے، مگر علامہ برزنجی نے اسے بڑی خوب صورتی سے نبھایا ہے--- خطبہ کے ابتدائی کلمات ملاحظہ ہوں:

اَبتدِئُ الإمْلاءَ باسمِ الذَّاتِ العلية ○ مستدِرًّا فَيضَ البركات علٰى مَا اَنَالَهٗ و اَولَاهُ ○ وَ اُثَنِّيْ بحَمْدٍ مَوارِدُهٗ سَائِغَةٌ هَنِيَّة ○ مُمْتَطِيًا مِنَ الشُّكرِ الجَميلِ مَطَايَاه ○ وَ اُصَلِّيْ و اُسَلِّمُ عَلَى النُّورِ المَوصُوفِ بِالتَّقدُّمِ و الاَوَّلِيَّةِ---[۴۲]

ہر نئے واقعے کی ابتداء میں عنوان باب کے طور پر یہ شعر درج ہے:

عَطِّرِ اللّٰهُمَّ قبرَہ الْكَريْم
بعَرفٍ شَذِيٍّ مِنْ صَلاةٍ و تَسلِيم

''اے رب کائنات حضور ﷺ کی قبر انور کو درود وسلام کی مہک سے معطر فرمادے''---

مذکورہ مولود میں حضور ﷺ کا نسب نامہ، طہارت نسب، نور مصطفیٰ ﷺ کی سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس منتقلی پر جانوروں اور جنوں کی بشارتیں، سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا خواب، شب ولادت حضرت آسیہ و حضرت مریم علیہا السلام کی آمد، ایسے متعدد واقعات کے بعد نورِ مصطفیٰ علیہ التحیة و الثناء کے ظہور کے موقع پر علامہ برزنجی لکھتے ہیں:

''یہ موقع قیام کا ہے، ائمہ ومحدثین کرام حضور ﷺ کی ولادت کے ذکر پر قیام کو مستحسن جانتے ہیں--- بشارت ہے اس شخص کے لیے جو حضور ﷺ کی تعظیم کو اپنا منتہائے مقصود سمجھے''---[۴۳]

مندرجہ بالا عنوانات کے بعد ان خوارق وارہاصات کا مفصل بیان ہے، جن کا وقتِ ولادت ظہور ہوا--- پھر رضاعت، بچپن، شق صدر، تجارت، شادی، بعثت، دورِ مصائب وآلام، معراج، ہجرت، مدینہ منورہ میں تشریف آوری، حسن سیرت و حسن صورت، شرم وحیا، تواضع وانکساری اور فقر اختیاری وغیرہ امور کا مختصر و جامع

بیان ہے---آخری تین صفحات میں اختتام مولود کی دعا ہے---

۳۰ مولد البرزنجی (نظماً)

یہ مولود دراصل مولود برزنجی منثور ہی کی منظوم تلخیص ہے، اس کے مصنف زین العابدین بن محمد ہادی ہیں، خود فرماتے ہیں:

عُبَيْدُكَ زَيْنَ العَابِدِيْنَ هُوَ الَّذِي
مُحَمَّدُ الهَادِي أَبُوْهُ وَ سِبْطَانِ
اِلٰــى آلِ بَرْزَنجٍ شَهِيْرُ اِنْتِمَائِهِ
وَ نِسبَتُه لِلْمُصْطَفٰى ذَاتُ بُرْهَانِ [۴۴]

ان کا تذکرہ کہیں نظر سے نہیں گزرا، البتہ مولود برزنجی (منثور) کے شارح ''الکوکب الانور'' کے مصنف جعفر بن اسماعیل کے نسب نامہ پر غور کیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ یہ ان کے جد امجد ہیں، جب کہ صاحب مولود برزنجی جعفر بن حسن ان کے جد اعلیٰ ہیں---معجم کی عبارت یہ ہے:

''جعفر بن اسماعیل بن زین العابدین بن محمد الہادی بن زین بن السید جعفر مؤلف مولد النبی''---[۴۵]

مولود کے ایک شعر میں بھی اس جانب اشارہ ہے:

وَ اَسْئَلُهُ التَّوفِيْقَ فِي نَظْمِ مَوْلِدٍ
لِجَدِّي الَّذِيْ مِنْ جَعْفَرِ الفَضْلِ اَرْوَانِي [۴۶]

زین العابدین برزنجی ۱۲۷۹ھ میں پیدا ہوئے [۴۷] انہوں نے نثر کی طرح اس منظوم رسالہ میں بھی واقعات ولادت اور خوارق و معجزات کو بیان کیا ہے--- ہر نئے واقعہ سے پہلے یہ شعر درج ہے:

اِلٰهِیْ رَوِّحْ رُوْحَهٗ وَ ضَرِیْحَهٗ
بِعَرْفٍ شَذِیٍّ مِنْ صَلٰوةٍ وَّ رِضْوَانٖ

ولادت مبارکہ کے تذکرہ میں ''محل القیام'' کا عنوان قائم کیا ہے، سلام و نعت کے ۳۷/اشعار ہیں، جن کی ابتدا یوں ہوتی ہے:

صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدْ — صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمْ
مَرْحَبًا یَا مَرْحَبًا یَا مَرْحَبَا — مَرْحَبًا جَدَّ الْحُسَیْنِ مَرْحَبَا
یَا نَبِی سَلَامٌ عَلَیْكَ — یَا رَسُوْلْ سَلَامٌ عَلَیْكَ
یَا حَبِیْبْ سَلَام عَلَیْك — صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَیْكَ [۴۸]

یہ رسالہ ''مجموعه موالید'' کے صفحہ ۱۰۰ سے لے کر ۱۳۷ تک کل ۳۸ صفحات پر مشتمل ہے---صلوٰۃ وسلام کے مخصوص اشعار کے علاوہ تقریباً ۲۰۶/اشعار ہیں---

۳۱ قصیدہ بردہ

مجموعه موالید کے صفحہ ۱۳۸ تا ۱۶۳ یہ قصیدہ مبارک درج ہے---۱۶۰/اشعار کا یہ وہ مبارک قصیدہ ہے جس کے توسط سے اس کے ناظم امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کو عربی نعت گو شعراء میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے زیادہ شہرت ملی اور بقائے دوام نصیب ہوا--- ناظم قصیدہ کا اسم گرامی شرف الدین ابوعبداللہ محمد بن سعید ہے---آپ مصر کے ایک قریہ بوصیر میں ۶۰۸ھ میں پیدا ہوئے اور ۶۹۶ھ میں وصال فرمایا---[۴۹]

امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار کے مطالعہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ انہیں علم حدیث، سیر ومغازی، کلام، ادب، بدیع، بیان اور صرف ونحو میں بڑی مہارت حاصل تھی---

عمر کا بیش تر حصہ سلاطین کے درباروں میں گزرا--- ایک بار فالج کا شدید حملہ ہوا، کوئی علاج کارگر ثابت نہ ہوا، دل میں خیال آیا کہ حضور ﷺ کی بارگاہ سے شفا طلب کی جائے، چنانچہ یہ قصیدہ لکھا--- خواب میں دافع البلاء والوباء محمد مصطفیٰ علیہ التحیة و الثناء کی زیارت سے مشرف ہوئے اور یہ قصیدہ آپ کی بارگاہ میں پڑھ کر سنایا--- حضور اکرم ﷺ نے بے حد پسند فرمایا اور مفلوج حصہ پر دست مبارک پھیرا، آنکھ کھلی تو مکمل صحت یاب تھے--- [۵۰]

بعض روایات میں ہے کہ جب یہ قصیدہ خواب میں امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے حضور ﷺ کو سنایا تو آپ نے اپنی بردیمانی ان پر ڈال دی، علی الفور آپ کو صحت کاملہ حاصل ہوگئی [۵۱] امام بوصیری صبح جب اپنے گھر سے نکلے تو راستہ میں قطب وقت شیخ ابوالرجا ملے اور کہا، بوصیری وہ قصیدہ سناؤ جو حضور ﷺ کی مدح میں تم نے تالیف کیا ہے--- چونکہ قصیدہ بردہ کی تالیف کا سوائے امام بوصیری کے کسی کو علم نہ تھا، آپ نے پوچھا کہ کون سا قصیدہ سناؤں؟--- شیخ ابوالرجا نے فرمایا، وہ قصیدہ سناؤ جس کا مطلع ہے:

اَمِنْ تَذَکُّرِ جِیْرَانٍ بِذِیْ سَلَمٖ
مَزَجْتَ دَمْعًا جَرٰی مِنْ مُقْلَةٍ بِدَمٖ

یہ سن کر امام بوصیری حیران رہ گئے، ان کے استعجاب پر شیخ نے کہا:

''جب تم دربار رسالت میں قصیدہ سنا رہے تھے، وہیں میں بھی سن رہا تھا''--- [۵۲]

قصیدہ بردہ کو عوام کے علاوہ طبقۂ مشائخ میں بے پناہ مقبولیت ملی--- اس کی قراءت کو حلاّل المشکلات اور دافع شدائد قرار دیا گیا ہے--- کتب اوراد میں قصیدہ بردہ کے بے شمار فضائل وخواص بیان کیے گئے ہیں---

بنیادی طور پر یہ قصیدہ سرکار دو عالم ﷺ کے فضائل و مناقب، معجزات اور عشق و محبت پر مشتمل ہے--- اگرچہ یہ مولود نامہ نہیں، تاہم محافل میلاد میں اس کا پڑھا جانا اہلِ محبت کا معمول چلا آرہا ہے--- اس میں خاص میلاد کے اشعار بھی ہیں--- زیرِ نظر نسخہ میں الگ سے فصلیں قائم نہیں کی گئیں، مگر قصیدہ بردہ کے اکثر نسخوں میں چوتھی فصل کا عنوان ہے: ''فی مولد النبی ﷺ''--- ایک شعر ملاحظہ ہو:

اَبَانَ مَولِدُہٗ عَنْ طِیبِ عُنْصُرِہٖ
یَا طِیبَ مُبْتَدَاٍ مِنْہُ وَمُخْتَتَمِ

''مجموعہ موالید'' میں شامل قصیدہ کے اس نسخہ میں میلادی اشعار پر مشتمل یہ فصل شعر نمبر ۵۹ تا ۷۱ ہے--- اس قصیدہ کا اصل نام ''الکواکب الدریۃ فی مدح خیر البریۃ'' ہے--- [۵۳]

۳۴ مولد الدیبعی

یہ جلیل القدر مولود نامہ پیش نظر مجموعہ کے صفحہ ۱۶۴ سے صفحہ ۱۷۸ تک ۱۵ رصفحات پر پھیلا ہوا ہے، یہ امام حافظ عبدالرحمٰن بن علی الشیبانی کی تصنیف ہے--- [۵۴]

یہ مولود نامہ علیحدہ کتابی شکل میں بھی ''مختصر فی السیرۃ النبویۃ'' کے نام سے ۱۴۰۲ھ میں طبع ہو کر جدہ سے شائع ہوا ہے--- غالباً سعودی عرب کے مخصوص حالات کے پیش نظر یہ عنوان اختیار کیا گیا ہے--- تاہم دیباچے میں ''مولد'' کا نام ہی استعمال کیا گیا ہے--- یہ نسخہ بڑے سائز کے ۵۶ صفحات پر مشتمل ہے، جس کی تخریج کا کام ممتاز عالم دین محمد علوی بن عباس مالکی مکی نے کیا ہے--- مقدمہ میں علوی صاحب نے مؤلف مولد کے مختصر حالات کے علاوہ محفل میلاد شریف کی

شرعی حیثیت پر مختلف جہتوں سے مفصل بحث کی ہے اور اکیس دلائل سے اس کا جواز ثابت کیا ہے---

مولد دیبعی کے مصنف ابن الدیبع کی کنیت سے معروف ہیں---''دیبع'' سوڈانی زبان میں سفید کو کہتے ہیں، دراصل یہ لقب ان کے جد اعلیٰ کا تھا---آپ محرم الحرام ۸٦٦ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۱رجب المرجب ۹۴۴ھ، بروز جمعہ وصال فرمایا--- آپ یکتائے زمانہ اور متعدد کتب کے مصنف تھے، جن میں تین حصوں پر مشتمل احادیث کا مجموعہ ''تیسیر الاصول'' اور زیر نظر مولود نامہ قابل ذکر ہیں---[۵۵]

موتیوں ایسی خوب صورت عبارات پر مشتمل یہ فصاحت و بلاغت کا مرقع جب پڑھا جائے تو سامع اس کی نغمگی سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا---پیش نظر مجموعہ میں اس مولود کے لیے ۲۳ سطر کا مسطر استعمال کیا گیا ہے---

۳۳ مولد العزب

اس قصیدہ کے مصنف محمد بن محمد الدمیاطی ہیں، جو شیخ عزب کے نام سے مشہور تھے، ان کا سنہ وصال معلوم نہیں ہو سکا---مولد النبی کے علاوہ ''تحفة المحبین بالصلوة و السلام علٰی سید المرسلین'' اور ''منظومة فی التوسل'' نامی کتب بھی آپ کی تصنیف ہیں---[۵٦]

۱۳۸ اشعار پر مشتمل یہ مولود نامہ زیر نظر مجموعہ کے صفحہ ۱۷۹ سے لے کر ۱۸۷ تک ہے، اس میں سرکار ابد قرار ﷺ کے واقعات ولادت کو بڑے حسین پیرائے میں بیان کیا گیا ہے---نمونہ کلام ملاحظہ ہو:

وَلِذِکْرِ مَوْلِدِہٖ یُسَنُّ قِیَامُنَا ۔۔۔ اَدَبًا لَدیٰ اَھْلِ الْعُلُوْمِ تَاَکَّدَا

وَ باکمل الاوصافِ جاءَ نبیّنا　　وَ بَدَا یُھلِّلُ ساجدًا متعبّدًا
اِذ لَاحَ مختونًا نظیفًا طیّبًا　　مقطوعَ سُرٍّ بل کحیلًا اَغیَدًا
وَ بمکّۃٍ قد کان مولدُہ الّذی　　اَحیَا القلوبَ فحبّ ھٰذَا مولِدًا
وَ بثانِ عشرٍ مِن ربیعِ اوّلٍ　　فِی یومِ الاثنینِ المفخّمِ ذِی الجَدا [۵۷]

واقعات میلاد میں فصل کے طور پر دس مقامات پر یہ شعر درج ہے:

یَا ربِّ عطِّر بالصَّلاۃِ ضریحہٗ
وَ اَدِم علَیہِ سَلامَ ذاتِکَ سرمدًا

اختتامی اشعار میں مصنف اپنا ذکر یوں کرتے ہیں:

وَلِعَبدِکَ العزبِ الفقیرِ محمّدٍ　　منشِیہٖ فِی دَارِ الکرامۃِ خلّدا
وَ اَدِم لہٗ حُسنَ الجوارِ بطیبۃٍ　　وَارزقہُ سِرًّا عَن سِوَاکَ مجرّدا [۵۸]

ختم شریف

مجموعہ موالید کے صفحہ ۱۸۸ سے ۱۹۵ تک ختم شریف درج ہے، جو محفل میلاد کے اختتام پر پڑھا جاتا ہے--- اس میں آخری تین قل، کلمہ طیبہ، فاتحہ شریف، الـــمٓ ۝ ذٰلك الکتٰب تا مفلحون، و الٰھکم الــہٌ واحد تا الرحیم، آیۃ الکرسی، آمن الرّسول، اسماء حسنٰی اور درود شریف کے مختلف کلمات ہیں---

صفحہ ۱۹۶ تا صفحہ ۲۰۰ اختتامی دعا ہے---

عقیدۃ العوام

صفحہ ۲۰۱ تا ۲۰۵ پر مندرج مختصر مگر جامع قصیدہ شیخ احمد بن محمد بن رمضان

المکی المرزوقی کی تالیف ہے--- [۵۹]

عقیدۃ العوام کے علاوہ بلوغ المرام[۶۰] (مولود نامہ) اور تحصیل نیل المرام[۶۱] بھی آپ کی تصانیف ہیں--- مؤخر الذکر عقیدۃ العوام کی شرح ہے، جو خود مصنف نے تحریر کی ہے---

اس رسالہ پر شیخ محمد نووی الجاوی نے بھی شرح لکھی ہے، جسے انہوں نے ''نور الظلام علی النظمة المسماة بعقیدة العوام'' [۶۲] سے موسوم کیا ہے---

علامہ مرزوقی کا یہ رسالہ عقائد پر مختصر اور جامع تصنیف ہے، جس میں صفات باری تعالیٰ، انبیاء، ملائکہ، کتب سماویہ، حضور ﷺ کی رسالت، آپ کی چار صاحب زادیوں اور دیگر اولاد کے اسماء اور امہات المومنین کے اسماء وغیرہ کا تذکرہ ہے---

یہ نظم ۵۷/اشعار پر مشتمل ہے اور سنہ تالیف ۱۲۶۸ھ ہے--- تعداد ابیات، کتابچے کا نام اور سن تالیف آخری دو شعروں میں یوں بیان کیا ہے:

أَبْيَاتُهَا ''مِيزٌ'' بِعَدِّ الْجُمَّلِ تَارِيخُهَا ''لِي حَيٌّ غُرٌّ'' جُمَّلِ

۵۷ ۱۲۶۸ھ

سَمَّيْتُهَا عَقِيدَةَ الْعَوَام مِنْ وَاجِبٍ فِي الدِّينِ بِالتَّمَام [۶۳]

مجموعہ موالید کے صفحہ ۲۰۶، ۲۰۷ پر راتب حداد کے نام سے ایک وظیفہ درج ہے، جو عبداللہ بن علوی حداد کا مرتب کردہ ہے، غالباً یہ انڈونیشیا کی زبان میں ہے--- صفحہ ۲۰۸، ۲۰۹ پر میت کی تلقین کا طریقہ اور صفحہ ۲۰۹، ۲۱۰ پر شب براءت کے موقع پر پڑھی جانے والی دعا ہے، یہ بھی انڈونیشیا کی زبان میں ہے---

صفحہ ۲۱۱ سے ۲۲۴ تک سیدنا علی زین العابدین رضی اللہ عنہ کی تالیف ''الفصول'' درج ہے--- یہ آپ کی دعاؤں کا مجموعہ ہے، ہر دعا کا آغاز و اختتام ''یا کریم'' پر ہوتا ہے---

مجموعہ موالید وادعیہ کے باقی صفحات میں درج ذیل دعائیں ہیں:

کتاب کا اختتام ''الصلوۃ البدریہ'' پر ہوتا ہے، چند اشعار ملاحظہ ہوں:

صَلٰوۃُ اللّٰہ سَلامُ اللّٰہ عَلٰی طٰہٰ رَسُولِ اللّٰہ
صَلٰوۃُ اللّٰہ سَلامُ اللّٰہ عَلٰی یٰسٓ حَبِیبِ اللّٰہ
تَوَسَّلْنَا بِبِسْمِ اللّٰہ وَ بِالهَادِی رَسُولِ اللّٰہ
وَ کُلُّ مُجَاهِدٍ لِلّٰہ بِأَهْلِ البَدْرِ یَا اَللّٰہ
اِلٰهِی سَلِّمِ الْأُمَّۃ مِنَ الآفَاتِ وَ النِّقْمَۃْ
وَ مِنْ هَمٍّ وَ مِنْ غُمَّۃْ بِأَهْلِ البَدْرِ یَا اَللّٰہ
اِلٰهِی اَنْتَ ذُو لُطْفٍ وَ ذُو فَضْلٍ وَ ذُو عَطْفٍ
وَ کَمْ مِنْ کُرْبَۃٍ تَنْفِی
بِأَهْلِ البَدْرِ یَا اَللّٰہ [۶۴]

حواشی

۱…… کنز العمال، علاؤالدین علی متقی (م ۹۷۵ھ)، مطبوعہ دائرۃ المعارف، حیدرآباد دکن، جلد۱، صفحہ ۱۰۸/ جامع صغیر، امام جلال الدین سیوطی، مطبوعہ مصر، جلد۲، صفحہ ۱۴۷۸

۲…… المیلاد النبی، محدث ابن جوزی، مطبعہ لاہور، صفحہ ۵۸،۵۹

۳…… جواهر البحار فی فضائل النبی المختار ﷺ، علامہ یوسف نبہانی، طبع بیروت

۴…… مرجع سابق، صفحہ ۱۰۹۸

۵…… مرجع سابق، صفحہ ۱۱۱۳

۶…… نثر الدرر، بحوالہ جواهر البحار، صفحہ ۱۱۲۲

۷…… رسول الکلام فی بیان المولد و القیام، علامہ سید دیدار علی شاہ قدس سرہ (سنہ تصنیف ۱۳۰۱ھ)، صفحہ ۴۵

۸…… جواهر البحار، صفحہ ۱۲۷۴

۹...... مولد الدر دیر، بحوالہ جواہر البحار، صفحہ ۱۲۷۵
۱۰...... الشرف المؤبد لآل محمد، علامہ یوسف نبہانی، مطبوعہ مصر، صفحہ ۱۲۳
۱۱...... معجم المؤلفین، جزء ۳، صفحہ ۲۷۶، بحوالہ ماہنامہ نعت لاہور، ایڈیٹر راجا رشید محمود،
فروری ۱۹۹۳ء
۱۲...... جواہر البحار، صفحہ ۱۲۷۴
۱۳...... التوبۃ، ۹: ۱۲۹-۱۲۸
۱۴...... الاحزاب، ۳۳: ۵۶
۱۵...... حجۃ اللہ علی العالمین، علامہ نبہانی، صفحہ ۲۵۲
۱۶...... معجم المطبوعات العربیۃ، علامہ یوسف الیان سرکیس، مطبوعہ مصر، صفحہ ۶۸
۱۷...... اشعۃ اللمعات، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، جلد ۱، صفحہ ۲۳
۱۸...... حیات سعدی، الطاف حسین حالی، صفحہ ۲۲
۱۹...... الوفا باحوال المصطفٰی، امام محدث ابن جوزی، جلد ۱، تقدیم "د"
۲۰...... معجم المطبوعات، صفحہ ۱۳۳۹
۲۱...... ایضاً، صفحہ ۳۵۷
۲۲...... ایضاً، صفحہ ۵۱۹
۲۳...... ایضاً، صفحہ ۱-۵۵۰
۲۴...... ایضاً، صفحہ ۱-۸۵۰
۲۵...... ایضاً، صفحہ ۷۹۷
۲۶...... ایضاً، صفحہ ۸۲۱
۲۷...... ایضاً، صفحہ ۱۲۱۹
۲۸...... ایضاً، صفحہ ۱۷۱۴
۲۹...... ایضاً، صفحہ ۱۷۹۹

۳۰...... ایضاح المکنون فی الذیل علی کشف الظنون، اسماعیل پاشا، مطبوعہ تہران، جلد ا، صفحہ ۱۹۲

۳۱......ایضاً، جلد ۲، صفحہ ۲۰۵

۳۲......ایضاً، جلد ا، صفحہ ۹

۳۳...... کشف الظنون، مصطفیٰ بن عبداللہ، مطبوعہ تہران، جلد ۲، صفحہ ۱۹۱۰

۳۴......ایضاً، جلد ۲، صفحہ ۱۹۱۰، ۱۹۱۱

۳۵...... کشف الظنون، جلد ۲، صفحہ ۱۹۱۱

۳۶...... مجموعه موالید و ادعیه، مطبوعہ انڈونیشیا، صفحہ ۳۶-۳۸

۳۷...... معجم المطبوعات العربیة، صفحہ ۵۵۲

۳۸...... هدیة العارفین، اسماعیل پاشا بغدادی، مطبوعہ تہران، صفحہ ۲۵۵، ۲۵۶

۳۹...... معجم المطبوعات، صفحہ ۵۴۹

۴۰......اس کے بعض ایڈیشن عقد الجوهر فی مولد النبی الازهر اور مولد النبی ﷺ ناموں سے شائع ہوئے اور متعدد شروح، اختصار لکھے اور تیار کیے گئے، نیز نظم میں ڈھالا گیا--- تین سے زائد اردو تراجم ہوئے، جن میں پروفیسر مولانا محمد نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء) کا ترجمہ و حواشی مع متن کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۹۷ء کو لاہور سے شائع ہوا--- [محدث اعظم حجاز کی وفات اور سعودی صحافت، عبدالحق انصاری، فقیہ اعظم پبلی کیشنز بصیر پور، صفحہ ۴۲۹]

۴۱...... معجم المطبوعات، صفحہ ۵۴۸

۴۲...... مجموعه موالید، صفحہ ۲۷

۴۳......ایضاً، صفحہ ۸۷

۴۴......ایضاً، صفحہ ۱۳۶

۴۵...... معجم المطبوعات، صفحہ ۵۴۸

۴۶...... مجموعہ موالید، صفحہ ۱۰۱، ۱۰۲

۴۷...... معجم المطبوعات، صفحہ ۵۴۸

۴۸...... مجموعہ موالید، صفحہ ۱۰۹

۴۹...... معجم المطبوعات، صفحہ ۶۰۳

۵۰...... عصیدۃ الشھدۃ للخرپوتی، مطبوعہ کراچی، صفحہ ۳

۵۱...... طیب الوردۃ، علامہ ابوالحسنات قادری، صفحہ ۱۳

۵۲...... عصیدۃ الشھدۃ، صفحہ ۳

۵۳......ایضاً، صفحہ ا

۵۴...... مطبوعات عربیہ، صفحہ ۱۰۴

۵۵...... مقدمہ مختصر فی السیرۃ النبویۃ، محمد علوی مالکی، صفحہ ۳

۵۶...... معجم المطبوعات، صفحہ ۱۶۸۰، ۱۶۸۱

۵۷...... مجموعہ موالید، صفحہ ۱۸۳

۵۸......ایضاً، صفحہ ۱۸۷

۵۹...... معجم المطبوعات، صفحہ ۱۷۳۲

۶۰...... ذیل کشف الظنون، جلد ا، صفحہ ۱۹۷

۶۱......ایضاً، جلد ا، صفحہ ۲۳۶

۶۲...... معجم المطبوعات، صفحہ ۱۷۳۲

۶۳...... مجموعہ موالید، صفحہ ۲۰۵

۶۴......ایضاً، صفحہ ۲۵۶ - ۲۵۵

ہیں دن عیدوں کے یومِ فطر و اضحیٰ ، یومِ جمعہ بھی
مگر سب سے فزوں سرکار ﷺ کا یومِ ولادت ہے
فقط توحیدِ خالص کا عقیدہ ہی نہیں کافی
"پئے تکمیلِ ایماں شرط اقرارِ رسالت ہے"

[نوریؔ]

ولادت باسعادت سے سفرِ آخرت تک

تحریر: علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ و تحشیہ: صاحبزادہ محمد محبّ اللہ نوری

حضور ﷺ کی سیرت طیبہ اور آپ ﷺ کے شمائل وفضائل پر مختصر مگر نہایت جامع اور نفیس کتاب ''الفضائل المحمدیہ'' کے باب اوّل کا ترجمہ

10

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام ونسبِ گرامی

حضور نبی کریم ﷺ کا نام نامی اوراسم گرامی اس طرح ہے:

مُحَمَّد بن عبد اللہ بن عَبْد المُطَّلِب بن هاشِم بن عَبْد مَنَاف بن قُصَیّ بن کِلَاب بِن مُرَّہ بن کعب بِن لُؤَیْ بن غالِب بن فِهر بن مالِك بن نَضْر بن کِنَانَہ بن خُزَیْمَہ بن مُدرِکہ بن اِلیَاس[ا] بن مُضَر بن نِزَار بن مَعَدّ بن عَدْنَان (ﷺ و رضی اللہ تعالٰی عن آبائہٖ)---

یہاں تک آپ ﷺ کے نسبِ گرامی پر سب کا اجماع ہے(حضور ﷺ اپنا نسب نامہ ''عدنان'' تک ہی ذکر فرماتے)،اس سے آگے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام تک آپ ﷺ کے نسب کے بیان کوامام مالک وغیرہ (ائمہ ومحدثین) نے عدمِ ثبوت کی بناپرمکروہ جانا ہے---

02

والدہ ماجدہ

حضور اکرم ﷺ کی والدہ ماجد کا اسم گرامی ہے:

حضرت آمنہ (رضی اللہ عنہا) بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب

(بن مرہ--- یہاں حضور ﷺ کے والدین کریمین کا نسب نامہ مل جاتا ہے--- کلاب بن مرہ سے آگے دونوں سلسلے ایک ہو جاتے ہیں---[مترجم])

ولادتِ باسعادت اور ابتدائی حالات

نبیٔ رحمت، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ولادت باسعادت مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفا میں بروز پیر، ربیع الاوّل شریف[۲]، عام الفیل میں ہوئی --- وقت ولادت آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ سے ایک نور ظاہر ہوا، جس سے آپ کے لیے بصریٰ[۳] کے محلات روشن ہو گئے--- حضور ﷺ جب پیدا ہوئے تو آپ ﷺ کی نظر آسمان کی طرف اٹھی ہوئی تھی--- عمر مبارک دو یا تین سال تھی کہ آپ ﷺ کے والدِ گرامی وفات پا گئے--- یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ ﷺ ابھی والدہ ماجدہ کے شکمِ اطہر میں تھے کہ والد ماجد وصال فرما گئے (اور یہی قول زیادہ مشہور و معتبر ہے[محبّ])---

پہلے پہل آپ ﷺ کے چچا ابو طالب کی باندی ثویبہ نے آپ ﷺ کو دودھ پلایا، پھر یہ سعادت حلیمہ سعدیہ (رضی اللہ عنہا) کے حصہ میں آئی --- آپ ﷺ ان کے پاس چار سال تک قبیلہ بنی سعد میں رہے--- اسی دوران جبریل امین علیہ السلام نے آپ ﷺ کا سینہ چاک (شق صدر) کیا--- حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے خوف کے باعث اور آپ ﷺ کی

حفاظت کے نقطۂ نظر سے آپ ﷺ کو والدہ ماجدہ کے حوالے کر دیا---

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو لے کر مدینہ منورہ میں آپ ﷺ کے ننھال کے ہاں گئیں--- واپسی پر راستے میں بیمار ہوئیں اور وفات پا گئیں--- ابواء کے مقام پر آپ کی تدفین ہوئی--- تب حضور ﷺ کی عمر مبارک چھ سال کے قریب تھی--- امِ ایمن نے آپ ﷺ کو حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے پاس مکہ پہنچایا--- آپ ﷺ کے جد امجد حضرت سیدنا عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی پرورش فرمائی--- آپ ﷺ کی عمر مبارک آٹھ برس ہوئی تو حضرت سیدنا عبد المطلب رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا--- پھر ان کی حسبِ وصیت آپ ﷺ کے چچا جناب ابو طالب کو آپ ﷺ کی پرورش و تربیت کا افتخار نصیب ہوا--- اللہ تعالیٰ نے حضرت اسرافیل علیہ السلام کی ڈیوٹی لگائی کہ آپ ﷺ کے ساتھ حاضر رہیں--- عمر مبارک گیارہ برس ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل امین علیہ السلام کو یہ خدمت سونپی--- جبریل امین، آپ ﷺ کے سامنے ظاہر نہ ہوتے، بلکہ آپ ﷺ کی صحبت و رفاقت میں مخفی رہتے ہوئے گفتگو کرتے اور آپ ﷺ کی حفاظت کی خدمت انجام دیتے---

سفرِ تجارت

حضور ﷺ کی عمر مبارک بارہ سال کی ہوئی تو آپ ﷺ نے اپنے چچا جناب ابو طالب کے ساتھ ملک شام کا سفر کیا--- بُصریٰ پہنچے تو بحیرا راہب نے آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی میں علاماتِ نبوت کا مشاہدہ کرتے ہوئے آپ ﷺ کے چچا سے کہا:

''انھیں واپس مکہ بھجوا دیں، کہیں یہودی آپ ﷺ کو تکلیف نہ پہنچائیں''---

دوسری بار آپ ﷺ حضرتِ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام میسرہ کے ساتھ ان کا مالِ تجارت لے کر شام روانہ ہوئے، وہاں آپ ﷺ نے تجارتی سودے کیے، اس اثنا میں میسرہ نے آپ ﷺ کی ذات میں جن عجائب و کمالات اور برکات و عنایات کا مشاہدہ کیا تھا، ان کا تذکرہ حضرتِ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کیا--- حضرت خدیجہ نے آپ ﷺ کو نکاح کا پیغام بھجوایا، جسے آپ ﷺ نے (ابوطالب سے مشاورت کے بعد) قبول کرتے ہوئے حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرلیا--- تب آپ ﷺ کی عمر مبارک پچیس برس تھی، جب کہ ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا چالیس برس کی تھیں، ان دنوں حضور ﷺ 'امین' کے لقب سے مشہور ہو چکے تھے---

حجرِ اسود کی تنصیب

جب آپ ﷺ کی عمر مبارک پینتیس سال کی تھی، قریشِ مکہ تعمیرِ کعبہ میں مشغول تھے کہ حجرِ اسود کی دیوارِ کعبہ میں تنصیب کے بارے میں ان کا باہمی مناقشہ ہوگیا--- آخر کار وہ ایک امر پر متفق ہو گئے [۴]، پھر حضور ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے حجرِ اسود کو دیوارِ کعبہ میں نصب کردیا--- اسی دن سے یہ سلسلہ شروع ہوا کہ بعض اوقات آپ ﷺ غیب سے آواز سنتے، مگر کوئی شخص دکھائی نہ دیتا--- ان ایام میں آپ ﷺ انوار و تجلیات کا مشاہدہ فرمایا کرتے تھے---

آغازِ وحی

سلسلۂ وحی کے آغاز سے کچھ عرصہ پہلے آپ ﷺ تنہائی اور خلوت گزینی کو

پسند فرمانے لگے اور جبلِ حراء (کے غار) میں ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتے---
آپ ﷺ جب کسی درخت یا پتھر کے قریب سے گزرتے تو وہ بزبانِ فصیح عرض کرتے:

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ---

آپ ﷺ دائیں بائیں دیکھتے تو کوئی نظر نہ آتا---عمر مبارک چالیس برس مکمل ہوگئی اور آپ ﷺ جبلِ حراء پر تھے کہ ایک شخص ظاہر ہوئے اور انھوں نے تعارف کراتے ہوئے کہا:

''میں جبریل (علیہ السلام) ہوں، آپ ﷺ کو بشارت ہو کہ آپ اس امت کے رسول ہیں''---

پھر حضرت جبریل امین علیہ السلام نے جواہرات سے مرصع ایک ریشمی ٹکڑا آپ ﷺ کے دستِ مبارک میں تھما دیا اور کہا:

﴿اِقْرَاْ۝﴾--- ''پڑھیے''---

آپ ﷺ نے فرمایا:

مَا اَنَا بِقَارِیٍ--- ''میں نہیں پڑھتا''---

حضرت جبریل امین علیہ السلام نے آپ ﷺ کو سینہ سے لگا کر پوری قوت سے بھینچا اور عرض کیا:

﴿اِقْرَاْ۝﴾--- ''پڑھیے''---

آپ ﷺ نے فرمایا:

مَا اَنَا بِقَارِیٍ--- ''میں نہیں پڑھتا''---

اس طرح جبریل امین نے تین مرتبہ کیا، پھر (چوتھی مرتبہ):

﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ۝ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ۝ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ۝﴾---

''(اے رسول مکرم!) اپنے رب کے نام سے پڑھیے، جس نے (آپ کو) پیدا کیا، جمے ہوئے خون سے انسان کو پیدا کیا، پڑھیے اور آپ کا رب ہی سب سے بڑا کریم ہے، جس نے قلم کے ذریعے علم عطا کیا، انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا''---

سورۂ العلق کی یہ ابتدائی پانچ آیات پڑھیں، تو آپ نے بھی یہ آیات تلاوت کیں--- پھر جبریل امین علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے کر پہاڑ کی بلندی سے نیچے اترے اور سفید رنگ کے ایک غالیچے پر بٹھا دیا---آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سبز کپڑے زیب تن فرمائے ہوئے تھے، پھر جبریل علیہ السلام نے اپنے پروں کو زمین پر مارا تو پانی کا چشمہ جاری ہو گیا، جبریل علیہ السلام نے وضو کیا، پھر ان کی درخواست پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اسی طرح وضو فرمایا، جبریل نے پانی کا ایک چلو بھر کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر چھڑکا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دو رکعت نماز پڑھائی اور عرض کیا:

''نماز کا یہی طریقہ ہے''---

پھر حضرت جبریل امین علیہ السلام غائب ہو گئے---

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھر آ کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو سارا واقعہ سنایا اور فرمایا:

''مجھے (اس عظیم ذمہ داری پر) خوف محسوس ہو رہا ہے''---

حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حوصلہ دیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کی اور ایمان لانے میں اوّلیت کا شرف حاصل کیا--- پھر (اپنے چچازاد بھائی) ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں (جو بت پرستی اور شرک سے بے زار، انجیل پر عبور رکھنے والے نصرانی عالم تھے)، ورقہ نے تمام واقعہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کی اور مردوں میں سب سے پہلے ایمان قبول کرنے کا اعزاز پایا---ورقہ نے کہا:

''یہ وہی فرشتہ ہے، جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس وحی لے کر آیا تھا، کاش میں اس وقت تک زندہ رہوں، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

ہجرت پر مجبور کرے گی''---

آپ ﷺ نے پوچھا:

''کیا یہ لوگ مجھے نکالیں گے؟''---

ورقہ نے کہا:

''جی ہاں، جس کے پاس بھی آپ ﷺ کی طرح وحی نازل ہوئی، اس نبی کی مخالفت اور دشمنی ہوئی''---

ابتدائے اسلام

شروع شروع میں حضرت سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام لائے--- اعلانِ نبوت کے تیرہ سال تک آپ ﷺ نے مکہ میں اقامت گزیں رہتے ہوئے لوگوں کو دعوتِ اسلام دی--- آپ ﷺ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے، پھر ہجرت کے (سولہ یا سترہ ماہ) بعد اس میں تبدیلی ہوئی اور کعبہ، قبلہ بن گیا---

مسلمانوں کی تعداد جب قدرے زیادہ ہوگئی تو تین سال تک دارِ ارقم میں چھپ کر نمازیں ادا کی جاتی رہیں--- پھر دین کے اظہار کا حکم دیا گیا تو آپ ﷺ نے علانیہ دعوتِ اسلام کا کام شروع کر دیا، یہ نزولِ قرآن کا زمانہ تھا--- اللہ تعالیٰ نے قریش مکہ کو چیلنج دیا کہ اس کے مقابلہ میں کوئی ایک سورت ہی بنا کر لے آو، مگر انھیں قدرت نہ ہوئی اور مقابلہ سے عاجز رہ گئے--- کفار کی ایک جماعت نے اس بات کا اقرار کیا کہ یہ کسی بشر کا خود ساختہ نہیں (بلکہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے)، لیکن ازلی شقاوت ان پر غالب آ گئی اور انھوں نے استہزاء اور مذاق اڑایا اور ہلاکت میں پڑ گئے--- اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو ان کے شر سے محفوظ رکھا---

دورِ ابتلاء

اسلام پھیلنا شروع ہوا تو کفارِ مکہ نے آپ ﷺ کے چچا ابو طالب سے شکایت کی کہ یہ ہمارے خداؤں کو برا بھلا کہتا ہے اور ہمارے دین کی مذمت کرتا ہے--- ابو طالب، آپ ﷺ کا دفاع کرتے رہے--- حضور ﷺ نے کلمۂ توحید کی سربلندی کے لیے کام جاری رکھا--- قریشِ مکہ نے اجتماعی پروپیگنڈا کرتے ہوئے آپ ﷺ کو ساحر کہنا شروع کر دیا--- وہ موسمِ حج میں مکہ آنے والے راستوں پر بیٹھ جاتے اور لوگوں کو آپ ﷺ کی ملاقات سے ڈراتے، مگر آپ ﷺ کا اثر و نفوذ بڑھتا رہا، یہاں تک کہ آپ ﷺ کا چرچا ہو گیا--- اب انھوں نے آپ ﷺ اور دیگر مسلمانوں کی ایذاء رسانی کا سلسلہ شروع کر دیا--- انھوں نے معجزہ طلب کیا، آپ ﷺ نے چاند دو ٹکڑے کر کے دکھا دیا، جس سے ایمان داروں کا ایمان اور پختہ ہو گیا، جب کہ کفار کی ہٹ دھرمی اور سرکشی مزید بڑھ گئی---

جب اہلِ اسلام کو تنگ کرنے اور تکلیف دینے میں کفار حد سے تجاوز کر گئے تو کچھ مسلمان مجبوراً ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے--- پانچ سال بعد یہ خبر سن کر کہ قریش ایمان لے آئے ہیں، مکہ واپس آ گئے، مگر یہ خبر غلط نکلی اور انھیں پھر حبشہ جانا پڑا--- قریش کی دشمنی شدت اختیار کر گئی، انھوں نے بنو ہاشم سے (معاشرتی و اقتصادی) بائیکاٹ کا معاہدہ تحریر کیا کہ نہ تو ان سے نکاح کیا جائے اور نہ ہی تجارتی لین دین اور کسی قسم کا تعلق رکھا جائے--- معاہدہ کی یہ دستاویز کعبہ میں محفوظ کر دی گئی---

بنو ہاشم شعبِ (گھاٹی) ابی طالب میں تین سال تک محصور رہے، انھیں شدید مشکلات و مصائب کا سامنا کرنا پڑا، بچے بھوک کی شدت سے بلک بلک کر چلاتے---

اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے حضور ﷺ کو خبر دار کر دیا کہ کفار کی دستاویز دیمک کی نذر ہو گئی ہے اور ظلم و جور پر مبنی ان کی تمام تحریر کرم خوردہ ہو چکی ہے، صرف اللہ کا نام باقی رہ گیا ہے--- حضور ﷺ نے کفار کو اس بات کی خبر دی، انھوں نے تحریر نکال کر دیکھی تو آپ ﷺ کی خبر درست ثابت ہوئی (اس سے پہلے قریش یہ عبرتناک منظر بھی دیکھ چکے تھے کہ) بائیکاٹ کا معاہدہ تحریر کرنے والے کا ہاتھ شل ہو گیا تھا، بالآخر انھوں نے شعبِ ابی طالب کی محصوری ختم کر دی---

پھر یکے بعد دیگر جناب ابو طالب اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا، جس سے آپ ﷺ کے قلبِ حزیں کو سخت صدمہ پہنچا (اسی لیے آپ ﷺ نے اس سال کو عام الحزن قرار دیا)---

معراج

ان پے در پے صدمات کے کچھ عرصہ بعد واقعۂ معراج ہوا--- آپ ﷺ کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کا سفر براق پر بٹھا کر کرایا گیا، پھر آسمانی سفر شروع ہوا، حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام آپ ﷺ کے ساتھ تھے--- ہر آسمان پر انبیاء کرام علیہم السلام بڑی فرحت و انبساط کے ساتھ آپ ﷺ کا استقبال کرتے رہے--- پھر آپ ﷺ مقامِ مستویٰ کی طرف متوجہ ہوئے، وہاں آپ ﷺ نے تقدیر لکھنے والی قلم کے چلنے کی آواز سنی، پھر آپ ﷺ قریب ہوئے، پھر اور قریب ہوئے--- اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی امت پر پچاس نمازیں فرض فرمائیں--- حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اشارے اور مشورے پر آپ ﷺ واپس آتے جاتے رہے، یہاں تک کہ پانچ نمازیں باقی رہ گئیں---

اگلے روز آپ ﷺ نے اس واقعہ کی خبر دی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تصدیق کی، جب کہ کفار نے اسے جھٹلایا اور آپ ﷺ سے بیت المقدس کی علامات دریافت کیں---وہ جانتے تھے کہ اس سے پہلے آپ ﷺ نے بیت المقدس کبھی نہیں دیکھا--- جبریل امین علیہ السلام نے بیت المقدس کو آپ ﷺ کی نگاہوں کے سامنے رکھ دیا، آپ ﷺ نے اس کے تمام اوصاف بیان کردیے، جس کی تکذیب کفار کے لیے ناممکن تھی، لیکن از راہِ عناد انھوں نے واقعۂ معراج کا انکار کیا اور آپ ﷺ کی عظمت کو تسلیم نہ کیا---

دعوتِ اسلام

حضور ﷺ کے لیے کفارِ مکہ کی ایذاء انتہائی شدت اختیار کرگئی تو آپ ﷺ دیگر قبائل کی طرف متوجہ ہوئے، انھیں دعوتِ اسلام دی اور پیغامِ حق پہنچا کر ان سے حمایت طلب کی، مگر ہر ایک نے اعراض کیا، بلکہ آپ ﷺ کا مذاق اڑانے کی کوشش کی---حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے انصار کو آپ ﷺ کی خدمت کے لیے آمادہ کردیا اور انھیں آپ ﷺ کی طرف مائل کردیا--- انصار میں سے جب کوئی صاحب، اسلام لاتا تو ان کا پورا کنبہ مسلمان ہوجاتا---مدینہ منورہ میں اسلام کی اشاعت ہوگئی تو مسلمانوں نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت شروع کردی---

ہجرت مدینہ

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہجرت کا ارادہ کیا تو حضور ﷺ نے منع کردیا---پھر (چند دن بعد) آپ ﷺ حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر ہجرت کے لیے

غارِ ثور کی طرف نکلے--- عامر بن فہیرہ خدمت گار کے طور پر اور ابن اریقط رہنمائی کے لیے آپ ﷺ کے ہمراہ تھے--- آپ ﷺ نے ساحل سمندر کا راستہ اختیار فرمایا--- اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کی آنکھوں کو اندھا کر دیا اور وہ آپ ﷺ کو نہ دیکھ پائے--- سراقہ بن مالک کنانی نے آپ ﷺ کو دیکھ لیا تھا--- قتل کے ارادے سے آپ ﷺ کا تعاقب کیا، حضور ﷺ نے دیکھ کر دعا فرمائی، اس کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا--- اس نے دہائی دی اور امان طلب کی--- آپ ﷺ نے دعا فرمائی تو اسے خلاصی ملی--- اس نے عہد کیا کہ آپ ﷺ کے بارے میں کسی کو کچھ نہیں بتائے گا---

دورانِ سفر ام معبد کے خیمے سے گزر ہوا، آپ ﷺ نے اس سے پانی طلب کیا، اس نے معذرت کی کہ پلانے کو کچھ نہیں--- آپ ﷺ نے ایک گوشے میں کھڑی بکری دیکھی، پوچھا، یہ کیا ہے؟--- ام معبد نے عرض کی، یہ بیمار اور لاغر سی بکری ہے، دودھ نہیں دیتی--- آپ ﷺ نے بکری کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا (وہ دودھ سے بھر گئے) اسے دوہا، سب نے نوش کیا اور دودھ بچ رہا---

آپ ﷺ نے سلسلۂ سفر جاری رکھا--- ربیع الاوّل شریف میں پیر کے روز قباء پہنچے--- یہاں چار روز (صحیح یہ ہے کہ چودہ دن) قیام فرمایا، پھر جمعہ کے روز روانہ ہوئے--- راستہ میں وادی میں جمعہ کی نماز ادا فرمائی--- یہ پہلا موقع تھا کہ آپ ﷺ نے جمعہ ادا فرمایا---

مدینہ منورہ میں تشریف آوری

مدینہ منورہ پہنچے تو آپ ﷺ کی اونٹنی اس مقام کے پاس رک گئی، جہاں اب

مسجد نبوی ہے، یہیں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا گھر تھا، جہاں آپ نے قیام فرمایا، یہاں تک کہ مسجد اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کے لیے گھر تعمیر ہو گئے--- صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی ارد گرد مکانات بنا لیے، ان دنوں مدینہ میں وبا کا زور تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے بخار کی وبا (یہودیوں کی بستی) جحفہ (جو اہل شام کے میقات کے قریب، مدینہ منورہ سے ۸۲ میل کے فاصلے پر ہے) میں منتقل کر دی---

سنہ وار واقعات

ربیع الاوّل سے (اگلے سال) صفر تک مسجد مکمل ہو چکی تھی، پھر نماز کی رکعتیں چار مکمل ہو گئیں، (جب کہ شروع میں دو دو رکعت تھیں) اسی سال اذان کی ابتداء ہوئی---

دوسرے سال: روزہ، زکوٰۃ اور صدقۂ فطر کے احکام نازل ہوئے--- بیت المقدس کی بجائے قبلہ 'کعبہ' قرار پایا---غزوۂ بدر ہوا---

تیسرے سال: جنگِ اُحد ہوئی---

چوتھے سال: بنی نضیر کے ساتھ جنگ ہوئی--- نماز میں قصر کے احکام نازل ہوئے، شراب حرام ہوئی--- تیمّم مشروع ہوا--- اور--- حالتِ خوف میں نماز کے احکام بیان ہوئے---

پانچویں سال: غزوۂ خندق، بنی قریظہ اور بنی مصطلق کے ساتھ غزوات ہوئے---

چھٹے سال: عمرہ اور حدیبیہ کا واقعہ پیش آیا--- بیعت الرضوان ہوئی [۵] حج فرض ہوا--- [۶]

ساتویں سال: جنگِ خیبر ہوئی--- عمرۂ حدیبیہ کی قضا کے سلسلے میں عمرہ کیا---

آٹھویں سال: غزوۂ موتہ ہوا، [۷] مکہ اور خیبر فتح ہوا---

نویں سال: غزوۂ تبوک ہوا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قیادت میں حج ہوا، (چوں کہ اس سال مختلف علاقوں سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بہت سے وفود آئے تھے، اس لیے اس سال کو عام الوفود کہا جاتا ہے)---

دس ہجری: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج ادا کیا---اس حج کو حجۃ الوداع کے نام سے یاد کیا جاتا ہے---

گیارہویں سال میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا---

سفرِ آخرت

اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے لیے دین کامل فرما دیا اور اپنی نعمت پوری کر دی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دار النعمۃ میں منتقل کر دیا--- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہادت کی موت نصیب ہوئی--- اللہ تعالیٰ کی منشا یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے نبوت و شہادت کے دونوں شرف جمع کر دیے جائیں، اس شہادت کا سبب وہ زہر بنا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خیبر میں بھنی ہوئی بکری کی دستی میں پکا کر دیا گیا تھا--- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرض کا آغاز صفر ۱۱ھ کے آخری عشرہ میں حضرت سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے ہوا، جب مرض نے شدت اختیار کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (ازواجِ مطہرات کی اجازت و رضامندی سے) ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر منتقل کر دیا گیا، جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی بارہ روز بحالتِ بیماری تشریف فرما رہے---

تکفین و تدفین

جمہور کے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال[۸] ۱۲ / ربیع الاوّل، بروز پیر ہوا---

حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دیا--- حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے دو صاحب زادوں، حضرت فضل اور حضرت قثم نے غسل میں معاونت کی--- اسامہ بن زید اور شقران پانی انڈیلتے رہے، جب کہ پانی لانے کی ذمہ داری اوس بن خولی خزرجی کی تھی--- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کپڑوں سمیت بیری کے پتوں سے جوش دیے گئے پانی کے ساتھ تین مرتبہ غسل دیا گیا، سفید رنگ کے تین کپڑوں میں تکفین ہوئی، جن میں قمیص اور عمامہ نہ تھا--- امام کے بغیر حجرۂ مقدسہ کے اندر ہی جنازہ ہوا، اس کی صورت یہ تھی کہ باری باری تھوڑے تھوڑے لوگ اندر حاضر ہو کر درود شریف (نماز جنازہ) پڑھتے رہے، مردوں کے بعد (اسی طرح جماعت در جماعت) عورتوں اور پھر بچوں نے جنازہ پڑھا---

جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح قبض ہوئی، اسی جگہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تدفین عمل میں آئی، کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا:

مَا قُبِضَ نَبِیٌّ اِلَّا دُفِنَ حَیْثُ قُبِضَ---

''نبی جہاں وصال فرمائے، اسی جگہ اس کی تدفین ہوتی ہے''---

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بستر اٹھایا گیا اور وہاں قبر اطہر کھودی گئی--- قبر میں وہی حضرات داخل ہوئے (جنھوں نے غسل میں حصہ لیا تھا) جن کا پہلے تذکرہ ہو چکا ہے---

کہا گیا ہے کہ (صرف) حضرت اسامہ اور حضرت اوس رضی اللہ عنہما کو یہ سعادت ملی--- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر میں وہ چادر بچھائی گئی، جسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہنتے اور بچھاتے تھے--- یہ چادر قبر میں اس لیے ڈالی گئی کہ کوئی دوسرا شخص استعمال نہ کر سکے--- یہ چادر ایسی تھی کہ جس کی طرفوں میں حاشیہ تھا (ڈورے تھے)--- یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ چادر قبر بند کرنے سے پہلے نکال لی گئی تھی---

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے لحد تیار کی گئی، یعنی قبلہ کی جانب سے کھود کر بغلی قبر تیار کی گئی تھی

اور اوپر سے نو (۹) کچی اینٹیں لگا کر اسے بند کر دیا گیا، پھر مٹی ڈالی گئی---قبر اطہر برابر تھی، کوہان کی مانند اور زمین سے ملی ہوئی نہ تھی---قبر پر ٹھنڈا پانی چھڑکا گیا---

تعزیت میں سب شریک تھے---صدمۂ ہجر کے باعث عقلیں ماؤف، زبانیں گنگ ہو گئیں، دنیا میں تاریکی چھا گئی، منگل یا بدھ کی رات تدفین عمل میں لائی گئی---یہ بہت تاریک رات تھی، یہ تاریکی حضور ﷺ کے پردہ پوش ہو جانے اور وحی کے بند ہو جانے کی وجہ سے تھی---حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

"ابھی ہم نے ہاتھوں سے مٹی نہ جھاڑی تھی کہ دل کی کیفیت تبدیل ہونے لگی، آپ ﷺ کا وصال بہت بڑی اور بہت گھبراہٹ والی مصیبت تھی"---

---o---

علامہ یوسف نبہانی فرماتے ہیں:

امام مناوی نے طبقات الصوفیہ میں سیرتِ نبویہ کو تلخیص سے بیان کیا تھا، میں نے اسے اختصار سے یہاں بیان کر دیا ہے---(اس کے بعد علامہ نبہانی تحریر کرتے ہیں)

حضور ﷺ کی ازواجِ مطہرات

①......حضرت سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا

حضور ﷺ کی پہلی بیوی، سب سے پہلے آپ ﷺ نے ان سے شادی کی (حضور ﷺ کے ایک صاحبزادے سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کے علاوہ آپ ﷺ کی تمام اولاد حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے ہوئی---جب تک یہ زندہ رہیں، حضور ﷺ نے کسی اور سے نکاح نہیں فرمایا---

②...... حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

③...... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بنت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

ہجرت سے دو سال پہلے مکہ مکرمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کا نکاح ہوا، جب کہ رخصتی مدینہ منورہ میں (شوال ۲ھ میں) ہوئی --- آپ کے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی اور کنواری سے شادی نہ کی ---

④...... حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بنت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

⑤...... حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہ

⑥...... حضرت ہند رضی اللہ عنہا بنت ابی امیہ --- یہ ام سلمہ کے نام سے مشہور ہیں ---

⑦...... حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش

⑧...... حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بنت حارث

⑨...... حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بنت حیی

⑩...... حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بنت الحارث

⑪...... حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت خزیمہ ام المساکین

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات مبارکہ میں ان کا وصال ہوا ---

(ایک وقت میں نو سے زیادہ بیویاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس نہیں رہیں اور یہ کثرتِ ازواج گونا گوں حکمتوں پر مبنی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاصہ ہے --- امتی کے لیے بیک وقت چار سے زائد بیویوں سے نکاح حرام ہے اور ایک سے زائد نکاح بھی اسی صورت میں ہے، جب بیویوں میں عدل وانصاف قائم رکھ سکے --- [محبّ نوری])

حضرت سیدہ صفیہ اور حضرت سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ باقی تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا حق مہر پانچ پانچ سو درہم تھا ---

حق مہر کی شرعی مقدار (از مترجم)

سیرت طیبہ کی روشنی میں ہمیں حق مہر کے حوالے سے عمومی معاشرتی رویے کا جائزہ لینا چاہیے--- عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ شادی کے موقع پر فضول رسموں میں بے دریغ دولت خرچ کی جاتی ہے، مگر جب مہر کی باری آتی ہے تو انتہائی تنگ دلی کا مظاہرہ کیا جاتا ہے--- یہ ایک نہایت افسوس ناک رویہ ہے، ایسے موقع پر کوشش یہ ہوتی ہے کہ بتیس روپے یا پچاس روپے مہر رکھا جائے اور ستم بالائے ستم یہ کہ اسے شرعی حق مہر کا نام دیا جاتا ہے--- حالانکہ جتنا مہر بھی متعین کر لیا جائے، وہ شرعی ٹھہرے گا---

شریعتِ اسلامیہ میں مہر کی کم از کم مقدار دس درہم ہے--- ایک درہم کا وزن ۳/ماشہ، ۱.۲۰/رتی کے برابر ہے--- اس لحاظ سے دس درہم کا وزن دو تولے سات ماشے اور چار رتی (۳۰.۶۱۷ گرام) چاندی بنتا ہے، لہٰذا اتنی مقدار چاندی یا اس کی مالیت کے برابر مہر دینا ضروری ہے--- آج مورخہ ۲۸/اکتوبر ۲۰۱۴ء کو چاندی کی قیمت سات سو پچاس روپے فی تولہ ہے، اس لحاظ سے دس درہم چاندی کی قیمت ایک ہزار نو سو اڑسٹھ روپے (۱۹۶۸/روپے) بنتے ہیں، یہ کم از کم مہر ہے---

مہر کی زیادہ مقدار کی کوئی حد مقرر نہیں، چاہے تو عورت کو ڈھیروں مال دے دے، وہ شرعی حق مہر ہی قرار پائے گا--- قرآن کریم میں ہے:

آتَيْتُمْ إِحْدٰهُنَّ قِنْطَارًا--- [النساء، ۴:۲۰]

جیسا کہ اوپر بیان ہوا کہ حضور ﷺ کی بیویوں کا مہر پانچ سو درہم تھا--- پانچ سو درہم کا وزن ایک سو اکتیس تولے، دو ماشے، چار رتی ہے، جس کی قیمت

آج کے حساب سے اٹھانوے ہزار چار صد (۹۸۴۰۰) روپے بنتی ہے---

خلاصہ یہ کہ مہر میں زیادہ مقدار کی کوئی حد نہیں، مگر اسلام چونکہ میانہ روی کا حکم دیتا ہے، اس لیے مہر میں بھی اس پہلو کا لحاظ رکھا جائے تا کہ اسے بآسانی ادا کرنا ممکن ہو--- بہتر یہ ہے کہ فریقین کی حیثیت اور عورت کی علمی حیثیت، سلیقہ مندی، سیرت وصورت کے محاسن اور خاندانی پس منظر کو مدنظر رکھتے ہوئے مہر کا تعین کیا جائے---

لوگ عام طور پر حق مہر کے بارے میں استفسار کرتے رہتے ہیں اور نکاح کے مواقع پر ان مسائل کی ضرورت پیش آتی ہے، تو سیرت طیبہ کے بیان میں اصلاحی پہلو کی جانب نشان دہی کر دی ہے---[ازمترجم: محمد محبّ اللہ نوری]

اولاد امجاد

حضور ﷺ کے تین صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں تھیں---

صاحبزادے

❶ ......سیدنا قاسم---اسی مناسبت سے آپ ﷺ کی کنیت ابو القاسم ہے---

❷ ......سیدنا عبداللہ---انہی کا نام طیب اور طاہر ہے---

❸ ......سیدنا ابراہیم---یہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے ہوئے---صرف ستر دن (دو ماہ دس دن اور بعض روایات کے مطابق تقریباً سولہ ماہ) زندہ رہے---

اسی طرح باقی دو صاحبزادے بھی بچپن ہی میں وصال فرما گئے تھے---

(حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا آپ کی باندی تھیں، جنھیں مصر کے بادشاہ مقوقس نے

سرکار کریم ﷺ کی بارگاہ میں دیگر تحائف کے ساتھ ہدیہ کیا تھا---[مترجم])

صاحبزادیاں

❶ ......حضرت زینب رضی اللہ عنہا

(یہ حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں، ۸ھ کو مدینہ منورہ میں وفات پائی [مترجم])

❷ ......حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں، جنگ بدر کے موقع پر بیماری کے سبب مدینہ منورہ میں وفات پائی---حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان کی تیمارداری کی وجہ سے غزوۂ بدر میں شریک نہ ہوئے تھے---

❸ ......حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد ربیع الاوّل ۳ھ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح ہوا، ۹ھ میں وفات پائی---

❹ ......حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا

(یہ حضور ﷺ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی ہیں، ان کے مناقب میں کثیر احادیث مروی ہیں--- سیدۃ نساء العالمین ان کا لقب تھا، ۲ھ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نکاح ہوا، حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی والدہ ہیں، ۳/رمضان المبارک ۱۱ھ کو وصال ہوا--- مفصل حالات کے لیے احقر کی کتاب ''مرتضٰی، مشکل کشا، مولا علی'' کے باب ''چمنستانِ کرم'' کا مطالعہ کریں---[نوری])

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا وصال حضور ﷺ کے پردہ فرما جانے کے سات ماہ بعد ہوا، جب کہ مقدم الذکر تینوں بڑی صاحبزادیاں حضور ﷺ کی حیات طیبہ ہی میں

راہی ملک بقا ہو گئیں---رضی اللہ عنہن

حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساری اولاد امجاد حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے متولد ہوئی---

چچے اور پھوپھیاں

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گیارہ چچا تھے:

① ...... حارث ② ...... قثم ③ ...... زبیر

④ ...... حمزہ ⑥ ...... عباس ⑦ ...... ابوطلحہ

⑦ ...... ابوطالب ⑧ ...... ابولہب ⑨ ...... حِجَل

⑩ ...... ضرار ⑪ ...... غیداق---

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چھ پھوپھیاں تھیں:

① ...... صفیہ ② ...... عاتکہ ③ ...... اروی

④ ...... رمیمہ ⑤ ...... برہ ⑥ ...... ام حکم البیضاء

ان میں حضرت سیدنا حمزہ، حضرت سیدنا عباس اور حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہم شرف اسلام سے مشرف ہوئے---

(حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بہت دلیر تھے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اسد اللہ و اسد الرسول کے القاب سے معزز فرمایا---۳ھ کو غزوۂ احد میں شہید ہوئے، سید الشہداء کے لقب سے مشہور ہیں---

حضرت عباس رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں، آپ اور آپ کی اولاد کے فضائل میں بہت سی احادیث مروی ہیں---۳۲ یا ۳۳ھ میں وصال فرمایا، جنت البقیع میں

تدفین ہوئی---[۹]

حضور ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا، حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی والدہ اور بہت حوصلہ مند خاتون تھیں---۲۰ھ میں ۷۳ برس کی عمر میں وفات پائی---بقیع شریف میں آسودۂ خواب ہیں---[۱۰][مترجم])

علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے ازواج مطہرات، اولاد امجاد، چچے، پھوپھیوں کے اسماء کے بعد حضور ﷺ کے غلاموں، باندیوں، خدام، محافظین، بادشاہان عالم کی طرف بھیجے گئے ایلچیوں، کاتبین وحی، نقباء اور عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم کے ناموں کے بعد آپ کے لباس، جنگی ہتھیار اور سواریوں کا تذکرہ کیا ہے--- (چوں کہ علامہ نبہانی کی تحریر اور سیرت النبی کی دیگر کتب میں کافی اختلاف ہے، اس لیے اس کا ذکر حذف کر دیا ہے) اس کے بعد علامہ نبہانی نے علامہ جلال الدین سیوطی کی کتاب تنویر الحلك في امكان رؤية النبي و الملك سے حیات النبی کے بارے میں ایک اقتباس نقل کیا ہے: [مترجم]

حیات بعد از وصال

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

ہمارے آقا و مولی ﷺ اور دیگر تمام انبیاء کرام علیہم السلام زندہ ہیں---روح قبض کرنے کے بعد، دوبارہ ان کے جسموں میں لوٹا دی گئی اور انھیں اللہ تعالیٰ نے اذن دے رکھا ہے کہ وہ اپنی قبروں سے باہر تشریف لا کر عالم علوی و سفلی میں تصرفات فرما سکتے ہیں---

حیات انبیاء کے موضوع پر امام بیہقی کی مستقل تصنیف ہے، موصوف

اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں تحریر کرتے ہیں:

اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ كَالشُّهَدَاءِ---

''انبیاء علیہم السلام بھی شہداء کی مانند اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں''---

استاذ ابو منصور عبد القاہر بن طاہر بغدادی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

محققین کا نظریہ ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد از وفات حیات ہیں، وہ اپنی امت کی عبادت پر خوش اور ان کے گناہوں سے غمگین ہوتے ہیں--- درود پاک ان کی بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہے--- انبیاء کرام علیہم السلام کے جسموں کو زمین نقصان نہیں پہنچا سکتی--- حضرت موسیٰ علیہ السلام وصال فرما چکے تھے مگر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں (شب معراج قبر میں صلوۃ پڑھتے دیکھا، پھر مسجد اقصیٰ میں اور [نوری]) چوتھے آسمان پر (انھیں) دیکھا--- اسی طرح حضرت آدم اور حضرت ابراہیم علیہم السلام (وغیرہ انبیاء) سے شب معراج آپ کی ملاقات ہوئی--- سو آپ زندہ ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت قائم و باقی ہے---

اپنی کتاب تنویر الحلك فی امکان رؤیة النبی و الملك میں بہت سی احادیث نقل کرنے کے بعد امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ان دلائل سے ثابت ہوا کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ بِجَسَدِهٖ وَرُوحِهٖ، وَأَنَّهُ يَتَصَرَّفُ وَيَسِيرُ حَيْثُ شَاءَ فِيْ أَقْطَارِ الْأَرْضِ وَفِي الْمَلَكُوتِ وَهُوَ بِهَيْئَتِهِ الَّتِي كَانَ عَلَيْهَا قَبْلَ وَفَاتِهٖ لَمْ يَتَبَدَّلْ مِنْهُ شَيْءٌ، وَأَنَّهُ مُغَيَّبٌ عَنِ الْأَبْصَارِ كَمَا غُيِّبَتِ الْمَلَائِكَةُ مَعَ كَوْنِهِمْ أَحْيَاءً بِأَجْسَادِهِمْ---

''بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے جسد اطہر اور روح انور کے ساتھ زندہ ہیں، آپ جہاں چاہیں تصرف فرماتے ہیں اور جہاں کہیں چاہیں تشریف

لے جاسکتے ہیں---آپ جس طرح ظاہری حیات میں تھے، اسی طرح اب ہیں، ذرّہ بھر تبدیلی نہیں آئی--- لاریب آپ کو نگاہوں سے اوجھل کیا گیا ہے، جس طرح فرشتے جسمانی طور پر زندہ وموجود ہیں مگر نظر نہیں آتے''---

ہاں اللہ تعالیٰ جب کسی کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار سے مشرف فرمانا چاہتا ہے تو حجاب اٹھا دیتا ہے---

علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موضوع پر جسے تفصیلی دلائل درکار ہوں، تو میری کتاب سعادة الدارین فی الصلاة علی سید الکونین کا مطالعہ کرے، میری معلومات کے مطابق اس کتاب سے بہتر مواد اور کہیں دستیاب نہیں ہوگا---[۱۱]

حواشی

ا......الف پر زبر اور زیر دونوں روایات ہیں---

۲......مشہور قول کے مطابق سرکار ابد قرار ﷺ کی ولادت ۱۲؍ربیع الاوّل شریف کو ہوئی--- حافظ ابن کثیر کہتے ہیں:

هذا هو المشهور عند الجمهور---

''جمہور کے نزدیک ۱۲؍ربیع الاوّل ہی مشہور ہے''---

اس سلسلے میں انھوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سند کے ساتھ روایت بھی نقل کی ہے:

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ عَنْ سَعِيدِ ابن مِينَا عَنْ جَابِرٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ قَالَا:

وُلِدَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفِیلِ یَوْمَ الِاثْنَیْنِ الثَّانِیَ عَشَرَ مِنْ رَبِیعِ الْاَوَّلِ---

[البدایۃ و النہایۃ، مکتبہ عصریہ، بیروت، جلد۲، صفحہ۱۶۰]

حضرت جابر و حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے محولہ روایت ذہبی نے بھی تلخیص المستدرک، جلد۲، صفحہ۴۰۲ پر نقل کی ہے---

۳......ملک شام میں دمشق کے قریب ایک شہر--- خاص طور پر بُصریٰ (باء مضموم اور الف مقصور کے ساتھ) کے ذکر میں حکمت یہ ہے کہ شام کے علاقہ میں سب سے پہلے یہ جگہ نور محمدی سے روشن ہوئی اور پھر فتوحات شام کے موقع پر یہی شہر پہلے فتح ہوا---[سبل الھدیٰ و الرشاد، الباب السادس فی وضعہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و النور الذی خرج معہ............، جلد۱، صفحہ۳۴۱]

۴......ہر قبیلہ یہی چاہتا تھا کہ حجرِ اسود کی تنصیب ہمارے ہاتھوں سے ہو--- چار یا پانچ دن تک برابر جھگڑا چلتا رہا اور نوبت تلواروں تک پہنچ گئی--- آخر قریش میں اس وقت سب سے معمر شخص ابو امیہ بن مغیرہ نے رائے دی کہ کسی کو حَکَم مقرر کر لیں--- طے پایا کہ جو شخص مسجد حرام میں سب سے پہلے داخل ہو، اسے حکم بنا لیں گے اور اس کا فیصلہ سب کے لیے قابل قبول ہوگا--- چنانچہ سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحنِ حرم میں داخل ہوئے، دیکھتے ہی سب پکار اٹھے:

ھٰذَا الْاَمِیْنُ رَضِیْنَا، ھٰذَا مُحَمَّدٌ---

''امین آ گئے، محمد (مصطفیٰ) آ گئے، ان کے فیصلے پر ہم رضامند ہیں''---

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی فراست و معاملہ فہمی سے ایسی تدبیر فرمائی، جس سے سب مطمئن و مسرور ہو گئے--- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چادر بچھا کر حجرِ اسود کو اس پر رکھا اور ہر قبیلے کے سردار سے کہا، چادر کو اوپر اٹھائیں--- چادر مقامِ تنصیبِ حجر تک پہنچی

تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجرِ اسود کو اٹھا کر اپنے دستِ مبارک سے دیوارِ کعبہ میں نصب فرما دیا---

[سبل الهدیٰ و الرشاد، الباب الخامس عشر فی بنیان قریش الکعبة، جلد۲، صفحہ۱۷۱]

۵......ذوالقعدہ ۶ ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ عمرہ کے لیے روانہ ہوئے--- مکہ مکرمہ کے قریب حدیبیہ کے مقام پر کفار مکہ نے آپ کو روک لیا اور آمادۂ جنگ ہو گئے--- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صلح کا پیغام دے کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مکہ مکرمہ بھیجا--- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنی مال داری اور خاندان کی پاس داری کی وجہ سے قریش میں معزز سمجھے جاتے تھے--- کفار نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا، آپ عمرہ کر لیں، مگر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ہم مکہ میں داخلہ کی اجازت نہیں دیں گے--- حضرت عثمان نے کہا، میرا کعبۂ مراد حدیبیہ میں ہے، ان کے بغیر طواف کعبہ کا تصور بھی نہیں کر سکتا---

ادھر حدیبیہ میں یہ خبر مشہور ہوگئی کہ کفار مکہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا ہے--- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خون عثمان کا بدلہ ضروری ہے--- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ببول کے درخت کے نیچے تشریف فرما تھے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ سے وفاداری و جاں نثاری کی بیعت لی--- اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

إِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ ---[الفتح:۱۰]

''(اے رسول مکرم!) جو لوگ آپ کی بیعت کر رہے ہیں وہ یقیناً اللہ ہی کی بیعت کر رہے ہیں، ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے''---

اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کی بیعت پر اپنی رضا کی مہر ثبت فرما دی، اسی لیے اس بیعت کو ''بیعت الرضوان'' کہتے ہیں--- ارشاد ربانی ہے:

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ

الشَّجَرَةِ---[الفتح:۱۸]

''بے شک اللہ تعالیٰ راضی ہوا ان ایمان والوں سے، جنھوں نے درخت کے نیچے آپ کی بیعت کی''---

بالآخر قریش مکہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو واپس بھیج دیا--- اسی اثنا میں قریش نے عروہ بن مسعود کو اپنا نمائندہ بنا کر مذاکرات کے لیے بھیجا، واپسی پر عروہ نے اپنے تاثرات کا اظہار یوں کیا:

''اے قوم! اللہ کی قسم، میں بڑے بڑے بادشاہوں کے دربار میں گیا ہوں، میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے ہاں گیا ہوں، اللہ کی قسم! میں نے کسی بادشاہ کے درباریوں کو اس بادشاہ کی اس قدر تعظیم کرتے ہوئے نہیں دیکھا، جس طرح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کرتے ہوئے دیکھا ہے---

خدا کی قسم! وہ جب بھی بلغم تھوکتے تو صحابہ میں سے کوئی نہ کوئی اس کو اپنے ہاتھوں پر لے لیتا اور اس بلغم کو اپنے چہرے اور جسم پر ملتا، اور جب وہ انھیں کسی کام کا حکم دیتے تو وہ سب اس کی تعمیل میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے اور جب وہ وضو کرتے تو ان کے جسم سے لگ کر گرنے والے پانی کو لینے کے لیے وہ ٹوٹ پڑتے اور یوں لگتا تھا کہ اس پانی کو حاصل کرنے کے لیے آپس میں لڑ پڑیں گے، جب وہ گفتگو کرتے تو سب خاموش ہو جاتے اور ان کی تعظیم کی وجہ سے ان کو نظر بھر کر نہیں دیکھتے تھے''---[صحیح بخاری، کتاب الشروط، باب الشروط فی الجهاد و المصالحة، جلد ا، صفحہ ۳۷۹]

المختصر! حدیبیہ میں صلح نامہ کی دستاویز تحریر کی گئی، جس میں کفار کے اصرار پر ایسی شرائط بھی شامل کی گئیں جو بظاہر مسلمانوں کے سخت خلاف تھیں، مگر بعد کے

واقعات سے واضح ہو گیا کہ یہی صلح نامہ فتح مکہ کا پیش خیمہ اور فتوحات و کامرانیوں کی کلید ثابت ہوا---

۶.....وجوب حج کے سنہ میں اختلاف ہے--- علامہ نبہانی نے یہاں سنہ ۶ھ لکھا ہے جب کہ علامہ شامی، ابن قیم کے حوالے سے تحریر کرتے ہیں:

أَنَّ الصَّحِيحَ أَنَّ الْحَجَّ فُرِضَ فِي أَوَاخِرِ سَنَةِ تِسْعٍ---

''صحیح یہ ہے کہ حج سنہ ۹ ہجری کے آخر میں فرض ہوا''---

[رد المحتار، کتاب الحج]

۷.....اس غزوہ میں حضرت زید بن حارثہ، حضرت جعفر بن ابی طالب اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم نے جامِ شہادت نوش کیا--- ''موتہ'' میں ہی آپ کے روضے ہیں، جو حکومت اردن نے تعمیر کرائے---[مترجم]

۸.....تاریخ وصال میں اختلاف ہے، کچھ لوگ بارہ ربیع الاوّل کو یوم وفات قرار دیتے ہیں مگر یہ محلِ نظر ہے، کیوں کہ محدثین و سیرت نگاروں کا اتفاق ہے کہ:

آپ کا سالِ وصال ۱۱ھ ہے---

مہینا ربیع الاوّل تھا---

پیر کا دن تھا---

اسی طرح اس میں بھی اختلاف نہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر وقوف عرفات ۹/ذی الحجہ بروز جمعہ کو ہوا--- اب حساب کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں:

❶ ذی الحجہ، محرم اور صفر تینوں مہینے تیس تیس دن کے فرض کیے جائیں تو دوشنبہ ۶/ربیع الاوّل یا ۱۳/ربیع الاوّل کو ہوگا---

❷ ذی الحجہ، محرم اور صفر تینوں مہینوں کو انتیس انتیس دن کے فرض کیا جائے، اس صورت میں دوشنبہ ۲/ربیع الاوّل کو اور ۹/ربیع الاوّل کو ہوگا اور یہ دونوں صورتیں

ممکن نہیں، باقی ممکن الوقوع صورتوں کا نقشہ یہ ہے:

صورت	دوشنبه	دوشنبه	دوشنبه
ذی الحجہ ۳۰، محرم اور صفر ۲۹	۱	۸	۱۵
ذی الحجہ اور محرم ۲۹، صفر ۳۰	۱	۸	۱۵
ذی الحجہ ۲۹، محرم ۳۰، صفر ۲۹	۱	۸	۱۵
ذی الحجہ ۳۰، محرم ۲۹، صفر ۳۰	۷	۱۴	۲۱
ذی الحجہ ۳۰، محرم ۳۰، صفر ۲۹	۷	۱۴	۲۱
ذی الحجہ ۲۹، محرم اور صفر ۳۰	۵	۱۴	۲۱

درج بالا حساب سے ظاہر ہے کہ کسی صورت بھی بارہ ربیع الاوّل کو پیر کا دن نہیں آتا، لہٰذا، ۱۲/ ربیع الاوّل کو یوم وفات کہنا درست معلوم نہیں ہوتا ---

۹......زرقانی علی المواهب، جلد ۳، صفحہ ۲۷۰ تا ۲۸۵/ مدارج النبوۃ، جلد ۲، صفحہ ۲۸۸

۱۰......زرقانی، جلد ۳، صفحہ ۲۸۷

۱۱......الفضائل المحمدیة، علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی (۱۲۶۵ھ-۱۳۵۰ھ)، منشورات دارالقلم، حلب، مقدمہ، صفحہ ۱۱ تا ۲۳

6

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا، جو کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلام مجید نے کھائی شہا، تیرے شہر و مقام و بقا کی قسم

[اعلی حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ]

رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پیغام امن

7

سیرت کانفرنس ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۸ء

کے لیے تحریر کیا گیا مقالہ، جو اکتوبر ۱۹۸۹ء کے

ماہ نامہ نور الحبیب اور بعد ازاں ۱۹۹۷ء میں

پمفلٹ کی صورت میں چھپا

ہم مومن ہیں، ایمان ہماری سب سے قیمتی اور عزیز متاع ہے---مسلمان ہیں، اسلام ہمارا دین ہے--- ہماری ملاقات اور تحیت کے لیے ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ'' اور ''وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ'' کے کلمات ہیں، جو سراسر خیر و برکت کی نوید اور امن و سلامتی کی دعا سے عبارت ہیں---مگر کتنی زبردست ٹریجڈی اور کس قدر عظیم قومی المیہ ہے کہ ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' کے مسلمان سلامتی سے تہی دامن ہیں--- اس پاک سرزمین پر بسنے والے ''مومن'' امن سے محروم ہیں--- اسلام کے نام لیوا ایک اسلامی مملکت میں خود کو غیر محفوظ تصور کرتے ہیں--- بوقت ملاقات (''السلام علیکم'' کہہ کر) ایک دوسرے کو سلامتی کی دعائیں دینے والے محبت، پریم، صلح و آشتی سے بیزار--- باہمی خلفشار اور نفرتوں کا شکار ہیں---

آج ہم اپنے گردوپیش جدھر بھی نظر اٹھا کر دیکھیں، حسد و کینہ، غیظ و غضب اور بغض وعداوت کالاوا اٹھتا دکھائی دیتا ہے--- اخبارات قتل و غارت گری، لوٹ مار، ڈکیتی، غنڈہ گردی، افواہ، ظلم وستم، بم دھماکوں، آتشیں اسلحہ کے آزادنہ استعمال، دنگا فساد اور بغض وعناد کی داستانوں سے بھرے پڑے ہیں--- اس کھلی دہشت گردی اور دھماکوں سے گھر محفوظ ہیں نہ بازار، درس گاہیں سلامت ہیں نہ مساجد اور دینی مراکز--- بسوں، ریل گاڑیوں اور جہازوں تک کا سفر انتہائی غیر محفوظ ہے---

پہلے صرف کراچی کا رونا رویا جاتا تھا، اب پورا ملک کربلا کا منظر پیش کر رہا ہے--- وطن عزیز میں ردائے امن تار تار ہے--- جس پر ہر چشم بینا نم ناک اور ہر محبّ وطن مضطرب اور دل فگار ہے--- عوام حیران اور خوف و ہراس سے پریشان ہیں--- افراتفری اور نفسا نفسی کے اس عالم میں سب سے زیادہ تشویش ناک، شرم ناک اور باعث صد ملامت، فرقہ وارانہ بنیاد پر غنڈہ گردی ہے--- مذہبی رہنماؤں کو تو امن وآشتی اور محبت ومودّت کا نقیب ہونا چاہیے--- ملک کو امن وسکون کا گہوارہ بنانے کے لیے عوام کی تربیت کرنا ان کا منصبی فریضہ ہے، مگر کتنے دکھ کی بات ہے کہ مذہب کے نام پر دہشت گردی اور قتل و غارت گری کا بازار گرم ہے، دھینگا مشتی اور کشت وخون کے ان معرکوں نے دورِ جاہلیت کی مناقشت اور لڑائیوں کی تاریخ پھر سے دہرادی ہے---

جب باڑ ہی تاراجیٔ چمن کے درپے ہو اور منبر ومحراب کے وارث خود ہی مساجد کی ویرانی کا سامان کرنے لگیں، تو گلستانِ ملت کی حفاظت کون کرے گا؟---

سیاسی و مذہبی جماعتوں کے قائدین کو چاہیے کہ وہ ہوش کے ناخن لیں--- حالات اور رفتار زمانہ کی نزاکت کو ملحوظ خاطر رکھیں--- باہمی چپقلش اور منافرت ختم کر کے اتحاد و یگانگت کی فضا پیدا کریں اور اپنے اپنے گھروندوں کی حفاظت میں خون کی

ندیاں بہانے کے بجائے غلبۂ اسلام کی بحالی اور دین مصطفوی کی بالا دستی کے لیے عالم کفر کے مقابلہ میں اپنی اجتماعی قوتیں متحد ہو کر صرف کریں--- آپس کی یہ خوں ریزیاں، طاغوتی قوتوں کی معاونت اور ان کی حوصلہ افزائی کے مترادف ہیں---

مذہبی جماعتوں کے رہنماؤں میں اگر دینی حمیت اور ملی غیرت کی کوئی رمق موجود ہے تو وہ اس ''فی سبیل اللہ فساد'' کو ترک کر کے صہیونی، سامراجی اور طاغوتی عناصر کے خلاف جہاد کے لیے تنہا پرواز کا شوق پورا کرنے کے بجائے اکٹھا ہو کر أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ کا عملی نمونہ پیش کریں--- ورنہ اس مجرمانہ تغافل پر قوم معاف کرے گی نہ رب العزت جل جلالہ--- اب بھی وقت ہے سنبھلنے اور آنکھیں کھولنے کا--- وگرنہ:

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے ناداں مسلمانو!
تمہاری داستاں تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں

ان گھمبیر حالات میں جب کہ ملی، قومی اور معاشرتی سطح پر جس زاویے سے بھی نظر ڈالی جائے، ہر پہلو داغ داغ اور ہر گوشہ تاریک سے تاریک تر دکھائی دے رہا ہے، روشنی، امید اور ہدایت کی کرن صرف اور صرف پیمبر امن ﷺ کے نورانی ارشادات سے میسر آ سکتی ہے--- امن و امان اور سکون و اطمینان کی خیرات صاحب خلق عظیم، محسن انسانیت ﷺ کے دامان رحمت میں پناہ لینے اور ان کی بارگاہ قدس سے رہنمائی لینے میں مضمر ہے، جنھوں نے اپنی بعثت کا مقصد ہی اخلاق حسنہ کا فروغ قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا:

بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ---

ہاں ہاں! وہی مصلح اعظم ﷺ جو بغض، حسد، نفرتوں اور اخلاقی پستیوں کا خاتمہ کر کے بھائی چارے اور محبتوں کی فضا پیدا کرنے کی تلقین فرماتے ہیں---

وہ رحمۃ للعالمین آ قا علیہ الصلوٰۃ والسلام جنھوں نے معاشرے کی فضا کو پر امن بنانے کے لیے ہر بے گانے اور یگانے کے ساتھ حسن سلوک اور مہربانی کا درس دیا---

اسی ہادیٔ اعظم، خلق مجسم، پیمبر امن و رحمت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات محبت اور پیغام امن کا خلاصہ اس کتابچے میں پیش کرنے کی سعی کی گئی ہے---اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ ہمیں آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کے نعلین پاک کے تصدق سے امت مسلمہ کو اتحاد و یگانگت سے مالا مال کرے اور عالم اسلام بالخصوص پاکستان کو امن وسکون کا گہوارہ بنائے---

آمین و صلی اللّٰہ تعالٰی علٰی حبیبه خیر خلقه و نور عرشه
سیدنا محمد و علٰی آله و صحبه اجمعین و بارك وسلم

(صاحبزادہ) محمد محبّ اللہ نوری
۹ رصفر المظفر ۱۴۱۸ھ
۱۵ رجون ۱۹۹۷ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ ارحم الراحمین و الصلوٰۃ و السلام علیٰ من ارسلہ اللہ

رحمۃ للعٰلمین وعلیٰ آلہ و اصحابہ المحبین المتحابین

عالم انسانیت کے فلک پر کفر وظلمت کے دبیز بادل چھا چکے تھے--- جہالت وگمراہی کا دور دورہ تھا--- شرافت و دیانت عنقا تھی--- بدی کا عروج اور اچھائی کا وجود ناپید تھا--- دنیا بھر میں امن وسکون غارت ہو چکا تھا--- بھائی بھائی کے خون کا پیاسا تھا--- ہر قبیلہ دوسرے قبیلے سے برسر پیکار تھا--- ہر علاقہ دوسرے علاقے سے جنگ آزما تھا--- بات بات پر تلواریں نیاموں سے باہر نکل آتیں--- ایک بار جنگ کی آگ سلگ اٹھتی

تو صدیوں تک اس کے شعلے بھڑکتے رہتے--- غیرتِ انسانی مردہ ہو چکی تھی---
کسی کی جان، مال اور عزت و آبرو محفوظ نہ تھی اور پوری دنیا "ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ" [۱] کا ایک عبرت ناک مرقع بن چکی تھی---

غرض یہ کہ انسانیت در بدر ٹھوکریں کھاتی پھر رہی تھیں کہ اسے سہارا مل جائے---
آدمیت اندھیروں میں بھٹک رہی تھی کہ اسے ہدایت کی روشنی نصیب ہو--- تا آں کہ رحمتِ الٰہی جوش میں آئی--- دنیا والوں کی قسمت جاگ اٹھی اور پیغمبر اسلام ﷺ صلح و آشتی اور امن و سلامتی کا پیغام لے کر مبعوث ہوئے--- جن کے وجود با جود کی برکت سے ظلمت و جہالت کے اندھیرے گھٹنے لگے--- اخلاقی پستیوں کے بادل چھٹنے لگے--- جبر و استبداد کے طوق و سلاسل کٹنے لگے--- اور--- دنیا امن و سلامتی کا گہوارہ بن گئی---

پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وساطت سے اللہ رب العزت نے بنی نوع انسان کو اس کی فلاح و بہبود کے لیے قیامت تک کے لیے جو مکمل ضابطہ حیات دیا، اس کا نام اسلام ہے---
اسلام کے معنی ہی امن و سلامتی اور صلح و آشتی کے ہیں--- یہ دین فطرت ہے---
یہ دین فرد ہے--- یہ دین جماعت ہے--- یہ افراد سے لے کر اقوام تک کو فطرت کی راہ پر گامزن کرنا چاہتا ہے--- یہ نقیب ہے محبت اور اخوت کا--- اس کا مقصد ہی دنیا سے فتنہ و فساد اور جنگ و جدال کو مٹا کر امن و امان کی فضا پیدا کرنا ہے---

اس مقصد کے لیے پیغمبر اسلام ﷺ نے جو نظام مرتب کیا، اس میں یک جہتی، ہم آہنگی اور امن و سلامتی کا پیغام اس انداز سے دیا گیا ہے کہ افراد میں انفرادی ذمہ داری کے شدید احساس کے ساتھ ساتھ باہمی اتحاد و اتفاق کا رشتہ قائم ہو جاتا ہے---
پھر ان افراد کو ہمہ وقت امن و سلامتی کے علم بردار ہونے کا احساس دلانے کے لیے

انہیں بار بار ''یَا أَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا'' (یعنی اے امن والو!) کے باوقار خطاب سے نواز کر ''خلیفۃُ اللّٰہِ علَی الارض'' ہونے کا اعزاز برقرار رکھنے پر آمادہ رکھا جاتا ہے---

امن بین المسلمین

رحمۃ للعالمین آقا ﷺ نے مسلمانوں کو امن وسلامتی کے فروغ کے لیے باہمی ملاقات کے وقت خندہ پیشانی سے ملنے کا حکم دیا--- ارشاد فرمایا:

کُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَۃٌ، وَ إِنَّ مِنْ الْمَعْرُوْفِ أَنْ تَلْقٰی أَخَاکَ بِوَجْہٍ طَلْقٍ---[۲]

''ہر بھلائی صدقہ ہے اور اپنے بھائی سے خندہ روئی سے ملاقات کرنا بھی بھلائی ہے''---

بوقت ملاقات سب سے پہلے جو کلمہ منہ سے نکلے، وہ محبت اور امن وسلامتی کا پیغام ہو، جسے شریعت نے السلام علیکم ''تم پر سلامتی ہو'' کے لفظوں سے ترتیب دیا ہے--- ہزار اختلاف اور بے گانگی کے باوجود جب دو زبانوں سے یہ الفاظ نکلتے ہیں تو دونوں اپنے سینوں میں آشنائی کی ایک لہر پاتے ہیں--- ایک دوسرے کو اپنی طرف سے لڑائی نہ کرنے کا یقین دلاتے ہیں اور امن وسلامتی کی دعا کرتے ہیں--- چناں چہ سرورِ دو عالم ﷺ نے بایں الفاظ اس کی ترغیب دلائی:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ حَتّٰی تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰی تَحَابُّوْا أَلَا أَدُلُّکُمْ عَلٰی أَمْرٍ إِذَا أَنْتُمْ فَعَلْتُمُوْہُ تَحَابَبْتُمْ أَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَکُمْ---[۳]

''مجھے قسم ہے اس کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے،
اس وقت تک تم جنت میں داخل نہ ہو سکو گے جب تک ایمان نہ لے آؤ
اور اس وقت تک ایمان نہ لاؤ گے جب تک آپس میں محبت نہ کرو---
میں تمہیں ایک ایسی بات نہ بتاؤں کہ جب تم اس پر عمل کرو گے تو باہم
محبت کرنے لگو گے اور وہ یہ ہے کہ باہم سلام کو پھیلاؤ''---

تعلیماتِ نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر نظر کرنے سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جملہ انسانوں کے لیے بالعموم اور اہل اسلام کے لیے بالخصوص باہمی اخوت و مودّت کے حوالے سے کئی طریقوں سے (مختلف پیرائے میں) مسلسل یہ احساس دلاتے رہتے کہ اے مسلمان، اے بندۂ مؤمن! تو امن و سلامتی کا پیکر ہے--- اخوت و الفت تیری فطرت میں داخل ہے اور صلح پسندی ہی میں تیرے ایمان و اسلام کی حقیقت پنہاں ہے--- اگر یہ نہ ہو تو تیرے ایمان و اسلام اور دعویٔ مسلمانی کی نفی لازم آئے گی--- چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ---[۴]

''مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں''---

مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حیاتِ طیبہ کے آخری ایام میں خطبہ دیا، جس میں ایمان داروں کو تقویٰ کی وصیت کی اور ان کے لیے امن سے رہنے کی دعا خیر فرمائی، پھر فرمایا:

''دیکھو! اللہ تعالیٰ کی بستیوں میں اس کے بندوں کے درمیان
تکبر و سرکشی کی روش اختیار نہ کرنا، اللہ تعالیٰ نے مجھے اور تمہیں فرمایا ہے:

تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ---[۵]

''یہ آخرت کا گھر ہے، اسے ہم ان لوگوں کے لیے خاص کریں گے جو زمین میں سرکشی اور فساد مچانے کی نیت نہ رکھتے ہوں (یعنی امن وسلامتی کے علم بردار ہوں) اور عاقبت کی کامیابی تو ہے ہی متقین کے لیے''---

امن بین الناس

محسن انسانیت ﷺ نے معاشرے کی فضا کو پرامن اور پرکیف بنانے کے لیے ہر بیگانے اور یگانے کے ساتھ حسن سلوک کا درس دیا--- اس سلسلے میں قرآن کریم کی یہ واضح ہدایت موجود ہے:

وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا---[٦]

''لوگوں سے اچھی بات کہو''---

لوگوں سے اچھی بات کہنا اور اچھائی سے پیش آنا انسانیت کا فرض ہے، جس میں کسی دین ومذہب کی کوئی تخصیص نہیں---فرمایا:

مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ---[٧]

''جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا''---

جامع ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، حضور ﷺ نے فرمایا:

اِرْحَمُوا مَنْ فِي الْأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ---[٨]

''تم زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا''---

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر
خدا مہرباں ہو گا عرش بریں پر

یہ حدیث قیام امن کے سلسلے میں رحمۃ للعالمین ﷺ کی تعلیم کو کتنی عمومیت کے ساتھ ظاہر کرتی ہے، اس پر مزید وضاحت کی گنجائش نہیں--- مسند امام احمد میں ہے کہ ایک دفعہ حضور ﷺ نے مسلمانوں کو خطاب فرمایا:

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِلنَّاسِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ---[۹]

''تم میں سے کوئی اس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہوگا جب تک وہ اورلوگوں کے لیے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے''---

اسی مفہوم کو آپ ﷺ نے ایک بار یوں بیان فرمایا:

أَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ تَكُنْ مُسْلِماً---[۱۰]

''الناس'' کی عمومیت میں تمام انسان داخل ہیں، گویا جب تک سارے انسانوں کی بھلائی کا جذبہ پیدا نہ ہوا انسان پورا مسلمان نہیں بنتا---

عورتوں کے حقوق کا تحفظ

انسانی معاشرے کی خشتِ اوّل گھر کی چار دیواری ہے، اگر گھر کا ماحول صحت مند ہو تو سارا معاشرہ صحت مند اور خوش حال ہوگا اور اگر یہ گندہ اور پراگندہ ہے تو سارا معاشرہ بیمار و نزار ہو گا--- پیغمبر اسلام ﷺ نے اپنی پاکیزہ تعلیمات کے ذریعے ایسے اصول وضع فرمائے جن پر عمل پیرا ہو کر گھر جنت ارضی بنایا جا سکتا ہے کہ اس کے در و دیوار محبت و وفا کی خوش بو سے مہکتے رہیں اور اطمینان و سکون ابر کرم بن کر اس کے آنگن پر

برستار ہے---

اس مقصد کے حصول کے لیے محسنِ انسانیت ﷺ نے عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا--- حجۃ الوداع کے اہم خطبہ میں آپ نے عورتوں کے حقوق کے تحفظ کا حکم دیا:

أَلَا إِنَّ لَكُمْ عَلَىٰ نِسَائِكُمْ حَقًّا وَلِنِسَائِكُمْ عَلَيْكُمْ حَقًّا---[۱۱]

''اے لوگو! تمہارا عورتوں پر اور عورتوں کا تم پر حق ہے''---

تمہارا حق عورتوں پر اتنا ہے کہ وہ تمہارے بستر پر غیر کو (جن کا آنا تمہیں ناگوار ہو) نہ آنے دیں، عورتوں کا تم پر حق یہ ہے کہ تم انہیں اچھی طرح کھلاؤ اور پہناؤ---

وَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا---[۱۲]

''عورتوں سے بہتری اور بھلائی کا سلوک کرنا''---

فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِي النِّسَاءِ---[۱۳]

''عورتوں کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ ڈرتے رہنا''---

اس سلسلے میں رحمۃ للعالمین ﷺ کا ایک اور جامع ارشاد ملاحظہ فرمائیں:

خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي---[۱۴]

''یعنی تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے (حسن عمل کی بنا پر سراپا) خیر ہو اور میں تم سب سے زیادہ اپنے اہل خانہ کے لیے بہترین ہوں''---

محسنِ اعظم ﷺ نے گھر کی فضا ہی کو سازگار بنانے کا حکم نہ دیا بلکہ معاشرے کے تمام افراد سے حسن سلوک کا درس دے کر امن عامہ کا وسیع تر تصور عطا فرمایا---
چنانچہ آپ ﷺ نے والدین، اولاد، میاں بیوی، رشتہ داروں، دوستوں، اجنبیوں،

پڑوسیوں، مہمانوں، مسافروں، بے کسوں، بیماروں، امیروں، غریبوں، حاکموں، محکوموں، مالکوں، مزدوروں، استاذوں، شاگردوں، بیواؤں، یتیموں، غلاموں، خادماؤں اور ذمیوں بلکہ ایک ایک نوع اور ایک ایک طبقہ کے لیے فرائض وحقوق کی روشن سرحدیں متعین فرمادیں---

قانون کی بالادستی

معاشرے میں امن وسلامتی کا ایک بڑا ذریعہ عدل وانصاف اور قانون کی بالادستی ہے--- آپ ﷺ نے قوانین کی بالادستی قائم رکھنے کے لیے بڑی سے بڑی سفارش کو بھی ٹھکرادیا--- مثلاً قبیلہ بنی مخزوم کی ایک عورت جس کا نام فاطمہ تھا، چوری کے جرم میں ماخوذ ہوئی تو قریش نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے ذریعے حضور ﷺ کے پاس سفارش کرائی، باوجود اس بات کے کہ حضرت اسامہ کو آپ ﷺ بہت عزیز رکھتے تھے--- جب انہوں نے سفارش کی تو آپ ﷺ نے ان سے سخت ناراضی کا اظہار فرمایا، یہاں تک کہ لوگوں کو جمع کرکے فرمایا:

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا ضَلَّ مَنْ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ وَ إِذَا سَرَقَ الضَّعِيفُ فِيهِمْ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَايْمُ اللهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرَقَتْ لَقَطَعَ مُحَمَّدٌ يَدَهَا---[۱۵]

''اے لوگو! تم سے پہلی قومیں اس لیے ہلاک ہوگئیں کہ ان میں سے جب کوئی بڑا آدمی جرم کرتا تھا تو اس کو چھوڑ دیتے لیکن چھوٹا آدمی جرم کرتا تو اسے سزا دے دیتے--- سن لو! خدا کی قسم اگر (بفرضِ محال) محمد کی بیٹی فاطمہ

بھی چوری کرتی، تو اس کے ہاتھ بھی ضرور کاٹ دیے جاتے"---

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

أَقِيمُوا حُدُودَ اللّٰهِ فِي الْقَرِيبِ وَ الْبَعِيدِ وَ لَا تَأْخُذُكُمْ فِي اللّٰهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ---[۱۶]

"اللہ کے مقرر کردہ قوانین دور و نزدیک، رشتہ دار اور غیر رشتہ دار، قوی وضعیف سب پر یک ساں جاری کرو اور اللہ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی پروانہ کرو"---

ان الفاظ میں ہادیٔ برحق ﷺ نے یہ بتا دیا کہ قانون کے معاملے میں رشتہ دار، حتی کہ اولاد جیسی عزیز شے بھی کسی امتیازی رعایت کی مستحق نہیں---گویا اسلام میں قانون کی بالادستی کے ذریعے امن کی خوش بو کو عام کیا جانا ازبس ضروری ہے، چاہے اس کے عوض بڑی سے بڑی محبت اور بڑے سے بڑے تعلق کو بھی قربان کیوں نہ کرنا پڑے---

بدامنی کی مذمت

اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ نے جہاں امن اور سلامتی کی تعلیم دی، وہیں فساد اور بدامنی کی مذمت فرمائی، ارشاد ربانی ہے:

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَo---[۱۷]

"اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا"---

سورۃ القصص میں فرمایا:

وَ لَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ---[۱۸]

''زمین میں فساد نہ پھیلاؤ''---

سورۃ المائدہ میں فرمایا:

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ○---[۱۹]

''اللہ فساد پھیلانے والوں کو ناپسند کرتا ہے''---

ظلم و فساد کا ایک بڑا سبب نسل پرستی، فرقہ و گروہ پرستی اور وطن پرستی ہے--- کوئی قوم یا فرقہ جب جغرافیائی، نسلی، علاقائی، لسانی یا فرقہ وارانہ بنیادوں پر خود کو معزز و برتر اور دوسروں کو ذلیل و فروتر سمجھنے لگے تو نفرتیں جنم لیتی ہیں، عداوتیں بھڑک اٹھتی ہیں اور احساس محرومی کا شکار ہونے والے سرکشی و بغاوت پر آمادہ ہو جاتے ہیں، جس کے نتیجے میں معاشرہ کا امن و سکون درہم برہم ہو کر رہ جاتا ہے---

آقائے دوعالم ﷺ نے انسانیت کو ان تباہ کاریوں سے محفوظ رکھنے کے لیے رنگ، وطن، نسل، قوم اور زبان کے تمام بتوں کو پاش پاش کر دیا اور فرمایا:

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ وَ إِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ وَ دِيْنَكُمْ وَاحِدٌ وَ نَبِيَّكُمْ وَاحِدٌ لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى عَجَمِيٍّ وَ لَا لِعَجَمِيٍّ عَلٰى عَرَبِيٍّ وَلَا أَحْمَرَ عَلٰى أَسْوَدَ وَ لَا أَسْوَدَ عَلٰى أَحْمَرَ إِلَّا بِالتَّقْوٰى---[۲۰]

''اے لوگو! تمہارا رب ایک، تمہارا باپ ایک، تمہارا دین ایک اور تمہارا نبی ایک، لہٰذا کسی عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ ہی گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر فضیلت ہے، فضیلت کا معیار تو صرف پرہیزگاری ہے''---

قرآن کریم کے الفاظ میں آپ ﷺ نے اعلان کیا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَ أُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَ

قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ---[۲۱]

''اے انسانو! ہم نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تم کو قبیلہ اور خاندان صرف اس لیے بنا دیا تا کہ تم آپس میں پہچان رکھو، بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے''---

پھر آپ نے تمام مسلمانوں کو بھائی بھائی کا رتبہ دیا اور یہ پیغام ملا:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ---[۲۲]

''تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں''---

یہ تھا حقوق انسانی کا وہ منشور، جس نے کالے، گورے، عربی، ترکی، تاتاری، زنگی اور فرنگی کا فرق اٹھا دیا اور اونچ نیچ کی تمام لعنتوں کو ملیا میٹ کر کے انسانوں کے خود ساختہ گھمنڈ کو پاؤں تلے روند ڈالا اور جو پامالِ جفا تھے، انہیں مسند شرف پہ بٹھایا---

انسانی خون کا احترام

محسن انسانیت ﷺ نے قتل و غارت اور فساد و خون ریزی کی روک تھام کے لیے خون انسانیت کے احترام پر غیر معمولی زور دیا ہے--- حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے بلیغ خطبہ میں ارشاد فرمایا:

اِنَّ دِمَآئَکُمْ وَاَمْوَالَکُمْ وَاَعْرَاضَکُمْ حَرَامٌ عَلَیْکُمْ کَحُرْمَۃِ یَوْمِکُمْ ھٰذَا، فِیْ شَھْرِکُمْ ھٰذَا، فِیْ بَلَدِکُمْ ھٰذَا---

''لوگو! تمہارے خون، مال اور عزتیں ایک دوسرے پر قطعاً حرام کر دی گئی ہیں،

ہمیشہ کے لیے ان چیزوں کی حرمت ایسی ہے، جیسی آج تمہارے اس دن کی، اس ماہ مبارک (ذوالحجہ) کی اور تمہارے اس شہر (مکہ) کی"---

أَلَا فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ ضُلَّالًا یَضْرِبُ بَعْضُکُمْ رِقَابَ بَعْضٍ---[۲۳]

"خبردار میرے بعد گمراہ نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردن کاٹنے لگو"---

ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خونِ مسلم کی اہمیت وعظمت کو اس طرح بیان فرمایا:

لَزَوَالُ الدُّنْیَا أَھْوَنُ عَلَی اللّٰہِ مِنْ قَتْلِ مُسْلِمٍ---[۲۴]

"کسی مسلمان کے قتل کے مقابلے میں پوری دنیا کا زوال خدا کے نزدیک کوئی حیثیت نہیں رکھتا"---

امت مسلمہ کی کتنی بڑی بدنصیبی اور کتنا بڑا المیہ ہے کہ وہ اپنے آقا ومولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان پاکیزہ تعلیمات کو جو کہ اس کی فلاح وکامرانی کی یقینی ضمانت اور مضبوط بنیاد فراہم کرتی ہیں، انہیں فراموش کر کے اتحاد کی بجائے فساد وزوال کا نشان عبرت بن چکی ہے---

پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک صرف مسلمان ہی کا خون محترم نہیں بلکہ خدا کے ہر بندے کا خون محترم ہے--- چناں چہ اگر کسی مسلمان کے ہاتھ سے غیر مسلم کا خون ناحق قصداً ہو جائے تو اس پر جنت حرام ہونے کی وعید سنائی---

بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

مَنْ قَتَلَ مُعَاھَدًا لَمْ یَرِحْ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ وَ إِنَّ رِیْحَھَا تُوْجَدُ مِنْ مَسِیْرَۃِ أَرْبَعِیْنَ عَامًا---[۲۵]

"جس نے کسی زیر معاہدہ غیر مسلم کو قتل کیا، وہ جنت کی خوش بو بھی

نہ سونگھنے پائے گا، حالانکہ بہشت کی خوش بو چالیس سال کی مسافت سے آنے لگتی ہے''---

انسانی خون کی حرمت کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا---[۲۶]

''جس نے کوئی جان قتل کی بغیر جان کے بدلے یا زمین میں فساد کیے تو گویا اس نے (جملہ انسانیت) سب لوگوں کو قتل کیا''---

اسلامی جنگوں کا فلسفہ

یہاں یہ امر بھی پیش نظر رہے کہ جب کوئی فریق امن وسکون کو غارت کرے، خون ریزی اور فساد برپا کرے اور بار بار کی تبلیغ و تنبیہ کے باوجود باز نہ آئے تو پھر دفع فساد کے لیے اس سے لڑنا اور جنگ کرنا بھی قیام امن ہی کی ایک صورت ہے--- کیوں کہ دنیا میں فتنہ پرور اپنی خصلت سے مجبور ہیں، ان کا علاج جنگ و جہاد کے سوا کچھ نہیں--- اسی لیے اسلام کو جو امن، انصاف اور اخوت کا دین ہے، قیام امن کے لیے کئی جنگیں لڑنا پڑیں----

عہد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے غزوات وسرایا کی تعداد بیاسی ہے، جن میں سے انیس میں آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہ نفس نفیس شرکت فرمائی--- ان جنگوں میں مسلمانوں اور فریق مخالف کے مقتولین کی مجموعی تعداد ایک ہزار اٹھارہ ہے، گویا ایک جنگ میں اوسطاً تقریباً بارہ افراد کام آئے [۲۷] اس مجموعی تعداد پر بنظر انصاف غور کیا جائے تو

یہ حقیقت عیاں ہو جاتی ہے کہ یہ مدافعتی جنگیں قتل و غارت گری کے انسداد اور وسیع تر امن کی بحالی کی کوششیں تھیں--- اس حقیقت کو سمجھنے کے بعد اب ایک نظر آج کی مہذب بیسویں صدی کی جنگوں پر ڈال کر دیکھیں تو تباہی اور قتل و غارت کا ہول ناک نقشہ سامنے آتا ہے--- صرف ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم میں تہتر لاکھ اڑتیس ہزار افراد لقمہ اجل بنے--- [۲۸] اسی طرح ہیروشیما میں ایٹم بم کی تباہ کاریاں اور (روسی حملے کے نتیجے میں) افغانستان کی حالیہ جنگ کی ہول ناکیاں سب کے سامنے ہیں--- کشمیر، بوسنیا اور فلسطین میں وحشت و بربریت کے نئے ریکارڈ بن رہے ہیں--- عقوبت خانوں اور جیلوں میں نوجوانوں کو اذیتیں دے دے کر ہلاک کیا جا رہا ہے--- خواتین کی عصمت پامال ہو رہی ہے--- صومالیہ، لیبیا اور عراق کی اقتصادی و معاشی ناکہ بندی سے انسانیت سسک رہی ہے--- [۲۹]

دورِ حاضر کی جنگوں میں انسانی آبادیوں پر پے در پے حملے کیے جاتے ہیں، جس سے عام شہریوں کے علاوہ ان گنت عورتیں، بچے، بوڑھے اور بیمار نشانۂ ستم بنتے ہیں--- اس کے برعکس اسلام نے اوّلاً تو ان تمام محرکاتِ جنگ کا قلع قمع کر دیا جو جاہلیت کا عطیہ تھے اور آج بھی کسی نہ کسی صورت میں وجہ فساد ہیں، مثلاً شوق غنیمت، جذبۂ تفاخر، حصول انتقام وغیرہ--- مزید برآں حضور ﷺ نے امت مسلمہ کو یہ ہدایات دے رکھی ہیں کہ بعض ناگزیر حالات میں اگر جنگ کرنا پڑے تو بلاوجہ حملہ میں پہل نہ کرو--- ضعیفوں، عورتوں، بچوں اور غلاموں کو قطعی طور پر قتل نہ کیا جائے--- دشمن کے علاقہ میں جا کر ان کی کھیتیوں اور املاک کو نقصان نہ پہنچایا جائے--- گھروں میں بیٹھے رہنے والوں کو مکمل امان دی جائے اور اسیروں کے ساتھ ناروا سلوک نہ کیا جائے---

اسلامی جنگوں کا فلسفہ قرآن کریم نے ان الفاظ میں بیان کیا:

وَ لَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَ بِيَعٌ وَصَلَوٰتٌ وَ مَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا وَ لَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ---[۳۰]

''اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں میں بعض کو بعض کے ذریعے نہ ہٹا دیتا تو ضرور گرادی جاتیں راہبوں کی خانقاہیں اور گرجے اور کلیسے اور مسجدیں، جن میں اللہ کا بکثرت نام لیا جاتا ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ قوت والا اور غلبے والا ہے''---

اس آیت سے واضح ہوا کہ مسلمانوں کو جنگ کی اجازت اس لیے دی گئی کہ وہ جملہ مذاہب کی آزادی کو قائم کر دیں اور بدامنی کو دور کر دیں--- پھر پارسیوں، عیسائیوں، یہودیوں کی عبادت گاہوں اور مسلمانوں کی مسجدوں کو کوئی شخص نہ گرا سکے---

حق و باطل اور خیر و شر کے اس میدان کارزار میں امن کی خواہش کرنے سے امن حاصل نہیں ہوسکتا اور نہ ہی ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسرا گال پیش کرنے سے فتنہ رک سکتا ہے--- انسان کی سرشت ہی میں شر کا پہلو موجود ہے، اسی لیے فرشتوں نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی تھی کہ یہ زمین کے انتظام کو بگاڑے گا اور آپس میں خون ریزی کرے گا--- تعلیماتِ نبوی کا سب سے بڑا منشا یہ ہے کہ نفس انسان کی اس حد تک اصلاح ہوجائے کہ دنیا میں امن و امان قائم ہو، شر کو ابھرنے کا موقع نہ ملے اور خیر ہی خیر نظر آئے--- اس کے لیے آپ ﷺ کا طریقہ کار یہ رہا کہ تبلیغ ان کے لیے جن کے قلب میں خیر کی ذرّہ بھر بھی چنگاری ہے اور جہاد ان کے خلاف جن کے قلب میں شر ہی شر ہے اور وہ شمشیر کے سوا کوئی دوسری زبان نہیں سمجھتے---

چنانچہ حضور ﷺ کی جنگوں میں شرکت کی مثال اس جراح کی سی ہے جو ہاتھ میں نشتر لے کر آپریشن کی میز پر مریض کی صحت بحال کرنے کی غرض سے جاتا ہے---

امن عامہ کی ضامن اخلاقی تعلیمات

پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے پیغامات میں امن و سلامتی کا باعث بننے والے کاموں کا حکم دیا اور ان تمام امور سے منع فرمایا جو معاشرے میں بدامنی، افراتفری اور فساد کا موجب ہوں--- چنانچہ کتب احادیث میں سچائی، دیانت و امانت، عفت و پاکبازی، شرم وحیا، رحم وکرم، عدل وانصاف، عفوو درگزر، حلم و بردباری، تواضع وخاکساری، خوش کلامی، رفق ولطف، ایثار، احسان، اعتدال اور میانہ روی کے فضائل بیان ہوئے--- بلاشبہہ ان تعلیمات پر عمل پیرا ہونے سے دنیا امن کا گہوارہ بن سکتی ہے---

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جھوٹ، وعدہ خلافی، خیانت، بددیانتی، غداری، دغابازی، چغل خوری، بہتان، غیبت، بدگوئی، دورخاپن، بدگمانی، بے ایمانی، حرص وطمع، چوری، ناپ تول میں کمی بیشی، رشوت، سودخوری، شراب نوشی، ظلم وستم، فخر وغرور، غیظ وغضب، بغض وکینہ، حسد اور فحش گوئی وغیرہ امور جو فتنے فساد اور لڑائی کا سبب بنتے ہیں، تمام کی سخت مذمت بیان فرمائی اور ان سے بچنے کی تاکید کی---

بالعموم لڑائی کا آغاز گالی سے ہوتا ہے--- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَ قِتَالُهٗ کُفْرٌ---[۳۱]

''مسلمان کو برا بھلا کہنا گناہ اور اسے قتل کرنا کفر ہے''---

اسی طرح ایک اور حدیث پاک میں انسانی برادری کا وہ نقشہ کھینچا ہے جس پر سچائی سے عمل کیا جائے تو شر اور فساد سے بھری ہوئی دنیا دفعتاً جنت نظیر بن جائے--- فرمایا:

لَا تَبَاغَضُوْا وَ لَا تَحَاسَدُوْا وَ لَا تَدَابَرُوْا وَ کُوْنُوا عِبَادَ اللّٰهِ

إِخْوَانًا---[۳۲]

''آپس میں ایک دوسرے سے کینہ نہ رکھو، ایک دوسرے پر حسد نہ کرو اور نہ ایک دوسرے سے منہ پھیرو اور سب مل کر خدا کے بندے اور آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ''---

قیام امن کے لیے پیغمبر امن ﷺ کی عملی جدوجہد

پیغمبر اسلام ﷺ نے نہ صرف یہ کہ زبانی طور پر امن کا پیغام دیا بلکہ عملی طور پر پیغمبر امن ہونے کا ثبوت دیا--- جب آپ عنفوان شباب سے گزر رہے تھے تو آپ نے قیام امن کے سلسلے میں حلف الفضول نامی ایک معاہدہ میں شرکت فرمائی، جو آپ کے تایا زبیر بن عبدالمطلب کی کوششوں سے ہوا تھا--- اس معاہدے کے بنیادی مقاصد میں بدامنی کا خاتمہ، مسافروں کی حفاظت اور ظلم وستم کی روک تھام وغیرہ امور شامل تھے---[۳۳]

افسوس کہ جاہلیت کی جنگجُو طبیعتوں نے اس معاہدہ کو پروان نہ چڑھنے دیا--- حضور ﷺ اکثر فرمایا کرتے تھے، اگر آج بھی کوئی اس مجلس کے نام سے کسی کو مدد کے لیے بلائے تو میں سب سے پہلے اس کی امداد کے لیے تیار ہوں گا---

مصلحِ اعظم ﷺ کی عمر مبارک پینتیس برس تھی جب قریش نے کعبہ کی عمارت ازسرنو تعمیر کی--- حجر اسود کی تنصیب کے سلسلے میں سردارانِ قریش میں سخت اختلاف رونما ہوا--- ہر ایک یہی چاہتا تھا کہ یہ کام اسی کے ہاتھوں انجام پائے--- چار دن تک برابر یہ جھگڑا جاری رہا--- آخر یہ رائے قرار پائی کہ کل صبح جو شخص سب سے پہلے حرم میں آئے گا، اس کا فیصلہ سب کے لیے قابل قبول ہوگا--- چنانچہ سب سے پہلے

حرم میں داخل ہونے والے آپ ﷺ ہی تھے---آپ ﷺ نے اپنے حسن تدبر سے اس پیچیدہ مسئلے کو ایسا سلجھایا کہ سب خوش ہو گئے اور لوگ خون خرابہ سے بچ گئے---[۳۴]

جب آپ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ پاک میں تشریف لائے تو پہلے سال ہی ایک بین الاقوامی معاہدۂ امن کی داغ بیل ڈالی، جو میثاق مدینہ کے نام سے مشہور ہے---یہ اسلامی ریاست کا پہلا آئین تھا، جس میں ہر طبقے کے سیاسی اور معاشرتی حقوق متعین کر دیے گئے تھے---تاریخ شاہد ہے کہ یہ دنیا کا پہلا تحریری دستور تھا، جسے پڑھ کر یہ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ حضور ﷺ دنیا میں امن و امان قائم کرنے کے لیے تشریف لائے تھے---

اسی سال آپ ﷺ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان رشتۂ مواخات قائم کرایا، یہ آپ ﷺ ہی کا فیضان کرم تھا کہ قبیلہ بنو نضیر اور بنو خزرج کے افراد اور دیگر قبائل جو ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے، آپس میں بھائی بھائی بن گئے---رب العزت جل جلالہ نے اس نعمت عظمیٰ کی یاد یوں دلائی:

وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا---[۳۵]

''اور یاد کرو اللہ کی اس نعمت کو جو تم پر ہوئی کہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے پھر اللہ نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور تم بفضل ربانی بھائی بھائی بن گئے''---

اسی نکتہ کی طرف حکیم الامت علامہ محمد اقبال نے اشارہ کیا ہے:

یہی مقصود فطرت ہے، یہی رمز مسلمانی
اخوت کی جہاں گیری، محبت کی فراوانی

اسی طرح صلح حدیبیہ، رحمت عالم ﷺ کی امن پسندی کا واضح ثبوت ہے---
اس میں بعض شرائط ایسی تھیں کہ مسلمانوں کا پہلو کمزور نظر آتا تھا، لیکن آپ ﷺ نے
امن وامان کے قیام کے لیے تمام شرائط قبول کرلیں---

جانی دشمنوں سے حسن سلوک

فتح مکہ کے دن آپ ﷺ کی طرف سے عام معافی کا اعلان، آپ ﷺ کی
امن پسندی کا بہت بڑا ثبوت ہے--- مکہ جو حضور ﷺ کے جانی دشمنوں اور
مخالفین اسلام کا گڑھ تھا، یہاں وہ لوگ آباد تھے، جنہوں نے آپ ﷺ کی راہ میں
کانٹے بچھائے تھے--- آپ ﷺ کو اور آپ ﷺ کے جان نثار ساتھیوں کو
طرح طرح کی اذیتیں دیں--- تین سال تک شعب ابی طالب میں محصور رکھا---
آپ ﷺ کے قتل کے منصوبے بنائے--- جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے تو
یہاں بھی بار بار حملہ آور ہوئے--- فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ
کا قاتل وحشی، ان کا کلیجہ چبانے والی ہندہ اور ان ہی جیسے سیکڑوں دشمنان اسلام
شہر میں موجود تھے---حضور ﷺ ان سے ایک ایک بدی کا بدلہ چکانے پر قادر تھے---
قدرتِ انتقام کے باوجود پیغمبر امن ﷺ نے مجمع عام میں فرمایا:

لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ---

''آج کے دن تم پر کوئی گرفت نہیں''---

اِذْھَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَآءُ---[۳۶]

''جاؤ تم سب آزاد ہو''---

تاریخ عالم عفو و درگزر اور رحم و کرم کی ایسی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے---

پیغمبرِ امن

پیغمبر اسلام ﷺ سے زیادہ امن کا پیغام دینے والا اور کون ہوسکتا ہے، جن کا لقب ہی رحمۃ للعالمین ہے--- وہ عبد اللہ کے بیٹے ہیں، عبودیت آپ ﷺ کے خون میں شامل ہے--- والدہ ماجدہ ''آمنہ'' ہیں، گویا امن کے شکم میں حضور ﷺ نے پرورش پائی--- دایہ کا نام ''حلیمہ'' ہے، حلم و بردباری کا دودھ حضور ﷺ نے پیا--- مکہ میں آپ ﷺ کی ولادت ہوئی، اللہ تعالیٰ نے اسے بلد امین کہہ کر پکارا--- کعبہ آپ ﷺ کا قبلہ تھا، اسے امن کا گھر بنا دیا:

مَنْ دَخَلَہٗ کَانَ آمِنًا---[۳۷]

عرب والوں نے آپ ﷺ کو امین کا لقب دیا کہ آپ ﷺ امانت دار بھی تھے اور امن کے علم بردار بھی---

حرف آخر

سطور بالا میں اسلام کے پیغام امن پر نہایت اجمال اور اختصار کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے، جس سے اندازہ لگانا قطعاً مشکل نہیں کہ صرف اسلام ہی وہ دین ہے جس کے سائے تلے امن عالم کا خواب حقیقت کے روپ میں نمودار ہوسکتا ہے اور امام الانبیاء، ختم الرسل ﷺ ہی کی وہ ذات گرامی ہے جن کی تعلیمات، رنگ و نسل کے

اختلاف اور لسانی، جغرافیائی، امتیازات کے بغیر اہل عالم کو امن کی چادر مہیا کر سکتی ہیں---
بلاشبہہ اقوام متحدہ کے منشور میں انسانی جان و مال کے تحفظ اور فساد فی الارض کو
روکنے کے لیے جو بھی مثبت نکات درج ہیں، وہ سب تعلیمات مصطفوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے
مستعار لیے گئے ہیں--- یہ الگ بات ہے کہ اب یہ ادارہ اپنے بنیادی مقاصد سے
ہٹ کر صہیونی اور طاغوتی طاقتوں کے مفادات کا چوکیدار بن کر رہ گیا ہے اور امن
قائم کرنے کے بجائے فساد فی الارض کا سبب بن رہا ہے--- امن عالم کی ٹھیکیدار اقوام
اب دوہرے معیارات رکھتی ہیں--- کویت میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی پر
تڑپ کر رہ جانے والی طاقتوں کو کشمیر میں ہونے والا فساد دکھائی دیتا ہے اور نہ بوسنیا میں
خون کی ہولی دکھائی دیتی ہے--- جس پاکستان کے ذریعے روسی جارحیت کے خلاف
مسلح جدو جہد کی عملی حوصلہ افزئی کی جاتی رہی، اب وہی پاکستان کشمیریوں کی محض
اخلاقی وسیاسی امداد کی وجہ سے دہشت گرد دکھائی دے رہا ہے--- مگر جیسا کہ ہم نے
گزشتہ صفحات میں جائزہ لیا، اسلام اس انداز کے دوغلے پن پر یقین نہیں رکھتا---
وہ تمام انسانوں کے لیے یکساں طور پر پیغام امن ہے، لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ
گزشتہ کچھ عرصہ سے مسلمان بھی نسلی، لسانی اور فرقہ وارانہ جھگڑوں میں ایک دوسرے کی
گردنیں ناپنے لگے ہیں--- جس سے عالمی سطح پر مسلمانوں کی رسوائی ہو رہی ہے---
افغانستان کا مناقشہ ابھی حل نہیں ہوا تھا کہ یمن میں دو دھڑوں کی مسلح کارروائی نے
جگ ہنسائی کا موقع فراہم کر دیا--- دیگر مسلمان ملکوں کی ان نازیبا حرکتوں کا ہم
کیا ذکر کریں، خود ہمارے ملک میں اب وسیع پیمانے پر مسلح گروہ خون مسلم کی ارزانی کا
سبب بن رہے ہیں، نتیجہ یہ کہ ہم کمزور سے کمزور تر ہوتے جا رہے ہیں--- کچھ عرصے سے
فرقہ واریت کا جو سیلاب آیا ہوا ہے اور ہماری عبادت گاہیں جس انداز میں

میدان جنگ کا نقشہ پیش کر رہی ہیں، اس سے ہم خود ہی انسانیت کے محسن اعظم ﷺ کے پیغام امن کی نفی کر رہے ہیں--- رحمت کائنات ﷺ کے پیروکار کی بالعموم اور مذہبی تنظیموں اور دینی مبلغین کی بالخصوص یہ منفی روش، اسلام کے فکر و عمل سے کھلے انحراف اور تصادم کے مترادف ہے--- اس وقت اپنے ہی ہاتھوں تباہی و بربادی کے اس عمل سے جلد از جلد چھٹکارا پانے کو اوّلین اجتماعی مقصد قرار دے کر اس کے لیے ٹھوس منصوبہ بندی اور عملی پیش رفت علمائے کرام، مشائخ عظام اور حکومت کی مشترکہ ذمہ داری ہے---

رب کریم جل جلالہ ہم پر کرم فرمائے اور اپنے محبوب رحمۃ للعالمین ﷺ کے صدقے ہمیں اپنے فرائض پہچاننے اور ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے---

و صلّی اللّٰہ تعالٰی علٰی حبیبہ خیر خلقہ محمد
و علٰی آلہٖ و اصحابہٖ و بارک وسلم

حوالہ جات

۱......سورۃ الروم، آیت ۴۱

۲......محمد بن عیسیٰ ترمذی، جامع ترمذی، مجتبائی دہلی، جلد ۲، صفحہ ۱۹

۳......ایضاً، جلد ۲، صفحہ ۹۳

۴......محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری/ اصح المطابع، دہلی، جلد ۱، صفحہ ۶

۵......محمد بن عبد الباقی زرقانی، زرقانی علی المواہب، ازہریہ مصر، جلد ۸، صفحہ ۲۶۹

۶......سورۃ البقرۃ، آیت ۸۳

۷......صحیح بخاری، جلد ۲، صفحہ ۸۸۹

۸......جامع ترمذی، جلد ۲، صفحہ ۱۴

۹......ابوعبداللہ احمد بن محمد حنبل، مسند امام احمد، دار صادر بیروت، جلد ۳، صفحہ ۲۷۲

۱۰......جامع ترمذی، جلد۲، صفحہ۵۴/ علامہ احمد بن محمد قسطلانی، ارشاد الساری، بولاق مصر، جلد۱، صفحہ۱۱۲/ ابوعبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، اصح المطابع کراچی، صفحہ۳۲۱ (تکن مؤمنا)

۱۱......جامع ترمذی، باب حق المراءۃ علی زوجھا،

۱۲......ابومحمد عبدالملک بن ہشام، سیرت ابن ہشام، الازہر مصر، جلد۲، صفحہ۳۹۰

۱۳......مسلم بن حجاج قشیری، صحیح مسلم، اصح المطابع کراچی، جلد۱، صفحہ۳۹۷

۱۴......سنن ابن ماجہ، صفحہ۱۴۲

۱۵......صحیح بخاری، جلد۲، صفحہ۶۱۶، ۱۰۰۳/ سنن ابن ماجہ، صفحہ۱۸۶

۱۶......سنن ابن ماجہ، صفحہ۱۸۲

۱۷......سورۃ البقرۃ، آیت ۲۰۵

۱۸......سورۃ القصص، آیت ۷۷

۱۹......سورۃ المائدۃ، آیت ۶۴

۲۰......علاؤالدین علی متقی، کنز العمال، دائرۃ المعارف، جلد۲، صفحہ۲۲

۲۱......سورۃ الحجرات، آیت ۱۳

۲۲......سورۃ الحجرات، آیت ۱۰

۲۳......صحیح بخاری، جلد۱، صفحہ۳۵-۲۳۴

۲۴......جامع ترمذی، جلد۱، صفحہ۱۶۷

۲۵......صحیح بخاری، جلد۲، صفحہ۱۰۲۱

۲۶......سورۃ المائدۃ، آیت ۳۲

۲۷......قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری، رحمۃ للعالمین، J.S. پرنٹرز لاہور، جلد۲، صفحہ۲۰۳

۲۸......ایضاً، صفحہ۲۱۴

۲۹......اس مقالہ کی پہلی اشاعت کے بعد ۲۰۰۰ء سے لے کر اب تک افغانستان، عراق

اور شام وغیرہ ممالک میں امریکی دہشت گردی سے خواتین اور بچوں سمیت لاکھوں افراد لقمۂ اجل بنے---

۳۰......سورۃ الحج، آیت ۴۰

۳۱......صحیح بخاری، جلد ۲، صفحہ ۸۹۳

۳۲......صحیح بخاری، جلد ۲، صفحہ ۸۹۶

۳۳......محمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ، دار صادر، جلد ۱، صفحہ ۱۲۹

۳۴......سیرت ابن ہشام، جلد ۱، صفحہ ۱۲۵/ سبل الھدیٰ و الرشاد، الباب الخامس عشر فی بنیان قریش الکعبة، جلد ۲، صفحہ ۱۷۱

۳۵......سورہ آل عمران، آیت ۱۰۳

۳۶......زرقانی، جلد ۲، صفحہ ۳۲۸

۳۷......سورہ آل عمران، آیت ۹۷

زَبوں حالی فزوں حد سے ہوئی ہے مسلم اُمہ کی

ہوا دنیا میں اس کا خون ارزاں یارسول اللہ!

تلاطم خیز موجوں میں گھری ہے کشتیٔ امت

کوئی فرمایئے بچنے کا ساماں یارسول اللہ!

[نوریؔ]

رفعتِ شانِ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سے اجالا کر دے
ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو
چمنِ دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
یہ نہ ساقی ہوتو پھر مے بھی نہ ہو، خم بھی نہ ہو
بزم توحید بھی دنیا میں نہ ہو، تم بھی نہ ہو
خیمہ افلاک کا اِستادہ اسی نام سے ہے
نبضِ ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے
دشت میں، دامنِ کہسار میں، میدان میں ہے
بحر میں، موج کی آغوش میں، طوفان میں ہے
چین کے شہر، مراکش کے بیابان میں ہے
اور پوشیدہ مسلمان کے ایمان میں ہے
چشم اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے
رفعتِ شانِ رفعنا لك ذكرك دیکھے

[علامہ اقبال]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ جل وعلا ساری کائنات کا خالق اور عزت، عظمت اور رفعت کا مالک ہے۔ اسی ذوالعظمۃ والکبریاء کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ؃﴾---[۱]

''اے حبیب! ہم نے تیری خاطر تیرے ذکر کو بلند کر دیا''---

''رفعنا ذکرك'' اعلامیہ ہے خالقِ کل کا
کہ سب اونچوں سے اونچی مصطفیٰ کی شان رفعت ہے [۲]

رَفَعْنَا

اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے، توحید کا تقاضا ہے کہ بندے اسے صیغہ واحد سے خطاب کریں لیکن وہ اپنے لیے کبھی واحد کا صیغہ استعمال فرماتا ہے:

﴿---اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّآ اَنَا﴾---[۳]

اور کبھی جمع کا۔ جہاں جمع کا صیغہ استعمال فرماتا ہے وہاں یقیناً کوئی نہ کوئی حکمت ہوتی ہے۔ چناں چہ علماء کرام نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ جہاں جمع کا صیغہ لاتا ہے، وہاں دراصل مابعد کی عظمت کا اظہار مقصود ہوتا ہے، مثلاً:

﴿اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاہِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ﴿۸﴾﴾---[۴]

میں عظمت رسالت کی طرف متوجہ فرمایا۔

﴿اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ ﴿۱﴾﴾---[۵]

سے کتاب مُنزّل (قرآن کریم) کی شان کی طرف اشارہ ہے۔

علیٰ ہذاالقیاس و رفعنا ''ہم نے بلند کیا'' فرما کر ذکر مصطفیٰ کی رفعت، عظمت اور اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ یعنی وہ رفعتوں اور عظمتوں کا خالق و مالک رب ارشاد فرمارہا ہے کہ اے حبیب! تیرا ذکر بلند کرنے والے ہم ہیں، کس کی مجال کہ ہمارے بلند کردہ ذکر کو پست کر سکے۔

وَ رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکْ ''ہے تری شان رفیع''
بول بالا ہے ترا ذکر ہے اونچا تیرا
تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا [۶]

اللہ تعالیٰ نے رفعتِ ذکرِ مصطفیٰ کو اپنے ذمہ لیا ہے، مخلوق کے ذمہ نہیں لگایا، کیوں کہ مخلوق کی ایک حد ہے، اگر اس کے ذمے ہوتا تو وہ اپنے مخصوص اور محدود دائرۂ کار میں رہتے ہوئے ذکر مصطفیٰ کو بلند کرتی مگر اللہ تعالیٰ لامحدود ہے، سو اس کے بلند کیے ہوئے ذکر کی بھی کوئی حد نہیں۔ نیز مخلوق فانی ہے، اس کی ابتدا بھی ہے اور انتہا بھی، مخلوق کی طرف سے کیا گیا ذکر بھی ابتدا و انتہا میں مقید ہو جاتا، مگر اللہ تعالیٰ ازلی ابدی ہے،

اس کی کوئی ابتدا اور انتہا نہیں ہے، وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ ہمیشہ رہے گا، سو اس کا بلند کیا ہوا ذکر مصطفیٰ بھی ازلی ابدی ہے، ہمیشہ ہمیشہ تک بلند رہے گا۔

لك

آیت مبارکہ میں لك کا اضافہ خاص اہمیت کا حامل ہے۔ اگر صرف رفعنا ذکرك فرما دیا جاتا تو جملہ مکمل ہو جاتا، مگر رفعنا فعل کے مفعول ذکرك سے پہلے لك کا اضافہ کر کے حضور ﷺ کے مقام محبوبیت کی طرف اشارہ فرمایا گیا کہ اے محبوب! ہم نے تیرا ذکر اس لیے بلند کیا ہے کہ تو راضی ہو جائے، تیری رضا اور خوشی کے لیے یہ اہتمام کیا گیا ہے۔ اسی طرح اس سورہ کی پہلی آیت اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ میں بھی لك کا اضافہ ہے، اس لك کے اضافہ اور مفعول پر اس کی تقدیم کی حکمت علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ یوں بیان کرتے ہیں:

لِلْاِذْعَانِ مِنْ اَوَّلِ الْاَمْرِ بِاَنَّ الشرحَ مِنْ مَنَافِعِهٖ عليهِ الصَّلٰوةُ وَ السَّلامُ وَ مَصَالِحِهٖ مُسَارَعَةً اِلٰى اِدْخَالِ الْمَسَرَّةِ فِىْ قَلْبِهِ الشَّرِيْفِ ﷺ وَ تَشْوِيْقًا لَهٗ عَلَيهِ الصَّلٰوةُ وَ السَّلامِ اِلٰى مَا يَعْقِبُهٗ لِيَتَمَكَّنَ عِنْدَهٗ وَقْتَ وُرُوْدِهٖ فَضلَ تَمَكُّنٍ---[۷]

''تاکہ آیت مبارکہ کا ابتدائی حصہ سنتے ہی آپ کا قلب اقدس جذبات مسرت سے سرشار ہو جائے اور اس امر کا پختہ یقین ہو جائے کہ یہ شرح صدر (اور رفعت ذکر) آپ ہی کی خاطر ہے اور اس کا فائدہ آپ ہی کو ہے''---

شیخ محمد امین الہروی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی نکتہ بایں کلمات بیان کیا ہے:

قَصْداً اِلٰی تَعْجِیْلِ الْمَسَرَّۃِ لَہٗ وَ تَشْوِیْقًا اِلَی الْمُؤَخَّرِ وَ کَذَا یُقَالُ فِیْ قَوْلِہٖ وَ رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ---[۸]

عبدالماجد دریابادی لکھتے ہیں:

''لك میں ل تخصیص کا ہے، یعنی ایسی رفعت آپ ہی کے لیے ہے، کوئی اس میں آپ کا شریک نہیں''---[۹]

رفعت حضور ﷺ کے صدقے ملتی ہے

بعض مفسرین نے لك کے ''ل'' کو لام ملکیت قرار دیا ہے، یعنی رفعت اور بلندی کے آپ مالک ہیں، جسے چاہیں عظمت، رفعت اور بلندی سے سرفراز فرمادیں۔
حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

''لك'' اس لیے بڑھایا گیا ہے، جس سے معلوم ہو کہ بلندی اور رتبہ آپ کی ملک کر دیا گیا کہ جس کو آپ بلند فرمائیں وہ بلند ہو جائے اور جس کو حضور ﷺ دھتکار دیں اس کو دونوں جہانوں میں کہیں پناہ نہ ملے''---[۱۰]

حضور ﷺ کے خلفاء راشدین ہی کو دیکھیے کہ انھیں قرب مصطفیٰ کے صدقے کیا کیا عظمتیں نصیب ہوئیں، فرش زمین ہی نہیں عرش بریں پر بھی ان کے چرچے ہیں۔
امام محبّ طبری روایت کرتے ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا:

عَلَی الْعَرْشِ مَکْتُوْبٌ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ أبُوْ بکر الصدیق، عمر الفاروق، عثمان الشھید، علی الرضا---[۱۱]

عرش پر کلمہ طیبہ اور چاروں خلفاء راشدین کے اسماء گرامی تحریر ہیں۔

رفعتِ ذکر کی تشریح و تفسیر

آیت کریمہ ﴿و رفعنا لك ذکرك﴾ کے حوالے سے مختلف ادوار کے چند مفسرین کرام کی تشریح و تفسیر پیش کی جا رہی ہے:

حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی تفسیر

عالم ربانی غوث صمدانی پیران پیر دستگیر سیدنا غوث اعظم شیخ سید عبد القادر الجیلانی الحسنی الحسینی رضی اللہ عنہ (م ۵۶۱ھ) ﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ کی تفسیر یوں بیان فرماتے ہیں:

حَيْثُ قرنَّا اسْمَكَ بِاسْمِنَا، وَ خَلَّفْنَاكَ عَنَّا، وَ اخْتَرنَا لِخلافَتِنَا وَ نِيَابَتِنَا، لِذٰلِكَ أنزلنَا فِي شَأْنِكَ:

﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ﴾---[۱۲]

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُوْنَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ﴾---[۱۳]

اِلٰى غَيرِ ذٰلِكَ مِنَ الآيَاتِ وَ اىّ رفعٍ وَ كرامةٍ اَعلٰى وَ اَعظم مِنْ ذٰلِكَ؟---

''ہم نے آپ کے ذکر کو یوں بلند کر رکھا ہے کہ آپ کے نام کو اپنے نام کے ساتھ ملا دیا اور آپ کو اپنا خلیفہ (اعظم) بنا دیا اور اپنی خلافت اور نیابت کے لیے منتخب فرما لیا۔ اسی لیے ہم نے آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت اور آپ کی بیعت کو اپنی بیعت قرار دیتے ہوئے آپ کی شان میں یہ اور اسی طرح کی دیگر آیات نازل فرمائیں:

''جس نے رسول کی اطاعت کی، اس نے اللہ کی اطاعت کی''---

''بے شک جو لوگ آپ کی بیعت کرتے ہیں، درحقیقت وہ اللہ تعالیٰ سے بیعت کرتے ہیں''---

اور اس سے بڑھ کر اور کیا عزت و کرامت اور رفعت کا تصور کیا جا سکتا ہے''---

وَ بَعْدَ مَا كَرَّمْنَاكَ بِأَمْثَالِ هٰذِهِ الكرامَاتِ العَلِيَّةِ ، لا تَيْأَسْ مِنْ سعةِ رَوْحِنَا وَ رَحمَتِنَا وَ إِعَانَتِنَا وَ إِغَاثَتِنَا ، وَ لَا تَحْزَنْ عَلٰى أذَى قَومِكَ وَ اسْتِهْزَائِهِمْ ، وَ تَطَاوُلْ مُعَادَاتِهِمْ وَ عِنَادِهِمْ مَعَكَ---

''اے حبیب! جب ہم نے آپ کو اس قسم کی عظیم کرامات سے معزز و مشرف فرما رکھا ہے تو پھر ہماری وسیع تر رحمت، مدد اور اعانت سے مایوس نہ ہو (یہ ہمیشہ تمہارے شامل حال رہے گی، لہٰذا) اپنی قوم کی ایذا رسانی، استہزاء، دشمنی اور عناد سے غم گین نہ ہوں''---[۱۴]

علامہ قرطبی کی تفسیر

علامہ ابو عبداللہ محمد بن احمد قرطبی (م ٦٦٨ ھ) اس آیت کی تفسیر یوں تحریر کرتے ہیں:
ضحاک سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ آپ سے فرماتا ہے:

لَا ذُكِرْتُ إِلَّا ذُكِرْتَ مَعِيَ فِي الْأَذَانِ وَ الْإِقَامَةِ وَ التَّشَهُّدِ وَ يَوْمِ الْجُمُعَةِ عَلَى الْمَنَابِرِ وَ يَوْمِ الْفِطْرِ وَ يَوْمِ الأَضْحٰى وَ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ ، وَ يَوْمِ عَرَفَةَ وَ عِنْدَ الْجِمَارِ ، وَ عَلَى الصَّفَا وَ الْمَرْوَةِ ، وَ فِي خُطْبَةِ النِّكَاحِ ، وَ فِي مَشَارِقِ الْأَرْضِ وَ مَغَارِبِهَا وَ لَوْ أَنَّ رَجُلاً عَبَدَ اللّٰهَ

جَلَّ ثَنَاؤُہ، وَ صَدَّقَ بِالْجَنَّةِ وَ النَّارِ وَ کُلِّ شَیْءٍ، وَ لَمْ یَشْهَدْ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، لَمْ یَنْتَفِعْ بِشَیْءٍ وَ کَانَ کَافِرًا---

''اذان، اقامت، تشہد میں اور جمعہ کے روز منبروں پر اور عید الفطر، عید الاضحیٰ، ایام تشریق، یوم عرفہ، رمی جمار کے وقت اور صفا و مروہ پر اور خطبۂ نکاح میں اور زمین کے مشارق و مغارب میں جہاں اور جب کہیں میرا ذکر کیا جاتا ہے تو اس کے ساتھ اے حبیب! آپ کا ذکر بھی کیا جاتا ہے اور اگر کوئی شخص اللہ عزوجل کی عبادت کرے اور جنت، دوزخ اور تمام دینی امور کی تصدیق کرے اور اس بات کی شہادت نہ دے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں تو اس کی عبادت اسے کچھ فائدہ نہ دے گی بلکہ وہ کافر ہی رہے گا۔

اس آیت کی تفسیر میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہم نے آپ کے ذکر کو بلند کر دیا اور آپ سے پہلے رسولوں پر نازل شدہ کتابوں میں آپ کا ذکر کیا اور پہلے انبیاء کو آپ کی بشارت دینے کا حکم دیا اور آپ کے دین کو تمام ادیان پر غالب کر دیا''---

اس آیت کی تفسیر میں یہ بھی کہا گیا ہے:

رَفَعْنَا ذِکْرَکَ عِنْدَ الْمَلَائِکَةِ فِی السَّمَآءِ، وَ فِی الْأَرْضِ عِنْدَ الْمُؤْمِنِیْنَ، وَنَرْفَعُ فِی الْآخِرَةِ ذِکْرَکَ بِمَا نُعْطِیْکَ مِنَ الْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ، وَ کَرَائِمِ الدَّرَجَاتِ---[۱۵]

''ہم نے آسمانوں پر فرشتوں میں اور زمین پر مومنین میں آپ کے ذکر کو بلند کر دیا اور آخرت میں بھی ہم آپ کو مقام محمود پر فائز کر کے اور بلند و بالا درجات سے نواز کر آپ کے ذکر کو بلند کریں گے''---

امام رازی کی تفسیر

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۰۶ ھ) رقم طراز ہیں:

''علماء نے ذکر کیا ہے کہ و رفعنا لك ذكرك میں رفعت ذکر سے صرف آپ کی نبوت ہی مراد نہیں بلکہ اس کا دائرہ وسیع اور عام ہے کہ آسمانوں اور زمینوں میں آپ کی شہرت ہے، عرش پر آپ کا نام نامی لکھا ہوا ہے، کلمۂ شہادت اور تشہد میں اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ آپ کا نام ذکر کیا جاتا ہے، کتب سابقہ میں آپ کا ذکر ہے، تمام آفاق میں آپ کا ذکر پھیلا ہوا ہے، نبوت آپ پر ختم کر دی گئی، خطبوں اور اذانوں میں آپ کا ذکر کیا جاتا رہے گا، کتب و رسائل کے آغاز و اختتام میں آپ کا تذکرہ ہوتا رہے گا، قرآن کریم کے متعدد مقامات میں آپ کا ذکر اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ آتا ہے، مثلاً:

﴿وَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ یُّرْضُوْهُ﴾---[۱۶]

''حالاں کہ اللہ اور اس کے رسول کا زیادہ حق ہے کہ اسے راضی کرتے''---

﴿وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ﴾---[۱۷]

''اور جو حکم مانے اللہ اور اللہ کے رسول کا''---

﴿اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ﴾---[۱۸]

''حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا''---

اللہ تعالیٰ دیگر انبیاء کو ان کے ناموں سے ندا فرماتا ہے، مثلاً یا موسیٰ، یا عیسیٰ، جب کہ آپ کو نبی اور رسول کے عنوان سے خطاب فرماتا ہے، مثلاً یآیھا الرسول، یایھا النبی۔

اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں آپ کی محبت رکھ دی ہے، آپ کا ذکر انھیں بھلا لگتا ہے، گویا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میں ساری کائنات کو آپ ﷺ کے متبعین اور غلاموں سے بھر دوں گا، وہ آپ کی نعت خوانی اور مدح سرائی کرتے، آپ پر درود بھیجتے رہیں گے اور آپ کی سنتوں کی حفاظت کرتے رہیں گے، بلکہ ہر نماز میں فرائض کے ساتھ ساتھ سنتیں بھی ہیں، وہ فرض میں میرے حکم پر اور سنت میں آپ کے حکم پر عمل پیرا ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا:

﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ﴾---[۱۹]

''جس نے رسول کا حکم مانا، بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا''---

اور آپ کی بیعت کو اپنی بیعت قرار دیا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللّٰهَ﴾---[۲۰]

''بے شک جو لوگ آپ کی بیعت کرتے ہیں، درحقیقت وہ اللہ تعالیٰ سے بیعت کرتے ہیں''---

سلاطین آپ کی اطاعت کو عار نہیں سمجھیں گے، قراء آپ کے الفاظ قراءت کو محفوظ رکھیں گے، مفسرین آپ کی کتاب---قرآن کریم---کی تفسیر کرتے رہیں گے، واعظین آپ کے فرمانات کی تبلیغ کرتے رہیں گے:

بَلِ الْعُلَمَآءِ وَ السَّلَاطِيْن يَصِلُوْنَ إِلٰى خِدْمَتِكَ وَ يُسَلِّمُوْن مِن وَّرَآءِ الْبَاب عَلَيْك وَ يَمْسَحُوْنَ وُجُوْهَهُمْ بِتُرَابِ رَوْضَتِكَ وَ يَرْجُوْن شَفَاعَتَك فَشَرَفُكَ بَاقٍ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ---[۲۱]

''بلکہ تمام علماء و سلاطین آپ کی بارگاہ عالیہ میں حاضری دیتے رہیں گے اور آپ کی چوکھٹ پر کھڑے ہو کر سلام عرض کرتے رہیں گے اور آپ کے

روضہ اقدس کی خاک کو اپنے چہروں کا غازہ بنائیں گے اور آپ کی شفاعت کے امیدوار ہوں گے، سو آپ کا شرف تا قیام قیامت باقی رہے گا"---

علامہ آلوسی کی تفسیر

صاحب روح المعانی علامہ ابوالفضل شہاب الدین محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۷۰ھ) لکھتے ہیں:

وَ أيُّ رفعٍ مثل أن قَرنَ اسمَه عَليه الصَّلاةُ و السَّلامُ باسمه عزَّ وَ جَلَّ فِي كلِمَتَيِ الشَّهَادَةِ وَ جَعلَ طَاعتَهُ طاعتَه و صَلّى عَليهِ فِي مَلآئِكتِه وَ أمرَ المُؤمِنِينَ بالصَّلاةِ عَليهِ وَ خَاطَبَه بالألقَابِ كَيَآ أيُّها المُدَّثِّر يَآ أيها المُزَّمِّل يَآ أيها النَّبِيُّ يَآ أيها الرَّسولُ و ذكرَه سُبحَانَه فِي كُتُبِ الأوَّلِينَ وَ أخَذ علَى الأنبياءِ عَليهِمُ السَّلامُ وَ أمَمِهِمْ أن يُؤمِنُوا بِه صلَّى اللّٰه علَيه و سلّم ---[۳۲]

"اس سے بڑھ کر رفع ذکر کیا ہو سکتا ہے کہ کلمہ شہادت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ اپنے محبوب کا نام ملا دیا، حضور کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا، ملائکہ کے ساتھ آپ پر درود بھیجا، مومنوں کو درود پڑھنے کا حکم دیا اور جب بھی خطاب کیا تو معزز القاب کے ساتھ مخاطب فرمایا، جیسے یَآاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ، یَآاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ، یَآاَیُّھَا النَّبِیُّ، یَآاَیُّھَا الرَّسُوْلُ---

پہلی آسمانی کتابوں میں بھی آپ کا ذکر خیر فرمایا، تمام انبیاء اور ان کی امتوں سے آپ پر ایمان لانے کا وعدہ لیا---

مجاہد، قتادہ، محمد بن کعب، ضحاک اور حسن (رضی اللہ عنہم) وغیرہم مفسرین کرام نے

اس کامفہوم یوں بیان کیا ہے کہ گویا اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَا أُذْكَرُ إِلَّا ذُكِرْتَ مَعِي ---

''جہاں میرا ذکر ہوگا وہاں اے حبیب! آپ کا ذکر بھی ہوگا ---

اس سلسلے میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع حدیث بھی مروی ہے، جسے ابویعلی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، ابن مردویہ اور صاحب دلائل النبوۃ ابونعیم (رحمۃ اللہ علیہم) محدثین نے اپنی کتب میں نقل کیا ہے:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل امین (علیہ السلام) میرے پاس آئے اور کہا:

آپ کا رب پوچھتا ہے، آپ جانتے ہیں کہ میں نے آپ کے ذکر کو کیسے بلند کیا؟ --- میں نے جواب دیا، اس حقیقت کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے --- اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

إِذَا ذُكِرْتُ ذُكِرْتَ مَعِيَ ---

(اے حبیب!) ''جہاں میرا ذکر کیا جائے گا وہاں آپ کا ذکر بھی میرے ساتھ کیا جائے گا'' --- [۲۳]

سید قطب مصری کی تفسیر

سید محمد قطب شہید (م ۱۳۸۵ھ) رقم طراز ہیں:

''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر عالم بالا میں بلند ہونے لگا، پوری زمین میں آپ کی دعوت کا غلغلہ بلند ہوگیا، اس پوری کائنات میں آپ کا نام بلند ہوگیا اور پھر کلمہ طیبہ میں آپ کا نام اللہ کے نام کے ساتھ جوڑ دیا گیا --- لا الٰہ

اِلَّا اللّٰہ محمدٌ رَّسول اللّٰہ کہ جب بھی کوئی کلمہ پڑھے گا آپ کا نام بلند ہوگا، اس کے بعد آخر اور کیا مقام و مرتبہ ہوسکتا ہے؟ یہ تو آپ کا ایک منفرد مقام ہے اور تمام مخلوقات کے مقابلے میں آپ کے لیے مخصوص ہے--- ہم نے آپ کا ذکر لوح محفوظ میں کر دیا کہ زمانے گزر جائیں گے، نسلیں بدلتی رہیں گی مگر کروڑوں ہونٹ آپ کے اسم گرامی کو ادا کرتے رہیں گے، صلوٰۃ و سلام بھیجتے رہیں گے، گہری محبت اور عظمت و احترام کا اظہار کرتے رہیں گے---

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر یوں بھی بلند ہوا کہ آپ کا نام اسلامی نظام زندگی اور شریعت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ منتھی ہوگیا، صرف آپ کا انتخاب ہی رفع ذکر کا باعث بنا--- یہ وہ مقام تھا جو نہ کسی کو کبھی نصیب ہوا اور نہ ہوگا''---[۲۴]

جہاں ذکر خدا وہاں ذکر مصطفیٰ

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کو کس طرح بلند فرمایا؟ اس کا مفہوم بھی اللہ رب العزت نے بیان فرما دیا۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَتَانِي جِبْرِيْلُ، فَقَالَ: إِنَّ رَبِّيْ وَ رَبَّكَ يَقُوْلُ: كَيْفَ رَفَعْتُ لَكَ ذِكْرَكَ؟ قُلْتُ: اَللّٰهُ أَعْلَمُ، قَالَ: إِذَا ذُكِرْتُ ذُكِرْتَ مَعِيَ---[۲۵]

''میرے پاس جبریل (علیہ السلام) آئے اور کہا کہ میرا اور آپ کا رب پوچھتا ہے کہ بتائیے کہ میں نے آپ کا ذکر کیسے بلند کیا ہے؟ میں نے کہا،

اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آپ کے ذکر کی رفعت و بلندی کی کیفیت یہ ہے کہ (اے حبیب!) جب بھی میرا ذکر کیا جائے گا، میرے ساتھ آپ کا بھی ذکر کیا جائے گا'' ---

چناں چہ کلمہ شہادت میں، اذان میں، اقامت میں، تشہد میں، ہر جگہ خالق کائنات کے نام کے ساتھ مخلوق میں سے اگر کسی کا ذکر آتا ہے تو وہ وجہِ تخلیق کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کا نام ہے۔حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَ ضَمَّ الْإِلٰـہُ اسْمَ النَّبِیِّ إِلَی اسْمِہٖ
إِذَا قَالَ فِی الْخَمْسِ الْمُؤَذِّنُ : أَشْهَدُ
وَ شَقَّ لَـہُ مِنِ اسْمِـہٖ لِیُجِلَّـہُ
فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُودٌ وَ هٰذَا مُحَمَّدُ [۲۶]

''اللہ تعالیٰ نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا نام نامی اپنے نام کے ساتھ اس طرح متصل فرمادیا ہے کہ ہر موذن پانچ وقت اشھد ان لا الہ الّا اللّٰہ کے ساتھ اشھد انّ محمدا رسول اللّٰہ کی شہادت دیتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی عظمت و فضیلت کے اظہار کے لیے آپ کے نام کو اپنے نام سے مشتق فرمایا۔سو عرش والا اللہ (اعظم شانہ) محمود ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محمد ہیں'' ---

اذان --- رفعت شان رفعنا لك ذکرك کا نظارہ

رفعتِ ذکر مصطفیٰ کی ایک نہایت واضح، خوب صورت اور نا قابل تردید حقیقت اذان بھی ہے۔شب و روز کے چوبیس گھنٹوں میں سے کوئی لمحہ ایسا نہیں کہ دنیا کے

کسی گوشے میں اذان نہ ہو رہی ہو۔ کئی سال ہوئے، پاک فوج کے ترجمان ماہ نامہ الہلال میں سیکنڈ لفٹیننٹ محمد شعیب کا ایک ایمان افروز مضمون شائع ہوا تھا، جسے ہم نے ماہ نامہ نور الحبیب بصیر پور (اکتوبر ۱۹۹۶ء) میں الہلال کے شکریہ کے ساتھ شائع کیا تھا، بعد میں یہ مضمون بعض دیگر جرائد اور کتابچوں کی زینت بنا تھا۔ موضوع کی مناسبت سے اسے یہاں من وعن درج کیا جا رہا ہے:

''دنیا کے نقشے کو دیکھیں، اسلامی ممالک میں انڈونیشیا کرۂ ارض کے مشرق میں واقع ہے۔ یہ ملک بے شمار جزیروں پر مشتمل ہے، جن میں جاوا، سماٹرا، بورنیو اور سیبلز مشہور جزیرے ہیں۔ انڈونیشیا آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا اسلامی ملک ہے۔ ۱۸ ارکروڑ آبادی کے اس ملک میں غیر مسلم آبادی کا تناسب آٹے میں نمک کے برابر ہے۔

طلوعِ سحر سیبلز کے مشرق میں واقع جزائر میں ہوتی ہے، وہاں جس وقت صبح کے ساڑھے پانچ بج رہے ہوتے ہیں، طلوعِ سحر کے ساتھ ہی انڈونیشیا کے انتہائی مشرقی جزائر میں فجر کی اذان شروع ہو جاتی ہے اور ہزاروں مؤذن خدائے بزرگ و برتر کی توحید اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا اعلان کر رہے ہوتے ہیں۔

مشرقی جزائر سے یہ سلسلہ مغربی جزائر کی طرف بڑھتا ہے اور ڈیڑھ گھنٹہ بعد جکارتہ میں مؤذنوں کی آواز گونجنے لگتی ہے۔ جکارتہ کے بعد یہ سلسلہ سماٹرا میں شروع ہو جاتا ہے اور سماٹرا کے مغربی قصبوں اور دیہات سے پہلے ہی ملایا کی مسجدوں میں اذانیں بلند ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔

ملایا کے بعد برما کی باری آتی ہے۔ جکارتہ سے اذانوں کا جو سلسلہ شروع ہوتا ہے، وہ ایک گھنٹہ بعد ڈھاکہ پہنچتا ہے۔ بنگلہ دیش میں ابھی اذانوں کا یہ سلسلہ ختم نہیں ہوتا کہ کلکتہ سے سری نگر تک اذانیں گونجنے لگتی ہیں۔ دوسری طرف یہ سلسلہ کلکتہ سے بمبئی کی طرف بڑھتا ہے اور پورے ہندوستان کی فضا توحید و رسالت کے اعلان سے

گونج اٹھتی ہے۔

سری نگر اور سیال کوٹ میں فجر کی اذان کا ایک ہی وقت ہے۔ سیال کوٹ سے کوئٹہ، کراچی اور گوادر تک چالیس منٹ کا فرق ہے۔ اس عرصے میں فجر کی اذان پاکستان میں بلند ہوتی رہتی ہے۔ پاکستان میں یہ سلسلہ ختم ہونے سے پہلے افغانستان اور مسقط میں اذانوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ مسقط سے بغداد تک ایک گھنٹے کا فرق ہے، اس عرصے میں اذانیں حجازِ مقدس، یمن، عرب امارات، کویت اور عراق میں گونجتی رہتی ہیں۔

بغداد سے سکندریہ تک پھر ایک گھنٹہ کا فرق ہے۔ اس دوران شام، مصر، صومالیہ اور سوڈان میں اذانیں بلند ہوتی رہتی ہیں۔ اسکندریہ اور استنبول ایک ہی طول وعرض پر واقع ہیں۔ مشرقی ترکی سے مغربی ترکی تک ڈیڑھ گھنٹے کا فرق ہے، اس دوران ترکی میں صدائے توحید ورسالت بلند ہوتی ہے۔

اسکندریہ سے طرابلس تک ایک گھنٹے کا دورانیہ ہے، اس عرصے میں شمالی افریقہ میں لیبیا اور تیونس میں اذانوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ فجر کی اذان جس کا آغاز انڈونیشیا کے مشرقی جزائر سے ہوا تھا، ساڑھے نو گھنٹے کا سفر طے کر کے بحر اوقیانوس کے مشرقی کنارے تک پہنچتی ہے۔

فجر کی اذان بحر اوقیانوس تک پہنچنے سے قبل ہی مشرقی انڈونیشیا میں ظہر کی اذان کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور ڈھاکہ میں ظہر کی اذانیں شروع ہونے تک مشرقی انڈونیشیا میں عصر کی اذانیں بلند ہونے لگتی ہیں۔ یہ سلسلہ ڈیڑھ گھنٹہ میں بمشکل جکارتہ پہنچتا ہے کہ انڈونیشیا کے مشرقی جزائر میں نمازِ مغرب کا وقت ہو جاتا ہے۔ مغرب کی اذانیں سیبلز سے بمشکل سماٹرا تک پہنچتی ہیں کہ اتنے میں عشاء کا وقت ہو جاتا ہے، جس وقت مشرقی انڈونیشیا میں عشاء کی اذانوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے، اس وقت افریقہ میں

فجر کی اذانیں گونج رہی ہوتی ہیں۔

کیا آپ نے کبھی غور کیا کہ کرۂ ارض پر ایک سیکنڈ بھی ایسا نہیں گزرتا جس وقت ہزاروں لاکھوں مؤذن بیک وقت خدائے بزرگ و برتر کی توحید اور حضرت محمد ﷺ کی رسالت کا اعلان نہ کر رہے ہوں؟

ان شاء اللہ العزیز یہ سلسلہ تا قیامت اسی طرح جاری رہے گا''---[۲۷]

چشمِ اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے
رفعتِ شانِ رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ دیکھے [۲۸]

عرش پر نام مصطفیٰ علیہ التحیة و الثناء

حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، ایک دن میں نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کی:

یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! مَتٰی کُنْتَ نَبِیًّا؟---

''یا رسول اللہ! آپ کب سے نبی ہیں؟''---

فرمایا:

''جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا فرمایا، پھر متوجہ ہوا تو ٹھیک سات آسمان بنائے اور عرش کو پیدا فرمایا تو:

کَتَبَ عَلٰی سَاقِ الْعَرْشِ: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ خَاتِمُ الْأَنْبِیَاءِ---

''ساقِ عرش پر لکھا: محمد (مصطفیٰ ﷺ) اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں''---

پھر اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا فرمایا اور اس میں حضرت آدم و حضرت حوا (علیہما السلام) کو ٹھہرایا تو:

كَتَبَ اسْمِیْ عَلَى الْاَبْوَابِ وَ الْاَوْرَاقِ وَ الْقِبَابِ وَ الْخِيَامِ ،
وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَ الْجَسَدِ---

''میرا نام جنت کے دروازوں، پتوں، قبوں اور خیموں پر تحریر فرمایا،
جب کہ ابھی حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے''---

نَظَرَ إِلَى الْعَرْشِ فَرَاٰى اسْمِیْ ، فَاَخْبَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَّهٗ سَيِّدُ وَلَدِكَ---

''حضرت آدم علیہ السلام نے عرش کی طرف نظر اٹھائی تو میرا نام لکھا ہوا دیکھا،
اللہ تعالیٰ نے انھیں بتایا کہ یہ تمہاری اولاد کے سردار ہیں''---

اور جب شیطان نے ان کو دھوکا دیا:

تَابَا وَ اسْتَشْفَعَا بِاسْمِیْ إِلَيْهِ---

''انھوں نے توبہ کی اور میرے نام کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں
شفیع بنایا''---[۲۹]

حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں،
جب حضرت آدم علیہ السلام سے (اجتہادی) خطا ہوگئی تو انہوں نے عرض کی:

يَا رَبِّ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ لِمَا غَفَرْتَ لِیْ---

''اے میرے رب! میں تجھ سے بحق محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سوال کرتا ہوں
کہ تو مجھے بخش دے''---

اللہ جل جلالہ نے فرمایا، اے آدم! تو نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو کیسے پہچانا؟ حالاں کہ
ابھی میں نے انہیں پیدا نہیں کیا۔ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے جواباً عرض کی:

يَا رَبِّ لَمَّا خَلَقْتَنِیْ بِيَدِكَ وَ نَفَخْتَ فِیَّ مِنْ رُوْحِكَ رَفَعْتُ رَأْسِیْ
فَرَأَيْتُ عَلٰى قَوَائِمِ الْعَرْشِ مَكْتُوْبًا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ
فَعَلِمْتُ اَنَّكَ لَمْ تُضِفْ اِلَى اسْمِكَ اِلَّا اَحَبَّ الْخَلْقِ اِلَيْكَ---

''اے میرے رب! جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے پیدا کر کے مجھ میں اپنی پسندیدہ روح پھونکی تو میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو عرش کے پایوں پر لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ لکھا ہوا تھا، میں نے یقین کر لیا کہ جس نام کو تو نے اپنے نام کے ساتھ رکھا ہے، وہ تجھے تمام مخلوقات میں سے سب سے زیادہ محبوب ہے (اسی لیے میں نے آپ کے وسیلہ سے دعا کی ہے)''---

اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے فرمایا:

صَدَقْتَ یَا آدَمُ اِنَّہ لَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَیَّ وَاِذْ سَئَلْتَنِیْ بِحَقِّہٖ فَقَدْ غَفَرْتُ لَکَ وَلَوْ لَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُکَ---

''اے آدم! تو نے سچ کہا، محمد مصطفیٰ واقعی مجھے ساری خلقت میں سے سب سے زیادہ محبوب ہیں، چوں کہ تو نے ان کے وسیلہ سے دعا کی ہے لہٰذا میں نے تیری مغفرت فرما دی ہے''---[۳۰]

ابوالحمراء سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، شب معراج میں نے دیکھا کہ عرش الٰہی پر لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ تحریر تھا۔[۳۱]

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا [۳۲]

عرش کو سکون مل گیا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایمان لاؤ اور اپنی امت کو تاکید کر دو

کہ اگر وہ آپ کا زمانہ پائیں تو ان کے ساتھ ایمان لائیں:

فَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُ آدَمَ وَ لَوْ لَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُ الْجَنَّةَ وَ لَا النَّارَ---

''اس لیے کہ اگر محمد مصطفیٰ ﷺ نہ ہوتے تو میں نہ آدم کو پیدا کرتا نہ جنت و دوزخ کو پیدا کرتا''---

لَقَدْ خَلَقْتُ الْعَرْشَ عَلَى الْمَآءِ فَاضْطَرَبَ فَكَتَبْتُ عَلَيْهِ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَسَكَنَ---[۳۳]

''میں نے عرش کو پانی پر پیدا کیا، وہ کانپنے لگا، میں نے اس پر لا الٰہ الّا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ تحریر کر دیا تو اسے سکون مل گیا''---

لوحِ محفوظ پر اسم محمد ﷺ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

أَوَّلُ شَيْءٍ كَتَبَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ إِنِّيْ أَنَا اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا، مُحَمَّدٌ رَّسُوْلِيْ---[۳۴]

''اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے جو کلمات لوحِ محفوظ پر تحریر فرمائے، وہ یہ تھے:

میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ میرے رسول ہیں''---

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے ایک اور روایت میں ہے:

''لوحِ محفوظ چمک دار موتی سے بنا ہوا ہے، اس کی لمبائی آسمان و زمین کے درمیانی فاصلے اور چوڑائی مشرق و مغرب کی مقدار کے برابر ہے،

اس کے کنارے موتی اور یاقوت سے مرصع ہیں، اس کا قلم نوری ہے اور اس کی پیشانی پر یہ تحریر کندہ ہے:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لا شَرِيْكَ لَهٗ دِيْنُهُ الْاِسْلَامُ وَ مُحَمَّدٌ عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ فَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ صَدَقَ بِوَعْدِهٖ وَ اتَّبَعَ رُسُلَهٗ، اَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ---[۳۵]

اللہ وحدہ لاشریک لہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اس کا پسندیدہ دین اسلام ہے اور محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس کے خاص بندے اور رسول ہیں، جو شخص اللہ عزوجل پر ایمان لائے اور اس کا وعدہ پورا کرتے ہوئے اس کے رسولوں کا اتباع کرے، اسے اللہ تعالیٰ جنت میں داخل فرمائے گا"---

جنت کے دروازے پر اسم گرامی

جنت کے صدر دروازے، اس کے مکانات اور اس کے درختوں کے پتے پتے پر مالک جنت قاسم نعمت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی منقش ہے۔ چند احادیث پیش کی جاتی ہیں:

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں:

عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ مَكْتُوْبٌ اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنَا، مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لا اُعَذِّبُ مَنْ قَالَهَا---[۳۶]

"جنت کے دروازے پر مکتوب ہے کہ بے شک میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ جس نے اس قول کو تسلیم کر لیا اللہ تعالیٰ اسے عذاب سے محفوظ رکھے گا"---

پتے پتے پر نام مصطفیٰ ﷺ

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

فِی الْجَنَّةِ شَجَرَةٌ أَوْ مَا فِی الْجَنَّةِ شَجَرَةٌ شَكَّ عَلِیُّ بن جَمِیل مَا عَلَیْھَا وَرَقَةٌ إِلا مَکْتُوبٌ عَلَیْھَا لآ إِلَهَ إِلا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ ، أَبو بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقُ ، عُمَرُ الْفَارُوقُ ، عُثْمَانُ ذُو النُّورَیْنِ---[۳۷]

''جنت میں ایک درخت ہے، یا فرمایا، جنت کے ہر درخت کے ہر ہر پتے پر کلمہ طیبہ تحریر ہے''---

عالم بالا کی ہر چیز پر اسم محمد ﷺ

عرش، سدرۃ المنتہیٰ، آسمان، جنت، حورانِ بہشت اور ملائکہ غرض عالم بالا کی ہر چیز پر حضور ﷺ کا اسم گرامی نقش ہے۔ اس سلسلے میں ابوالبشر حضرت سیدنا آدم علیہ السلام چشم دید حقائق کی منظر کشی کرتے ہوئے اپنے صاحبزادے حضرت شیث علیہ السلام کو فرماتے ہیں:

فَکُلَّمَا ذَکَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَاذْکُرْ اِلٰی جَنْبِهِ اسْمَ مُحَمَّدٍ ﷺ فَاِنِّی رَأَیْتُ اسْمَهٗ مَکْتُوبًا عَلٰی سَاقِ الْعَرْشِ وَاَنَا بَیْنَ الرُّوْحِ وَالطِّیْنِ ثُمَّ اِنِّیْ طُفْتُ السَّمٰوٰتِ فَلَمْ اَرَ فِی السَّمٰوٰتِ مَوْضِعًا اِلَّا رَأَیْتُ اسْمَ مُحَمَّدٍ ﷺ مَکْتُوبًا عَلَیْهِ وَاِنَّ رَبِّیْ اَسْکَنَنِی الْجَنَّةَ فَلَمْ اَرَ

فِي الْجَنَّةِ قَصْرًا وَ لَا غُرْفَةً اِلَّا رَأَيت اسْمَ مُحَمَّدٍ مَكْتُوبًا عَلَيْهِ وَ لَقَدْ رَأَيْتُ اسْمَ مُحَمَّدٍ مَكْتُوبًا عَلٰى نُحُورِ حُورِ الْعِينِ وَ عَلٰى وَرَقِ قَصَبِ آجَامِ الْجَنَّةِ وَ عَلٰى وَرَقِ شَجَرِ طُوبٰى وَ عَلٰى وَرَقِ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى وَ عَلٰى اَطْرَافِ الْحُجُبِ وَ بَيْنَ اَعْيُنِ الْمَلٰئِكَةِ فَاَكْثِرْ ذِكْرَهُ فَاِنَّ الْمَلٰئِكَةَ تَذْكُرُهُ فِيْ كُلِّ سَاعَاتِهَا---[۳۸]

''اے بیٹے! جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو، ساتھ ہی محمد ﷺ کا ذکر کرنا، کیوں کہ میں نے آپ ﷺ کا نام عرش کے پائے پر لکھا ہوا دیکھا، جب کہ میں روح اور مٹی کے درمیان تھا۔ پھر میں نے آسمان کی سیر کی تو جو جگہ بھی دیکھی، اس پر اسم محمد ﷺ لکھا ہوا پایا اور بے شک میرے رب عزوجل نے مجھے جنت میں ٹھہرایا تو جنت میں جتنے محل اور بالا خانے دیکھے، تمام پر اسم محمد لکھا ہوا دیکھا۔

اور قسم ہے، میں نے نام محمد ﷺ لکھا ہوا دیکھا حور عین کے سینوں پر، جنت کے بانس کے پتوں پر، درخت طوبیٰ کے پتوں پر، پردوں کے کناروں پر اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان۔ سو، محمد مصطفیٰ ﷺ کا ذکر زیادہ کیا کر، کیوں کہ بلاشک فرشتے ہر وقت آپ کا ذکر کرتے ہیں''---

اس حدیث مبارکہ پر استاذ الاساتذہ حضرت علامہ ابوالفضل محمد نصر اللہ نوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۷۸ء) نے درج ذیل نکتہ بیان فرمایا:

مکان پر مالک مکان کا نام

''مکان پر اس کے مالک کا نام لکھا جاتا ہے، آسمانوں اور بہشت کے

درودیوار پر آں حضرت ﷺ کا نام پاک مکتوب ہونا، اس امر کی بین دلیل ہے کہ آسمان اور جنت پیارے محبوب ﷺ کی ملکیت ہے، جس کو چاہیں، بہشت عطا فرمائیں، جسے چاہیں، رد فرمائیں۔ جس طرح اس صحیح حدیث:

اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّ اللّٰهُ يُعْطِيْ---[۳۹]

''میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرمانے والا ہے''---

کے عموم و اطلاق سے بھی ثابت ہے۔ مولانا حسن رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا ہے:

تو ہی ہے مُلکِ خدا مِلکِ خدا کا مالک
راج تیرا ہے زمانہ میں حکومت تیری [۴۰]

کائنات کی ہر چیز پر نام نامی

صرف عالم بالا ہی نہیں کائنات میں ہر سو اسم محمد ﷺ کی جلوہ گری ہے۔ حضرت ملا علی قاری رحمہ الباری تحریر فرماتے ہیں:

اِنَّ اسمَہ سُبْحَانَہٗ وَ تَعَالٰی مَعَ اسْمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مَرْسُوْمٌ عَلٰی كُلِّ شَيْئٍ مِّنَ الْاَشْيَآءِ بِحُكْمِ قَوْلِهٖ تَعَالٰی وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ اَیْ جَعَلْنَا ذِكْرَنَا مَعَكَ فِیْ كُلِّ شَيْئٍ مِّنْ مَلَكٍ وَ فَلَكٍ وَ بِنَآءٍ وَ سَمَاءٍ وَ فَرْش وَ عَرْش وَ حَجَرٍ وَ مَدَرٍ وَ شَجَرٍ وَ ثَمَرٍ وَ نَحْوِ ذٰلِكَ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ الْخَلْقِ لَا يُبْصِرُوْنَ---[۴۱]

''اللہ تعالیٰ کے فرمان ورفعنا لك ذكرك یعنی اے حبیب! آپ کے ذکر کو آپ کی خاطر بلند کیا، کہ ہر جگہ آپ کے ذکر کو اپنے ذکر

کے ساتھ شامل کر دیا ہے۔ چناں چہ فرشتے، آسمان، زمین، عرش، فرش، پتھر، مٹی کے ڈھیلے، درخت، پھل، غرض کائنات کی ہر چیز پر اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کا اسم گرامی مکتوب ہے، لیکن اکثر لوگ اسے دیکھ نہیں پاتے''---

انسانوں پر اسم محمد ﷺ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے دوشانوں کے درمیان لآ الٰہ الّا اللّٰہ محمدٌ رّسولُ اللّٰہِ خاتمُ النبیین تحریر تھا۔[۴۲]

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں کہ خراسان میں ایک لڑکا پیدا ہوا، جس کے ایک پہلو پر لا الٰہ الّا اللّٰہ اور دوسرے پر محمّد رسول اللّٰہ تحریر تھا۔[۴۳]

مغربی افریقہ کے ایک شہر میں ایک آدمی تھا، جس کی دائیں آنکھ کے نچلے سفید حصے پر سرخ روشنائی سے یہ تحریر تھا: محمد رسول اللّٰہ۔[۴۴]

انسان کی سانس کی نالی اور پھیپھڑے پر کلمہ طیبہ

انسانی جسم کی کمپیوٹر کے ذریعے تصویر لی گئی تو یہ حیرت انگیز انکشاف ہوا کہ ہر انسان کے سانس کی نالی پر کلمہ طیبہ کا جز اوّل لآ الٰہ الّا اللّٰہ لکھا ہوا ہے، جب کہ دائیں پھیپھڑے پر محمّدٌ رّسُولُ اللّٰہ نقش ہے۔

زندگی کا مدار سانس پر ہے اور آلات تنفس، جن سے سانس کی آمد و رفت قائم ہے، ان پر کلمہ طیبہ منقش ہونا ہر انسان کو دعوت فکر دیتا ہے کہ اگر وہ کائنات کے خارجی دلائل

کے ساتھ ساتھ اپنے اندرونی نظام کو دیکھے اور تدبر و فکر سے کام لے تو یہ تسلیم کیے بغیر کوئی چارہ نہیں رہ جاتا کہ ذات خداوندی اور محبوب خدا (جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہر حقیقت سے بڑی حقیقت ہیں اور ان پر ایمان لانا عین فطرت ہے۔ اسی لیے تو قرآن کریم جھنجھوڑ کر اعلان فرما رہا ہے:

﴿سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ﴾---[۴۵]

''ہم دکھائیں گے انہیں اپنی نشانیاں آفاق (عالم) میں اور ان کے اپنے نفسوں میں تا کہ ان پر واضح ہو جائے کہ وہ حق ہے''---

اور مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

((كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ))---[۴۶]

''ہر نومولود فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے''---

اس تصویر سے یہ بات بھی عیاں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کو کس طرح بلند کیا ہے اور کس طرح بلند دیکھنا چاہتا ہے، اسی لیے تو اپنے حبیب کے نام کو اپنے نام سے بھی جلی اور واضح تر نقش فرمایا۔ غرض کہ ارباب بصیرت کے لیے اس میں عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کئی پہلو ہیں۔ [۴۷]

واضح رہے کہ بذریعہ کمپیوٹر یہ ایکسرے حرس وطنی جدہ کے ہسپتال میں لیا گیا [۴۸] یہ واقعہ سعودی عرب کے روزنامہ ''البلاد'' شمارہ یکم شعبان ۱۴۱۲ھ میں بھی شائع ہوا۔ [۴۹]

مچھلی پر کلمہ طیبہ

علامہ صالح شامی (م ۹۴۲ھ) لکھتے ہیں کہ بصرہ کے قریب نہر اُبُـلّہ میں ایک مچھلی

شکار کی گئی، جس کی دائیں جانب لا الہ الّا اللّٰہ اور بائیں جانب محمد رسول اللّٰہ تحریر تھا۔ چناں چہ احتراماً اسے چھوڑ دیا گیا۔ [۵۰]

علامہ حلبی فرماتے ہیں کہ ایک سفید مچھلی پکڑی گئی، جس کی گردن پر سیاہ رنگ سے مکتوب تھا:

لآ الہ الّا اللّٰہ محمّد رّسول اللّٰہ--- [۵۱]

حضرت محدث الوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ آٹھ دس سال گزرے، بکثرت اردو، انگریزی اخباروں میں شائع ہوا تھا کہ بعض سواحل پر مچھلی دیکھی گئی، جس کی ایک جانب لا الٰہ الّا اللّٰہ لکھا ہوا تھا اور دوسرے پہلو پر محمد رسول اللّٰہ--- اور وہ مچھلی مصالحہ سے درست کر کے، تاکہ سڑنے نہ پائے، عجائب خانہ لندن میں رکھ دی گئی۔ [۵۲]

سیدنا سلیمان علیہ السلام کی انگشتری پر کلمہ طیبہ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كَانَ نَقْشُ خَاتَمِ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ علیہما السلام لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ--- [۵۳]

''سیدنا سلیمان علیہ السلام کی انگشتری (کے نگینے) پر کلمہ طیبہ تحریر تھا''---

طلائی لوح پر اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قرآن کریم میں:

﴿كَانَ تَحْتَهُ كَنْزٌ لَّهُمَا﴾---

''(سیدنا خضر علیہ السلام نے جس دیوار کو سیدھا کیا تھا) اس کے نیچے دو یتیم بچوں کا کنز (خزانہ) تھا''---
اس کنز سے مراد سونے کی تختی ہے، جس پر مکتوب ہے:
''تعجب ہے اس شخص پر جو موت پر یقین رکھتا ہے اور پھر خوشی میں مشغول ہے، تعجب ہے ایسے شخص پر جو آخرت کے حساب کو مانتا ہے پھر ہنستا ہے، تعجب ہے اس پر جو تقدیر کو تسلیم کرے اور پھر غم گین رہے، تعجب ہے اس پر جسے دنیا کے زوال پر یقین ہے اور پھر اس پر مطمئن رہے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ''---[۵۴]

پتھروں پر اسم گرامی

مختلف ادوار میں ایسے پتھر مشاہدہ میں آتے رہے ہیں جن پر قلم قدرت سے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی منقوش تھا:

عہد حضرت ابراہیم علیہ السلام میں

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک بار حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے فرمایا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت سے پہلے کی آپ کی کوئی فضیلت بیان کریں، تو انہوں نے کہا کہ میں نے کتب سابقہ میں پڑھا ہے کہ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو ایک پتھر ملا، جس پر چار سطریں تحریر تھیں:
پہلی سطر: اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدُوْنِیْ---

''میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، سو میری عبادت کرو''---

دوسری سطر: اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّآ اَنَا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلِیْ---

''میں اللہ ہوں میرے علاوہ کوئی معبود نہیں، تحقیق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے رسول ہیں''---

تیسری سطر: اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّآ اَنَا مَنِ اعْتَصَمَ بِیْ نَجَا---

''بے شک میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، جس نے میری پناہ لی، وہ نجات پا گیا''---

چوتھی سطر: اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّآ اَنَا، اَلحَرَمُ لِیْ وَ الْکَعْبَۃُ بَیْتِیْ، مَنْ دَخَلَ بَیْتِیْ اَمِنَ مِنْ عَذَابِیْ---

''تحقیق میں اللہ ہوں، میرے علاوہ کوئی لائق عبادت نہیں، کعبہ میرا گھر ہے، جو میرے گھر میں داخل ہوگا امن پائے گا''---[۵۵]

۴۵۴ھ کا ایک پتھر

علامہ علی بن برہان الدین حلبی لکھتے ہیں کہ ۴۵۴ ہجری میں خراسان میں اچانک سخت طوفانی آندھی چلی، جس نے پہاڑوں کو الٹ کر رکھ دیا، لوگوں نے سمجھا قیامت برپا ہوگئی، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گریہ زاری کرنے لگے کہ یکا یک ایک پہاڑ پر آسمان سے نور کا سیلاب امنڈتا نظر آیا، لوگ وہاں پہنچے تو دیکھا، یہ نور ایک پتھر سے نکل رہا تھا، جو آسمان سے گرا تھا۔ یہ پتھر ایک گز لمبا اور تین انگشت چوڑا تھا، جس پر تین سطریں لکھی ہوئی تھیں، پہلی سطر میں:

لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ فَاعْبُدُوْنِیْ---

دوسری میں:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ الْقَرَشِیُّ ---اور

تیسری پر قرب قیامت کی خبر دی گئی تھی---[۵۶]

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ بعض لوگوں کو پرانے زمانے کا ایک پتھر ملا جس پر قلم قدرت سے لکھا ہوا تھا:

مُحَمَّدٌ تَقِیٌّ مُصْلِحٌ وَ سَیِّدٌ اَمِیْنٌ---[۵۷]

نئی دہلی---پتھر پر یا محمد

امام المحدثین سیدی ابو محمد دیدار علی شاہ محدث الوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ نئی دہلی میں ایک بہت بڑے پتھر کو چیرا گیا تو اس کے دونوں طرف بخط جلی لکھا ہوا تھا یا محمد---ان پتھروں کو پھر چیرا گیا تو ان پر بھی یا محمد لکھا ہوا نمودار ہوا، چناں چہ انگریزوں نے ان پتھروں کو ایک نمائش گاہ میں لگوا دیا تا کہ ہر کوئی زیارت کر سکے۔[۵۸]

جبل اُحد پر اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جبل احد وہ بابرکت پہاڑ ہے، جسے حبیب ذی الکبریا محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نے سند محبت عطا فرمائی اور اسے اپنا محبّ اور محبوب قرار دیا:

أُحُدٌ جَبَلٌ یُحِبُّنَا وَ نُحِبُّہٗ---[۵۹]

''احد ایسا پہاڑ ہے جو ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں''---

۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۷ء کو گوگل ارتھ میں خلا سے لی گئی جبل احد کی تصویر شائع ہوئی، اسے دیکھا جائے تو یوں لگتا ہے کہ اس محبوب پہاڑ پر اسم محمد (ﷺ) تحریر ہے، گویا یہ رفیع المرتبت پہاڑ و رفعنا لك ذكرك کی عملی تعبیر بن گیا ہے۔

نام حبیب کبریا نقش اس کے سینے پر ہوا
گویا سند اس کو ہوئی حب پیمبر کی عطا
جبلِ اُحد جبلِ اُحد
محبوبِ محبوبِ خدا [۶۰]

اس سلسلہ میں تفصیلی مضمون اور رنگین تصویر ماہ نامہ نورالحبیب، اپریل ۲۰۰۷ء میں شائع ہوئی تھی۔

منہ سے بولیں حجر

جبل احد ہی نہیں بلکہ دیگر پتھر بھی آپ ﷺ کی خدمت میں باآواز بلند سلام عرض کر کے آپ کی عظمت و رفعت کا اعلان کرتے۔ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا، جب سیدنا جبریل امین علیہ السلام پہلی وحی لے کر آئے تو اس کے بعد:

لَا اَمُرُّ بِحَجَرٍ وَ لَا شَجَرٍ اِلَّا قَالَ لِیْ: اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللهِ---

''جب بھی میں کسی پتھر یا درخت کے پاس سے گزرتا، وہ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللهِ کہہ کر مجھے سلام عرض کرتا'' ---[۶۱]

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم بیان کرتے ہیں، مجھے حضور ﷺ کے ساتھ مکہ مکرمہ کے قریبی علاقہ میں جانے کا اتفاق ہوا:

فَمَا اسْتَقْبَلَهُ جَبَلٌ وَ لَا شَجَرٌ اِلَّا وَ هُوَ یَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ

يَا رَسُوْلَ اللّٰه---[۶۲]

''آپ ﷺ جس پہاڑ یا درخت کے پاس سے گزرتے وہ عرض کرتا:

یارسول اللہ! آپ پر سلام ہو''---

حضور ﷺ نے حضرت سیدنا علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو تبلیغ اسلام کے لیے یمن روانہ کیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی، حضور! وہاں کے لوگ مشرک ہیں اور میری ان سے جان پہچان بھی نہیں ہے---تو آپ ﷺ نے فرمایا، میری ناقہ پر سوار ہو جایئے، جب تم یمن کے قریب گھاٹی پر چڑھو اور لوگ تمہارے استقبال کے لیے جمع ہو جائیں، تو تم نے بلند آواز سے کہنا ہے:

يَا حَجَرُ يَا مَدَرُ رَسولُ اللّٰه ﷺ يُقْرِءُ عَلَيْكمُ السَّلَامَ---

''پتھرو، مٹی کے ڈھیلو، رسول اللہ ﷺ تمہیں سلام فرماتے ہیں''---

حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ جب یمن پہنچے اور لوگ استقبال کے لیے اکٹھے ہو گئے تو آپ نے حضور ﷺ کے حکم کی تعمیل بجالاتے ہوئے بلند آواز سے درج بالا کلمات کہے:

فَارْتَجَّتِ الْاَرْضُ وَ قَالُوْا عَلٰى رَسولِ اللّٰهِ صَلَى اللّٰهُ عَلَيه وَسَلَّمَ السَّلَامُ---[۶۳]

''زمین گونج اٹھی، پتھروں اور ڈھیلوں نے جواب دیا:

''اللہ کے رسول پر سلام''---

درختوں پر نام نامی

علامہ حلبی بیان کرتے ہیں کہ ہندوستان کے ایک جنگل میں ایک درخت تھا، جس کے پتے سرخ تھے اور ان پر سفیدی کے ساتھ مکتوب تھا:

لَآ اِلٰه اِلَّا اللّٰه محمد رَسول اللّٰه---[۶۴]

اسی طرح ایک جزیرہ میں بہت بڑا درخت تھا، جس کے بڑے بڑے پتے تھے، جن سے پاکیزہ خوش بو آتی تھی، ان پر قدرت الٰہی سے سرخ سیاہی کے ساتھ تین سطریں تحریر تھیں:

سطر اوّل: لآ اله الّا اللّٰه

سطر دوم: محمّد رسول اللّٰه

سطر سوم: انّ الدّین عند اللّٰه الاسلام --- [۶۵]

بلادِ ہند میں ایک درخت تھا، جسے بادام کے مشابہ پھل لگتا تھا، اس پر دُہرا چھلکا ہوتا، اسے اتارا جاتا تو اندر سے ایک لپٹا ہوا سبز پتا نکلتا، جس پر سرخ روشنائی سے جلی حروف میں لآ الٰـه الّا اللّٰه محمد رسول اللّٰه تحریر ہوتا، وہاں کے لوگ اس درخت سے تبرک حاصل کرتے اور اس کے توسل سے بارش کے لیے دعا کرتے تھے۔ [۶۶]

حافظ سلفی بیان کرتے ہیں کہ ایک درخت پایا گیا، جس کے سبز پتے تھے اور ہر پتے پر ہرے سبز رنگ سے لکھا ہوا تھا: لا اله الّا اللّٰه محمد رسول اللّٰه۔

اس علاقہ کے لوگ بت پرست تھے، وہ اس درخت کو اوپر سے کاٹ دیتے تو چند ہی دنوں میں دوبارہ پہلے کی طرح سرسبز ہو جاتا۔ تنگ آ کر انہوں نے اسے کاٹ کر جڑوں میں پگھلا ہوا سیسہ انڈیل دیا تاکہ دوبارہ نہ اُگے، مگر قدرت الٰہی سے اس کی چار شاخیں نکلیں اور ہر شاخ پر کلمہ طیبہ تحریر تھا۔ یہ دیکھ کر لوگ اسے متبرک سمجھتے ہوئے اس سے شفا حاصل کرنے لگے۔ [۶۷]

گلاب کے پھول پر اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں، مورخین کا بیان ہے کہ بلادِ ہند میں سرخ گلاب کے پھول پر سفیدی سے کلمہ طیبہ لکھا ہوا تھا۔ [۶۸]

حضرت ابوالحسن علی بن عبداللہ ہاشمی فرماتے ہیں کہ میں نے ہندوستان کی ایک بستی میں گلاب کا پودا دیکھا، جس پر بڑے سائز کے سیاہ پاکیزہ خوشبو والے پھول لگتے تھے، ان پھولوں کی پتیوں پر سفید خط سے لآ الٰہ الّا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ، ابوبکر الصدیق، عمر الفاروق تحریر تھا۔ مجھے شک گزرا کہ شاید مصنوعی تحریر ہو، چناں چہ میں نے ایک غنچہ کو کھول کر دیکھا تو اس کی پتیوں پر بھی وہی تحریر تھی، جو کھلے ہوئے پھولوں کی پتیوں پر مکتوب تھی۔[۶۹]

انگور پر اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

علامہ حلبی بیان کرتے ہیں کہ سنہ آٹھ سو سات یا نو میں انگور کا دانہ دیکھا گیا، جس پر سیاہی کے ساتھ واضح طور پر اسم محمد مکتوب تھا۔[۷۰]

مولی کے پتے پر

استاذ العلماء مولانا ابوالضیاء محمد باقر ضیاء النوری رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

''یکم رمضان المبارک ۱۳۷۹ھ (۲۹ر فروری ۱۹۶۰ء) بروز پیر، حضرت الحاج مولانا ابوالنور محمد صدیق صاحب رحمۃ اللہ علیہ (م رمضان المبارک ۱۳۸۰ھ/ مارچ ۱۹۶۱ء) والد ماجد حضرت شیخ الحدیث مولانا الحاج ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی رحمۃ اللہ علیہ باغیچہ میں پھر رہے تھے، قدرتی طور پر انہیں خیال گزرا کہ کسی پتا پر دیکھیں، شاید حضور محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی مل جائے۔ اس جستجو میں اتفاقیہ ان کی نگاہ مولی کے پتا پر پڑی، جس پر

نہایت صاف عربی رسم الخط میں لفظ پاک ''محمد'' تحریر تھا اور اس سے آگے بھی باریک لکیر کی صورت میں کچھ الفاظ تحریر تھے، شاید ﷺ لکھا تھا۔ کئی دوستوں نے اس متبرک پتا کی زیارت کی۔ بہر کیف مولی کا پتا بھی آقا و مولی ﷺ کا پتا دے رہا ہے۔ راقم الحروف کا یہ چشم دیدہ واقعہ ہے اور انہی ایام میں نور وظہور [۱۷] اپریل ۱۹۶۰ء کی اشاعت اوّل میں اس کو شائع کرایا''---[۴۷]

آک کے پتے اور اسم محمد ﷺ

۹ رجنوری ۲۰۱۰ء کو ریلوے اسٹیشن بصیر پور کے ٹیوب ویل والے کمرہ کی چھت پر خودرو آک کے دو پودوں کے پتوں سے اسم محمد (ﷺ) ظہور پذیر ہوا۔ پتوں کی اس قدرتی ترتیب سے اسم محمد کی جلوہ گری کا منظر ہزاروں لوگوں نے ملاحظہ کیا اور کیمروں میں محفوظ کر لیا--- ماہنامہ نور الحبیب (فروری ۲۰۱۰ء) کے ٹائٹل پر یہ ایمان افروز تصویر شائع ہوئی---

آسمان پر اسم گرامی

حضرت محدث الوری رحمۃ اللہ علیہ بہت سے اخباروں، متعدد شواہد اور ماہ نامہ سواد اعظم مراد آباد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ یکم شعبان المعظم ۱۳۴۵ھ میں بعد مغرب ہندوستان کے مختلف مقامات پر بکثرت لوگوں نے حضور پر نور سید یوم البعث والنشور خاتم المرسلین رحمۃ للعالمین سرور امجد سردار سرمد سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ ﷺ کا اسم پاک

آسمان پر لکھا ہوا دیکھا، جو معتد بہ (کافی) عرصہ تک قائم رہا۔ [۴۳]

حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمۃ کی تائید و توثیق

اس واقعہ کے حوالے سے نور اللہ خان نامی ایک صاحب نے سیدی صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ العزیز کی خدمت میں استفتاء پیش کیا:

مغرب کے وقت بجانب قبلہ ایک روشن ستارہ نے ٹوٹ کر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک "محمد" صفحہ آسمان پر نمایاں کیا، جبل پور کے اکثر مقامات کے ہزاروں باشندوں نے دیکھا، کیا اس کرشمہ قدرت یا آسمانی شہادت کو معجزہ کہا جا سکتا ہے؟ [۴۴]

جواباً آپ نے "المعجزة العظمٰی المحمدیة" (۱۳۴۵ھ) کے تاریخی نام سے فتویٰ تحریر فرمایا، جس میں تفصیلی دلائل و براہین سے ثابت کیا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ ہے اور آپ کے معجزات کا ظہور تا قیام قیامت ہوتا رہے گا۔ فتویٰ کے آخر میں آپ نے تحریر فرمایا:

"واقعہ مذکورۂ سوال، ستارہ کا بصورت شہاب ثاقب نازل ہونا، مطلع ہلال پر قرار پکڑنا، پھر اس کا تغیرات کے بعد اسم پاک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو جانا، حسب تصریحات بالا یقیناً سرکار رسالت مآب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیّن معجزہ ہے، کیوں کہ ظاہر ہے کہ نہ وہ کسی انسان کا کام تھا، نہ وہ کسی مجہول الحال کا نام تھا، نہ کوئی مہمل و بے معنیٰ کا کلمہ تھا، بلکہ ایک فعل الٰہی اور کرشمہ قدرت کبریائی تھا، جس نے اپنے پیارے محبوب حقیقی، مطلوب تحقیقی، مختار مطلق، برگزیدہ نبی، برحق پیغمبر اعظم، رسول مکرم، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم محترم اسم پاک و معظم کو

چمکا کر، روشن فرما کر بھٹکتوں کو، گم کردہ راہوں کو متنبہ کر دیا اور سوتوں، غفلت آشناؤں کو بیدار فرمایا کہ یہی سرکار ابدقرار ہیں، جن کا دین متین قیامت تک قائم و باقی اور جن کی نبوت کریمہ و رسالت عظیمہ دائم و لازوال ہے.................---

اللہ تعالیٰ اسم اعظم علم معظم کو مرتفع فرما کر اپنے بندوں میں حضور اکرم ﷺ کے امتیوں کو بشارت عظیمہ دے رہا ہے کہ جس پیارے نبی کی پیروی، جس برگزیدہ پیغمبر کی اطاعت، جس رسول کی تعظیم کے اتباع میں تمہیں مراتب سعادت عطا ہوں، تمہیں عتاب الٰہی، فتنہ قبر اور عذاب آخرت سے نجات ملے، اس کا نام پاک، علم مبارک ہم نے مشعل ہدایت بنا کر مطلع ہلال پر چمکا دیا اور حسب وعدہ قرآنی ﴿وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝۴﴾ ''ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کیا'' اسم مبارک کو رفعت و بلندی کے ساتھ تم پر سایہ فگن فرما دیا--- جو اپنی سعادت افروز تجلی اور مسرت افروز روشنی میں عامہ امت اجابت و دعوت کو طریق خیر و سعادت اور صراط رشد و ہدایت کی طرف پکار پکار کر بتلا رہا ہے:

﴿اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ﴾---[۷۵]

''یقیناً یہی میری سیدھی راہ ہے تو اس پر چلو اور دوسری راہیں نہ اختیار کرو کہ سیدھی راہ سے بھٹکا دیں''---

بلاشبہہ یہ ظہور اسم پاک محمد رسول اللہ ﷺ حضور کی نبوت و رسالت کے بقا، قیام و دوام کی بین شہادت اور دین مصدق و برحق اسلام کی برہان ساطع اور اس کی صداقت و حقانیت پر دلیل قاطع ہے، جس کے ظہور سے کفار و

مشرکین ومخالفین اسلام مبہوت اوراس کے مقابلہ ومعارضہ سے عاجز وقاصر ہیں۔
یہی معجزہ کی تعریف ہے اور بتمامہا اس پر صادق ....۔
مسلمانو! ہوشیار، خبردار، بہت سو چکے اور خواب غفلت میں اتنا کچھ کھو چکے کہ اس کی تلافی دشوار ہے، مگر جو کچھ باقی رہا، اسی کو سنبھالو اور ظہور اسم تمھیں سبق دے رہا ہے کہ اسی مبارک ومحترم نام والے سرکار ابدقرار ﷺ کے سایہ میں تمھارے لیے سب کچھ ہے۔ صدق واخلاص کے ساتھ ان کی اطاعت، ان کا اتباع، ان کی پیروی تمہارے لیے منہاج رفعت وعزت اور معراج ترقی ہے، اس سے باہر ہونے، ان سے پھر جانے، روگرداں ہوجانے میں تمہارے لیے ذلت ورسوائی کے سوا کچھ نہیں ہے"---[۷۶]

چاند پر اسم محمد ﷺ

موجودہ دور میں بھی بعض اوقات ایسے عجائبات کا ظہور ہوتا رہتا ہے، جن سے ذکر مصطفیٰ کی عظمت ورفعت عالم آشکار ہوجاتی ہے۔ ۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۷ء میں شب میلاد آدھی رات کے بعد چاند پر اسم محمد (ﷺ) صاف لکھا ہوا دکھائی دیا، جسے لاکھوں لوگوں نے مشاہدہ کیا---
اس سے اگلے سال (۱۴۲۹ھ کی شب میلاد) چاند پر نقش نعل مصطفیٰ نمایاں ہوا، جس کی تفصیل ماہ نامہ نور الحبیب (ربیع الآخر ۱۴۲۹ھ) کے اداریہ میں شائع ہوئی۔
الغرض کائنات پست وبالا میں ہر سو رفعتِ شانِ ورفعنا لك ذكرك کے نظارے اور عظمت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ڈنکے بج رہے ہیں۔

اللہ نے دنیا و مافیہا کو بنایا ہی عظمتِ مصطفیٰ کے اظہار کے لیے

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھا کہ ایک اعرابی آیا، اس نے آپ کے بارے میں پوچھا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

انا محمد رسول اللّٰه---

''میں اللہ کا رسول محمد ہوں''---

اعرابی نے عرض کی، واللہ! میں آپ کی زیارت سے پہلے ہی آپ پر ایمان لا چکا ہوں، تاہم میں کچھ باتیں پوچھنا چاہتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا، جو جی چاہے پوچھو!

اس نے عرض کی: فداك ابی و امی حضور! کیا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلیم، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح القدس، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اور حضرت آدم علیہ السلام کو صفی نہیں بنایا؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: کیوں نہیں۔ اعرابی نے کہا، جب ان انبیاء کو اللہ تعالیٰ نے ایسی عظمتوں سے نوازا ہے تو آپ کو کیا عطا فرمایا ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سر جھکا لیا۔ اسی اثنا میں حضرت جبریل امین علیہ السلام آئے اور عرض کی، اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے، مگر وہ پوچھتا ہے کہ اے میرے حبیب! تو نے سر کیوں جھکا لیا؟ اس اعرابی کو بتا دیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''اگر میں نے ابراہیم (علیہ السلام) کو خلیل بنایا ہے تو تجھے پہلے ہی سے حبیب بنایا، اگر موسیٰ (علیہ السلام) سے زمین پر کلام فرمایا ہے تو آپ کو عالم بالا میں شرف کلام سے مشرف کیا، اگر عیسیٰ (علیہ السلام) کو روح القدس بنایا تو

تخلیق کائنات سے دو ہزار سال قبل آپ کے نام کی تخلیق فرمائی۔ عالم بالا میں جہاں آپ نے قدم رنجہ فرمایا، کسی اور کو یہ اعزاز نہ ملا نہ ملے گا۔ اگر آدم (علیہ السلام) کو میں نے چن لیا ہے تو آپ کو خاتم الانبیاء بنایا ہے۔ میں نے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی پیدا کیے مگر کسی کو وہ شرف نہ بخشا جو تمہیں عطا کیا۔ اور اے حبیب! میری بارگاہ میں آپ سے زیادہ کسی اور کو عزت کیسے مل سکتی ہے جب کہ میں نے آپ کو حوض کوثر دیا، منصبِ شفاعت پر فائز کیا، آپ کو چاند ایسا حسین چہرہ دیا، حج، عمرہ، قرآن اور رمضان کی فضیلتیں دیں۔ اے حبیب! سب کچھ تیرے لیے ہے، روزِ قیامت عرش آپ پر سایہ کرے گا اور حمد کا تاج آپ کے فرق ناز پر سجایا جائے گا:

وَلَقَدْ قَرَنْتُ إِسْمَكَ بِاسْمِيْ، فَلَا اُذْكَرُ فِيْ مَوْضِعٍ حَتّٰى تُذْكَرَ مَعِيَ وَلَقَدْ خَلَقْتُ الدُّنْيَا وَ أَهْلَهَا لِاُعْرِفَهُمْ كَرَامَتَكَ عَلَيَّ وَ مَنْزِلَتَكَ عِنْدِيْ وَلَوْلَاكَ يَا مُحَمَّدُ مَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا---[۷۷]

"قسم ہے ضرور میں نے آپ کے نام کو اپنے نام کے ساتھ متصل کر دیا ہے، سو جہاں کہیں میرا ذکر ہوگا، وہیں تمہارا ذکر بھی ہوگا۔

یقیناً میں نے دنیا و مافیہا کو اس لیے پیدا کیا تا کہ ان کو میرے ہاں آپ کی قدر و منزلت کا پتا چلے۔ اے محمد! اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا"---

زمین و زماں تمہارے لیے، مکین و مکاں تمہارے لیے
چنین و چناں تمہارے لیے، بنے دو جہاں تمہارے لیے
اصالتِ کل، امامتِ کل، سیادتِ کل، امارتِ کل
حکومتِ کل، ولایتِ کل، خدا کے یہاں تمہارے لیے

تمہاری چمک، تمہاری دمک، تمہاری جھلک، تمہاری مہک
زمین و فلک، سماک و سمک میں سکہ نشاں تمہارے لیے [۷۸]

عالم ارواح میں رفعتِ ذکرِ حبیب ﷺ

عالم ارواح میں اللہ تعالیٰ نے تمام روحوں سے سوال کیا: اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ؟ جواباً بلٰی کہہ کے سب نے ربوبیت خداوندی کا اقرار کیا۔ اس کے بعد خاص اجلاس ہوا کہ اس میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے صرف ان طیب و طاہر روحوں کو جمع کیا، جنھیں منصب نبوت ورسالت پر فائز کرنا تھا۔ اس موقع پر سرکار ابدقرار ﷺ کی سیادت وقیادت اور آپ کی عظمت ورفعت کا اظہار یوں کرایا گیا کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اپنے حبیب ﷺ کو جملہ کمالات و فضائل اور انوارِ نبوت سے فیض یاب فرمانے کے بعد حکم دیا کہ ان ارواح انبیاء کی طرف متوجہ ہوں۔ نور مصطفیٰ نے جوں ہی ان ارواح کی جانب توجہ فرمائی تو اتنا نور چمکا، اس قدر روشنی پھیلی کہ جملہ انبیاء ورسل کے انوار پر نور مصطفیٰ غالب آ گیا۔ سب نے پوچھا، بارالٰہا! یہ کس کا نور ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

هٰذَا نُوْرُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اِنْ آمَنْتُمْ بِهٖ جَعَلْتُكُمْ اَنْبِيَاءَ، قَالُوْا آمَنَّا بِهٖ وَ بِنُبُوَّتِهٖ---[۷۹]

''یہ محمد بن عبداللہ کا نور ہے، اگر تم ان پر ایمان لاؤ گے تو میں تمہیں منصب نبوت پر فائز کروں گا۔ ارواح انبیاء نے عرض کی، ہم آپ کی ذات اور آپ کی نبوت پر ایمان لاتے ہیں''---

پھر اللہ عزوجل نے ان سے پختہ عہد و پیمان لیا اور ایک دوسرے کا انھیں گواہ بنایا اور اس عہد کو مزید پختہ کرتے ہوئے اپنی گواہی بھی شامل فرمائی۔ عالم ارواح میں رفعت مصطفیٰ اور ذکر حبیب خدا کی اس پہلی مجلس کا ذکر قرآن کریم میں یوں ہے:

﴿وَ إِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَ لَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَ أَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَ أَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ﴿۸۱﴾﴾---[۸۰]

''اور اے محبوب! یاد کیجیے جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا کہ جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر آئے تمہارے پاس عظمت والا رسول، تصدیق کرنے والا اس چیز کی جو تمہارے ساتھ ہو تو ضرور ضرور تم اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ فرمایا: کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری عہد قبول کیا؟ سب نے کہا: ہم نے اقرار کیا، فرمایا: پس گواہ رہنا اور میں خود تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں''---

دیدنی ہے حشر میں رفعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

ابو البشر حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی ابھی تخلیق نہیں ہوئی تھی، تب ارواح انبیاء سے یہ عہد و میثاق لیا گیا تھا اور جب یہ بزم ہستی اپنے اختتام کو پہنچے گی تو عالم محشر میں بھی رفعتِ مصطفیٰ کا عجب منظر ہوگا، تب آپ کو مقام محمود پر فائز کیا جائے گا اور یوں ہر کسی پر ورفعنا لك ذكرك کا مفہوم واضح ہو جائے گا۔

مقام محمود

امام ترمذی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے:

﴿عَسٰى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا﴾---[۸۱]

''قریب ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر جلوہ گر فرمائے گا''---

کا مطلب پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

هِيَ الشَّفَاعَةُ---''اس سے مراد شفاعت (کبریٰ) ہے''---[۸۲]

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

اَلْمَقَامُ الْمَحْمُودُ: مَقَامُ الشَّفَاعَةِ---[۸۳]

''مقام محمود سے مراد مقام شفاعت ہے''---

شفاعتِ مصطفیٰ ﷺ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اوّلین و آخرین کو جمع فرمائے گا، (جب محشر کی ہولناکیوں سے عاجز آ جائیں گے) تو آپس میں کہیں گے: کاش ہم اپنے رب کے حضور کسی کی شفاعت طلب کریں، جو ہمیں یہاں سے نجات دلا کر راحت بخشے۔ پس وہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دست قدرت سے پیدا کیا ہے اور آپ میں اپنی پسندیدہ روح پھونکی اور فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آپ کو سجدہ کریں، (آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں، لوگ کس طرح مصیبت میں گرفتار ہیں)، براہ کرم اللہ کے حضور ہماری شفاعت کیجیے۔ آدم علیہ السلام فرمائیں گے، میں تمہارا کام نہیں کر سکتا اور اپنی (اجتہادی) خطا کو یاد کریں گے (پھر) فرمائیں گے، تم نوح (علیہ السلام) کے پاس چلے جاؤ،

وہ پہلے رسول ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے شریعت دے کر بھیجا۔ لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے، وہ فرمائیں گے: میں تمہارا کام نہیں کر سکتا اور اپنی اجتہادی خطا یاد کریں گے۔ وہ کہیں گے، تم ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس چلے جاؤ، جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیل بنایا تھا۔ لوگ ان کے پاس پہنچیں گے، وہ بھی فرمائیں گے: میں تمہارا کام نہیں کر سکتا اور اپنی اجتہادی خطا کو یاد کریں گے (اور فرمائیں گے) تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ، جن سے اللہ تعالیٰ ہم کلام ہوا۔ لوگ ان کے پاس جائیں گے، وہ کہیں گے: میں تمہارا کام نہیں کر سکتا اور اپنی اجتہادی خطا یاد کریں گے اور ارشاد فرمائیں گے تم عیسیٰ (علیہ السلام) کے پاس چلے جاؤ (جو اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول اور کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں)۔ چناں چہ لوگ ان کے پاس جائیں گے، وہ کہیں گے میں تمہارا کام نہیں کر سکتا۔ ہاں! تم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ، جن کے اگلے پچھلے سارے ذنوب کی مغفرت فرما دی گئی ہے۔ لوگ میرے پاس آئیں گے، میں دربارِ الٰہی میں حاضر ہو کر اجازت طلب کروں گا، مجھے اجازت دی جائے گی، جب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر جاؤں گا، اللہ تعالیٰ جب تک چاہے گا سجدہ میں رہنے دے گا، پھر مجھ سے کہا جائے گا:

اِرْفَعْ رَأْسَكَ سَلْ تُعْطَه وَ قُلْ يُسْمَعْ وَ اشْفَعْ تُشَفَّعْ ---

''اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ، مانگو تمہیں دیا جائے گا، کہو تمہاری بات سنی جائے گی، شفاعت کرو قبول کی جائے گی'' ---

سو، میں سر اٹھاؤں گا اور اپنے رب کی ان کلمات کے ساتھ حمد کروں گا جن کی مجھے تعلیم دے گا، پھر میں شفاعت کروں گا، میرے لیے ایک حد

مقرر کی جائے گی، میں اس حد کے مطابق لوگوں کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا، پھر میں دوبارہ سجدے میں چلا جاؤں گا، اس طرح تین یا چار بار سجدہ کروں گا، ہر بار مجھے اذنِ شفاعت دیا جائے گا، حتیٰ کہ جہنم میں صرف وہی لوگ رہ جائیں گے جن کا جہنم سے نکلنا از روئے قرآن منع ہے، یعنی کفار، جنہیں جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہے"---[۸۴]

ہر کوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کر رہا ہوگا

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو محمد بنایا--- یعنی وہ شخصیت جن کی بار بار تعریف کی جائے--- اسم محمد کی جلوہ گری، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم با مسمیٰ ہونے اور آپ کے ذکر کی رفعت کا منظر محشر میں دیدنی ہوگا، جب آپ "مقامِ محمود" پر فائز ہوں گے۔ یعنی وہ مقام جہاں ہر کوئی آپ کی تعریف و تحسین کر رہا ہوگا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: قیامت کے دن سورج قریب آجائے گا (تپش اور گرمی اس قدر ہوگی کہ) لوگوں کے آدھے کانوں تک پسینہ پہنچ جائے گا:

فَبَيْنَا هُمْ كَذٰلِكَ اسْتَغَاثُوا بِآدَمَ ثُمَّ بِمُوسٰى ثُمَّ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ---

"لوگ اسی حال میں ہوں گے، پھر حضرت آدم علیہ السلام سے فریاد کریں گے، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پھر حضور نبی کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استغاثہ کریں گے---

پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفاعت فرمائیں گے تاکہ مخلوق کے درمیان فیصلہ کیا جائے، چناں چہ آپ جا کر جنت کے دروازے کا حلقہ پکڑ لیں گے:

فَیَوْمَئِذٍ یَبْعَثُہُ اللّٰہُ مَقَامًا مَحْمُودًا یَحْمَدُہٗ أَھْلُ الْجَمْعِ کُلُّھُمْ---[۸۵]

"اس وقت اللہ تعالیٰ آپ کو مقام محمود پر فائز کرے گا، تمام اہلِ محشر آپ کی تعریف وتحسین کررہے ہوں گے"---

فقط اتنا سبب ہے انعقادِ بزم محشر کا
کہ ان کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے [۸۶]

اَللّٰہ اَللّٰہ! کیا مقام محبوبیت ہے، جب حشر کی ہولناکیوں میں ہر کوئی خوف زدہ اور سرگرداں ہوگا، حضرت آدم علیہ السلام تا حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہر ایک کی خدمت میں حاضر ہوں گے مگر کسی کو بھی بارگاہ الٰہی میں سفارش کرنے کی ہمت نہ ہوگی، ہر کوئی لَسْتُ لَھَا کہہ کر اِذْھَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ کا مشورہ دے رہا ہوگا، بالآخر جب لوگ بارگاہ مصطفیٰ میں حاضر ہوں گے تو آپ انا لھا کا مژدۂ جاں فزا سنائیں گے اور پھر بارگاہ الوہیت میں سجدۂ نازونیاز پیش کریں گے، تو کیفیت ہی تبدیل ہوجائے گی:

ہر نظر کانپ اٹھے گی محشر کے دن، خوف سے ہر کلیجہ دہل جائے گا
اوڑھ کر کالی کملی وہ آجائیں گے، حشر کا سارا نقشہ بدل جائے گا

اس دن پہلے ہی لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا خیال نہیں آئے گا، کیوں کہ منشاء الٰہی یہ ہے کہ پہلے سارے دروازے پھر لیں اور جب ہر طرف سے مایوس ہوجائیں تو آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضری دیں، تاکہ سب پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان محبوبیت اور عظمت ورفعت آشکار ہوجائے۔

خلیل ونجی، مسیح وصفی (علیہم السلام) سبھی سے کہی، کہیں نہ بنی
یہ بے خبری کہ خلق پھری، کہاں سے کہاں تمہارے لیے [۸۷]

لواء الحمد

''مقام محمود'' کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ قیامت کے دن لِـوَاءُ الْـحَـمْـد آپ ﷺ کو عطا کیا جائے گا۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا:

أَنَا سَيِّدُ ولدِ آدمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ لَا فَخْرَ وَ بِيَدِي لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَ مَا مِنْ نَبِيٍّ يَوْمَئِذٍ آدمَ فَمَنْ سِوَاهُ إِلَّا تَحْتَ لِوَائِي .... الحديث---[۸۸]

''میں قیامت کے دن تمام اولادِ آدم کا سردار ہوں گا اور فخر نہیں اور میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا اور فخر نہیں، اس دن آدم (علیہ السلام) سمیت ہر نبی میرے جھنڈے تلے ہوگا''---

عرشِ حق ہے مسندِ رفعت رسول اللہ کی ﷺ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، مقام محمود یہ ہے:

قِيَامُهُ عَنْ يَمِيْنِ الْعَرْشِ مَقَامًا لَّايَقُوْمُهُ غَيْرُهُ يَغْبِطُهُ فِيْهِ الْاَوَّلُوْنَ وَ الآخِرُوْنَ---[۸۹]

''روزِ محشر آپ کا مقام عرش الٰہی کے دائیں جانب ہوگا اور یہ ایسا مقام ہے جو آپ ﷺ کے سوا کسی اور کو حاصل نہیں ہوگا، آپ کو اس مقام پر فائز دیکھ کر اوّلین و آخرین رشک کریں گے''---

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما آیت مبارکہ ﴿عَسٰی أَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

یُقْعِدُہٗ عَلَی الْعَرْشِ---[۹۰]

''روزِ محشر اللہ تعالیٰ آپ کو عرش پر بٹھائے گا''---

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے بھی اسی مفہوم کا قول منقول ہے:

''مقام محمود سے مراد یہ ہے کہ (روزِ محشر) یُجلِسُہ عَلَی العَرشِ---[۹۱]

عرش حق ہے مسند رفعت رسول اللہ کی
دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی [۹۲]

اللہ تعالیٰ درود بھیجتا ہے

رفعتِ ذکر مصطفیٰ علیہ التحیۃ و الثناء کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ خود اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو درود سے نوازتا ہے، اس کے فرشتے بھی درود پیش کرتے ہیں اور اہل ایمان کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیہ درود و سلام پیش کرنے کا حکم صادر فرمایا گیا۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا﴿۵۶﴾﴾---[۹۳]

''بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے رہتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی آپ پر درود بھیجتے رہا کرو اور خوب سلام عرض کیا کرو''---

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

وَ تَعْظِيمُهُ تَعَالٰى إِيَّاهُ فِي الدُّنْيَا بِإِعْلَاءِ ذِكْرِهِ وَ إِظْهَارِ دِينِهِ وَ إِبْقَاءِ الْعَمَلِ بِشَرِيعَتِهِ وَ فِي الْآخِرَةِ بِتَشْفِيعِهِ فِي أُمَّتِهِ وَ اجْزَالِ أَجْرِهِ وَ مَثُوبَتِهِ وَ إِبْدَاءِ فَضْلِهِ لِلْأَوَّلِينَ وَ الْآخِرِينَ بِالْمَقَامِ الْمَحْمُودِ وَ تَقْدِيمِهِ عَلٰى كَافَةِ الْمُقَرَّبِينَ الشُّهُودِ---[۹۴]

''اللہ تعالیٰ کے درود بھیجنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں اپنے محبوب ﷺ کے ذکر کو بلند کر کے، آپ کے دین کو غلبہ دے کر اور آپ کی شریعت پر عمل کو تا قیامت برقرار رکھ کر، اس دنیا میں آپ کی عزت و شان بڑھاتا ہے اور روزِ محشر امت کے لیے آپ کی شفاعت قبول فرما کر اور آپ کو بہترین اجر و ثواب عطا فرما کر مقام محمود پر فائز کرنے کے بعد اوّلین و آخرین کے لیے حضور ﷺ کی بزرگی کو نمایاں کر کے اور تمام مقربین پر آپ کو سبقت و اوّلیت بخش کر آپ کی شان کو آشکارا فرمائے گا''---

علامہ ابن قیم (م ۷۵۱ھ) بیان کرتے ہیں:

فرشتوں کے درود بھیجنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ حضور ﷺ کی حمد و ثنا اور آپ ﷺ کی تعظیم و تکریم اور شرف و فضلیت کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔[۹۵]

جب کہ اہل ایمان کے درود کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتے ہیں کہ وہ آپ کی حمد و ثنا کرے اور آپ کے ذکر کو بلند کر کے آپ کی تعظیم و تکریم فرمائے۔[۹۶]

یہ آیت مبارکہ جملہ اسمیہ ہے، جب کہ اس کی خبر جملہ فعلیہ ہے، اس میں ایک لطیف اشارا ہے کہ جملہ اسمیہ میں استمرار اور دوام کے معنی پائے جاتے ہیں اور جملہ فعلیہ میں تجدد و حدوث کے معنی مضمر ہوتے ہیں، ان نکات کے روشنی میں یہ معنی ہوا کہ بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ہر دم، ہر گھڑی (استمرار)، بغیر کسی تعطل کے (بالدوام)، مختلف انداز و بیان اور نئے نئے اسلوب کے ساتھ (تجدد و حدوث)،

حضور ﷺ پر درود بھیجتے رہتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی آپ ﷺ پر درود و سلام عرض کرتے رہا کرو۔

ایمان کی تکمیل---ذکرِ مصطفیٰ سے

حضرت ابوالعباس احمد بن محمد بن سہل بن عطاء البغدادی رحمۃ اللہ علیہ (م ۳۹۹ھ)، رفعتِ ذکر مصطفیٰ کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ گویا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

جَعَلْتُ تَمَامَ الْإِيْمَانِ بِذِكْرِكَ مَعِيَ---[۹۷]

''آپ ﷺ کا ذکر میرے ذکر کے ساتھ شامل ہوگا، تب میں ایمان کو مکمل قرار دوں گا''---

واللہ ذکرِ حق نہیں کنجی سقر کی ہے

رئیس المفسرین حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَا أُذْكَرُ فِيْ مَكَانٍ إِلَّا ذُكِرْتَ مَعِيَ يَا مُحَمَّدُ فَمَنْ ذَكَرَنِيْ وَلَمْ يَذْكُرْكَ لَيْسَ لَهُ فِي الْجَنَّةِ نَصِيْبٌ---[۹۸]

''اے حبیب! جہاں میرا ذکر ہوگا، وہاں تیرا ذکر بھی ہوگا، سو جس نے میرا ذکر کیا اور اس کے ساتھ تیرا ذکر نہ کیا، جنت میں اس کے لیے کوئی ٹھکانہ نہیں ہے (یعنی وہ جہنمی ہے)''---

ذکر خدا (جل جلالہ) جو ان سے جدا چاہو ''منکرو''

واللہ ذکر حق نہیں کنجی سقر کی ہے [۹۹]

وسعتِ ذکرِ مصطفیٰ ﷺ

اس حدیث قدسی میں صراحت ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوگا وہاں اس کے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کا ذکر بھی ہوگا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا ذکر کب اور کہاں ہوتا ہے؟

قرآن کریم کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ کائنات پست و بالا کا ذرّہ ذرّہ ذکر و تسبیح الٰہی میں مصروف تھا، مصروف ہے اور مصروف رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کو کہیں صیغۂ ماضی سے بیان فرمایا:

﴿سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ﴾---[۱۰۰]

''اللہ کی تسبیح کی ہر اس چیز نے جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے''---

اور کہیں اس کے لیے صیغہ مضارع (جو حال اور مستقبل پر دلالت کرتا ہے) استعمال فرمایا:

﴿يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ﴾---[۱۰۱]

''آسمانوں اور زمینوں کی ہر ہر چیز اللہ کی تسبیح کرتی ہے اور کرتی رہے گی''---

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ﴾---[۱۰۲]

''اور کوئی چیز نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کرتی ہو، لیکن تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے''---

ان آیات کے عموم و اطلاق اور محولہ بالا حدیث قدسی پر غور کریں تو یہ حقیقت

روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ کائنات کی ہر ہر چیز ذکر خدا کے ساتھ ساتھ ذکر مصطفیٰ بھی کرتی ہے۔

ذکر مصطفیٰ، ذکر خدا ہے

حضرت ابو العباس احمد بن محمد بن سہل بن عطاء البغدادی رحمۃ اللہ علیہ و رفعنا لك ذکرك کا مفہوم یوں بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

جَعَلْتُكَ ذِكْرًا مِّنْ ذِكْرِىْ فَمَنْ ذَكَرَكَ ذَكَرَنِىْ---[۱۰۳]

''میں نے آپ کے ذکر کو اپنا ذکر بنالیا ہے، سو جس نے آپ کا ذکر کیا، اس نے میرا ہی ذکر کیا''---

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ اس کا معنی بیان کرتے ہیں:

كَاَنَّ ذِكْرَكَ عَيْنُ ذِكْرِىْ---[۱۰۴]

''آپ کا ذکر بعینہٖ میرا ذکر ہے''---

جب یاد آ گئے ہیں سب غم بھلا دیے ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر سے غم غلط ہوتے ہیں اور بے چین دلوں کو اطمینان و سکون ملتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾---[۱۰۵]

''یاد رکھو! اللہ کے ذکر سے ہی دل سکون پاتے ہیں''---

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں ذکر اللہ سے مراد محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اور آپ کے صحابہ کرام ہیں۔ [۱۰۶]

یعنی حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کے ذکر سے دلوں کو فرحت وسرور نصیب ہوتا ہے۔ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا:

ان کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو

جب یاد آ گئے ہیں، سب غم بھلا دیے ہیں [۱۰۷]

اختتامیہ

قرآن کریم، احادیث مبارکہ، آثار واخبار، تاریخی حقائق اور مفسرین ومحدثین کی تصریحات سے یہ امر آفتاب نیم روز اور ماہ تاب نیم ماہ سے زیادہ روشن وواضح ہے کہ اللہ رب العزت نے اپنے حبیب لبیب، باعث تکوین عالم، وجہ تخلیق آدم و بنی آدم، نبی مکرم، رسول معظم ﷺ کا ذکر بلند کر کے آپ کی عظمت ورفعت کو عالم آشکار کر دیا--- رفعت ذکر کی ذمہ داری خود لے کر گویا یہ اعلان کر دیا کہ یہ ذکر ہم نے بلند کیا ہے، اب کس کی مجال کہ ہمارے بلند کردہ ذکر کو گھٹا سکے--- سو مسلمان تو مسلمان اکثر معتدل مزاج غیر مسلم بھی آپ ﷺ کی عظمت کے معترف ہیں--- چند کور باطن اگر اپنی ژولیدہ فکری، خبث باطنی، دریدہ دہنی اور انتہائی گھٹیا پن کا ثبوت دیتے ہوئے اہانت آمیز خاکے تیار کریں تو اس سے عظمت وشان مصطفیٰ میں کچھ فرق نہیں پڑتا، بلکہ ان کی یہ مذموم حرکات آپ ﷺ کے ذکر اور عظمت کے اظہار میں مزید اضافہ کا سبب بن جاتی ہیں---

مفاد پرست اور مصلحت کے شکار حکمرانوں کے علاوہ پوری امت مسلمہ حرمت وناموس رسالت کے لیے کٹ مرنے کا جذبہ رکھتی ہے---

ان شاء المولیٰ تعالیٰ حضور ﷺ کا ذکر بلند سے بلند تر ہوتا رہے گا اور اس ذکر کو گھٹانے اور مٹانے والے خود مٹ جائیں گے---

مٹ گئے، مٹتے ہیں، مٹ جائیں گے اعدا تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا
تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا [۱۰۸]

اللہ تعالیٰ عزوجل حضور ﷺ کی عظمت و رفعت سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں آپ کی کامل محبت سے بہرہ یاب فرما کر آپ کے نقش قدم پر چلنے کی سعادت ارزانی فرمائے---

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ و آلہ و صحبہ اجمعین

حوالہ جات

۱...... سورۃ الم نشرح،۹۴:۴

۲...... نوری، محمد محبّ اللہ، ارمغان محبت، شرکت پریس، لاہور، ۲۰۰۹ء، صفحہ ۱۳۳

۳...... طہٰ:۱۴

۴...... الفتح:۸

۵...... القدر:۱

۶...... اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی ۱۹۲۱ء، حدائق بخشش، رضا آفسٹ پریس، بمبئی، جلد ۱، صفحہ ۱۲ (بتصرفِ قلیل)

۷...... علامہ محمود آلوسی، ۱۲۷۰ھ، روح المعانی، بیروت، جلد ۳۰، صفحہ ۱۶۸

۸...... شیخ محمد امین بن عبداللہ، تفسیر حدائق الروح و الریحان فی روابی علوم القرآن، دار طوق النجاۃ، مکہ مکرمہ، جلد ۳۲، صفحہ ۱۲۰

۹...... عبدالماجد دریابادی، تفسیر ماجدی، تاج کمپنی، تحت الآیہ، صفحہ ۱۲۰۰

۱۰...... حکیم الامت، مفتی احمد یار خان نعیمی، شان حبیب الرحمان من آیات القرآن، شوکت بک ڈپو لاہور، صفحہ ۲۲۲

۱۱...... امام ابوجعفر احمد بن محمد، محبّ طبری، ۶۹۴ھ، الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، جلد۱، صفحہ ۵۴

۱۲...... النساء: ۸۰

۱۳...... الفتح: ۱۰

۱۴...... سیدنا غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ، ۵۶۱ھ، تفسیر الجیلانی، مطبوعہ استنبول، ۲۰۰۹ء، جلد ۶، صفحہ ۹۱-۳۹۰

۱۵...... ابوعبد اللہ محمد بن احمد قرطبی، ۶۶۸ھ، الجامع لاحکام القرآن (تفسیر قرطبی)، دار الکتب المصریہ، ۱۳۸۷ھ، جلد ۲۰، صفحہ ۱۰۶-۱۰۷

۱۶...... التوبۃ، ۹: ۶۲

۱۷...... النساء، ۴: ۱۳

۱۸...... النور، ۲۴: ۵۴

۱۹...... النساء، ۴: ۸۰

۲۰...... الفتح، ۴۸: ۱۰

۲۱...... امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی، ۶۰۶ھ، تفسیر کبیر، ازہر، مصر، جلد ۳۲، صفحہ ۵-۶

۲۲...... روح المعانی، تحت الآیہ

۲۳...... مصدر سابق

۲۴...... سید محمد قطب شہید مصری، ۱۳۹۸ھ، فی ظلال القرآن، جلد ۸، صفحہ ۵۸،

۲۵...... امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری، ۳۱۱ھ، جامع البیان (تفسیر ابن جریر)، جلد ۳۰، صفحہ ۱۵۱

امام محمد بن مکرم، ابن منظور، ۷۱۱ھ، مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر،

دار الفکر، بیروت، جلد۲، صفحہ ۱۰۱

شیخ ابوالفدا اسماعیل بن عمر بن کثیر، ۷۷۴ھ، تفسیر ابن کثیر، عیسیٰ البابی الحلبی، مصر، جلد۴، صفحہ ۵۲۴

علامہ قاضی عیاض مالکی، ۵۴۴ھ، الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، مرکز اہل سنت برکات رضا، فور بندر، ہند، جلد۱، صفحہ ۹۰

تفسیر در المنثور، جلد۶، صفحہ ۳۶۴

۲۶...... دیوان حسان، ردیف ذ

۲۷...... ماہ نامہ الہلال، روال پنڈی

۲۸...... علامہ محمد اقبال، ۱۹۳۸ء، کلیات اقبال، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، (بانگ درا، جواب شکوہ)

۲۹...... علامہ عبدالرحمٰن بن علی الجوزی، ۵۹۷ھ، الوفاء باحوال المصطفیٰ، مکتبہ نوریہ، لائل پور، جلد۱، صفحہ۲

علامہ محمد بن یوسف الصالحی الشامی، ۹۴۳ھ، سبل الھدیٰ و الرشاد فی سیرۃ خیر العباد، دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان، جلد۱، صفحہ ۸۶

۳۰...... شیخ ابوبکر احمد بن الحسین البیہقی، ۴۵۸ھ، دلائل النبوۃ للبیھیقی، دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان، جلد۵، صفحہ ۴۸۹

امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ، حاکم، ۴۰۵ھ، المستدرک، دائرۃ المعارف، حیدرآباد دکن، جلد۲، صفحہ ۶۱۵

۳۱...... الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، جلد۱، صفحہ ۱۷۴

۳۲...... حدائق بخشش، جلد۱، صفحہ۲

۳۳...... المستدرک، جلد۲، صفحہ ۶۱۵

امام جلال الدین سیوطی، ۹۱۱ھ، الخصائص الکبریٰ، دائرۃ المعارف،

حیدرآباد دکن، جلد۱، صفحہ۷

۳۴...... الجامع لاحکام القرآن (تفسیر قرطبی)، جلد۱۹، صفحہ۲۹۸، تحت سورۃ البروج، آیت۲۲

۳۵...... تفسیر روح المعانی، جلد۳۰، صفحہ۹۴

۳۶...... الشفاء، جلد۱، صفحہ۱۷۵

۳۷...... حافظ ابوالقاسم محمد بن سلیمان الطبرانی، ۳۶۰ھ، المعجم الکبیر للطبرانی، داراحیاء التراث العربی، بیروت لبنان، جلد۱۱، صفحہ۶۳، حدیث۱۰۹۳۰

۳۸...... الخصائص الکبریٰ، جلد۱، صفحہ۷

سبل الھدیٰ و الرشاد، جلد۱، صفحہ۸۶-۸۷

۳۹...... امام محمد بن اسماعیل بخاری، ۲۵۶ھ، صحیح البخاری، کتاب العلم، باب من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین، حدیث۷۱/ کتاب فرض الخمس، باب فان للہ خمسہ و للرسول، حدیث۳۱۱۶، حدیث کے الفاظ ہیں: و اللہ المعطی و انا القاسم

۴۰...... مولانا ابوالفضل محمد نصر اللہ نوری رحمۃ اللہ علیہ، ۱۹۷۸ء، سترہ تقریریں، فقیہ اعظم پبلی کیشنز بصیر پور، ۲۰۰۶ء، صفحہ۳۴

۴۱...... علامہ ملا علی بن سلطان قاری، ۱۰۱۴ھ، شرح الشفاء، جلد۱، صفحہ۳۷۸

۴۲...... مختصر تاریخ دمشق، جلد۲، صفحہ۱۳۷/ خصائص کبری، جلد۱، صفحہ۷

۴۳...... الشفاء، جلد۱، صفحہ۵۷

۴۴...... علامہ نور الدین علی بن برہان الدین حلبی، ۱۰۴۴ھ، السیرۃ الحلبیہ، بیروت، جلد۱، صفحہ۲۲۳

۴۵...... سورہ حم السجدۃ:۵۳

۴۶...... صحیح بخاری، جلد۱، صفحہ۱۸۵

۴۷...... صاحبزادہ محمد محبّ اللہ نوری کا رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ/ اپریل ۱۹۹۰ء میں تحریر کردہ مراسلہ جو ماہ نامہ نور الحبیب، بصیر پور، مئی ۱۹۹۰ء کے ادارتی صفحات میں ''ایک حیرت انگیز سائنسی انکشاف'' کے عنوان سے شائع ہوا، بعد ازاں اگست ۲۰۱۶ء کے نور الحبیب میں قندِ مکرر کے طور پر چھپا---

۴۸...... محمد محبّ اللہ نوری، میلادِ مصطفیٰ، مطبوعہ شرکت پریس، لاہور، ۱۴۲۱، صفحہ ۷۸

۴۹...... مرجع سابق، صفحہ ۷۶

۵۰...... سبل الھدیٰ و الرشاد، جلد ۱، صفحہ ۸۸

۵۱...... السیرۃ الحلبیہ، جلد ۱، صفحہ ۲۲۲

۵۲...... علامہ سید ابو محمد محمد دیدار علی شاہ محدث الوری، ۱۳۵۴ھ/ ۱۹۳۵ء، مقدمہ میزان الادیان، منظور عام پریس، لاہور، جلد ۱، صفحہ ۲۲۶

۵۳...... السیرۃ الحلبیہ، جلد ۱، صفحہ ۲۱۹

۵۴...... سبل الھدیٰ و الرشاد، جلد ۱، صفحہ ۸۹

۵۵...... سبل الھدیٰ و الرشاد، جلد ۱، صفحہ ۸۹

۵۶...... السیرۃ الحلبیہ، جلد ۱، صفحہ ۲۲۰

۵۷...... الشفاء، جلد ۱، صفحہ ۱۷۵

۵۸...... مقدمہ میزان الادیان، جلد ۱، صفحہ ۲۲۵

۵۹...... صحیح بخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب خرص التمر، حدیث ۱۴۸۲

۶۰...... صاحبزادہ محمد محبّ اللہ نوری، ماہ نامہ نور الحبیب، اپریل ۲۰۰۷ء، سرورق

۶۱...... امام حافظ ابن عساکر ابو القاسم علی بن الحسن، ۵۷۱ھ، تاریخ دمشق الکبیر، دار احیاء التراث العربی، بیروت لبنان، جلد ۴، صفحہ ۲۴۴

۶۲...... جامع ترمذی، ابواب المناقب، جلد ۲، صفحہ ۲۱۱/ مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الفتن، باب فی المعجزات / المواھب اللدنیۃ، جلد ۲، صفحہ ۵۳۹

۶۳...... امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ، ۱۵۰ھ، جامع مسانید امام اعظم، دائرۃ المعارف، حیدرآباد، جلد۱، صفحہ۱۳۰، (مرتبہ علامہ خوارزمی، ۶۶۵ھ)

۶۴...... سیرت حلبیہ، جلد۱، صفحہ۲۲۱

۶۵...... مرجع سابق

۶۶...... سیرت حلبیہ، جلد۱، صفحہ۲۲۲/ سبل الہدیٰ والرشاد، جلد۱، صفحہ۸۸

۶۷...... سیرت حلبیہ، جلد۱، صفحہ۲۲۲

۶۸...... الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی، جلد۱، صفحہ۱۷۶

۶۹...... خصائص الکبریٰ، جلد۱، صفحہ۷/ سبل الھدیٰ و الرشاد، جلد۱، صفحہ۸۷

۷۰...... سیرت حلبیہ، جلد۱، صفحہ۲۲۲

۷۱...... یہ ماہ نامہ ''نور وظہور'' علامہ محمد شریف نوری رحمۃ اللہ علیہ اور نعت خواں و نعت گو محمد علی ظہوری رحمۃ اللہ علیہ کی زیر ادارت قصور سے شائع ہوا۔

۷۲...... مولانا ابوالضیاء محمد باقر نوری، ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۸ء، قدرت کا کرشمہ، انجمن حزب الرحمٰن بصیرپور، سلسلہ نمبر۶۲، صفحہ۱۴/۱۵

۷۳...... مقدمہ میزان الادیان، جلد۱، صفحہ۲۲۵

۷۴...... صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء، فتاویٰ صدر الافاضل، مکتبہ برکات المدینہ، کراچی، صفحہ۵۱۱

۷۵...... الانعام:۱۵۳

۷۶...... فتاویٰ صدر الافاضل، صفحہ۵۱۶تا۵۱۸

۷۷...... تاریخ دمشق الکبیر، جلد۳، صفحہ۲۹۶-۲۹۷/ مختصر تاریخ دمشق، جلد۲، صفحہ۱۳۶-۱۳۷

۷۸...... حدائق بخشش، جلد۲، صفحہ۷۸-۷۹

۷۹...... المواھب اللدنیۃ، زرقانی علی المواھب، جلد۱، صفحہ۴۰

۸۰...... آل عمران:۸۱

۸۱...... بنی اسرائیل، ۷۹:۱۷
۸۲...... امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، ۲۹۷ھ، جامع ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، دار الکتب العلمیہ، بیروت، حدیث ۳۱۳۷
۸۳...... مختصر تاریخ دمشق، جلد۲، صفحہ ۱۶۵
۸۴...... صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة و النار، حدیث ۶۵۶۵
۸۵...... صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، باب من سال الناس تکثرا، حدیث ۱۴۷۵
۸۶...... ذوق نعت، صفحہ ۲۷
۸۷...... حدائق بخشش، جلد۲، صفحہ ۸۰
۸۸...... ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، حدیث ۳۱۴۸، دار الکتب العلمیہ بیروت
۸۹...... الشفاء، جلد۱ صفحہ ۲۱۷
۹۰...... الوفاء باحوال المصطفیٰ، جلد۲، صفحہ ۸۲۲
۹۱...... جامع البیان طبری، جلد۱۵، صفحہ ۱۸۳/ الجامع لاحکام القرآن، تفسیر قرطبی، جلد۱۰، صفحہ ۳۱۱
۹۲...... حدائق بخشش، جلد۱، صفحہ ۹۵
۹۳...... الاحزاب، ۵۶:۳۳
۹۴...... تفسیر روح المعانی، تحت الآیہ
۹۵...... ابن قیم جوزی، ۷۵۱ھ، جلاء الافہام فی الصلوٰۃ و السلام علٰی خیر الانام، طباعة المنیریة، ۱۳۵۸ھ، صفحہ ۹۹
۹۶...... جلاء الافہام، صفحہ ۱۰۰، (مفہوماً)
۹۷...... الشفاء، جلد۱، صفحہ ۲۰
۹۸...... تفسیر در المنثور، جلد۶، صفحہ ۴۰۱، تحت تفسیر الکوثر
۹۹...... حدائق بخشش، جلد۱، صفحہ ۱۳۰

۱۰۰...... الحشر:۱/ الصف:۱

۱۰۱...... الجمعہ:۱/ التغابن:۱

۱۰۲...... الاسراء:۴۴

۱۰۳...... الشفاء، جلد۱، صفحہ۲۰

۱۰۴...... امام ابوعبداللہ محمد بن عبدالباقی زرقانی، ۱۱۲۲ھ، شرح المواھب للزرقانی، ازہریہ مصر، جلد۶، صفحہ۱۴۸

۱۰۵...... الرعد،۱۳: ۲۸

۱۰۶...... الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی، جلد۱، صفحہ۲۳
زرقانی علی المواھب، جلد۳، صفحہ۱۳۰
امام محمد بن مہدی بن احمد الفاسی، ۱۰۵۲ھ، مطالع المسرات، مطبع تازیہ، صفحہ۱۱۷

۱۰۷...... حدائق بخشش، جلد۱، صفحہ۶۱

۱۰۸...... مرجع سابق، جلد۱، صفحہ۸

نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جلوہ گری

محترم محمد عالم مختار حق علم دوست، کتابوں کے شیدائی، مطالعہ کے رسیا باذوق انسان تھے، ان کی لائبریری نادر و نایاب کتب اور فن پاروں کا عظیم خزینہ ہے--- وہ کئی کتب کے مولف و مصنف تھے--- مدیر ''نور الحبیب'' کا مقالہ ''رفعتِ شانِ رفعنا لك ذكرك'' شائع ہوا تو انھوں نے اسے پسند کرتے ہوئے موضوع سے متعلق مزید مواد اس خواہش سے بھیجا کہ اسے مقالہ کا ضمیمہ بنا دیا جائے---موصوف رقم طراز ہیں:

عزیز محترم جناب صاحبزادہ صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ---

گزارش ہے کہ ''نور الحبیب'' کے تازہ شمارہ (فروری ۲۰۱۰ء) میں آپ کے ایمان افروز مقالہ بعنوان ''رفعتِ شان رفعنا لك ذكرك'' کا مطالعہ کیا، لطف آ گیا،

ماشاء اللہ، ایمان تازہ ہوا۔ مقالہ میں آپ نے حضور ﷺ کے اسم گرامی کے معجزاتی کرشمے بھی بیان کیے ہیں، جن میں آپ نے اپنے ذاتی مشاہدات ومعلومات کو بھی سمو دیا ہے۔ آپ ﷺ کے اسمی کرشمات کو یک جا کرنے کی غالباً پہلے کسی نے ایسی کوشش نہیں کی اور اس حوالے سے میں آپ کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

ایسے معجزوں کی خبریں بعض اوقات اخبارات کی زینت بھی بنتی رہتی ہیں مگر اخبارات واشتہارات وغیرہ کی عمر چوں کہ چندروزہ ہوتی ہے، کون سنبھال کر رکھتا ہے، ادھر مطالعہ کیا، ادھر ردی کی ٹوکری کی نذر، البتہ لائبریریوں کا معاملہ اس سے مستثنیٰ ہے۔ اخبار کے مطالعہ کے دوران اس قسم کی خبر نظر نواز ہو، تو اسے میں محفوظ کر لیتا ہوں اور یہ میرا محبوب مشغلہ ہے۔ آپ کے مقالہ کا مطالعہ کیا تو میں نے اپنی زنبیل سے ان اخباری تراشوں کا جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ مندرجہ ذیل معجزاتی اسماء آپ کے مقالہ میں جگہ نہیں پا سکے، لہٰذا ''نور الحبیب'' کے خوانندگان گرامی کی دل چسپی کی خاطر ان کی تفصیل مع حوالہ جات پیش خدمت ہے۔ اس فہرست کو اپنے مقالہ کا ضمیمہ تصور فرمائیں:

ویہڑے کی پیشانی پر اسم محمد ﷺ

مجھے ایک برخوردار کے ساتھ اس کے کسی ذاتی کام کے لیے قبلہ میاں جمیل احمد صاحب مدظلہ سجادہ نشین دربار میاں شیر محمد شرق پوری مجددی کی خدمت میں حاضری کے لیے جانے کا اتفاق ہوا۔ گھر سے معلوم ہوا کہ آپ اس وقت اپنے ڈیرا پر تشریف رکھتے ہیں۔ یہ ڈیرا آپ نے اپنی زرعی زمین پر قائم کیا ہوا ہے۔ خیر ہم ڈیرا پر پہنچے، محترمی میاں صاحب درختوں کی چھاؤں تلے آرام فرما تھے۔ آپ کے پاس ہی

ایک درخت سے بندھے ہوئے ویہڑے کی طرف ان کے ایک معتقد نے اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ دیکھیں، اس کی پیشانی پر قدرتی طور پر لفظ ''محمد'' تحریر ہے۔ چناں چہ ہم نے دیکھا کہ واقعی پیشانی پر سفید بالوں کے درمیان لفظ ''محمد'' (ﷺ) کالے بالوں میں متشکل ہے۔سبحان اللّٰہ

بکرے کے پہلو پر اسم ''محمد''

میرے ایک عزیز حاجی محمد شریف بیان کرتے ہیں کہ امسال عیدالاضحیٰ (نومبر ۲۰۰۱ء) کے مبارک موقع پر میں بکرا منڈی میں قربانی کا جانور خریدنے گیا، ایک بیوپاری کے ہاں غیر معمولی رش دیکھ کر میں بھی وہاں رک گیا۔ پتا چلا کہ اس بیوپاری کے قربانی کے جانوروں میں ایک سفید رنگ کا خوب صورت اور جان دار بکرا ہے، جس کے ایک پہلو پر سیاہ بالوں سے لفظ ''محمد'' بڑا واضح نظر آ رہا ہے۔ قیمت دریافت کرنے پر مالک نے تین لاکھ روپے طلب کیے اور کہا کہ اس سے ایک ٹیڈی پیسہ کم نہیں ہوگا۔

تربوز میں اسم ''محمد''

یہ ایک رنگین چارٹ ہے، جس کے حاشیہ پر ۹۹ر اسماء النبی (ﷺ) سنہری دائروں میں عمدہ انداز میں کتابت شدہ ہیں۔ چارٹ کے درمیان میں کٹا ہوا تربوز ہے، جسے قدرتی رنگوں میں شائع کیا گیا ہے، اس پر لفظ ''محمد'' (ﷺ) صاف پڑھا جاتا ہے۔ تربوز کے اوپر وہ مبارک درود شریف کتابت کیا گیا ہے، جسے جمعہ کے روز بعد از نماز عصر اسّی مرتبہ پڑھا جاتا ہے۔ اس کو شائع کرنے والے اور بلا معاوضہ تقسیم کرنے کی سعادت

جناب حاجی فاروق احمد خان، ۲۸ شاہ جمال کالونی، اچھرہ، لاہور کو حاصل ہے۔ جزاہ اللہ

پتھر پر اسم ''محمد''

غالباً تقسیم برصغیر سے پیش تر کا واقعہ ہے کہ نئی دہلی میں ایک آٹھ فٹ لمبا سنگ مرمر آرا مشین سے تراشنے پر پتھر کے جگر پر بخط ابری قدرتی طور پر دستِ قدرت سے لکھا ہوا یہ اسم مبارک (محمد) پایا گیا، جس کی رنگین تصویر اس وقت کسی رسالہ کی زینت بنی اور اسے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک موقع پر شائع کیا گیا۔ اس تصویر کے اوپر یہ رباعی شائع کی گئی:

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منزلت جس نے ہے پہچانی
دو عالم میں وہ ہو گا موردِ الطاف ربانی
چھپائے ہے یہ سینے میں ازل سے نام احمد کا
اسی باعث ہے سنگ مرمریں کا قلب نورانی

برادر گرامی الحاج محمد اعظم منور رقم (م: ۷-۱۹۹-۰۱-۲۴) نے اسے رسالہ سے کاٹ کر محفوظ کر لیا مگر اس کا حوالہ لکھنا بھول گئے۔ (اس تصویر کا عکس ''نور الحبیب''، مارچ ۲۰۱۰ء کے سرورق کی زینت بنا۔)

عجیب آم

(سٹاف رپورٹر) لاہور، ۲۸ر جون، کرشنا گلی گوال منڈی میں صبح سے دو آموں کی زیارت کرنے کے لیے تماشائیوں کا تانتا لگا رہا۔ یہ دونوں آم دودھ کی طرح سفید اور

پتھر کی طرح سخت ہیں۔ ایک آم کے نیچے ''محمد مصطفیٰ'' لکھا ہے اور دوسرے کے نیچے چاند تارا بنا ہے۔

واقعات یوں بیان کیے جاتے ہیں، آم کے مالک کا باغ شاہدرہ کے نزدیک ہے۔ اس نے باغ میں ایک نگہبان رکھا ہے، جس نے دیکھا کہ رات کو ایک درخت پر سبز آم جھول رہے ہیں، لیکن ان سب سبز آموں میں دو سفید سفید آم خاص طور پر نمایاں ہیں۔ رات کو ڈر اور خوف سے آم کو توڑ نہ سکا لیکن صبح ہوتے ہی اس نے سیڑھی لگا کر آم توڑ لیے جو بالکل سفید تھے اور پتھر کی طرح سخت تھے۔ اس نے پریشانی و حیرانی میں دونوں آم مالک کو دیے، مالک باغ بھی ششدر تھا، گھر میں آ کر بیوی کو دکھانے کے بعد بچے ان سے کھیلتے رہے۔ تقریباً دو پہر کے قریب ایک نیم جاہل اور نیم مجنون قسم کے خاندان کے ایک رکن نے ان کا غائر مطالعہ کیا اور دیکھا کہ ایک آم کے نیچے پیامبر اسلام کا نام کندہ ہے اور دوسرے پر چاند تارا ہے۔ لوگ ان دونوں آموں پر عجیب پیشین گوئیاں کر رہے ہیں اور انھیں نیک فال کا آئینہ دار سمجھ رہے ہیں۔

[روزنامہ آثار، ۳۰ رجون ۱۹۵۳ء]

مرغی کے انڈے پر ''محمد'' نام

(سٹاف رپورٹر) لاہور، ۳ رجولائی، علاقہ مصری شاہ میں ایک ریٹائرڈ ریلوے ملازم کی مرغی نے انڈا دیا ہے، جس پر ''محمد'' لکھا ہے۔ اس مرغی کا وزن ڈیڑھ پونڈ کے قریب ہے۔ یہ خبر سنتے ہی گردونواح کے لوگ کثیر تعداد میں انڈا دیکھنے کے لیے ریلوے ملازم کے مکان پر پہنچ رہے ہیں۔ کچھ لوگوں نے انڈے کی تصویریں بھی اتاری ہیں۔ [روزنامہ آثار، ۵ رجولائی ۱۹۵۳ء]

پتھر پر رسول اکرم ﷺ کا اسم مبارک

پشاور، ۲۳/ اکتوبر (پ۔پ۔ا) ریاست دیر کے موضع شیوا کے قریب برساتی پہاڑی نالے سے دو پتھر ملے ہیں، جن پر عربی رسم الخط میں رسول اکرم ﷺ کا اسم مبارک کندہ ہے۔ یہ کالے رنگ کا نقش قدرتی معلوم ہوتا ہے۔ ان عجیب وغریب پتھروں کو دیکھنے کے لیے گردونواح کے بے شمار لوگ روزانہ شیوا پہنچ رہے ہیں۔

[روزنامہ نوائے وقت، ۲۴/دسمبر ۱۹۶۱ء]

میمنا، جس کے پہلو پر ''یا محمد'' لکھا ہے

منٹگمری میں چک نمبر ۹۸/۷ کے ایک مزارع غلام محمد نے صدر پاکستان سے درخواست کی ہے کہ وہ ان کو بکری کا ایک بچہ دکھانا چاہتا ہے، جس کے ایک پہلو پر ''یا محمد'' کے لفظ لکھے ہوئے ہیں اور دوسرے پہلو پر پاکستان کا نقشہ بنا ہوا ہے۔ یہ میمنا ۵/اکتوبر کو پیدا ہوا اور پیدائش کے وقت ہی اس کے ایک پہلو پر پاکستان کا نقشہ بنا ہوا تھا اور دوسرے پر ''یا محمد'' کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ اس میمنے کے ساتھ ایک نر بچہ بھی پیدا ہوا مگر اس کے جسم پر اس قسم کے نشانات نہیں۔ مقامی آبادی اسے ایک معجزہ سمجھ رہی ہے اور دور دور سے اس میمنے کو دیکھنے کے لیے آ رہی ہے۔ نذر نیاز کا سلسلہ جاری ہو گیا ہے۔ نذر نیاز سے آنے والے پیسے کو لنگر پر صرف کیا جاتا ہے۔ لنگر سے باہر سے آنے والوں کو کھانا دیا جاتا ہے۔ سات افراد کے کنبے کا پالن ہار غلام محمد اس کو اپنی بہت بڑی خوش قسمتی تصور کرتا ہے مگر اب اسے ایک اور دھڑکا لگا ہوا ہے، غلام محمد نے

اپنی درخواست میں صدر پاکستان کولکھا ہے کہ علاقے کے بعض بااثر افراد اس سے بکری کا بچہ چھیننا چاہتے ہیں، مگر وہ اس بچے کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہے۔ غلام محمد کا کہنا ہے کہ بعض شکی مزاج رکھنے والے اس کے گھر پر اس خیال سے آئے کہ میمنے کی جلد سے یہ الفاظ کھرچ دیں مگر وہ ایسا کرنے میں ناکام رہے۔لوگوں کے اصرار کے پیش نظر غلام محمد کا یہ بھی ارادہ ہے کہ وہ میمنے کی زیارت کرانے کے لیے خود اپنے ساتھ لے کر مختلف جگہوں کا دورہ کرے گا۔

مرغی کے انڈے پر اسم جلالت ''اللہ'' اور ''محمد''

سیال کوٹ میں ایک دیسی مرغی نے پندرہ تولے وزنی انڈا دیا، اس انڈے پر ''اللہ'' اور ''محمد'' ساتھ ساتھ لکھے ہوئے ہیں۔سیکڑوں عقیدت مند ہر روز دیکھنے آرہے ہیں۔[روزنامہ کوہستان، ۲۵ر جولائی ۱۹۶۴ء]

نادر مچھلی، جس کی دم پر کلمہ طیبہ تحریر ہے

کراچی، ۱۹ر مارچ، مسٹر نور علی حسین بھائی ایک نادر مچھلی لے کے آج تنزانیہ سے یہاں پہنچے ہیں، اس مچھلی کی دم پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے۔انور علی دار السلام کے بوہرہ تاجر ہیں اور پاکستانی سفارت خانے کی درخواست پر یہ مچھلی کراچی لائے ہیں۔۲۴ر مارچ کو خالق دینا ہال میں اس کی نمائش ہوگی۔

یہ مچھلی ساڑھے پانچ انچ لمبی، سوا تین انچ چوڑی اور سوا انچ موٹی ہے۔اس کا وزن چھ اونس کے لگ بھگ ہے۔یہ قدیم سیمی سرکیولیٹ نسل کی مچھلی ہے۔شروع میں اسے

''نو میکا تھرو'' کا نام دیا گیا تھا، لیکن بعد میں ''بٹر فلائی'' کے نام سے موسوم ہوئی۔

یہ مچھلی تنزانیہ کے ساحل پر دارالسلام کے نواحی علاقے میں پکڑی گئی تھی۔ انور علی نے ۲۳ر اگست ۱۹۶۵ء کو اسے خریدا۔ ان کی بیگم عصمہ بائی جب اسے پکانے کے لیے تیار کرنے لگیں تو ان کی نظر اس کی دم پر جا پڑی، جس پر کلمہ طیبہ واضح تھا۔ انور علی فوراً قدرت اعلیٰ کے اس نادر نمونے کو دارالسلام کے شیخ امام کے پاس لے گئے۔ انھوں نے انھیں اس مچھلی کی حفاظت کا مشورہ دیا۔ چناں چہ انور علی نے اسے دارالسلام کے عجائب گھر میں رکھ دیا، جہاں اسے خراب ہونے سے بچانے کے لیے مختلف ادویات لگائی گئیں۔ کچھ عرصہ کے بعد عجائب گھر کے حکام نے اندیشہ ظاہر کیا کہ مچھلی خراب ہو جائے گی، چناں چہ انور علی اسے نیروبی لے گئے، جہاں پہلی بار اس کی نمائش ہوئی۔ نیروبی کے ڈاکٹروں کے مشورے پر انور علی اسے لندن لائے، جہاں اس کا دس لاکھ کا بیمہ ہوا۔ جدید اور کیمیاوی طریقوں سے اسے بیمہ کے لیے محفوظ کر لیا گیا۔

انھی دنوں لندن ٹائمز اور آبزرور کو اس کا علم ہو گیا اور انھوں نے اس حیرت انگیز واقعہ کو شہ سرخیوں میں شائع کیا۔ انھی اخبارات سے دوسرے ملکوں کے مسلمانوں کو اس کا علم ہوا اور وہ اسے حاصل کرنے اور دیکھنے کے متمنی نظر آنے لگے۔ شیخ کویت نے تو انور علی کو بارہ لاکھ روپے کی پیش کش بھی کی، لیکن انور علی نے اسے فروخت کرنے سے انکار کر دیا۔ مسٹر انور علی کو برطانیہ، امریکہ، روس، ترکی، مصر، سعودی عرب، اردن، عراق، ملائیشیا، انڈونیشیا اور بھارت سے دعوت نامے موصول ہو چکے ہیں، لیکن انھوں نے سب سے پہلے پاکستان کی درخواست پر توجہ فرمائی۔ پاکستان کے بعد وہ ان ملکوں کا دورہ کریں گے اور اس مقدس مچھلی کی نمائش ہو گی۔ [روزنامہ امروز، ۲۰ر مارچ ۱۹۶۷ء]

پتھر پراللہ، محمد، خلفاءراشدین اور حسنین کریمین کے نام

بنوں، ۳۰/جولائی (پ ر) لکی مروت ضلع بنوں کے ایک شخص امیر محمد مینا خیل کو گزشتہ دنوں ایک ایسا پتھر ملا ہے، جس کا وزن تقریباً ستر گرام ہے اور اس کے اندر دودھ کی طرح سفید دھاریوں سے دو بار اللہ، چھ بار محمد، دو بار یا محمد، ایک بار احمد، ایک بار ابوبکر، چار بار عمر، ایک بار عثمان، دو بار علی اور ایک ایک بار حسن اور حسین لکھا ہوا ہے۔ لوگوں کی ایک بڑی تعداد اس عجیب وغریب پتھر کو دیکھنے آ رہی ہے۔ امیر محمد کے مطابق یہ پتھر اسے ۱۹/جولائی کو راستے میں پڑی ہوئی بجری سے ملا تھا۔ پتھر پر محمد (ﷺ) کے نام بڑے واضح اور جلی لکھے ہوئے ہیں، جو دور سے پڑھے جا سکتے ہیں، جب کہ باقی نام باریک ہیں۔ [روزنامہ نوائے وقت، ۳۱/جولائی ۱۹۷۹ء]

مچھلی پر کلمہ طیبہ

اٹلانٹا امریکہ میں مقیم ایک پاکستانی فیملی کے گھر موجود مچھلی پر کلمہ طیبہ نقش ہے۔
[روزنامہ خبریں، ۱۶/نومبر ۲۰۰۵ء]

بیل کی کھال پر اسم محمد

موضع بھنڈر گل شیر تحصیل جنڈ ضلع اٹک میں ایک پالتو بیل ہے، جس کی کھال پر قدرتی طور پر اسم ''محمد'' خوب صورت انداز میں دائیں کندھے پر واضح تحریر ہے۔
[روزنامہ نوائے وقت، ۲۰/دسمبر ۲۰۰۷ء]

قدرت کا کرشمہ، قربانی کے گوشت پر اسم اللہ و محمد

شیخوپورہ (نیوز ڈیسک) قربانی کے گوشت کے ٹکڑے پر اسم اللہ اور اسم محمد لکھا ہوا ہے۔ تفصیلات کے مطابق نواحی محلّہ فاروق گنج شرقی جنڈیالہ روڈ کے رہائشی حافظ محمود رشید کی والدہ قربانی کا گوشت پکا رہی تھیں کہ ایک ٹکڑا دیگچی میں تیرنے لگا، جس پر اسم اللہ اور اسم محمد واضح نظر آ رہا تھا۔ گوشت کے ٹکڑے کو ہنڈیا سے نکال کر محفوظ کر لیا گیا۔ اہل علاقہ کی کثیر تعداد کرشمہ قدرت دیکھنے اُمڈ آئی۔ [روزنامہ نوائے وقت، ۲۴/دسمبر ۲۰۰۷ء]

قدرت کا کرشمہ

بینگن پر اسم محمد لکھا ہوا ہے۔ [روزنامہ نوائے وقت، ۱۰/اپریل ۲۰۰۸ء]

درختوں سے کلمہ طیبہ

جرمنی کے ایک زرعی فارم میں درختوں نے قدرتی طور پر کلمہ طیبہ کی لفظی شکل اختیار کر لی ہے۔ بہت سے جرمن باشندے اس کرشمے سے متاثر ہیں اور ان کی اسلام میں دلچسپی بڑھی ہے، جب کہ جرمن حکومت نے فارم کے گرد آہنی باڑ لگا دی ہے تاکہ لوگ اس معجزے کو نہ دیکھ سکیں۔ [روزنامہ نوائے وقت، ۱۵/دسمبر ۲۰۰۹ء]

ترکی میں درخت کے تنے پر تسمیہ اور اسم محمد ﷺ

انقرہ (پ ر) ترکی کے دارالحکومت انقرہ کے ایک تاجر شیز ایکلوتی نے گیبون افریقہ سے جو درخت درآمد کیے، اس میں سے ایک درخت کو جب کاٹا گیا تو لکڑی پر نہایت واضح یہ الفاظ کندہ تھے۔ ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' جب درخت کو پلائی وڈ کے ٹکڑے حاصل کرنے کے لیے مزید کاٹا گیا تو لکڑی کے ہر ٹکڑے پر یہ الفاظ لکھے پائے گئے۔ اس درخت سے تقریباً ۱۰۰ ر پلائی وڈ کے ٹکڑے حاصل کیے گئے ہیں، ان الفاظ کی لمبائی تقریباً ۳.۴ ر میٹر اور چوڑائی ۰.۷ ر میٹر ہے۔ ترکی کے سائنس دانوں اور گازی یونی ورسٹی انقرہ نے اس قدرتی معجزہ کی باقاعدہ تصدیق بھی کی ہے، اس درخت کی عمر کا اندازہ تقریباً ۶۰ سال لگایا گیا ہے اور اس کی کل لمبائی ۱۲ ر میٹر ہے، لکڑی پر ''بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم ، محمد '' کوفی رسم الخط میں ہے، جو تقریباً ۱۴۰۰ ر سال پہلے رائج تھا۔ یہ وہی رسم الخط ہے جو حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے قرآن حکیم لکھنے میں استعمال کیا اور آج استنبول کے ٹاپ کپی عجائب گھر میں محفوظ ہے۔ لکڑی کے ان ٹکڑوں کو جن پر ''بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم ، محمد '' کندہ ہے، ٹاپ کپی عجائب گھر کی قدیم مقدس اشیاء کے حصے میں رکھا گیا ہے۔ شیز ایکلوتی کو اپنے ممالک میں آنے کی دعوت دی ہے، وہ عنقریب پاکستان آ کر ایک ٹکڑا حکومت پاکستان کو بطور عطیہ پیش کریں گے۔ [روزنامہ جنگ لاہور، ۳ر دسمبر ۱۹۹۰]

درختوں کے پتے پتے پر ''یا اللہ اور یا محمد'' کے الفاظ کا ظہور

لاہور، ۲ر اکتوبر ۱۹۴۹ء، ایک شخص مسمی نصیر پہلوان پنواڑی میرٹھی، ایم اے او کالج

لاہور نے ایک خط برائے اشاعت ارسال کیا ہے، جو حسب ذیل ہے۔ ہمارے پاس میرٹھ سے ایک خط آیا ہے اور اسی مضمون کے خط بعض دیگر افراد کے پاس بھی میرٹھ سے آئے ہیں، جن میں لکھا ہے کہ میرٹھ میں ٹھنڈی سڑک پر پیپل کے چار درختوں پر قرآن شریف کی آیات لکھی ہوئی ہیں، ان درختوں کے پتوں پر بھی کسی پر ''یا اللہ'' کسی پر ''یا محمد'' اور کسی پر قرآن شریف کی کوئی آیت لکھی ہوتی ہے۔ یہ الفاظ تمام پتوں پر کندہ ہیں۔ واضح رہے کہ ہندو قوم پیپل کے درخت کی پوجا کرتی ہے اور خدا کی قدرت کہ یہی پیپل کے درخت خدا اور اس کے رسول پر گواہی دے رہے ہیں۔

[روزنامہ امروز لاہور، ۳ر اکتوبر ۱۹۴۹ء]

رات کے اڑھائی بجے رسول مقبول کا اسم مبارک نظر آتا ہے

ناگپور، ۴ر ستمبر، بھارت کے روزنامہ فری پریس جنرل نے یہ خبر شائع کی ہے کہ گورنمنٹ ہائی سکول رائے پور کے اسسٹنٹ ماسٹر مسٹر محمود حسین کا دعویٰ ہے کہ حضرت محمد ﷺ کا اسم مبارک ہر رات تقریباً ڈھائی بجے فضائے آسمانی پر کسی قدر جنوب مشرقی سمت میں ہمارے سامنے نمودار ہوتا ہے اور سویرا ہونے تک برابر نظر آتا رہتا ہے۔ ان کا یہ دعویٰ ہے کہ یہ اسم مبارک ایک طویل عرصہ تک اسی طرح نمودار ہوتا رہے گا۔ اس کے بعد وہ آئندہ اپریل کے ختم ہونے پر مغربی افق کے نیچے چلا جائے گا۔ انھوں نے اس عجیب و غریب مظہر فلکی کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا ہے کہ حضرت رسول اکرم ﷺ کا اسم مبارک فضائے آسمانی پر چند بڑے روشن ستاروں اور چھوٹے جھلملانے والے ستاروں سے مل کر شاندار عربی رسم الخط میں نظر آتا ہے اور اس کے اطراف تمام فضائے آسمانی مامور ہو جاتی ہے۔ مسٹر حسین کہتے ہیں کہ

جو شخص بھی عربی یا اردو زبان کے حروف اور ان کے مرکبات کو پڑھ سکتا ہے وہ آسانی کے ساتھ فضائے آسمانی پر ''محمد'' پڑھ سکتا ہے۔ مسٹر محمد حسین یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت پیغمبر خدا کا اسم گرامی قانون حرکت کے مطابق پہلے عمومی شکل میں نظر آتا ہے، کیوں کہ وہ آسمان کے وسط میں مشرق کی طرف نمودار ہوتا ہے اور پھر جب اسم مقدس مغرب کی طرف نمودار ہوتا ہے تو وہ صاف اسی طرح نظر آتا ہے جس طرح کہ عربی یا اردو رسم الخط میں لکھا جاتا ہے۔

[روزنامہ احسان لاہور، ۶ ستمبر ۱۹۵۰]

جبلِ اُحد پر اسمِ محمد ﷺ کی جلوہ گری

نامِ حبیبِ کبریا ﷺ نقش اس کے سینے پر ہوا

گویا سند اس کو ہوئی حبِ پیمبر ﷺ کی عطا

جبلِ اُحد ، جبلِ اُحد

محبوبِ محبوبِ خدا

[نوری]

اگر یہ سوال کیا جائے کہ سرکار ابد قرار ﷺ کے دیار پُر انوار---مدینہ منورہ---میں آپ ﷺ کی حیات ظاہری کے زمانہ کی کوئی چیز اپنی اصلی حالت میں موجود ہے؟---کیوں کہ عہد نبوی کی ہر چیز حتیٰ کہ مسجد نبوی، جنت البقیع، مکانات، بازار، گلیاں سبھی کی ہیئت وصورت بدل گئی، نقشے تبدیل ہو گئے ہیں---تو بلاتردید جواباً کہا جا سکتا ہے کہ آقا حضور ﷺ کی نگاہ محبت سے بارہا فیض یاب ہونے اور سند قبولیت و محبت حاصل کرنے والا خوش قسمت پہاڑ "اُحُد" آج بھی اپنی اصلی ہیئت میں بجنسہٖ موجود و محفوظ ہے---

دنیا میں بے شمار پہاڑ پائے جاتے ہیں---بلند و بالا، سرسبز و شاداب، حسن ظاہری سے سرشار، تفریحی سامان سے لبریز آراستہ و پیراستہ---مگر احد اپنی پوری معنویت کے ساتھ فرد فرید اور یکہ و ممتاز ہے--- اس اَحد جل جلالہ نے جبلِ اُحد کو فضیلت،

جاذبیت، محبوبیت اور مقبولیت کے حوالے سے انفرادیت بخشی ہے--- اس وحدہ لاشریک نے سلسلہ جبال میں اُحد کو یوں ''وحدہٗ لا شریك'' بنادیا کہ پوری دنیا میں کوئی پہاڑ ایسا نہیں، جسے باعثِ تخلیق کائنات، محبوب خدا، سرورِ ہر دوسرا علیه التحیة و الثنا نے سند محبت عطا کی ہو اور اسے اپنا محبّ اور محبوب قرار دیا ہو---

امام بخاری اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا:

اُحُدٌ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَ نُحِبُّهٗ---[۱]

''احد ایسا پہاڑ ہے جو ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں''---

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

اِنَّ اُحُدًا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَ نُحِبُّهٗ---[۲]

''بے شک احد ایسا پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں''---

یعنی احد محبّ مصطفیٰ ﷺ بھی ہے اور محبوبِ محبوبِ خدا ﷺ بھی---

خادم رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، حضور ﷺ کی نظر احد پہاڑ پر پڑی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَ نُحِبُّهٗ---[۳]

''یہ جبل احد ہے جو ہمیں محبوب رکھتا ہے اور ہم اسے محبوب رکھتے ہیں''---

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرکار ﷺ خیبر سے واپس ہوئے، جوں ہی جبل احد پر نظر پڑی تو فرمایا:

هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَ نُحِبُّهٗ، اِنَّ اُحُدًا هٰذَا لَعَلٰى بَابٍ مِّنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ---[۴]

''یہ پہاڑ (اُحد) ہمارا محبّ بھی ہے اور محبوب بھی، بے شک یقیناً یہ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر ہوگا''---

حضرت ابوعبس بن جبر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احد کے بارے میں فرمایا کہ یہ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں، یہ جنت کے دروازہ پر ہوگا---جب کہ عیر پہاڑ کے بارے میں ارشاد فرمایا:

هٰذَا عَيْرٌ جَبَلٌ يَبْغَضُنَا وَ نَبْغَضُهُ عَلٰى بَابٍ مِّنْ اَبْوَابِ النَّارِ---[۵]

''یہ عیر (بفتح عین[۶]) ایسا پہاڑ ہے، جو ہم سے بغض وعداوت رکھتا ہے اور ہم بھی اس سے بغض رکھتے ہیں، یہ جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہوگا''---

احد کی عظیم الشان تاریخی حیثیت کا پتا حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے چلتا ہے:

لَمَّا تَجَلَّى اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ لِلْجَبَلِ طَارَتْ لِعَظَمَتِهِ سِتَّةُ اَجْبُلٍ : فَوَقَعَتْ ثَلَاثَةٌ بِالْمَدِيْنَةِ وَ ثَلَاثَةٌ بِمَكَّةَ ، وَقَعَ بِالْمَدِيْنَةِ اُحُدٌ وَ وَرِقَانُ وَ رَضْوٰى وَ وَقَعَ بِمَكَّةَ حِرَاء وَ ثَبِير و ثَوْرٌ---[۷]

''اللہ تعالیٰ نے جب کوہ طور پر اپنی تجلی فرمائی تو عظمتِ الٰہی سے اس کے چھ ٹکڑے ہو گئے، جن میں سے تین مدینہ منورہ میں گرے اور تین مکہ مکرمہ میں جا گرے، مدینہ میں گرنے والے احد، ورقان اور رضویٰ ہیں، جب کہ مکہ میں جو ٹکڑے گرے وہ حرا، ثبیر اور ثور ہیں''---

اُحد کی برکت وفضیلت کا اندازہ اس امر سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أُحُدٌ عَلٰى بَابٍ مِّنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَإِذَا مَرَرْتُمْ بِهٖ فَكُلُوْا مِنْ شَجَرِهٖ وَلَوْ مِنْ عِضَاهِهٖ---[۸]

''احد جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر ہوگا، جب تم اس کے پاس سے گزرو تو اس کے درختوں کا پھل کھالیا کرو، اگر دستیاب نہ ہو تو اس کے صحرا کی گھاس میں سے کچھ کھالیا کرو''---

یہی وجہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت زینب بنت مبط رضی اللہ عنہا اپنے بچوں کو فرمائش کیا کرتیں کہ تم احد کی زیارت کے لیے جاؤ تو میرے لیے وہاں کی نباتات اور گھاس کا تحفہ لیتے آنا---[۹]

یہ وہ خوش بخت پہاڑ ہے، جس پر آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رفقا ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے ساتھ تشریف فرما ہوئے تو یہ اپنی قسمت پر نازاں کیف و سرور میں وجد کرنے لگا، آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اُثْبُتْ اُحُدٌ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَ صِدِّيْقٌ وَ شَهِيْدَانِ---[۱۰]

''اُحد! ٹھہر جا کیوں کہ تیرے اوپر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید رونق افروز ہیں''---

گویا کہ غیب دان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی نگاہ نبوت سے ملاحظہ فرما رہے تھے کہ حضرت فاروق اعظم اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما کو شہادت کی موت نصیب ہوگی---

یہ وہ رفیع المرتبت پہاڑ ہے جس کے دامن میں حق و باطل کی آویزش ہوئی اور کم و بیش ستر شہداء کرام یہاں مدفون ہوئے، جن میں عم المصطفیٰ، اسد اللہ و اسد الرسول، سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر اطہر بھی ہے، جہاں سرکار ہر جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر سال بطور خاص تشریف لے جاتے اور شہداء کو بایں الفاظ سلام سے نوازتے:

سَلامٌ عَلَیۡکُمۡ بِمَا صَبَرۡتُمۡ فَنِعۡمَ عُقۡبَی الدَّارِ---

''تم پر سلامتی ہو کیوں کہ تم نے صبر کیا، پس آخرت کا گھر کیسا اچھا ہے؟'' ---

آپ ﷺ کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بھی یہی معمول رہا، ان کے وصال کے بعد سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح ہر سال باقاعدہ حاضری دیتے رہے---[۱۱]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جو شخص شہداء احد کے پاس حاضر ہو کر سلام عرض کرے، شہداء اس پر تا قیام قیامت سلام بھیجتے رہیں گے---[۱۲]

سرکار ابدقرار ﷺ نے اپنے اس محبّ اور محبوب جبل کو سند محبت عطا فرما کر اسے اہل محبت کی عقیدتوں اور محبتوں کا مرجع بنا دیا--- اسی محبت کا اثر ہے کہ اس محبوبِ محبوب احد، جبل احد کی زیارت کی جائے تو جی چاہتا ہے، اسے دیکھتے ہی رہیں---

محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رقم طراز ہیں:

بر ہیچ ذی بصر مخفی و مستتر نیست در ہر وقت و ہر حالت کہ بجانب احد نظر کنند نورے و سرورے در وی بمشاہدہ افتد کہ انکار آں در حکم انکار حس باشد---[۱۳]

''کسی بھی صاحبِ بصیرت پر مخفی نہیں ہے کہ جب کبھی بھی اُحد کی زیارت کی جائے تو اس کے نور اور سرور کی خاص کیفیت مشاہدہ میں آتی ہے، جس کا انکار ایک واضح اور محسوس چیز کا انکار ہے'' ---

اس کے برعکس جبل عیر جو مسجد ضرار کے منافقین کی جہت پر واقع ہے اور اسے آقا ﷺ نے مبغوض قرار دیا، اس سے اہل محبت کو وحشت محسوس ہوتی ہے---

اسم مسمّیٰ کا آئینہ دار ہوتا ہے، اُحُدٌ، اَحَدٌ سے مشتق ہے، جو اس اللہ اَحد

وحدہٗ لاشریک کے دین کی سربلندی کا گواہ اور محبت مصطفیٰ کا مظہر ہے[۱۴] جب کہ عیــر گدھے کو کہتے ہیں کہ یہ جہالت اور برے اخلاق کے حاملین منافقین کے قرب میں ہے، یہی وجہ ہے کہ اُحد جنت کے دروازے پر اور عیر جہنم کے دروازہ پر ہوگا---[۱۵]

تازہ تحقیق

جبل احد کی عظمتیں، رفعتیں اور فضائل و مناقب مسلّم ہیں--- حال ہی میں اس کی عظمت کا ایک اور منفرد پہلو منکشف ہوا ہے، جب خلا سے اس کی تصویر لی گئی تو یہ نتیجہ سامنے آیا کہ گویا اسم محمد کندہ ہے---جبل اُحد، محبوبِ اَحد ﷺ کی محبت میں یوں کندن بن گیا کہ محبوب و محبّ میں ''فرق نہیں مابین پیا'' کی جیتی جاگتی تصویر بن کر اپنے وجود کو اپنے محبوب کریم ﷺ کے اسم گرامی کے سائبانِ رحمت میں ڈھانپ لیا اور یہ کیفیت پیدا ہوگئی:

تو من شدی من تو شدم، من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

اور یوں یہ رفیع المرتبت پہاڑ رفعتِ ''و رفعنا لك ذكرك'' کی عملی تعبیر بن گیا ہے---

اور یہی نہیں، کائنات کی ہر چیز جہاں اللہ تعالیٰ ﷻ کی وحدانیت کی گواہ ہے وہیں حضور محمد مصطفیٰ ﷺ کی عظمتوں سے آگاہ ہے اور کائنات پست و بالا میں ہر سو اسم محمد (ﷺ) کی جلوہ گری ہے---

۱۹۸۴ء میں ہم نے نور الحبیب میں سعودیہ کے ایک ہسپتال میں کمپیوٹر کے ذریعے

لی گئی انسانی نرخرے اور پھیپھڑے کی تصویر شائع کی تھی، جس میں سانس کی نالی پر لا الہ الا اللہ اور پھیپھڑے پر محمد رسول اللہ تحریر تھا---

اسم محمد کی صورت میں جبل احد کی عظمت کا ایک نیا پہلو آشکار ہوا ہے تو ہم نے اس کی اشاعت کو اپنی سعادت سمجھتے ہوئے ماہ نامہ نور الحبیب، اپریل ۲۰۰۷ء کے سرورق کی زینت بنایا---

یہ تصویر ہم نے www.makkawi.com سے لی تھی اور انہوں نے اسے Google Earth سے حاصل کیا، جس کی نشان دہی محترم محمد اقبال نوری مدنی نے کی---

یہ اور اس طرح کے کتنے ہی حقائق، عظمت و رفعت حبیب خدا علیہ التحیۃ و الثناء کے خاموش مبلغ اور داعی الی الحق ہیں، مگر انھیں:

ظاہر کی آنکھ سے نہ تماشا کرے کوئی
ہو دیکھنا تو دیدۂ دل وا کرے کوئی

اللہ تعالیٰ جل جلالہ ہمیں نگاہ بصیرت سے نوازے اور اس محبوب محبوبِ اَحد، جبل اُحد کی محبتوں کے صدقے ہمارے قلوب کو بھی سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقی اور دائمی محبت سے سرشار فرمائے اور اس کریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ابدی غلامی میں جینا مرنا نصیب فرمائے---

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ و سلم علیہ
و علیٰ آلہ و اصحٰبہ اجمعین

حوالہ جات

۱.....صحیح بخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب خرص التمر، حدیث ۱۴۸۲

۲.....صحیح مسلم، کتاب الحج، باب احد جبل یحبنا و نحبہ، حدیث ۱۳۹۳

۳.....صحیح بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب و السنۃ، باب ما ذکر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و حضّ علی اتفاق اھل العلم، و ما اجتمع علیہ الحرمان مکۃ و المدینۃ، حدیث ۷۳۳۳/ کتاب المغازی، باب احد جبل یحبنا و نحبہ، حدیث ۴۰۸۳/ صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فضل المدینۃ، حدیث ۱۳۶۵

۴..... وفاء الوفاء، صفحہ ۹۲۶

۵..... وفاء الوفاء، صفحہ ۹۲۶

۶..... کما فی جذب القلوب للشیخ عبد الحق المحقق، صفحہ ۱۹۰

۷..... وفاء الوفاء، صفحہ ۹۲۷

۸..... وفاء الوفاء، صفحہ ۹۲۶/ جذب القلوب، صفحہ ۱۹۲

۹..... جذب القلوب، صفحہ ۱۹۲

۱۰.....صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، حدیث ۳۶۷۵

۱۱..... وفاء الوفاء، صفحہ ۹۳۲

۱۲..... جذب القلوب، صفحہ ۱۹۴

۱۳..... جذب القلوب، صفحہ ۱۹۱

۱۴..... وفاء الوفاء، صفحہ ۹۲۹

۱۵.....مرجع سابق

سب رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی

اللہ رب العزت ﷻ کو ایک جاننا، وحدانیت ہے--- یہ ایک فکر ہے، ایک فلسفہ ہے، ایک نظریہ ہے--- یہ فکر اور فلسفہ، ایمان کا حصہ کب بنے گا، وحدانیت کا نظریہ، عقیدۂ توحید میں کیسے بدلے گا؟ اس کا دار و مدار صرف اور صرف عظمت و شان رسالت کو ماننے، اس پر ایمان لانے اور تہ دل سے اسے تسلیم کرنے پر ہے---

اللہ تعالیٰ ﷻ بنی نوع انسان کی ہدایت اور راہ نمائی کے لیے مخصوص قوم، محدود علاقہ اور ایک خاص وقت کے لیے انبیاء و رسل (علی نبینا و علیھم الصلوات و التسلیمات) کو مبعوث فرماتا رہا--- ان کی امت کے لیے اس نبی یا رسول پر ایمان لانا ضروری قرار دیا گیا، مگر ہمارے آقا و مولیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ کی رسالت کسی ایک زمانہ کے لیے خاص نہیں، کسی ایک قوم یا علاقے سے مختص نہیں، بلکہ خالق کائنات نے اعلان فرما دیا:

وَ مَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا---[۱]

''اورنہیں بھیجا ہم نے آپ کومگر تمام انسانوں کی طرف بشیر اور نذیر بنا کر''---

آپ ﷺ تمام زمانوں، تمام مکانوں، تمام کائناتوں، تمام علاقوں، جملہ مخلوقاتِ پست و بالا اور جملہ امتوں بلکہ رسولوں کے بھی رسول ہیں:

ملک کونین کے انبیاء تاج دار

تاج داروں کا آقا ہمارا نبی

علامہ تقی الدین ابوالحسن علی بن عبدالکافی السبکی (م ۷۵٦ھ) رقم طراز ہیں:

فَتَكُوْنُ نُبُوَّتُهٗ وَ رِسَالَتُهٗ عَامَّةً لِجَمِيْعِ الْخَلْقِ مِنْ زَمَنِ اٰدَمَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَ تَكُوْنُ الْاَنْبِيَاءُ وَ اُمَمُهُمْ كُلُّهُمْ مِنْ اُمَّتِهٖ وَ يَكُوْنُ قَوْلُهٗ بُعِثْتُ اِلَى النَّاسِ كَافَّةً لَّا يَخْتَصُّ بِهِ النَّاسُ مِنْ زَمَانِهٖ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ بَلْ يَتَنَاوَلُ مِنْ قَبْلِهِمْ اَيْضاً---[۲]

''حضور ﷺ کی نبوت و رسالت زمانۂ آدم علیہ السلام تا قیامِ قیامت جمیع مخلوقات کو شامل ہے--- تمام انبیاء و مرسلین اور ان کی امتیں سب حضور ﷺ کے امتی ہیں اور حضور ﷺ کے فرمان 'میں تمام لوگوں کی طرف مبعوث ہوا ہوں' سے مراد صرف آپ ﷺ کے زمانہ سے روزِ قیامت تک کے لوگ ہی نہیں بلکہ پہلے تمام زمانوں کے لوگ بھی (آپ ﷺ کے دائرۂ امت میں) شامل ہیں''---

جس طرح امت پر لازم ہے کہ نبی پر ایمان لائیں، یوں ہی انبیاء پر ضروری ہے کہ وہ حضور ﷺ پر ایمان لائیں---

عالم ارواح میں آپ ﷺ کی سیادت و قیادت کا اظہار اس انداز میں کرایا گیا

کہ جب اللہ تعالیٰ جل جلالہ نور محمدی ﷺ کو جملہ کمالات وفضائل اور انوار نبوت سے فیض یاب فرما چکا تو تمام انبیاء ورسل کی ارواح کو اکٹھا کیا پھر اس 'مہر منیر ﷺ' کو حکم دیا:

اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی اَنْوَارِ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ---

''انوار انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طرف توجہ کیجیے''---

پھر جوں ہی نور مصطفیٰ نے توجہ فرمائی، ایک نور چمکا، روشنی پھیلی، جس کے انوار وتجلیات، تمام انبیاء ورسل کے انوار پر غالب آ گئے---انبیاء کرام علیہم السلام نے پوچھا کہ یہ کس کا نور ہے؟---

اللہ تعالیٰ عزوجل نے جواب دیا:

ھٰذَا نُوْرُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ اِنْ اٰمَنْتُمْ بِہٖ جَعَلْتُکُمْ اَنْبِیَاءَ قَالُوْا اٰمَنَّا بِہٖ وَ بِنُبُوَّتِہٖ---[۳]

''یہ محمد (ﷺ) بن عبد اللہ کا نور ہے، اگر تم ان پر ایمان لاؤ گے تو میں تمہیں منصب نبوت عطا کروں گا---

ارواح انبیاء نے عرض کی:

''ہم آپ ﷺ کی ذات اور آپ ﷺ کی نبوت پر ایمان لاتے ہیں''---

پھر اللہ تعالیٰ نے ان سے پختہ عہد و پیمان لیا اور ایک دوسرے کا گواہ بنایا اور اس عہد کو مزید پختہ کرتے ہوئے اس پر اپنا بھاری ذمہ لیا اور اپنے آپ کو بھی گواہ بنایا---

عالم لامکان میں ذکر مصطفیٰ ﷺ، عظمت مصطفیٰ ﷺ اور میلاد مصطفیٰ ﷺ کی اس پہلی مجلس کا ذکر ﴿وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ .... الآیۃ﴾[۴] میں تفصیل سے بیان فرمایا---

اللہ اللہ! اس محفل کے کیف ونور کا کیا عالم ہو گا، جس کا اللہ رب العزت نے انعقاد فرمایا اور خود خطاب فرمایا---نور محمد مصطفیٰ ﷺ مہمان خصوصی اور ارواح انبیاء

کا مجمع تھا:

خدا خود میر مجلس بود اندر لا مکاں خسرو
محمد ﷺ شمع محفل بود شب جائے کہ من بودم

اس عہد میثاق کے بعد ارواح انبیاء آپ ﷺ سے فیضان حاصل کرتی رہیں---
چنانچہ محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

در عالم ارواح نیز فیض بارواح انبیاء از روح اور سیدہ--- [۵]

''عالم ارواح میں بھی انبیاء کرام علیہم السلام کی روحیں حضور ﷺ کی روحِ پاک سے فیض یاب ہوتی رہیں''---

امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا:

وَ کُلُّ آیِِ اَتَی الرُّسُلُ الْکِرَامُ بِھَا
فَاِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُوْرِہٖ بِھِمِ
فَاِنَّہٗ شَمْسُ فَضْلٍ ھُمْ کَوَاکِبُھَا
یُظْھِرْنَ اَنْوَارَھَا لِلنَّاسِ فِیْ الظُّلَمِ [۶]

''انبیاء کرام کو جس قدر معجزات وکمالات نصیب ہوئے وہ تمام کے تمام نور مصطفیٰ ﷺ کا صدقہ اور فیضان ہے، کیوں کہ آپ ﷺ آفتاب کمال اور دیگر انبیاء ورسل ستاروں کی مانند ہیں، جو (حضور ﷺ کی تشریف آوری سے قبل جہالت اور گم راہی کی) تاریکیوں میں لوگوں کو نور ہدایت سے مستنیر کرتے رہے''---

جس طرح حضرت آدم علیہ السلام جسمانی باپ ہیں، اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام روحانی باپ، سربراہ اور نگہبان ہیں---جیسا کہ شیخ امام محمد الفاسی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

فَهُوَ اٰدَمُ الْاَرْوَاحِ وَ يَعْسُوْبُهَا كَمَا اَنَّ اٰدَمَ اَبُوْ الْاَجْسَادِ وَ سَبَبُهَا---[۷]

خلاصہ کلام یہ ہے کہ آپ ﷺ سید الرسل ہیں---آپ ﷺ کی رسالت و نبوت کا دائرہ انبیاء و رسل اور جملہ مخلوقات پر محیط ہے---آپ ﷺ کی اسی رسالت عامہ کے پیش نظر شان رسالت کو کلمہ طیبہ کا جز بنایا گیا، گویا آپ ﷺ جان جاناں ہیں، روح ایمان ہیں کہ جملہ انسانیت کو آپ ﷺ کے فیضانِ کرم سے ایمان میسر آیا---

تاج دار تصوف شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شعر[۸] میں توحیدِ خداوندی کو بیان کیا---علامہ اقبال نے اسی شعر کے مصرع اوّل میں ترمیم کر کے شان مصطفیٰ ﷺ کا بڑے خوب صورت پیرائے میں اظہار کیا اور شان رسالت میں آپ ﷺ کی توحید اور امتیاز و انفرادیت کو واضح کر دیا:

حمد بے حد مر رسول پاک را
آں کہ ایماں داد مشت خاک را [۹]

بلا شبہ ہمارے رسول ﷺ سید المرسلین اور افضل النبیین ہیں---اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا:

خلق سے اولیاء ، اولیا سے رسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی
انبیا سے کروں عرض کیوں مالکو
کیا تمہارا نبی ہے ، ہمارا نبی [۱۰]

صلی اللّٰہ علیہ و آلہٖ و اصحابہ و بارك و سلم

17

حواشی

۱...... سورۃ السبا،۳۴،آیت:۲۸

۲......علامہ تقی الدین سبکی، التعظیمُ و المنّۃُ فی لتُؤمِنُنَّ بِہ و لتَنْصُرُنَّہ، بحوالہ جواھرالبحار للنبھانی، بیروت،جلد۱،صفحہ۳۶۳

۳......امام احمد بن محمد قسطلانی، المواھب اللدنیۃ/ محمد بن عبدالباقی، زرقانی علی المواھب،مصر،جلد۱،صفحہ۴۰

۴...... وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّ حِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْھَدُوْا وَ اَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰھِدِیْنَ○---[سورۃ آل عمران،آیت۸۱]

''اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا، جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ

تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا، فرمایا، کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا، سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا، فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں''---

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے اپنی تصنیف ''تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین'' میں اس آیت کریمہ کے دس ایمان افروز لطائف ونکات بیان کیے ہیں، یہ رسالہ فتاویٰ رضویہ میں شامل ہے---

❶ ......انبیاء علیہم السلام معصومین ہیں، زنہار حکم الٰہی کا خلاف ان سے محتمل نہیں۔ کافی تھا کہ رب تبارک وتعالیٰ بطریق امر انہیں ارشاد فرماتا، اگر وہ نبی تمہارے پاس آئے اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا، مگر اس قدر پر اکتفا نہ فرمایا بلکہ ان سے عہدو پیمان لیا، یہ عہد عہدِ اَلَسْتُ بِرَبِّکُم [الاعراف، ۷:۱۷۲] ''کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں-ت'' کے بعد دوسرا پیمان تھا، جیسے کلمہ طیبہ میں لا الٰہ الّا اللّٰہ ''اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں-ت'' کے ساتھ محمد رسول اللّٰہ ''محمد اللہ کے رسول ہیں-ت'' تاکہ ظاہر ہو کہ تمام ماسوائے اللہ پر پہلا فرض ربوبیت الٰہیہ کا اذعان ہے۔

پھر اس کے برابر رسالت محمدیہ پر ایمان، صلّی اللّٰہُ تعالٰی علیہ وسلّمَ وبارکَ وشرفَ وبجّلَ وعظّمَ

❷ ......اس عہد کو لامِ قسم سے مؤکد فرمایا: لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ [آل عمران، ۳:۸۱] ''تم ضرور اس کی مدد کرنا اور ضرور اس پر ایمان لانا-ت''

جس طرح نوابوں سے بیعتِ سلاطین پر قسمیں لی جاتی ہیں۔ امام سبکی فرماتے ہیں: شاید سوگندِ بیعت اسی آیت سے ماخوذ ہوئی ہے۔

❸ ......نون تاکید

❹ ......وہ بھی ثقیلہ لاکر ثقل تاکید کو اور دوبالا فرمایا۔

❺ ...... یہ کمال اہتمام ملاحظہ کیجیے کہ حضرات انبیاء ابھی جواب نہ دینے پائے کہ خود ہی تقدیم فرما کر پوچھتے ہیں: أَأَقْرَرْتُمْ ''کیا اس امر پر اقرار لاتے ہو؟'' یعنی کمال تعجیل وتسجیل مقصود ہے۔

❻ ......اس قدر پر بھی بس نہ فرمائی، بلکہ ارشاد ہوا: وَأَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ إِصْرِيْ [آل عمران،۳:۸۱] خالی اقرار ہی نہیں بلکہ اس پر میرا بھاری ذمہ لو۔

❼ ...... علیه یا علی هٰذا کی جگہ علٰی ذٰلکم فرمایا کہ بُعد اشارت عظمت ہو۔

❽ ......اور ترقی ہوئی کہ فَاشْهَدُوا ''ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ'' حالانکہ معاذ اللہ اقرار کر کے مُکر جانا ان پاک مقدس جنابوں سے معقول نہ تھا۔

❾ ......کمال یہ ہے کہ فقط ان کی گواہیوں پر بھی اکتفا نہ ہوئی بلکہ ارشاد فرمایا: وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ۝ [آل عمران،۳:۸۱] ''میں خود بھی تمہارے ساتھ گواہوں سے ہوں''۔

❿ ......سب سے زیادہ نہایت کار یہ ہے کہ اس قدر عظیم جلیل تاکیدوں کے بعد بآنکہ انبیاء کو عصمت عطا فرمائی، یہ سخت شدید تہدید بھی فرما دی گئی کہ: فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۝ [آل عمران،۳:۸۲] اب جو اس اقرار کے بعد پھرے گا فاسق ٹھہرے گا۔

اللہ، اللہ! یہ وہی اعتنائے تام واہتمام تمام ہے جو باری تعالیٰ کو اپنی توحید کے بارے میں منظور ہوا کہ ملائکہ معصومین کے حق میں ارشاد کرتا ہے: وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ إِنِّيْ إِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ۝ [الانبیاء،۲۱:۲۹] ''جو ان میں سے کہے گا میں اللہ کے سوا معبود ہوں

اسے ہم جہنم کی سزا دیں گے، ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں ستم گاروں کو"۔

گویا اشارہ فرماتے ہیں کہ جس طرح ہمیں ایمان کے جز اوّل لا الٰہ الا اللّٰہ کا اہتمام ہے، یونہی جز دوم محمد رسول اللّٰہ سے اعتنائے تام ہے، میں تمام جہان کا خدا کہ ملائکہ مقربین بھی میری بندگی سے سر نہیں پھیر سکتے اور میرا محبوب سارے عالم کا رسول و مقتدا کہ انبیاء و مرسلین بھی اس کی بیعت و خدمت کے محیط دائرہ میں داخل ہوئے۔

والحمد للّٰہ رب العٰلمین، وصلی اللّٰہ تعالٰی علٰی سید المرسلین محمد و اٰلہ و صحبہٖ اجمعین---

[فتاویٰ رضویہ، جلد ۳۰، صفحہ ۱۳۹ تا ۱۴۸]

۵......شیخ عبدالحق محقق دہلوی، مدارج النبوۃ، نول کشور لکھنؤ، جلد ۱، صفحہ ۱۱۵

۶......امام شرف الدین ابوعبداللہ محمد بوصیری، قصیدہ بردہ، تاج کمپنی کراچی

۷......شیخ محمد بن المہدی بن احمد الفاسی، مطالع المسرات، مطبع تازیہ، صفحہ ۱۰۷

۸......شیخ فرید الدین عطار، پندنامہ، پہلا شعر:

حمد بے حد مر خدائے پاک را
آں کہ ایماں داد مشت خاک را

۹......علامہ محمد اقبال، مثنوی، پس چہ باید کرد، شیخ غلام علی پرنٹرز ۱۹۷۷ء، صفحہ ۴۰

۱۰......اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان، حدائق بخشش

افضلیت مصطفیٰ علیہ التحیۃ و الثناء
عقل و نقل کے پیمانے

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کی معرکہ آراء تصنیف ''تفسیر کبیر'' میں
﴿تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ﴾ [البقرۃ:۲۵۳]
کی تفسیر سے افضلیت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایمان افروز دلائل پر اقتباس---
صاحبزادہ محمد محبّ اللہ نوری کے ترجمہ وتخریج کے ساتھ
سنہ ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۰ء کو ماہ نامہ نور الحبیب میں، پھر ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء میں
کتابچے کی صورت میں شائع ہوا---

!!!!!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ﴾---[۱]

''یہ سب رسول، ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی''---

تمام امت کا اس پر اجماع ہے کہ بعض انبیاء کرام علیہم السلام دوسروں سے بلحاظ مراتب افضل ہیں اور سب سے افضل محمد مصطفیٰ علیہ التحیة والثناء ہیں---اس مسئلہ میں کافی دلائل وشواہد موجود ہیں:

پہلی دلیل

﴿وَ مَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾---[۲]

''اور نہیں بھیجا ہم نے اے محبوب (ﷺ) آپ کو مگر (سراپا) رحمت سارے جہانوں کے لیے''---

حضور ﷺ جب تمام جہانوں کے لیے رحمت ہیں تو لازم ہے کہ تمام جہانوں سے افضل واعلیٰ ہوں، (کیوں کہ حصول رحمت کے لیے ہر شخص آپ ﷺ کا محتاج ہے)---

دوسری دلیل

﴿وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾---[۳]

''اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کے ذکر کو بلند کر دیا''---

رفعت ذکر کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے کلمہ شہادت، اذان اور تشہد وغیرہ میں اپنے ذکر کے ساتھ محمد عربی ﷺ کے ذکر کو بھی شامل کر دیا، جب کہ دوسرے انبیاء کو یہ رتبہ نہیں ملا---

تیسری دلیل

خداوند قدوس نے حضور ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت فرمایا:

﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾---[۴]

''جس نے رسول ﷺ کی اطاعت (فرماں برداری) کی تو یقیناً اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی''---

ان کی بیعت کو اپنی بیعت کے مترادف بتایا:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ﴾---[۵]

''بے شک جو لوگ آپ ﷺ سے بیعت کرتے ہیں درحقیقت وہ اللہ تعالیٰ سے ہی بیعت کرتے ہیں، ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے''---

آپ ﷺ کی عزت کو اپنی عزت قرار دیا:

﴿وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهٖ﴾---[۶]

''عزت تو صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہے''---

آپ ﷺ کی رضا کو اپنی رضا و خوش نودی کے ہم پلہ بتایا:

﴿وَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ یُّرْضُوْهُ﴾---[۷]

''حالانکہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ مستحق ہے کہ اسے راضی کریں''---

اور آپ ﷺ کی اجابت کا اپنی اجابت کے ساتھ ذکر فرما کر حضور ﷺ کے بلانے پر حاضر ہونے کی اہمیت واضح فرمائی:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ﴾---[۸]

''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بلانے پر (فوراً) حاضر ہو جاؤ''---

چوتھی دلیل

اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے فرمان کے مطابق حضور ﷺ نے قرآن پاک کے مقابلہ کا چیلنج دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ﴾---[۹]

''اگر تمہیں اس میں کچھ شک ہو جو ہم نے اپنے خاص بندے پر اتارا تو اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ''---

قرآن کریم کی کل آیات چھ ہزار سے متجاوز ہیں اور اس کی سورتوں میں سب سے چھوٹی سورۃ 'الکوثر' ہے، جو صرف تین آیات پر مشتمل ہے--- گویا اللہ تعالیٰ نے ہر تین آیات کو معجزہ قرار دے کر مقابلہ کا چیلنج دیا--- اس اعتبار سے دیکھا جائے تو قرآن پاک فقط ایک معجزہ نہیں ہے بلکہ دو ہزار سے زائد معجزات کا مجموعہ ہے---[۱۰]

اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نو معجزوں سے مشرف فرمایا تھا، پھر کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اس قدر معجزات سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بلندیٔ مرتبت بدرجہ اولیٰ ثابت نہیں ہو جاتی؟---

پانچویں دلیل

حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزوں سے افضل ہیں، حدیث پاک میں ہے:

اَلْقُرْآنُ فِي الْكَلَامِ كَآدَمَ فِي الْمَوْجُوْدَاتِ---[۱۱]

''قرآن تمام کلاموں میں اسی طرح ہے جیسے آدم علیہ السلام تمام موجودات میں''---

تو لازم ہے کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تمام انبیاء سے افضل ہوں کیوں کہ

بادشاہ خلعت فاخرہ سے درجے اور مرتبے کے مطابق نوازتا ہے اور خلعت کی شان وشوکت سے مصاحب کی بادشاہ کے نزدیک قدرومنزلت کا اندازہ ہوسکتا ہے---

چھٹی دلیل

حضور ﷺ کے معجزۂ قرآن کا تعلق حروف اور اصوات سے ہے اور یہ ایسے امور (اعراض) ہیں جو باقی نہیں رہتے، جب کہ دوسرے نبیوں کے معجزے (مثلاً اونٹنی، پتھر، لاٹھی وغیرہ اعیان و جواہر) امور باقیہ کے قبیل سے ہیں--- بایں ہمہ ان کے معجزات فنا ہوگئے، باقی نہ رہے مگر اللہ تبارک وتعالیٰ حضور ﷺ کے معجزہ کو آخر تک باقی رکھے گا---

ساتویں دلیل

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ انبیاء کرام کے احوال بیان فرما کر ارشاد فرماتا ہے:

﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ﴾---[۱۲]

''یہ وہی لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی، تو آپ ﷺ (بھی) ان کے طریقے پر چلیں''---

گویا اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور ﷺ کو انبیاء کرام علیہم السلام کی سیرتوں سے مطلع فرما کر ان کے اخلاق حسنہ کو اپنے لیے منتخب کرنے کا حکم دیا، جب دیگر انبیاء علیہم السلام کی تمام پسندیدہ عادات اور اخلاق حسنہ حضور ﷺ کی ذات میں مجتمع ہو گئے تو لازماً آپ ﷺ سب سے افضل واعلیٰ ہیں---

آٹھویں دلیل

ارشاد ربانی ہے:

﴿وَ مَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ﴾---[۱۳]

''اے محبوب! ہم نے آپ (ﷺ) کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو (قیامت تک کے) تمام لوگوں کو محیط ہے''---

سرور عالم ﷺ جب تمام لوگوں کی طرف مبعوث ہوئے تو چاہیے کہ آپ ﷺ پر مشقت بھی سب سے زیادہ رکھی جائے، کیوں کہ آپ ﷺ نے تن تنہا جہان والوں کو ﴿یٰٓاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ [۱۴] کہہ کر خطاب فرمایا، تو سب کے سب آپ ﷺ کے جانی دشمن بن گئے--- یہ کتنی مشقت تھی، حضرت موسیٰ علیہ السلام جب بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے تو انہیں صرف فرعون اور اس کی قوم سے واسطہ پڑا، (جب کہ بنی اسرائیل جو بہت بڑی تعداد میں تھے، ان کے حامی و مددگار تھے) مگر تمام جہان کے لوگ محمد مصطفیٰ ﷺ کے مخالف تھے، حضور ﷺ کی مشقت و جرأت کا اندازہ لگانے کے لیے یوں سمجھیے، اگر کسی آدمی کو کہا جائے کہ اس شہر میں صرف ایک آدمی رہتا ہے، نہ اس کا کوئی ساتھی ہے اور نہ رفیق، ہاں اتنی بات ہے کہ وہ طاقت ور بھی ہے اور اسلحہ سے لیس بھی، تم اسے کوئی وحشت ناک خبر یا کوئی ایسا پیغام دے آؤ جس سے اسے تکلیف ہو--- یہ جاننے کے باوجود کہ وہاں صرف وہی ایک آدمی ہے، شاید ہی کوئی شخص تنہا اس کے پاس جانے کی جرأت کر سکے---

اسی طرح اگر کسی کو ایک دور دراز مسافت پر واقع وادی میں جانے کے لیے کہا جائے

کہ وہاں تمہارا کوئی رفیق وشناسا نہیں ہے، وادی والوں کو ایسی بات کہہ آؤ جس سے انہیں دکھ ہو اوران کے لیے باعث آزار ہو--- یقین مانیے کوئی شخص بھی اس کے لیے تیار نہ ہوگا، بلکہ اس کے تصور سے ہی اس کا پتہ پانی ہونے لگے گا--- لیکن ہمارے نبی اکرم ﷺ نے سارے جہانوں کے جنوں اور انسانوں کو حق کا پیغام دیا--- دن رات اس کام میں لگے رہے--- یہ جاننے کے باوجود کہ دشمنی اور ایذا رسانی جن وانس کی سرشت ہے--- بلاخوف وجھجھک مسلسل دین کی تبلیغ اوراظہارِ حق کے لیے بھاری مشقتیں برداشت کرتے رہے---

فتح مکہ سے پہلے کے دور مصائب ومشکلات میں ثابت قدم رہنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اللہ تعالیٰ نے تعریف فرمائی:

﴿لَا يَسْتَوِي مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنفَقُوا مِن بَعْدُ وَقَاتَلُوا﴾---[۱۵]

"تم میں کوئی برابری نہیں کرسکتا ان کی جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے مال خرچ کیا اور جہاد کیا، ان کا درجہ فتح مکہ کے بعد مال خرچ کرنے اور جہاد کرنے والوں سے بہت بڑا ہے"---

ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دوسروں پر فضیلت کا سبب شدت مصائب ہے، تو رسول اللہ ﷺ کے فضائل ومراتب کا کیا عالم ہوگا، جنہیں سب سے زیادہ تکلیفیں اور شدید مشکلات برداشت کرنا پڑیں---

جب حضور ﷺ پر مشقت سب سے بڑھ کر تھی تو آپ ﷺ کی فضیلت بھی سب سے زیادہ ہوئی، کیوں کہ حدیث پاک میں ہے:

اَفْضَلُ الْعِبَادَاتِ اَحْمَزُهَا---[۱۶]

''عبادتوں میں سب سے افضل وہ ہے جس میں تکلیف زیادہ ہو''---

نویں دلیل

اسلام نے سابقہ شرائع پر قلم پھیر دی---اسلام ناسخ ادیان ٹھہرا اور ناسخ، منسوخ سے افضل ہوتا ہے، کیوں کہ حدیث پاک میں ہے:

مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَ اَجر مَنْ عَمِلَ بِهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ---[۱۷]

''جو شخص دین میں اچھا طریقہ رائج کرے، اسے اس کا اور اس پر عمل پیرا ہونے والے تمام افراد کا اجر قیامت تک ملتا رہے گا''---

جب حضور ﷺ کا دین باقی ادیان سے ثواب میں زیادہ اور افضل ہے تو لازماً اس کے واضع، حضور نبی اکرم ﷺ بھی باقی نبیوں سے افضل ہوئے---

دسویں دلیل

افضل الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت افضل الامم ہے، خداوند قدوس جل جلالہ کا فرمان ہے:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾---[۱۸]

''تم بہترین امت ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں (کی ہدایت اور بھلائی) کے لیے ظاہر کی گئی ہے''---

امت کو یہ اعزاز وفضیلت حضور ﷺ کی پیروی کے سبب سے میسر آئی، جیسا کہ ارشادِ ربانی سے واضح ہے:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾---[۱۹]

''اے محبوب! انہیں فرما دیجیے اگر تم (واقعی) اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو''---

جب تابع (امت) کی فضیلت ثابت ہوئی تو متبوع (حضور اکرم ﷺ) کی افضلیت بطریق اولیٰ ثابت ہوگئی--- نیز جب امت مصطفوی کا دائرہ وسیع ہے کہ آپ ﷺ جن وانس وغیرہ سب کی طرف مبعوث ہوئے اور آپ ﷺ کے پیروکار سب سے زیادہ ہیں تو آپ ﷺ کا اجر وثواب بھی اسی اعتبار سے زیادہ ہوا اور افضلیت بھی اتنی ہی زیادہ---

گیارہویں دلیل

حضور ﷺ خاتم النبیین ہیں تو لازماً آپ ﷺ افضل الانبیاء بھی ہوئے کیوں کہ عقلی اعتبار سے ناسخ وخاتم وہی ہوسکتا ہے جو سب سے افضل ہو---

بارہویں دلیل

انبیائے کرام علیہم السلام میں بعض پر بعض کی فضیلت مختلف لحاظ سے ہے، من جملہ ایک وجہ کثرت معجزات بھی ہے، جن سے ان کا صدق اور شرف ظاہر ہوتا ہے---

ہمارے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو اللہ تعالیٰ نے مختلف نوعیت کے تین ہزار سے بھی زائد معجزات ظاہرہ سے نوازا تھا--- بعض کا تعلق قدرت و طاقت سے ہے، جیسے بہت سے لوگوں کو تھوڑے سے کھانے یا معمولی پانی سے سیر کرنا--- بعض معجزات علوم سے متعلق ہیں، جیسے غیب کی خبریں دینا اور قرآن کریم کا فصاحت و بلاغت سے مملو ہونا--- معجزات ہی سے یہ بات بھی ہے کہ آپ ﷺ کی ذات مجمع فضائل ہے کہ حسب و نسب کے لحاظ سے اشراف عرب میں سے اشرف و برتر--- قوت کے اعتبار سے نہایت شجاع و بہادر--- یہ آپ ﷺ ہی کی چشم کرامت کا اثر تھا کہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے عمرو بن ود جیسے طاقت ور کو مار گرایا--- ازاں بعد حضور ﷺ نے دریافت فرمایا:

كَيفَ وَجدتَ نفسَكَ يَا عِلِي ؟---

''علی! تو نے خود کو کیسا پایا؟''---

مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم عرض گزار ہوئے:

لَو كَانَ كل أهلُ المَدِينَةِ فِي جَانِبٍ وَ أنَا فِي جَانِبٍ لَقدَرتُ عَلَيهِم ---

''حضور! اگر تمام اہل مدینہ اکٹھے ہو کر میرے مقابلہ میں آجاتے، تب بھی میں ان پر چھا جاتا اور پچھاڑ ڈالتا''---

حضور ﷺ نے فرمایا:

''اس وادی سے ایک شخص ہوگا جو تجھے قتل کرے گا''---[۲۰]

(قوت و شجاعت کی طرح) خلق و حلم، وفا و سخا اور فصاحت و بلاغت کی خوبیاں بھی آپ ﷺ کے کمالات میں سے ہیں--- کتب احادیث میں ان ابواب پر

سیر حاصل بحث کی گئی ہے---

تیرہویں دلیل

حضور نبی کریم، رؤف ورحیم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

آدَمُ وَ مَنْ دُوْنَہٗ تَحْتَ لِوَائِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ---[۲۱]

''آدم اور تمام اولادِ آدم، روزِ محشر میرے جھنڈے تلے ہوں گے''---

اس حدیث سے صراحۃً معلوم ہوا کہ آپ ﷺ، آدم علیہ السلام اور تمام اولادِ آدم سے افضل و برتر ہیں--- ذیل کی احادیث میں بھی اسی جانب اشارہ ہے:

۞...... اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ آدَمَ وَ لَا فَخْرَ---[۲۲]

''میں اولادِ آدم کا سردار ہوں اور مجھے اس پر فخر نہیں ہے''---

۞...... لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ اَحَدٌ مِنَ النَّبِیِّیْنَ حَتّٰی اَدْخُلَھَا اَنَا، وَ لَا یَدْخُلُھَا اَحَدٌ مِنَ الْاُمَمِ حَتّٰی تَدْخُلَھَا اُمَّتِیْ---[۲۳]

''دوسرے انبیاء سے پہلے میں اور ان کی امتوں سے پہلے میری امت بہشت میں داخل ہوگی''---

۞......حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

''روز قیامت سب سے پہلے مجھے قبر سے اٹھایا جائے گا، لوگ بارگاہ خداوندی میں جب حاضر ہوں گے تو میں ان کا قائد ہوں گا، جب لوگ ناامید ہو جائیں گے، میں انہیں خوش خبری سنانے والا ہوں گا''---

لِوَاءُ الْحَمْدِ بِیَدِیْ وَ اَنَا اَکْرَمُ وُلْدِ آدَمَ عَلٰی رَبِّیْ وَ لَا فَخْرَ---[۲۴]

''تعریفوں کے جھنڈے میرے ہاتھ میں ہوں گے، میں خدا کے نزدیک سب سے زیادہ مکرم ہوں اور مجھے اس پر فخر نہیں''---

۞......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں:

''ایک دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپس میں بیٹھے گفتگو کر رہے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (قریب سے) سن رہے تھے---صحابہ میں سے بعض نے ازراہِ تعجب کہا:

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا ہے---

دوسرے نے کہا:

اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ہم کلامی کا شرف بخشا (اور آپ کلیم اللہ ٹھہرے)---

ایک اور نے کہا:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں---

ایک اور صاحب نے کہا:

آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنا صفی بنایا---

(اسی دوران) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا:

میں نے تمہاری بحث و گفتگو (اور اس پر تعجب) کو سنا:

اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلُ اللّٰهِ وَهُوَ كَذٰلِكَ وَمُوْسٰى نَجِيُّ اللّٰهِ وَهُوَ كَذٰلِكَ، وَعِيْسٰى رُوْحُ اللّٰهِ وَهُوَ كَذٰلِكَ، وَآدَمُ اصْطَفَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَهُوَ كَذٰلِكَ، اَلَا وَاَنَا حَبِيْبُ اللّٰهِ وَلَا فَخْرَ، وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ يُّحَرِّكُ حَلْقَةَ الْجَنَّةِ فَيُفْتَحُ لِيْ فَاَدْخُلُهَا وَمَعِيَ فُقَرَاءُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا فَخْرَ، وَاَنَا

اَکْرَمُ الْاَوَّلِیْنَ وَ الْاٰخِرِیْنَ وَ لَا فَخْرَ---[۲۵]

''اس میں کوئی شک نہیں کہ ابراہیم خلیل اللہ ہیں، موسیٰ کلیم اللہ ہیں، عیسیٰ روح اللہ اور آدم صفی اللہ ہیں، مگر یاد رکھو میں اللہ کا محبوب ہوں اور مجھے اس پر فخر نہیں--- قیامت کے دن سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا، میری شفاعت قبول ہو گی، لواء الحمد میرے ہاتھ میں ہو گا، جنت کی کنڈی سب سے پہلے میں کھٹکھٹاؤں گا تو فوراً جنت کو میری خاطر کھول دیا جائے گا--- میں اپنے ساتھ فقیر مؤمنین کو لے کر جنت میں داخل ہو جاؤں گا اور میں ان باتوں پر فخر نہیں کرتا--- میں سب پہلوں، پچھلوں میں سے زیادہ معزز ہوں اور مجھے اس پر فخر نہیں''---

چودھویں دلیل

بیہقی نے فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم میں روایت نقل کی ہے:

ایک مرتبہ حضرت سیدنا مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کہیں دور سے دکھائی دیے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، وہ سید العرب ہے---حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا:

کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرب کے سردار نہیں ہیں؟---

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَنَا سَیِّدُ الْعَالَمِیْنَ---[۲٦]

''میں تو سب جہانوں کا سردار ہوں''---

معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل النبیین ہیں---

پندرھویں دلیل

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''مجھے پانچ فضیلتیں ایسی ملی ہیں جو پہلے کسی کو نہ دی گئیں اور میں فخر نہیں کرتا --- پہلے نبی اپنی اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوئے جب کہ میں احمر و اسود سب کا رسول ہوں --- ساری روئے زمین میرے لیے سجدہ گاہ بنا دی گئی ہے --- خدا کی نصرت و تائید میرے شامل حال ہے کہ ایک ماہ کی مسافت پر دشمن میرے رعب و دبدبہ سے مغلوب ہو جاتا ہے --- میرے لیے غنائم حلال کیے گئے ہیں، جب کہ پہلے انبیاء کے لیے جائز نہ تھے:

وَ اُعْطِیْتُ الشَّفَاعَةَ فَاَدْخَرْتُهَا لِاُمَّتِیْ فَهِیَ نَائِلَـةٌ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی لِمَنْ لَّا یُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَیْئًا --- [۲۷]

''مجھے شفاعت کا اختیار دیا گیا ہے جسے میں نے اپنی امت کے لیے ذخیرہ کر رکھا ہے، یہ ان شاء اللہ ہر اس شخص کے لیے ہوگی جو مشرک نہ ہو'' ---

یہ ایسی چیزیں ہیں جن سے دوسرے انبیاء علیہم السلام پر اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فضیلت دی ہے ---

سولھویں دلیل

ابو عبد اللہ محمد الحکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ معنی افضلیت کی تائید میں رقم طراز ہیں:

''ہرامیر کی طاقت اس کی رعایا کے مطابق ہوتی ہے، جو شخص کسی ایک بستی کا امیر ہو اس کی قوت اسی مناسبت سے ہو گی اور جو مشرق و مغرب تک وسیع مملکت کا حکمران ہو، اس کی طاقت اور خزانے بھی اسی قدر وسیع ہوں گے--- یوں ہی انبیاء کرام توحید کے خزانے اور معرفت کے جواہر اپنی حدودِ رسالت کے مطابق لے کر آئے--- کسی ایک بستی کی طرف مبعوث ہونے والے نبی اس جگہ کے مطابق روحانی خزانے لے کر آئے اور جس کی رسالت کا دائرہ مشرق و مغرب تک پھیلا ہوا ہو اور وہ جن و انس سب کی طرف مبعوث ہو، اس کے لیے روحانیت کے ذخائر اتنے ہی بیش تر ہوں گے، تاکہ ان سے اہل مملکت کے امور سر ہو سکیں''--- [۲۸]

حضور ﷺ کی رسالت عامہ باقی انبیاء علیہم السلام کی نسبت اسی طرح ہے، جیسے مشرق و مغرب کی حکومت کے مقابلے ایک ملک کے چند مخصوص شہروں پر حکومت--- لہٰذا حضور ﷺ کو علم و حکمت کے وہ گنج ہائے گراں مایہ عطا ہوئے جو کسی اور کے حصے میں نہیں آئے--- یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ علم کی اس منتہائے کمال کو پہنچے جہاں تک کسی بشر کو رسائی نہیں ہوئی--- ﴿فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی﴾ [۲۹] میں اسی جانب اشارہ ہے اور 'اُوْتِیْتُ جَوَامِعَ الْکَلِمِ' [۳۰] میں اسی علمی جامعیت کا بیان ہے---

پس آپ ﷺ کی کتاب، سب کتابوں پر غالب اور آپ ﷺ کی امت، باقی تمام امتوں سے افضل و برتر ہے---

سترہویں دلیل

محمد بن حکیم ترمذی کتاب النوادر میں حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت

نقل کرتے ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا:

اِتَّخَذَ اللّٰہُ اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلاً وَ مُوْسٰی نَجِیًّا، وَاتَّخَذَنِیْ حَبِیْباً---

''اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو خلیل، موسیٰ کو نجی اور مجھے اپنا حبیب بنایا ہے''---

پھر فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ عِزَّتِیْ وَ جَلَالِیْ لَاُوْثِرَنَّ حَبِیْبِیْ عَلٰی خَلِیْلِیْ وَ نَجِیِّیْ---[۳۱]

''مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم میں اپنے خلیل و نجی پر اپنے حبیب کو فضیلت و برتری اور ترجیح دیتا ہوں''---

اٹھارہویں دلیل

صحیحین (بخاری و مسلم) میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

''میری اور دیگر انبیاء کی مثال یوں ہے جیسے کوئی آدمی عالی شان محل تعمیر کرائے، جو اپنے حسن و جمال کے اعتبار سے کامل ہو مگر ایک کونہ میں ایک اینٹ کی جگہ باقی رہ گئی، لوگ چاروں طرف گھوم پھر کر اسے دیکھتے ہیں، عمارت انہیں پسند آتی ہے مگر وہ کہتے ہیں کہ اس جگہ اینٹ رکھ دی جاتی تو یہ عمارت مکمل ہو جاتی ---حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا:

اَنَا تِلْکَ اللَّبِنَۃُ---

''میں ہی وہ (قصر نبوت کی) آخری خشت ہوں''---[۳۲]

انیسویں دلیل

قرآن پاک میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کو ان کے ناموں سے پکارا، جیسے:

﴿یٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ﴾---[۳۳]

''اے آدم! رہو تم (اور تمہاری بیوی جنت میں)''---

﴿وَ نَادَیْنٰهُ اَنْ یّٰۤاِبْرٰهِیْمُ﴾---[۳۴]

''اور ہم نے ندا فرمائی، اے ابراہیم!''---

﴿یٰمُوْسٰۤى اِنِّیْۤ اَنَا رَبُّكَ﴾---[۳۵]

''اے موسیٰ! بے شک میں آپ کا رب ہوں''---

لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ﴿یایھا النبی﴾[۳۶] اور ﴿یایھا الرسول﴾[۳۷] ایسے پیارے القاب سے خطاب فرمایا اور یہ چیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت و عظمت ظاہر کرتی ہے---

---●●---

حضور خاتم النبیین، شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افضل الرسل ہونے پر دلائل و براہین قائم کرنے کے بعد حضرت امام رازی قدس سرہ العزیز ایک اشکال کا جواب نقل فرماتے ہیں:

سوال:

آدم علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ و السلام کو تمام ملائکہ نے سجدہ کیا مگر حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے لیے یہ بات ثابت نہیں---معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام، آپ ﷺ سے افضل ہیں؟---

جواب:

❶ حضرت آدم علیہ السلام کا مسجود ملائکہ ہونا افضلیت کی دلیل نہیں، کیوں کہ ایسے صریح دلائل موجود ہیں جن میں حضور ﷺ کی حضرت آدم علیہ السلام پر فضیلت واضح ہے، مثلاً حضور ﷺ نے فرمایا:

آدَمُ وَ مَنْ دُوْنَہُ تَحْتَ لِوَائِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ---[۳۸]

''قیامت کے دن حضرت آدم اوران کے سوا تمام انبیاء علیہم السلام میرے جھنڈے تلے ہوں گے''---

نیز فرمایا:

کُنْتُ نَبِیًّا وَّ آدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَ الطِّیْنِ---[۳۹]

''میں اس وقت بھی نبی تھا جب کہ آدم کا خمیر تیار ہورہا تھا''---

❷ شب معراج فرشتوں کے سردار جبریل امین علیہ السلام نے حضور ﷺ کی رکاب تھامی، ظاہر ہے کہ اس میں سجدے سے زیادہ تعظیمی پہلو موجود ہے---

❸ اللہ تعالیٰ خود بھی حضور ﷺ پر درود بھیجتا ہے اور ملائکہ ومؤمنین کو بھی حکم دیتا ہے، یہ بات کئی وجوہ سے حضرت آدم علیہ السلام کے مسجود ملائکہ ہونے سے افضل ہے:

① اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے سجدہ کا حکم تعظیم کے لیے دیا تھا مگر درود کا امر حضور ﷺ کا قرب حاصل کرنے کے لیے دیا---

② آدم علیہ السلام کو سجدہ صرف ایک بار ہوا اور بس، مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا، بلکہ ابد الآباد تک ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صلوٰۃ وسلام باقی رہے گا کہ حیّ و قیوم ربِ محمد بھی تو اپنے محبوب کو صلوٰۃ اور ذکر خیر سے نوازتا رہتا ہے---(اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ)[۴۰]

③ سجدے کا حکم صرف فرشتوں کے لیے تھا مگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لیا، پھر ملائکہ ومؤمنین کو حکم دیا---

④ اِنَّ الْمَلٰئِکَۃَ اُمِرُوْا بِالسُّجُوْدِ لِآدَمَ لِاَجَلِ اَنَّ نُوْرَ مُحَمَّدٍ عَلَیہِ السَّلَامُ فِیْ جَبْہَۃِ آدَمَ---[۴۱]

"کیوں کہ نور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آدم علیہ السلام کی پیشانی میں جلوہ گر تھا، اس لیے فرشتوں کو انہیں سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا---(یعنی سجدہ درحقیقت حضرت آدم کو نہیں بلکہ نور محمدی کو ہوا تھا)"---

صلی اللّٰہ علیٰ نبینا و رسولنا محمد و علیٰ سائر الانبیاء و المرسلین

حوالہ جات

۱...... سورۃ البقرۃ، آیت ۲۵۳

۲...... سورۃ الانبیاء، آیت ۱۰۷

۳...... سورۃ الم نشرح، آیت ۴

۴...... سورۃ النساء، آیت ۸۰

۵...... سورۃ الفتح، آیت ۱۰

۶...... سورۃ المنافقون، آیت ۸

۷...... سورۃ التوبۃ، آیت ۶۲

۸...... سورۃ الانفال، آیت ۲۴

۹...... سورۃ البقرۃ، آیت ۲۳

۱۰...... بلکہ بعض حضرات نے معجزات کی تعداد اس سے زیادہ بیان کی ہے، چنانچہ علامہ امام فاسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَاَنَّ فِیْهِ (الْقُرْآنِ) سِتِّیْنَ اَلْفَ مُعْجِزَةٍ تَقْرِیْباً وَهِیَ الْمُعْجِزَةُ الْكُبْرٰی الْبَاقِیَةُ بَیْنَ الْخَلْقِ وَلَیْسَ لِنَبِیٍّ مُعْجِزَةٌ بَاقِیَةٌ سِوَاهُ---

[مطالع المسرات، امام محمد المہدی بن احمد الفاسی، صفحہ ۱۳۴]

''قرآن کریم میں ساٹھ ہزار کے قریب معجزات ہیں، قرآن ایک بہت بڑا معجزہ ہے جو مخلوق میں باقی ہے، جب کہ دیگر انبیاء کرام کے معجزات کا وجود باقی نہیں رہا''---[مترجم]

۱۱......تفسیر الرازی، سورۃ البقرۃ

۱۲...... سورۃ الانعام، آیت ۹۰

۱۳...... سورۃ سبا، آیت ۲۸

۱۴...... سورۃ الکافرون، آیت ۱

۱۵...... سورۃ الحدید، آیت ۱۰

۱۶......اسی مفہوم کی حدیث علامہ ابن اثیر (۶۰۶ھ) نے النهایة فی غریب الحدیث و الاثر، مطبوعہ خیریہ، مصر، ۱۳۶۴ھ، جلد ۱، صفحہ ۲۹۳ میں درج ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ فَقَالَ اَحْمَزُهَا---

۱۷......ابو بکر احمد بن حسین بیہقی، شعب الایمان، دار الکتب لبنان، جلد ۵، صفحہ ۳۷۵، اس میں 'الی یوم القیامة' کے الفاظ نہیں---ابو الحسین مسلم بن حجاج القشیری نے اپنی جامع صحیح کی 'کتاب العلم باب من سن سنة حسنة او سیئة' میں یہ حدیث شریف یوں نقل کی ہے:

مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهٗ کُتِبَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا وَ لَا یَنْقُصُ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَیْءٌ وَ مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً سَیِّئَةً فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهٗ کُتِبَ عَلَیْهِ مِثْلُ وِزْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا وَ لَا یَنْقُصُ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَیْءٌ---[صحیح مسلم، اصح المطابع، کراچی، جلد ۲، صفحہ ۳۴۱]

''جس شخص نے مسلمانوں میں کسی نیک طریقے کا آغاز کیا اور اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کیا گیا تو اس طریقہ پر عمل کرنے والوں کا اجر بھی اس کے

نامہ اعمال میں لکھا جائے گا اور عمل کرنے والوں کے اجر میں کمی نہیں ہوگی اور جس نے مسلمانوں میں کسی برے طریقے کی ابتدا کی اور اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کیا گیا تو عمل کرنے والوں کا گناہ بھی اس شخص کے نامہ اعمال میں لکھ دیا جائے گا اور عمل کرنے والوں کے گناہ میں کمی نہیں ہوگی''---

۱۸.....سورۃ آل عمران، آیت ۱۱۰

۱۹.....سورۃ آل عمران، آیت ۳۱

۲۰.....تفسیر کبیر، جلد ۶، صفحہ ۲۱۱

۲۱.....ابوعیسیٰ ترمذی، جامع ترمذی، مجیدی کان پور، جلد ۲، صفحہ ۲۰۸، حدیث شریف کے الفاظ ہیں:

وَ مَا مِنْ نَّبِیٍّ یَوْمَئِذٍ آدَمَ فَمَنْ سِوَاہُ إِلَّا تَحْتَ لِوَائِی ---

۲۲.....سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب ذکر الشفاعۃ:

صحیح مسلم میں اس حدیث کے الفاظ یوں ہیں:

أَنَا سَیِّدُ وُلْدِ آدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ---[صحیح مسلم، جلد ۲، صفحہ ۲۴۵، کتاب الفضائل، باب تفضیل نبینا علی جمیع الخلق]

(صحیح مسلم میں 'لا فخر' کے الفاظ نہیں ہیں، جب کہ 'یوم القیامۃ' کے الفاظ کا اضافہ ہے)

۲۳.....ابوعبداللہ محمد الحکیم ترمذی، نوادر الاصول، مکتبہ علمیہ، مدینہ منورہ، صفحہ ۱۰۰، قریب المعنی حدیث پاک کے الفاظ یہ ہیں:

اَلْجَنَّۃُ مُحَرَّمَۃٌ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ حَتّٰی اَدْخُلَھَا وَ ھِیَ مُحَرَّمَۃٌ عَلَی الْاُمَمِ حَتّٰی تَدْخُلَھَا اُمَّتِیْ ---

''میرے داخل ہونے سے پہلے دوسرے نبیوں پر اور میری امت سے پہلے دوسری امتوں پر جنت حرام ہے''---

۲۴......جامع ترمذی، جلد۲، صفحہ۲۰۷، کتاب المناقب، حدیث۳۶۱۰

۲۵......جامع ترمذی، جلد۲، صفحہ۲۰۸، کتاب المناقب، حدیث۳۶۱۶ (بالفاظ متقاربہ)

۲۶......احمد بن حجر ہیتمی مکی، الصواعق المحرقة، قاہرہ، صفحہ۱۲۲، بحوالہ بیہقی / ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم، المستدرک، دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن، جلد۳، صفحہ۱۲۴، حدیث پاک کے الفاظ یہ ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ : اُدْعُوْا لِیْ سَیِّدَ الْعَرَبِ فَقُلْتُ : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَسْتَ سَیِّدَ الْعَرَبِ ؟ قَالَ : أَنَا سَیِّدُ وُلْدِ آدَمَ وَ عَلِیٌّ سَیِّدُ الْعَرَبِ---

۲۷...... نوادر الاصول، صفحہ۵-۲۸۴/ محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری، اصح المطابع، کراچی، جلد۱، صفحہ۶۲، کتاب الصلوة، باب قول النبی ﷺ جعلت لی الارض مسجدا و طهورا / صحیح مسلم، جلد۱، صفحہ۱۹۹ (بالفاظ متقاربہ)، کتاب المساجد (بخاری و مسلم میں یہ حدیث اعطیت الشفاعة تک ہے---

۲۸......نوادر الاصول، صفحہ۲۸۵

۲۹......سورۃ النجم، آیت۱۰

۳۰......صحیح بخاری، کتاب الاعتصام، باب قول النبی ﷺ بعثت بجوامع الکلم، جلد۲، صفحہ۱۰۸۰، حدیث۷۲۷۳/ صحیح مسلم، کتاب المساجد، جلد۱، صفحہ۱۹۹

۳۱...... شعب الایمان، جلد۲، صفحہ۱۸۵

۳۲......صحیح بخاری، کتاب الفضائل، باب خاتم النبیین، جلد۱، صفحہ۵۰۱، حدیث۳۵۳۵/ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب ذکر کونه خاتم النبیین، جلد۲، صفحہ۲۴۸

۳۳...... سورۃ البقرۃ، آیت۳۵

۳۴...... سورۃ الصافات، آیت۱۰۴

۳۵...... سورۃ طٰه، آیت۱۲-۱۱

۳۶...... سورۃ الانفال، آیت ۶۴، ۶۵، ۷۰/ سورۃ التوبۃ، آیت ۷۳/ سورۃ الاحزاب، آیت ۲۸، ۴۵، ۵۰، ۵۹/ سورۃ الممتحنۃ، آیت ۱۲/ سورۃ الطلاق، آیت ۱/ سورۃ التحریم، آیت ۱، ۹

۳۷...... سورۃ المائدۃ، آیت ۴۱، ۶۷

۳۸...... ترمذی، جلد ۲، صفحہ ۲۰۸، کتاب المناقب، حدیث ۳۶۱۵ (الفاظ متقاربہ)

۳۹...... امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث کے مشہور الفاظ نقل کیے ہیں، امام ترمذی نے اس مفہوم کی حدیث یوں درج کی ہے:

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَتَی وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ؟ قَالَ وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَ الْجَسَدِ---

[جامع ترمذی، کتاب المناقب، جلد ۲، صفحہ ۲۰۷، حدیث ۳۰۶۹]

علامہ محمد طاہر فتنی (م ۹۸۶ھ) لکھتے ہیں:

وَ صَحَّحَهُ الْحَاكِمُ بِلَفْظِ 'كُنْتُ نَبِيًّا وَّ آدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَ الْجَسَدِ' وَ الَّذِی اشْتُهِرَ بِلَفْظِ 'وَ كُنْتُ نَبِيًّا وَّ آدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَ الطِّيْنِ' فَلَمْ نَقِف عَلَيْهِ بِهٰذَا اللَّفْظِ---[محمد طاہر، تذکرۃ الموضوعات، مکتبہ قیمہ، بمبئی، صفحہ ۸۶]

(اسی طرح کی تفصیل ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بیان کی ہے---مرقات، مکتبہ امدادیہ، ملتان، جلد ۱۱، صفحہ ۵۸)

۴۰...... سورۃ الاحزاب، آیت ۵۶

۴۱...... تفسیر کبیر، مطبعہ بہیہ مصر، ۱۹۳۸ء، جلد ۶، صفحہ ۲۰۸ تا ۲۱۴، تحت آیہ تلك الرسل فضلنا......

حاضر و ناظر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محترم رائے فقیر محمد بھٹی (لاہور) کے گھر میں منعقدہ محفل میلاد مصطفیٰ کے موقع پر حضرت صاحبزادہ مفتی محمد محبّ اللہ نوری مدظلہ العالی کا خطاب---

رائے صاحب مرحوم مفتی اعظم حضرت سید ابوالبرکات قادری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید، علماء کے قدر دان اور حضرت فقیہ اعظم قدس سرہ العزیز کے نیاز مند تھے--- ان کی خواہش کی تکمیل میں یہ خطاب ''نور الحبیب'' جون ۲۰۰۶ء میں شامل کیا گیا---

[ادارہ]

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی وَ نُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْد
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم
اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا---[الاحزاب،۴۵:۳۳]

میلادِ مصطفٰی، عظمتِ مصطفٰی اور ذکرِ مصطفٰی ﷺ کے حوالے سے محترم رائے صاحب نے اس مبارک و مسعود محفل کا انعقاد کیا، اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر سے نوازے اور حضور ﷺ کی بارگاہ کا قربِ خاص عنایت فرمائے--- وقت کے دامن میں اتنی گنجائش نہیں کہ تفصیل سے بات کی جائے، چند معروضات پیش خدمت ہیں:

جہاں تک میلاد مصطفٰی کا تعلق ہے، یہ امر ذہن نشین رہنا چاہیے کہ میلاد کا مفہوم یہ ہے کہ ربیع الاوّل شریف (عام الفیل) میں حضور ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری ہوئی، جب کہ آپ ﷺ کے نور کی تخلیق سب سے پہلے ہوئی، پھر اس نور کے فیض اور اس کی برکت سے ساری کائنات معرض وجود میں آئی، جیسا کہ حدیث جابر (رضی اللہ عنہ) سے صراحۃً مفہوم ہے---

اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کی تشریف آوری کا تذکرہ قرآن کریم کی متعدد آیات میں فرمایا---عنوان گفتگو کے طور پر جو آیت مبارکہ تلاوت کی ہے، اس میں ارشاد فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا---

''اے غیب کی خبریں دینے والے (نبی)! بے شک ہم نے آپ کو حاضر وناظر بنا کر بھیجا''---

''شاهد'' شهود اور شهادة سے ماخوذ ہے---امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ اس کا معنی یوں بیان کرتے ہیں:

الشهود و الشهادة : الحضورُ مع المُشَاهدَةِ اِمَّا بالبَصرِ اَو بالبَصِيرةِ---

''شہود اور شہادت کا معنی ہے، حاضر ہونا اور بصر یا بصیرت کے ساتھ مشاہدہ کرتے ہوئے ناظر ہونا''---

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے ہمارے آقا ومولیٰ ﷺ کو خاتم النبیین بنا کر تمام انبیاء ورسل کے بعد دنیا میں جلوہ گر کیا، مگر آپ ﷺ اس دنیا میں آنے سے پہلے، دنیا میں تشریف فرما ہو کر اور قبر اطہر میں آرام فرما ہونے کے بعد قیامت تک، جملہ مخلوقات کے احوال سے آگاہ ہیں---

قیامت کے دن تمام انبیاء و رسل اپنی اپنی امتوں کے احوال و اعمال پر شہادت دیں گے، جس پر ان کی سزا و جزا مترتب ہو گی اور ہمارے آقا و مولا ﷺ انبیاء سابقین علیہم السلام کی شہادت کے درست ہونے کی گواہی دیں گے---

حضور ﷺ کی عظمت کا اندازہ کریں کہ تمام نبیوں اور رسولوں (علیہم السلام) کی گواہی آپ ﷺ کی گواہی سے مانی جائے گی، کیوں کہ آپ ﷺ نبی الانبیاء اور جملہ امتوں کے حالات کا مشاہدہ فرمانے والے ہیں---آپ ﷺ کی گواہی کے بعد

کسی کوانکار کی مجال نہ ہوگی، اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے فرمایا:

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا --- [النساء،۴:۴۱]

''تو اس وقت کیا سماں ہوگا جب ہم لائیں گے ہر امت سے ایک گواہ اور (اے حبیب!) ہم آپ کو ان سب پر گواہ بنا کر لائیں گے''---

بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام مخلوق کا مشاہدہ فرمانے والے ہیں--- اس سلسلے میں ایک ایمان افروز حدیث پیش خدمت ہے:

حضرت مولائے کائنات کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بتایا کہ جب سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو نمرود نے آگ میں پھینکنے کا حکم دیا، میں بصورت نور آپ علیہ السلام کی پشت میں قرار پذیر تھا--- آپ کو منجنیق میں رکھا جا رہا تھا کہ حضرت جبریل امین علیہ السلام حاضر خدمت ہو کر عرض گزار ہوئے:

يَا خَلِيْلَ الرَّحْمٰنِ هَلْ لَّكَ مِنْ حَاجَةٍ؟---

''اے اللہ کے خلیل! کوئی حاجت ہو تو فرمائیے (میری خدمات حاضر ہیں)''---

آپ نے فرمایا:

اَمَّا اِلَيْكَ فَلَا---

''تیرے متعلق کوئی کام نہیں (تمہاری کوئی ضرورت نہیں)''---

چنانچہ حضرت جبریل امین علیہ السلام اپنے ساتھ حضرت میکائیل علیہ السلام کو لے کر حاضر ہوئے اور دوبارہ پیش کش کی، آپ نے وہی جواب دیا، تیسری مرتبہ پھر جبریل امین علیہ السلام عرض گزار ہوئے:

هَلْ لَكَ حَاجَةٌ إِلٰى رَبِّكَ ؟---

''آپ کو اپنے رب کی بارگاہ میں کوئی حاجت ہو تو فرمایئے''---

آپ نے جواب دیا:

يَا أَخِيْ جِبْرِيْلُ : مِنْ شَانِ الْخَلِيْلِ اَنْ لَّا يُعَارِضَ خَلِيْلَهٗ---

''خلیل کے لائق نہیں کہ اپنے خلیل سے جرح کرے''---

یعنی محبوب حقیقی (رب جلیل) اگر میرے جلنے پر راضی ہے تو اس کا خلیل جلنے کے لیے تیار ہے---(مرضیٔ مولیٰ از ہمہ اولیٰ)

حضور ﷺ کی جانب سے وفا کا صلہ

حضور ﷺ (حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی پشت انور میں موجود یہ مکالمہ سماعت اور مشاہدہ فرما رہے تھے، آپ ﷺ) کو جبریل علیہ السلام کی وفاداری اور بار بار کی پیش کش پسند آئی، آپ ﷺ فرماتے ہیں:

میں نے اسی وقت ارادہ کر لیا تھا کہ اللہ تعالیٰ عزوجل جب مجھے مبعوث فرمائے گا تو میں جبریل کو اس کا بدلہ دوں گا---

وقت گزرتا رہا، ہزاروں سال بیت گئے--- پھر بارہ ربیع الاوّل کی وہ سہانی گھڑی آئی، جب حضور ﷺ نے اس کائناتِ عالم میں ظہور فرمایا--- تب انوار و تجلیات کا عجب منظر تھا، پوری کائنات نور سے بھرپور ہوگئی، جیسا کہ حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا:

اَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ

وَضَاءَتْ بِنُوْرِكَ الْاُفُقُ

''جب آپ ﷺ کی ولادت ہوئی تو زمین جگمگا اٹھی اور آپ ﷺ کے نور سے آفاق منور ہو گئے''---

پھر چالیس سال کے بعد آقا حضور ﷺ کی بعثت ہوئی اور آپ نے اپنی نبوت کا اظہار و اعلان فرمایا، پھر معراج کی مبارک رات آئی، شب اسریٰ کے دولہا لامکان کے سفر پر روانہ ہوئے---سدرۃ المنتہیٰ کے مقام پر پہنچے تو حضرت جبریل علیہ السلام رک گئے، حضور ﷺ نے فرمایا:

جبریل! کیا ایسے موقع پر دوست، دوست کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے؟---

جبریل امین علیہ السلام نے عرض کی:

اِنْ تَجَاوَزْتُہٗ اِحْتَرَقْتُ بِالنُّوْرِ---

''اگر میں آگے بڑھا تو تجلّیات نور کی وجہ سے جل جاؤں گا''---

جبریل امین علیہ السلام کی درخواست

حضور ﷺ فرماتے ہیں، میں نے جبریل سے کہا:

ھَلْ لَکَ حَاجَۃٌ اِلٰی رَبِّكَ؟---

''بارگاہ رب العزت میں کوئی حاجت ہو تو بتایئے''---

بوقت ملاقات پیش کر دی جائے گی---حضرت جبریل امین علیہ السلام نے عرض کی:

روز قیامت جب آپ کی امت کو پل صراط سے گزرنے کا حکم ہو، مجھے پر بچھانے کی اجازت مل جائے تاکہ آپ کی امت میرے پروں کے اوپر سے گزرے (اور اسے کوئی تکلیف نہ پہنچے)---

حضور ﷺ جب بارگاہ قدس میں پہنچے، مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی کی شان سے اللہ رب العزت کا دیدار کیا، جلووں میں گم تھے کہ رب قدوس نے خود کرم فرمایا اور

جبریل کی درخواست کے بارے میں پوچھا، آپ نے عرض کی:

اِنَّكَ اَعْلَمُ ---

''باری تعالیٰ تو خوب جانتا ہے'' ---

اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے فرمایا:

يَا مُحَمَّدُ قَدْ اَجَبْتُهُ فِيْ مَا سَاَلَ وَ لٰكِنْ فِيْ مَنْ اَحَبَّكَ وَ اَصْحَابَكَ --- [شرح المواهب للزرقانی، جلد۶، صفحہ۹۳]

''اے محمد! جبریل کی درخواست منظور ہے، لیکن صرف ان لوگوں کے لیے جبریل کو پر بچھانے کی اجازت ہوگی جو آپ اور آپ کے صحابہ کرام سے محبت رکھنے والے ہوں گے'' ---

دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لِمَنْ اَكْثَرَ مِنَ الصَّلٰوةِ وَ السَّلَامِ عَلَيْكَ ---

[نزهة المجالس، جلد۲، صفحہ۱۵۱]

''جبریل کو صرف ان لوگوں کے لیے پر بچھانے کی اجازت ہوگی جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے درود وسلام بھیجتے ہوں گے'' ---

حاضرین محترم!

اگر آپ چاہتے ہیں کہ قیامت کے روز آسانی کے ساتھ پل صراط سے گزر جائیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے محبت کریں اور کثرت سے درود وسلام کا ورد کریں --- ایسا درود جس میں سلام بھی ہو--- کثرت درود وسلام کو اپنا شعار بنالیں---

اس حدیث شریف سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوت مشاہدہ کا پتا چلتا ہے، جو رسول

اپنی ولادت سے ہزاروں سال قبل اپنے جد اعلیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پشت انور میں خلیل و جبریل (علیہما السلام) کا مکالمہ سن سکتے ہیں، تو اب، اس وقت ان کی سماعت اور مشاہدہ کا کیا عالم ہوگا جب کہ آپ کی شان یہ ہے:

وَ لَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ---[الضحیٰ، ۹۳:۴]

''ضرور آپ کے لیے ہر آنے والی گھڑی پہلی گھڑی سے بہتر ہے''---

ہر لمحہ آپ کی شانوں اور عظمتوں میں اضافہ ہو رہا ہے---

بلا شک و ریب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گنبد خضراء میں مکین ہو کر اپنی پوری امت کا مشاہدہ فرما رہے ہیں اور اہل محبت کے درود و سلام کو سماعت فرما رہے ہیں---

حرف آخر

میلاد منانا باعث خیر و برکت، موجب سعادت اور علامت محبت ہے--- محبت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کا تقاضا ہے کہ ہم آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکامات پر چلیں اور اسوۂ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق زندگی بسر کریں--- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے اعمال کو مشاہدہ فرما رہے ہیں، ہمیں چاہیے کہ برے کاموں سے بچیں اور ایسے عمل کریں جن سے آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم پر راضی ہوں---

اللہ تعالیٰ جل جلالہ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام سمجھنے کی توفیق بخشے، ایمان کی سلامتی کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہونے کی سعادت سے نوازے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت پر موت عطا فرمائے---

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ وسلم علیہ و علی آلہ و اصحٰبہ اجمعین

حاضرِ ہر مکاں ، ناظرِ ہر زماں ، آپ مختارِ کل ہیں بربِّ جہاں
فرش سے عرش اور عرش سے لامکاں، فاصلہ اس قدر؟ ایک گام آپ کا

[نوریؔ]

سیدی یا رسول اللہ!

سعودیہ ایئر لائنز کے ترجمان مجلّہ 'اھلا و سھلا' میں شائع شدہ
ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی، سابق وزیر سعودی عرب کا عربی مضمون---
تخریج اور ترجمہ: (صاحبزادہ) محمد محبّ اللہ نوری

کیا ہی اچھا ہو کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ طیبہ، ذکر جمیل اور حیاتِ مبارکہ سے اپنا رابطہ استوار کرلیں--- ہمارے رسول کریم اور نبی عظیم ﷺ اس شان کے حامل ہیں کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے آپ کو ادب سکھایا اور بڑی اچھی تربیت فرما کر آپ کے خلق عظیم اور ایمان داروں کے ساتھ رؤف ورحیم ہونے کی گواہی دی---

اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے آپ پر بے حد وحساب کرم فرمایا اور اس قدر عنایات ونوازشات کا وعدہ فرمایا کہ آپ ﷺ راضی ہو جائیں--- اللہ تعالیٰ عزوجل نے آپ کے لیے وہی قبلہ بنا دیا، جسے آپ ﷺ چاہتے تھے--- یہ کتنی قدر ومنزلت کی بات ہے؟---

یارسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں، آپ کی برابری تو درکنار، آپ کے رتبۂ بلند کے قریب پھٹکنے کی بھی کسی کو جرأت نہیں--- بھلا آپ جیسا بلند مقام کسے نصیب ہوسکتا ہے:

كَيْفَ تَرْقٰى رُقِيَّكَ الْاَنْبِيَاءُ
يَا سَمَاءً مَا طَاوَلَتْهَا سَمَاءٌ
لَمْ يُدَانُوْكَ [۱] فِيْ عُلَاكَ وَقَدْ
حَالَ سَنًا مِنْكَ دُوْنَهُمْ وَسَنَاءٌ

اِنَّمَا مَثَّلُوْا صِفَاتِكَ لِلنَّا
س كَمَا مَثَّلَ النُّجُوْمَ الْمَاۗءُ [۲]

''اے رسول گرامی! آپ کے مرتبے کی بلندی تک انبیاء کرام علیہم السلام کس طرح پہنچ سکتے ہیں، اے نہایت ہی بلند مرتبہ آسماں! آپ کی بلندیوں تک کوئی بلند مرتبہ نہ پہنچ سکا، انبیاء کرام علو شان میں آپ کے قریب بھی نہ پہنچ سکے، کیوں کہ آپ کے انوار و تجلیات ان کے آگے حائل ہوگئے، انھوں نے لوگوں کے لیے آپ کی صفات کا ایسا پرتو پیش کیا، جیسے پانی میں ستاروں کی جھلک دکھائی دیتی ہے''---

اے اللہ کے ہاں اس کی تمام مخلوق سے برگزیدہ، تمام رسولوں میں سب سے زیادہ عزت والے! جو کمالات اور خوبیاں فرداً فرداً جملہ انبیاء کرام کو ملیں، وہ تمام اوصافِ جمیلہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے آپ میں جمع کر دیے--- علاوہ ازیں کچھ ایسے کمالات سے بھی نوازا، جو آپ کے علاوہ کسی اور کو نہ عطا کیے گئے--- چناں چہ اللہ رب العزت نے اس بات کی گواہی دی:

﴿اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾---[۳]

''بے شک آپ خلقِ عظیم پر ہیں''---

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایمان داروں پر کمال درجہ مہربان اور شفیق ہیں---

آپ سے بیعت کرنے والے درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی سے بیعت کرنے والے ہیں--- جنھوں نے آپ کی اطاعت کی، انھوں نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی--- نیز فرمایا:

﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى﴾---[۴]

''اور بے شک عنقریب تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے''---

یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، بے شک آپ اللہ تعالیٰ کے ہیں

اور اللہ تعالیٰ آپ کا ہے--- آپ ساری مخلوقات میں سے اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے احکامات کی فوری تعمیل کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ کو خوش کرنے میں جلدی کرتا ہے اور یہ آپ ہی کا خاصہ ہے---فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّیَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا﴾---[۵]

''پیارے! ہم دیکھ رہے ہیں، بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا، تو ضرور ہم تمھیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف، جس میں تمھاری خوشی ہے''---

اللہ تعالیٰ نے 'نَرْضٰهَا' نہیں فرمایا، یعنی اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے، جسے ہم چاہتے ہیں--- بالفرض اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اپنی پسند کے مطابق قبلے کی طرف پھرنے کا حکم دیتا تو بلا شبہہ یہ وہی قبلہ ہوتا جسے آپ ﷺ چاہتے ہیں--- اس لیے کہ آپ ﷺ اسی چیز کو پسند فرماتے ہیں، جسے اللہ تعالیٰ پسند فرمائے--- لیکن منشاء الٰہی یہ تھا کہ 'قِبْلَةً تَرْضٰهَا' کہہ کر ملائکہ، جن و انس اور دیگر مخلوقات پر آپ ﷺ کا مرتبۂ بلند واضح فرما دیا تاکہ سب جان لیں کہ یہ خصوصی مقام و منصب آپ کے علاوہ کسی دوسرے کو نصیب نہیں ہوا---

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام، اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے وہ جلیل القدر رسول ہیں، جنھیں اس نے اپنی ذات کے لیے منتخب کر لیا--- طور کی دائیں جانب سے ندا فرمائی، انھیں اپنا قریبی رازداں اور کلیم بنایا، انھوں نے بارگاہِ رب العزت میں عرض کی:

﴿عَجِلْتُ اِلَیْكَ رَبِّ لِتَرْضٰی﴾---[۶]

''اے میرے رب! تیری طرف میں جلدی کر کے حاضر ہوا کہ تو راضی ہو جائے''---

حضرت موسیٰ علیہ السلام خدا کی رضا کے طالب ہیں، مگر اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی

رضا چاہتا ہے اور انبیاء و رسل اور ساری مخلوقات پر آپ کی فضیلت و بزرگی اور عظمتِ شان کے اظہار کے لیے فرمایا:

﴿وَ لَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى﴾---[۷]

''عنقریب تمہارا رب تمھیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے''---

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے:

﴿رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ﴾---[۸]

کہہ کر اپنے لیے انشراحِ صدر کی دعا کی، ان کی اس طلب پر یہ خواہش پوری ہوئی---

مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کے دلی ارادے کو جان کر بن مانگے ہی سب کچھ عطا کر دیا اور فرمایا:

﴿اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ﴾---[۹]

''کیا ہم نے آپ کے سینے کو کشادہ نہیں کر دیا؟''---

ہماری ماں حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کتنی سچی بات کہی:

مَا أُرٰى رَبَّكَ اِلَّا يُسَارِعُ فِيْ هَوَاكَ---[۱۰]

''آپ کا رب ہمیشہ آپ کی خواہش پوری کرنے میں بڑی جلدی کرتا ہے''---

ایسا کیوں نہ ہو، جب کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس وقت بھی نبوت سے سرفراز فرما رکھا تھا:

وَ آدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَ الطِّيْنِ---[۱۱]

''جب کہ آدم علیہ السلام کا ابھی خمیر تیار ہو رہا تھا''---

بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب نے آپ کو ادب سکھایا اور بڑی اچھی تربیت فرمائی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے جب فرعون کے تعاقب سے ڈر کر کہا:

﴿اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ﴾---[۱۲]

''بے شک ہم پکڑے گئے''---

تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ڈانٹ کر جواب دیا:

﴿كَلَّا اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ۝﴾---[۱۳]

''ہرگز نہیں، میرے ساتھ میرا رب ہے، مجھے راستہ دے گا''---

لیکن کفارِ مکہ جب غار کے دہانے پر آ کھڑے ہوئے تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ متفکر ہوئے کہ کفار کہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گزند نہ پہنچائیں، آپ نے یارِ غار کو غم گین دیکھ کر فرمایا:

﴿لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾---[۱۴]

''غم گین نہ ہو، بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے''---

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے صرف اپنی معیت کا ذکر کیا اور ساتھیوں کو اس میں شامل نہ کیا، لیکن آپ نے اللہ تعالیٰ کی معیت کو اپنی ذات پر بند نہ کیا، بلکہ اپنے ساتھیوں کو بھی اس خصوصی معیتِ الٰہیہ میں شامل کر لیا--- اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام کے ساتھ بھلائی کا وعدہ فرمایا ہے--- اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ لَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ﴾---[۱۵]

''بے شک ہم نے نبیوں میں ایک کو ایک پر بڑائی دی''---

اور فرمایا:

﴿وَ رَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ﴾---[۱۶]

''اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا''---

تو آپ ہی (میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں) ان تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے بلند درجہ اور اعلیٰ و ارفع مرتبہ والے ہیں--- کیا آپ نے یہ نہیں فرمایا:

اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَ اَوَّلُ شَافِعٍ وَ اَوَّلُ مُشَفَّعٍ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ---[۱۷]

''میں تمام اولادِ آدم کا سردار ہوں اور سب سے پہلے میں قبر سے باہر نکلوں گا اور سب سے پہلا شفاعت کرنے والا اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول کی جائے گی''---

کیا آپ ہی کا یہ فرمان نہیں؟:

''میں محشر کے روز پل صراط پر اپنی امت کا منتظر ہوں گا، اسی اثنا میں میرے پاس عیسیٰ علیہ السلام آ کر کہیں گے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کا یہ وفد آپ کی خدمت میں درخواست لیے حاضر ہو کر دعا کرتا ہے کہ تمام امتیں غم میں مبتلا ہیں اور مخلوق پسینے میں غرق ہے، اللہ تعالیٰ خلاصی عطا فرمائے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیسیٰ علیہ السلام کو فرمائیں گے، تھوڑی دیر انتظار کرو، عیسیٰ علیہ السلام انتظار کریں گے:

فَذَهَبَ نَبِيُّ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حَتّٰى قَامَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَلَقِيَ مَا لَمْ يَلْقَ مَلَكٌ مُصْطَفًى وَ لَانَبِيٌّ مُرْسَلٌ﴾---[۱۸]

''پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرشِ الٰہی کے نیچے کھڑے ہو جائیں گے، تو وہ سب کچھ حاصل کر لیں گے جو برگزیدہ فرشتے اور نبی حاصل نہ کر سکے''---

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی اس بات نے کہ انبیاء کرام علیہم السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس درخواست لیے حاضر ہیں، مجھے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان یاد دلا دیا:

﴿وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۝﴾---[۱۹]

''اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو اے محبوب! تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں اور یہ رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کریم کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے''---

کتنی عظمت ہے یہ؟ --- کتنا بلند مقام ہے یہ؟ --- جب تک لوگ آپ کے پاس حاضر ہوئے بغیر استغفار کرتے رہیں، ان کی بخشش قبول نہیں ہوتی، لیکن جب وہ آپ کے پاس حاضر ہو کر بخشش طلب کریں اور پھر آپ بھی ان کی بخشش کی سفارش کر دیں تو اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا، رحم کرنے والا پائیں گے --- بطور استشہاد یہ دو آیات ملاحظہ کی جائیں:

﴿وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ﴾ --- [۲۰]

''اور اللہ تعالیٰ کا کام نہیں کہ انھیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو'' ---

﴿وَ مَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۝﴾ --- [۲۱]

''اور ہم نے تمھیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہانوں کے لیے'' ---

واقعی آپ ﷺ اولادِ آدم کے سردار ہیں اور یہ کوئی فخر کی بات نہیں، (کما رواہ مسلم) لیکن اگر دیکھا جائے تو نفس الامر میں یہ بہت بڑے فخر کے لائق مقام ہے، جس تک کسی بلند سے بلند رتبے والے شخص کو رسائی نہیں اور کسی کو جرأت نہیں کہ اس مقام کی آرزو کر سکے --- اللہ تعالیٰ جسے چاہے اپنی رحمت سے خاص فرماتا ہے --- اللہ تعالیٰ نے آپ کو بعض ایسی خصوصیات سے نوازا ہے جو کسی کو نہیں مل سکتیں، پس آپ بلاشبہہ اوّلین و آخرین کے سردار ہیں ---

یارسول اللہ! جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو ادب سکھایا اور اس خصوصی تعلیم و تربیت میں کسی اور کو شریک نہ کیا، یوں ہی اس نے لوگوں کو آپ کی بارگاہ کے آداب مکمل طور پر ملحوظ رکھنے کا حکم دیا --- ادبِ مصطفیٰ ﷺ کی تعلیم کا آغاز انبیاءِ کرام علیہم السلام سے کیا:

﴿وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ

ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ﴾--- [۲۲]

''اور یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا، جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں، پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا، فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا؟ سب نے عرض کی، ہم نے اقرار کیا، فرمایا، تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں''---

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھی مبعوث فرمایا، اس سے یہ پختہ عہد لیا گیا کہ اگر اللہ تعالیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمہاری زندگی میں مبعوث فرمائے تو تم نے ضرور ضرور ان کے ساتھ ایمان بھی لانا ہوگا اور ان کے مددگار بھی بننا ہوگا''---

غور کیجیے! یہ کتنی بڑی عظمت ہے، جس سے بڑھ کر کسی اور عظمت کا تصور نہیں کیا جا سکتا، یہ وہ مرتبہ ہے جس سے بڑھ کر کوئی بلند مرتبہ نہیں:

﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ﴾---

انہی آداب کے پیش نظر حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام جب زمین پر نازل ہوں گے تو وہ ہماری کتاب، قرآن پاک اور شریعتِ مطہرہ کے احکامات کی تعمیل کریں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادب واحترام کا لحاظ کرتے ہوئے خود امامت نہیں کرائیں گے، بلکہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھیں گے--- جیسا کہ حدیث پاک سے ثابت ہے:

كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ ---[۲۳]

''اس وقت تمہاری کیا شان ہو گی جب حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نزول ہوگا اور تمہارا امام تم میں سے ہی کوئی شخص ہوگا''---

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کسی اور رسول کے بارے میں یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس حاضر ہونے والوں کو دھیمی آواز میں گفتگو کرنے کا حکم دیا ہو--- لیکن حضور سید الاوّلین والآخرین صلوات اللہ وسلامہ علیہ کے پاس حاضر ہونے والوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس کے آداب سکھائے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ﴾---[۲۴]

''اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو''---

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں دھیمی آواز سے معروضات سے پیش کرنے کو تقویٰ کی علامت قرار دیا، فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَى﴾---[۲۵]

''بے شک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس، وہ ہیں جن کا دل اللہ تعالیٰ نے پرہیز گاری کے لیے رکھ لیا ہے''---

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں بلند آوازی کو حبط اعمال کا سبب قرار دیا:

﴿وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ﴾---[۲۶]

''اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو، جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو''---

بلکہ جو لوگ آپ ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں، انھیں ڈرایا:

﴿اَنْ یُصِیْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ یُصِیْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ﴾---[۲۷]

''کہ انھیں کوئی فتنہ پہنچے یا ان پر دردناک عذاب پڑے''---

سو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے حکم کو اپنا حکم قرار دیا، آپ ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا:

﴿مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾---[۲۸]

''جس نے رسول کا حکم مانا، بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا''---

آپ ﷺ کی بیعت کو بعینہ اپنی بیعت قرار دیا:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ﴾---[۲۹]

''وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں، وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں''---

یا سیدی یا رسول اللہ صلی اللہ علیك وسلم!

اے سرورِ اولادِ آدم، اے اللہ کی تمام مخلوقات سے برگزیدہ، اے انبیاء و رسول کے لیے عہدۂ نبوت و رسالت کے واسطۂ کبریٰ، اے اللہ کی بارگاہ میں تمام عزت والوں سے زیادہ عزت والے، اے اللہ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ عظمت و منزلت والے، میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، واقعی اللہ تعالیٰ نے:

آپ کے سینے کو کشادہ فرمایا---

آپ سے بوجھ اتار لیا---

آپ کے لیے آپ کا ذکر بلند کر دیا---

آپ پر کتاب وحکمت نازل کی---

آپ کو وہ کچھ سکھا دیا، جو آپ نہ جانتے تھے---

آپ پر اللہ تعالیٰ کا فضلِ عظیم ہے---

''بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے رہتے ہیں، اس غیب بتانے والے (نبی) پر، اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو''---[۳۰]

اے اللہ! ہم تیرے حکم پر لبیک کہتے ہیں--- گناہوں سے بچنے اور اطاعت وفرماں برداری کی قوت تو ہی عطا کرنے والا ہے---

اے اللہ!

درود وسلام بھیج، ہمارے سردار محمد ﷺ پر پہلوں میں---اور:

درود سلام بھیج، ہمارے سردار محمد ﷺ پر پچھلوں میں---اور:

درود وسلام بھیج، ہمارے سردار محمد ﷺ پر ہر ہر آن اور ہر ہر لحظہ---اور:

درود وسلام بھیج، ہمارے سردار محمد ﷺ پر ملاءِ اعلیٰ میں قیامت کے دن تک---

اے اللہ! ہمیں:

حضور ﷺ کی سنت پر زندہ رکھ---

آپ ﷺ کی ملت پر ہمیں موت دے---اور ہمیں:

آپ ﷺ کے رفقا میں سے بنا---

اے اللہ! ہمارا نام حضور ﷺ پر بہتر درود وسلام بھیجنے والوں کی فہرست میں درج فرمالے---آمین

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حوالہ جات

۱.....قصیدہ ہمزیہ میں لم یدانوک کی بجائے "لم یساووک" ہے

۲.....امام بوصیری، قصیدۃ الھمزیۃ، المجموعۃ النبھانیۃ (امام یوسف نبہانی) حرف الھمزۃ، جلد ا، صفحہ ۷۷

۳..... سورۃ القلم: ۵

۴..... سورۃ الضحیٰ: ۵

۵..... سورۃ البقرہ: ۱۴۴

۶..... سورۃ طٰہٰ: ۸۴

۷..... سورۃ الضحیٰ: ۵

۸..... سورۃ مریم: ۲۵

۹..... سورۃ الانشراح: ۱

۱۰.....صحیح بخاری، کتاب التفسیر سورۃ الاحزاب، باب قولہ ترجی من......، جلد ۲، صفحہ ۷۰۶/ کتاب النکاح، باب ھل للمرأۃ ان تھب......، جلد ۲، صفحہ ۷۶۶

۱۱......تفسیر کبیر، جلد۶، صفحہ۲۱۳، تحت آیہ تلك الرسل فضلنا

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث کے مشہور الفاظ نقل کیے ہیں، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مفہوم کی حدیث یوں درج کی ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَتَى وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ ؟ قَالَ وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَ الْجَسَدِ---

[جامع ترمذی، کتاب المناقب، جلد۲، صفحہ۲۰۷، حدیث ۳۶۰۹]

علامہ محمد طاہر فتنی (م۹۸۶ھ) لکھتے ہیں:

وَ صَحَّحَهُ الْحَاكِمُ بِلَفْظِ 'كُنْتُ نَبِيًّا وَ آدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَ الْجَسَدِ' وَ الَّذِي اشْتُهِرَ بِلَفْظِ 'وَ كُنْتُ نَبِيًّا وَ آدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَ الطِّينِ، فَلَمْ نَقِف عَلَيْهِ بِهٰذَا اللَّفْظِ---[محمد طاہر، تذکرۃ الموضوعات، مکتبہ قیمہ، بمبئی، صفحہ۸۶]

(اسی طرح کی تفصیل ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بیان کی ہے---مرقات، مکتبہ امدادیہ، ملتان، جلد۱۱، صفحہ۵۸)

۱۲...... سورۃ الشعراء:۶۱

۱۳...... سورۃ الشعراء:۶۲

۱۴...... سورۃ التوبہ:۴۰

۱۵...... سورۃ بنی اسرائیل:۵۵

۱۶...... سورۃ البقرہ:۲۵۳

۱۷......صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب تفضیل نبینا علی جمیع الخلائق

۱۸......مسند امام احمد، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ، حدیث۱۲۸۲۴

۱۹...... سورۃ النساء:۶۴

۲۰...... سورۃ الانفال:۳۳

۲۱...... سورۃ الانبیاء:۱۰۷

۲۲...... سورۃ آل عمران:۸۱

۲۳......صحیح بخاری، کتاب الجمعۃ،حدیث ۳۴۴۹/صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب نزول عیسی ابن مریم ،حدیث ۴۰۹

۲۴...... سورۃ الحجرات:۲

۲۵...... سورۃ الحجرات:۳

۲۶...... سورۃ الحجرات:۲

۲۷...... سورۃ النور:۶۳

۲۸...... سورۃ النساء:۸۰

۲۹...... سورۃ الفتح:۱۰

۳۰......ترجمہ سورۃ الاحزاب:۵۶

[ماہ نامہ نور الحبیب،بصیر پور،رجب المرجب ۱۴۰۸ھ]

سرکارِ ابدِ قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات

کیا دو نیم ماہِ نیم مہ ، سورج کو لوٹایا
تعالی اللہ! کیا سرکار ﷺ کی قدرت ہے، طاقت ہے
خدا جل جلالہ نے چابیاں سارے خزانوں کی انھیں سونپیں
عوالم پر مسلّم میرے آقا ﷺ کی حکومت ہے

[نوری]

اللہ تعالیٰ جس انسان کو نبوت سے سرفراز فرماتا ہے، اس کی تائید اور عزت افزائی کے لیے اسے معجزہ بھی عطا فرماتا ہے--- اللہ تعالیٰ نے حضور سید عالم ﷺ سے پہلے انبیاء و رسل کو محدود و متعین معجزات سے نوازا تھا، مگر ہمارے آقا و مولا سید المرسلین ﷺ کو کثرت معجزات سے ممتاز فرمایا--- آپ ﷺ سے جس قسم کا معجزہ طلب کیا گیا، آپ نے اپنی حقانیت و صداقت کے ثبوت کے لیے حسبِ حکمت اسی قسم کا معجزہ دکھا دیا--- پہلے انبیاء کرام علیہم السلام معجزہ لے کر آئے، جب کہ آقائے دو عالم ﷺ سراپا معجزہ بن کر تشریف لائے:

دیے معجزے انبیاء علیہم السلام کو خدا جل جلالہ نے
ہمارا نبی ﷺ معجزہ بن کے آیا

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾---[۱]

''اے لوگو! تحقیق تمہارے پاس آ گئی تمہارے رب کی طرف سے مستحکم دلیل (یعنی رسول کریم ﷺ کی ذات گرامی)''---

اللہ تعالیٰ نے دنیا کو متاع قلیل فرمایا:

﴿قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ﴾---[۲]

''فرما دیجیے! دنیا کا سامان بہت تھوڑا ہے''---

مگر اپنے محبوب ﷺ کے معجزات کی کثرت کو ''الکوثر'' سے تعبیر فرمایا:

﴿اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ ؕ﴾---[۳]

''ہم نے تمہیں کثرت معجزات سے نوازا''---[۴]

ذیل میں ہم سرکار ابد قرار ﷺ کے مختلف حوالوں سے چند معجزات کا تذکرہ کرتے ہیں:

ہاتھ جس سمت اُٹھا غنی کر دیا

سرور دو عالم، نبی مکرم، سرکار ابد قرار ﷺ کو اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے سراپا یمن و سعادت اور پیکر رحمت و برکت بنایا--- آپ کے اشارہ اور دعا سے محتاج تونگر اور فقیر غنی بلکہ داتا بن جاتے--- اللہ تعالیٰ جل مجدہ الکریم کا ارشاد ہے:

﴿اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ﴾---[۵]

''اللہ و رسول نے اپنے فضل سے انہیں غنی کر دیا''---

ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا

موج بحر سماحت پہ لاکھوں سلام [۶]

یوں تو کریم آقا ﷺ کا کرم ہر خاص و عام پر تھا مگر بعض حضرات آپ ﷺ کے جودو کرم سے بہت زیادہ سیراب اور فیض یاب ہوئے، تبرکاً چند واقعات زیب قرطاس ہیں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

حضرت انس رضی اللہ عنہ کو ان کی والدہ ماجدہ حضور قاسم نعمت ﷺ کی خدمت اقدس میں لے کر حاضر ہوئیں اور درخواست کی:

''یارسول اللہ! انس آپ کا ''خـویـدم'' (چھوٹا سا خادم) ہے، اس کے لیے دعائے خیر فرمائیں''---

آپ ﷺ نے دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ مَالَهٗ وَ وَلَدَهٗ وَ اَطِلْ عُمْرَهٗ وَ اغْفِرْ ذَنْبَهٗ---[۷]

''اے اللہ! انس کے مال اور اولاد میں برکت فرما، اس کی عمر دراز کر اور اس کے گناہ معاف فرمادے''---

اس دعا کا یہ اثر ہوا کہ آپ کے باغات سال میں دو مرتبہ پھل دیتے---ایک پودے سے کستوری کی خوش بو آتی---آپ کی صلب سے اسّی (۸۰) بیٹے اور دو بیٹیاں پیدا ہوئیں، جب کہ عمر ایک سو تین، ایک سو سات یا ایک سو دس سال پائی---[۸]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فَمَا اَعْلَمُ اَحَدًا اَصَابَ مِنْ رَخَاءِ الْعَيْشِ مَا اَصَبْتُ---[۹]

''حضور ﷺ کی دعا سے جس قدر خوش حال زندگی میں بسر کر رہا ہوں، میرے خیال میں کسی دوسرے کو ایسی خوش حالی نصیب نہیں ہوئی''---

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے برکت

حضور ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے خیر و برکت فرمائی، جس کا یہ اثر ہوا کہ خود حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

لَوْ رَفَعْتُ حَجَرًا لَرَجَوْتُ اَنْ اُصِيبَ تَحْتَهٗ ذَهَبًا---[۱۰]

''اگر میں پتھر اٹھاتا تو مجھے امید ہوتی کہ اس کے نیچے سے سونا نکل آئے گا''---

آپ کی مالی حالت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ ان کے ترکہ کی تقسیم کے لیے سونے کو پھاوڑوں سے نکالا گیا اور تقسیم کرنے والوں کے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے---آپ کی چار بیویاں تھیں، ہر ایک کے حصہ میں اسّی اسّی ہزار اور ایک روایت کے لحاظ سے لاکھ لاکھ دینار آئے--- پچاس ہزار دینار صدقہ کی وصیت کر رکھی تھی، اس پر مستزاد یہ کہ اپنی زندگی میں بہت زیادہ مال خیرات کر چکے تھے---

ایک دن آپ نے راہِ خدا میں تیس (۳۰۰۰۰) ہزار غلام صدقہ کر دیے---ایک بار ایک پورا تجارتی قافلہ خیرات کر دیا، جس میں سامان سے لدے ہوئے سات سو اونٹ شامل تھے---[۱۱]

علامہ شمنی لکھتے ہیں:

''حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے امہات المؤمنین (رضی اللہ عنہن) کے لیے

ایک باغ کی وصیت کی جو چار لاکھ میں فروخت ہوا--- پچاس ہزار دینار اور ایک ہزار گھوڑے فی سبیل اللہ اور اس وقت موجود ایک سو بدری صحابہ میں سے ہر ایک کے لیے چار چار سو دینار ہدیہ پیش کرنے کی وصیت فرمائی''---[۱۲]

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا اور ظہور برکات

آپ کا تعلق قدیم ایران کے ایک آتش پرست زمیندار گھرانہ سے تھا، ان کی ملاقات روم کے ایک بڑے عیسائی عالم اور راہب سے ہوئی، ان سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف وکمالات کا تذکرہ سنا تو دل میں شوقِ زیارت پیدا ہوا، راہب نے بتایا کہ اب نبی آخر الزماں محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ولادت باسعادت کا زمانہ قریب ہے، آپ مکہ میں پیدا ہوں گے اور ہجرت کر کے ایسی جگہ تشریف لائیں گے، جو دو پہاڑوں کے درمیان واقع ہے اور وہاں کھجوروں کے باغات بکثرت ہیں--- علامت ان کی یہ ہوگی کہ وہ ہدیہ قبول کر لیں گے، صدقہ کی چیز خود استعمال نہیں کریں گے بلکہ دوسروں کو تقسیم فرما دیں گے، آپ کے دو شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی---

عموریہ کے اس عالم نے حضرت سلمان کو تاکید کی کہ اگر ہو سکے تو نبی آخر الزماں کی زیارت سے مشرف ہونے کے لیے اس علاقہ میں ضرور جانا--- راہب کے وصال کے بعد آپ عرب جانے والے یہودیوں کے ایک قافلہ میں شریک ہو گئے، یہودیوں نے اپنی پست ذہنیت اور کمینگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے، آپ کو دھوکا دے کر ام القریٰ کے ایک یہودی کو بطور غلام فروخت کر دیا--- آپ نے اس علاقہ میں کھجوروں کے جھنڈ کو دیکھا تو امید بندھی کہ ممکن ہے یہی منزل مقصود ہو---

چند دن گزرے تو اس یہودی نے آپ کو ایک اور یہودی کے ہاتھ فروخت کر دیا، یہودی آپ کو یثرب (مدینہ منورہ) لے آیا، یہاں آ کر عموریہ کے راہب کی بتائی ہوئی نشانیوں کے مطابق یقین کر لیا کہ یہی وہ مقدس سرزمین ہے، جہاں حضور ﷺ ہجرت کر کے تشریف لائیں گے--- اب ساری کلفت دور ہو گئی، خوش تھے کہ غلام بن گیا مگر ہجرت گاہِ مصطفیٰ (ﷺ) میں پہنچ گیا ہوں، پیا کا دیس تو نصیب ہو گیا--- دن گزرتے رہے، یہاں تک کہ وہ روز سعید آیا، کھجور کے ایک درخت پر چڑھ کر کھجوریں توڑ رہے تھے کہ اس یہودی مالک کے چچازاد بھائی نے آ کر اسے کہا، بنو قیلہ (اوس وخزرج) کا برا ہو، مکہ سے قبا آنے والے ایک مدعیٔ نبوت کے پیروکار بن گئے ہیں---

حضرت سلمان فرماتے ہیں کہ یہ الفاظ سنتے ہی مجھ پر کپکپی طاری ہو گئی، ایسا لگتا تھا کہ ابھی کھجور سے گرا--- جلدی سے نیچے اترا اور یہودی کے چچازاد بھائی سے صورت حال دریافت کرنا چاہی مگر یہودی مالک سخت غصے میں آ گیا اور زور سے طمانچہ رسید کیا اور کہا اپنے کام سے کام رکھ---[۱۳]

دربارِ رسالت میں حاضری

حضرت سلمان فارسی نے بقیہ دن شوقِ دیدار میں بڑی بے قراری سے بسر کیا، شام کو کام سے فراغت پاتے ہی کچھ کھجوریں ساتھ لیں اور قبا کا رخ کیا--- سرکار ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، کھجوریں پیش کیں، آپ ﷺ نے پوچھا، ہدیہ ہے یا صدقہ؟---عرض کی صدقہ ہے، آپ نے تقسیم کر دیں اور خود ایک کھجور بھی تناول نہ فرمائی---حضرت سلمان نے دل میں کہا، الحمد للہ! ایک علامت تو ظاہر ہو گئی---

چند روز بعد جب حضور ﷺ قبا سے مدینہ منورہ تشریف لا چکے تھے، پھر حاضر خدمت ہوئے، کچھ کھجوریں بطور ہدیہ پیش کیں، آپ نے خود بھی تناول فرمائیں اور حاضرین کو بھی عطا فرمائیں--- یہ دوسری علامت تھی، اب ایک علامت کی تصدیق باقی تھی، ایک دن حضور ﷺ بقیع میں ایک جنازہ کے ساتھ تشریف لائے، حضرت سلمان پھر حاضر خدمت ہوئے اور حضور ﷺ کی پشت کے پیچھے جا بیٹھے--- آپ ﷺ نے ان کے دلی ارادے کو بھانپ کر پشت مبارک سے کپڑا اٹھایا، مہر نبوت پر نظر پڑتے ہی آب دیدہ ہو گئے اور بے قرار ہو کر اسے بوسہ دینے لگے اور بے ساختہ پکار اٹھے:

أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ---

مدتوں کے انتظار، غریب الوطنی، در در کی غلامی اور گوناں گوں مصائب جھیلنے کے بعد گوہر مراد ہاتھ لگا تھا، آقا ﷺ نے کرم کریمانہ فرمایا اور پاس بٹھا کر ان کی داستان حیات کو بڑی توجہ سے سنا---[۱۴]

عجمی، عربی ہو گیا

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی زبان فارسی تھی، ایک یہودی ترجمانی کر رہا تھا، جب حضرت سلمان نے اپنی روداد الم بیان کرتے ہوئے یہودیوں کو برا بھلا کہا تو ترجمان غصہ سے جل بھن گیا، خیانت اور کذب بیانی سے کام لیتے ہوئے، حضور ﷺ سے کہا، سلمان آپ کو برا بھلا کہہ رہا ہے---فوراً جبریل امین علیہ السلام بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور یہودی کے جھوٹ کا پول کھول دیا--- آپ ﷺ نے یہودی کو فرمایا،

جھوٹ کیوں بولتا ہے؟--- سلمان تو یہودیوں کی مذمت کر رہے ہیں---
یہودی ہکا بکا رہ گیا اور سرکار ﷺ کا یہ معجزہ دیکھ کر فوراً کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے
حلقہ بگوش اسلام ہو گیا--- حضور ﷺ نے جبریل امین علیہ السلام کو حکم دیا کہ سلمان فارسی کو
عربی سکھا دیں--- جبریل نے عرض کی، انھیں حکم دیں کہ آنکھیں بند کر لیں اور منہ کھلا رکھیں،
حضرت سلمان تعمیل حکم بجا لائے، جبریل امین علیہ السلام نے ان کے منہ میں لعاب ڈالا،
جس کی برکت سے فوراً ہی آپ کو فصیح عربی کا ملکہ حاصل ہو گیا--- [۱۵]

تین سو پودے ایک ہی سال میں پھل دینے لگے

سرکار ابد قرار ﷺ نے ایک دن حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو فرمایا، اپنے
یہودی آقا سے مکاتبت کر لو (یعنی رقم ادا کر کے رہائی حاصل کرو)--- یہودی نے
بڑی کڑی شرط لگائی اور کہا چالیس اوقیہ (5.433 کلوگرام) سونا ادا کرنے کے علاوہ
کھجور کے تین سو پودے لگائے جائیں اور جب وہ بار آور ہو جائیں تو آزاد کروں گا---
ظاہر ہے کھجوروں کے تناور اور بار آور ہونے کے لیے ایک مدت درکار تھی---
سرکار ﷺ نے انصار کو حکم دیا، انہوں نے دس دس، بیس بیس پودے مہیا کیے اور انھیں
لگانے کے لیے تین سو گڑھوں کی کھدائی میں بھی بھرپور معاونت کی--- آقا ﷺ کو
اطلاع دی گئی، آپ بنفس نفیس باغ میں تشریف لائے اور اپنے دست مبارک سے
ایک ایک پودے کو لگایا--- یہ پودے اس عظیم ہستی کے مبارک ہاتھوں سے
لگائے گئے تھے، جنہوں نے روحانی دنیا کی بنجر زمینوں کی آبیاری کی اور مردہ دلوں کی
اجڑی ہوئی کھیتیوں کو سرسبز و شاداب کیا تھا--- ایک پودا بھی خشک نہ ہوا، بلکہ

تمام کے تمام پودے اسی سال بارآور ہو گئے---

ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ کے دست انور کی برکت سے تمام پودے شاداب ہو گئے مگر ایک پودا جو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے لگایا تھا، خشک ہو گیا--- سرکار ﷺ نے دوبارہ لگایا تو یہ بھی تیار ہو گیا---[۱۶]

طبقات ابن سعد کی ایک روایت میں پانچ سو پودوں کا ذکر ہے---[۱۷]

کبوتری کے انڈے برابر سونے میں برکت

اب سونا ادا کرنے کا مرحلہ باقی تھا، ایک روز حضور ﷺ کی خدمت میں کہیں سے کبوتری کے انڈے کے برابر سونا آیا، آپ ﷺ نے فرمایا:

سلمان! یہ لے جاؤ اور اس میں سے اپنے مالک کا مطلوبہ سونا ادا کر دو---

عرض کی، حضور! میرے ذمہ تو بہت سا سونا ہے--- آپ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ اسی سے پورا فرما دے گا"---

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَوَزَنْتُ لَهُمْ مِنْهَا اَرْبَعِیْنَ اَوْقِیَةً فَاَدَّیْتُهَا اِلَیْهِمْ وَبَقِیَ عِنْدِیْ مِثْلُ مَا اَعْطَیْتُهُمْ---[۱۸]

"اس ہستی کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اس کبوتری کے انڈے برابر سونے سے تول تول کر چالیس اوقیے (5 کلو، 443 گرام) سونا اس یہودی کو ادا کر دیا، جب کہ اسی مقدار میں سونا میرے پاس باقی بچ گیا"---

2

اس طرح رسول اللہ ﷺ کی توجہ اور کرم نوازی سے آپ کو آزادی نصیب ہوئی ---

غلّہ میں برکت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

ایک صاحب، نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور طعام کی درخواست کی:

فَاَطْعَمَہٗ شَطْرَ وَسْقٍ مِّنْ شَعِیْرٍ ---

''آپ ﷺ نے اسے آدھا وسق (تقریباً تین من) جو عطا کیے'' ---

فَلا یَزَالُ الرَّجُلُ یَأْکُلُہٗ وَ امْرَأَتُہٗ وَ ضَیْفُھُمَا حَتّٰی کَالَہٗ ---

''وہ صاحب خود، ان کی بیوی اور مہمان ایک عرصہ تک وہ جو کھاتے رہے، ایک دن انہیں ماپا (کہ کتنے باقی رہ گئے ہیں) اس کے بعد جلد ہی وہ جو ختم ہو گئے تو حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے فرمایا:

لَوْ لَمْ تَکِلْہُ لَاَ کَلْتُمْ مِنْہُ وَ لَقَامَ لَکُمْ --- [۱۹]

''اگر تم نہ ماپتے تو ہمیشہ کھاتے رہتے اور یہ کبھی ختم نہ ہوتے'' ---

تیز رفتاری

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما ایک سفر جہاد میں جس اونٹ پر سوار تھے، وہ تھک جانے کی وجہ سے چلنے سے قاصر رہ گیا، حضور ﷺ نے فرمایا:

تمہارے اونٹ کو کیا ہوا ہے؟ ---

عرض کی، بیمار ہے ---

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونٹ کو جھڑکا اور اس کے لیے دعا فرمائی ---بس پھر کیا تھا، وہ اونٹ تمام اونٹوں سے آگے نکل گیا---

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا:

''جابر! بتاؤ، اب تمہارے اونٹ کا کیا حال ہے؟''---

عرض کی:

بَخَیْرٍ اَصَابَتْہُ بَرَکَتُکَ---[۲۰]

''آپ کی برکت سے اب بہت اچھا چل رہا ہے''---

صحابہ کے لیے قدرتی مشعلیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

''حضرت اسید بن حضیر اور عباد بن بشر انصاری (رضی اللہ عنہما) رات دیر تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہے، جب باہر نکلے تو سخت تاریکی تھی (کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا) اچانک ان کے آگے (شمع کی مانند) ایک نور چمکنے لگا، جس کی روشنی میں وہ چلتے رہے، جب اس مقام پر پہنچے جہاں ان کا راستہ جدا ہونا تھا، دوسرے ساتھی کے لیے بھی اسی طرح کا نور ظاہر ہو گیا''---[۲۱]

قدرتی روشنی کا انتظام

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ایک مرتبہ عشاء کی نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سجدہ کرتے حسن و حسین (رضی اللہ عنہما) آپ کی پشت پر سوار ہو جاتے---نماز سے فارغ ہوئے

تو آپ نے انھیں گود میں بٹھالیا--- میں نے عرض کی:

یارسول اللہ! میں انھیں گھر چھوڑ آؤں؟---فرمایا: نہیں---

فَبَرَقَتْ بَرْقَةٌ، فَقَالَ: اِلْحَقَا بِأُمِّكُمَا، فَلَمْ يَزَالا فِي ضَوْئِهَا حَتّٰى دَخَلا---[۲۲]

''اچانک (قدرتی) لائٹ روشن ہوگئی---فرمایا، اپنی امی کے پاس چلے جاؤ، چناں چہ بچوں کے گھر پہنچنے تک وہ روشنی بدستور قائم رہی''---

اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کردیا

حضور ﷺ اصل کائنات، روح کائنات اور جان کائنات ہیں--- آپ نہ صرف یہ کہ خود زندہ ہیں بلکہ باذن اللہ تعالیٰ جسے چاہیں اسے حیات سے نواز دیں--- آپ کو اللہ تعالیٰ نے عظمت و محبوبیت کے جس اعلیٰ منصب سے سرفراز فرمایا ہے، اس کے پیش نظر آپ کے لیے مردوں کو زندہ کرنا ہرگز دشوار نہیں--- اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز عرض گزار ہیں:

لب زلال چشمۂ کن میں گندھے وقت خمیر
مردے زندہ کرنا اے جاں تم کو کیا دشوار ہے [۲۳]

حضور ﷺ کے والدین زندہ ہوگئے

حضور ﷺ نے اپنے والدین کریمین (رضی اللہ عنہما) کو زندہ فرمایا اور کلمہ پڑھایا---

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ سَأَلَ رَبَّهٗ اَنْ يُّحْيِيَ اَبَوَيْهِ فَاَحْيَاهُمَا لَهٗ فَاٰمَنَا بِهٖ ثُمَّ اَمَاتَهُمَا---[۲۴]

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے اپنے والدین کریمین کو زندہ کرنے کی دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ کر دیا---وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے، پھر وصال فرما گئے''---

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے والدین کو زندہ کرنا شرف صحابیت عطا فرمانے کے لیے تھا---

مردہ لڑکی قبر سے باہر نکل آئی

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو دعوت اسلام دی، اس نے عرض کی، اگر میری لڑکی زندہ کر دیں تو میں ایمان لے آؤں گا---حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے ہم راہ لڑکی کی قبر پر تشریف لے گئے اور اس کا نام لے کر پکارا:

فَقَالَتْ لَبَّيْكَ وَ سَعْدَيْكَ، فَقَالَ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتُحِبِّيْنَ اَنْ تَرْجِعِيْ اِلَی الدُّنْيَا فَقَالَتْ لَا وَ اللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنِّيْ وَجَدتُ اللّٰهَ خيراً لِّي مِنْ اَبَوَيَّ وَ وَجَدتُ الآخِرَةَ خَيْراً مِنَ الدُّنْيَا---[۲۵]

''لڑکی نے لبیك و سعدیك کہہ کر جواب دیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کیا تو دنیا میں واپس آنا چاہتی ہے؟---اس نے عرض کی، یا رسول اللہ! اللہ کی قسم میں دنیا میں لوٹنا نہیں چاہتی، کیوں کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو اپنے والدین سے زیادہ مہربان اور آخرت کو دنیا سے بہت بہتر پایا ہے''---

حضور ﷺ نے بکری زندہ فرمادی

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے نبی کریم ﷺ کے چہرہ اقدس پر بھوک کے آثار دیکھے--- گھر جا کر اپنی بیوی کو بتایا اور کھانے کے متعلق پوچھا--- انہوں نے کہا صرف ایک بکری اور تھوڑے سے جو ہیں--- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا، جو کچھ بھی ہے، ہم حضور کی خدمت میں حاضر کر دیں گے--- بکری ذبح کی گئی، جب سالن اور روٹیاں تیار ہو گئیں تو انہیں ایک بڑے برتن میں ڈال کر حضور ﷺ کی خدمت میں لائے، آپ ﷺ نے حکم دیا:

''جابر! سب کو بلا لو---

آپ ﷺ نے صحابہ کو حکم دیا، ہڈیاں ثابت چھوڑ دینا--- سب نے سیر ہو کر کھا لیا مگر کھانا اتنا ہی باقی بچ رہا، جس قدر حضرت جابر لے کر آئے تھے--- حضور ﷺ نے ہڈیاں جمع کیں:

فَوَضَعَ يَدَهٗ عَلَيْهَا ثُمَّ تَكَلَّمَ بِكَلَامٍ لَمْ اَسْمَعْهُ اِلَّا اِنِّیْ اَرٰی شَفَتَيْهِ تَتَحَرَّكَانِ فَاِذَا الشَّاةُ قَدْ قَامَتْ تَنْفُضُ اُذُنَيْهَا---

''ان ہڈیوں پر دست مبارک رکھا اور اس پر کچھ پڑھا، جو مجھے سنائی نہ دیا، البتہ آپ کے مبارک لب ہل رہے تھے، بکری فوراً زندہ ہو کر کان جھاڑتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی'' ---

آپ ﷺ نے فرمایا:

جابر! اپنی بکری لے جاؤ---

گھر جا کر آپ نے اپنی اہلیہ کو تمام ماجرا سنایا، وہ بے ساختہ پکار اٹھی:

اَشْهَدُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ---[۲۶]

''میں گواہی دیتی ہوں کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں''---

فراقِ مصطفوی میں ستون رونے لگا

حضور ﷺ نے مردے ہی زندہ نہیں کیے بلکہ آپ کی برکت سے کھجور کے کٹے ہوئے خشک تنے میں زندہ انسانوں کی طرح ہجر وفراق اور درد والم کے اثرات ظہور پذیر ہو گئے--- اور یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مردے زندہ کرنے کے معجزے سے افضل و اعلیٰ ہے---

مسجد نبوی میں محراب کے پاس ہی ایک ستون کے ساتھ ٹیک لگا کر حضور ﷺ خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے، انصار کی ایک مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا نے آپ کے لیے منبر بنوا کر مسجد نبوی میں رکھوایا--- آپ خطبہ دینے کے لیے منبر کی طرف بڑھے تو وہ ستون درد وفراق مصطفیٰ میں بلبلا کر رونے لگا--- اس قدر زور زور سے رویا کہ لگتا تھا، جوش گریہ سے پھٹ جائے گا--- رونے کی آواز کو مسجد نبوی کے نمازیوں نے اپنے کانوں سے سنا--- رحمۃ للعالمین ﷺ منبر سے اترے اور ستون کو تسکین دینے کے لیے اس پر اپنا دست اقدس رکھ دیا، اسے سینے سے چمٹا لیا---ستون اس طرح سسکیاں لینے لگا، جیسے زور سے رونے والے کو چپ کرایا جائے تو وہ سسکیاں بھرتا ہے---[۲۷]

ایک روایت میں ہے، حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا:

5

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ لَمْ اَلْتَزِمْہُ لَمْ یَزَلْ ھٰکَذَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ---[۲۸]

''اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، اگر میں اسے سینے سے نہ لگاتا تو یہ ہجر و فراق میں قیامت تک اسی طرح روتا اور چیختا رہتا''---

اس واقعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

استنِ حنانہ در ہجرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نالہ می زد ہم چوں اربابِ عقول

دیکھیے فراق مصطفیٰ میں بے قرار ہونے والے اس ستون کے نالۂ پیہم پر سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کرم فرمایا اور اس بے قرار کو سینہ اقدس سے لگا کر قرار بخشا---

اگر ہو جذبۂ صادق تو اکثر ہم نے دیکھا ہے
وہ خود تشریف لے آتے ہیں، تڑپایا نہیں کرتے

استن حنانہ کا واقعہ درج ذیل گیارہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے:

①......حضرت ابی بن کعب
②......حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری
③......حضرت انس بن مالک
④......حضرت عبد اللہ بن عمر
⑤......حضرت عبد اللہ بن عباس
⑥......حضرت سہل بن سعد
⑦......حضرت ابو سعید خدری
⑧......حضرت بریدہ
⑨......حضرت ام سلمہ
⑩......مطلب بن ابی وداعہ
⑪......حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہم

راویانِ حدیث کی بہت بڑی جماعت اس حدیث کو ہر دور میں نقل کرتی رہی ہے، حتی کہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اسے خبر متواتر قرار دیا---[۲۹]

21

معراج محبت

حضور ﷺ نے جب ستون کے رونے کی آواز سنی تو آپ اس کے پاس تشریف لائے، اس پر دست شفقت رکھا اور فرمایا:

''چاہو تو تمہیں اسی باغ میں تمہاری پہلی جگہ بو دوں اور اگر تم چاہو تو جنت میں بو دوں تاکہ اولیاء اللہ تمہارا پھل کھائیں''---

یہ سن کر اس ستون نے جواب دیا اور حاضرین نے بھی سنا:

بَلْ تَغْرِسُنِیْ فِی الجَنَّةِ فَیَأْکُلُ مِنِّیْ أَوْلِیَاءُ اللّٰہِ وَ أَکُوْنُ فِی مَکَانٍ لَا أَبْلٰی فِیْہِ---[۳۰]

''جی ہاں! میری خواہش یہی ہے کہ مجھے جنت کا درخت بنا دیا جائے تاکہ میں ہمیشہ باقی رہوں اور میرا پھل اولیاء اللہ کھائیں''---

چناں چہ سرکار ابد قرار ﷺ نے اسے اپنے منبر کے نیچے دفن کرا دیا[۳۱] گویا اپنے قدموں کے نیچے اسے اپنا خصوصی قرب عطا فرما کر دار فنا سے دار بقا میں پہنچا دیا---

ستون زبان حال سے عرض گزار ہوا ہوگا:

اللہ غنی عشق و محبت کی یہ معراج
قدموں میں شہنشاہ دو عالم کے پڑا ہوں [۳۲]

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حیوانات کی طرح جمادات میں بھی ادراک پیدا کیا ہے---

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پہلے انبیاء کو جس قسم کے معجزے ملے، وہ تمام کے تمام حضور ﷺ کو بھی عطا فرمائے گئے--- اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو

احیاء موتی کا معجزہ دیا، ستون کے رونے کا معجزہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے مردہ زندہ کرنے کے معجزہ سے بھی افضل ہے، کیوں کہ آپ نے کھجور کے تنے سے آواز سنی، (کیوں کہ مردہ میں تو پہلے حیات موجود ہوتی ہے، مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اس چیز میں زندوں جیسے اوصاف رونما ہو گئے، جس میں سرے سے یہ کیفیت نہیں ہوتی)---[۳۳]

حضرت عیسٰی علیہ السلام نے جن پرندوں کو حیات بخشی، وہ زندہ ہونے کے بعد پرندوں کی سی حرکات کرتے تھے، جب کہ کھجور کے اس سوکھے تنے کو عام انسانوں جیسی نہیں بلکہ کامل انسانوں کی سی حیات مل گئی کہ وہ عشق و محبت رسول میں آہ و بکا کر رہا تھا---

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا:

"جب کھجور کا تنا فراق رسول میں روتا ہے تو اللہ کے بندو! تمہارا زیادہ حق بنتا ہے کہ تم ہجر و فراق مصطفیٰ میں تڑپو اور آپ کی بارگاہ کی حاضری کے مشتاق رہو"---[۳۴]

منہ سے بولیں شجر، دیں گواہی حجر

حضرت سیدنا علی مرتضی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مکہ مکرمہ کے گرد و نواح میں جانے کا اتفاق ہوا:

فَمَا اسْتَقْبَلَهُ جَبَلٌ وَلَا شَجَرٌ إِلَّا وَهُوَ يَقُولُ : اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُولَ اللّٰهِ---

"آپ جس پہاڑ یا درخت کے پاس سے بھی گزرتے وہ عرض کرتا:
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُولَ اللّٰهِ"---[۳۵]

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ایک جماعت کے ساتھ

دعوتِ اسلام کے لیے یمن روانہ کیا، یہ جماعت چھ ماہ وہاں مقیم رہی مگر لوگوں نے اسلام قبول نہ کیا تو حضور ﷺ نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھجوایا---[۳۶]

امام الائمہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

حضور ﷺ نے مجھے اپنی اونٹنی پر سوار کر کے یمن روانہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جب تو عقبة أفيق (یمن کے قریب گھاٹی) پر چڑھے اور لوگ تیرے استقبال کے لیے آگے بڑھیں تو تم نے یہ کہنا ہے:

يَا حَجَرُ يَا مَدَرُ يَا شَجَرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَقْرَأُ عَلَيْكُمُ السَّلَامَ---

''اے پتھرو، اے مٹی کے ڈھیلو، اے درختو! رسول اللہ تمہیں سلام فرماتے ہیں''---

چناں چہ جب میں (یمن کے قریب پہنچا اور) گھاٹی پر چڑھا اور لوگوں کو اپنی طرف آتے دیکھا تو میں نے کہا:

يَا حَجَرُ يَا مَدَرُ يَا شَجَرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَقْرَأُ عَلَيْكُمُ السَّلَامَ---

''اے پتھرو، اے مٹی کے ڈھیلو، اے درختو! رسول اللہ تمہیں سلام فرماتے ہیں''---

وَارْتَجَّ الْأُفُقُ فَقَالُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عَلَيْهِ وَسَلَّم السَّلَامُ وَعَلَيكَ السَّلَامُ---

''تو زمین گونج اٹھی اور پتھر، درخت اور ڈھیلے پکار اٹھے، رسول اللہ ﷺ پر سلام ہو اور اے علی آپ کو بھی سلام''---

لوگوں نے جب (یہ منظر دیکھا اور) نغمات سلام سنے تو اسلام قبول کرلیا---[۳۷]

حوالہ جات

۱......سورۃ النساء:۴: ۱۷۴
۲...... سورۃ النساء:۷۷
۳...... سورۃ الکوثر:۱
۴......سلیمان بن عمر جمل، الفتوحات الالھیہ (تفسیر جمل)، عیسیٰ البابی، مصر، جلد ۴، صفحہ ۵۹۴/ ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی، تفسیر قرطبی، دار الکاتب العربی، قاہرہ، جلد ۲۰، صفحہ ۲۱۷
۵...... التوبۃ،۹: ۷۴
۶......حدائق بخشش، جلد ۲، صفحہ ۳۲
۷...... عمدۃ القاری، جلد ۱، صفحہ ۱۴۰
۸......ایضاً، صفحہ ۱۲۸
۹......علامہ قاضی عیاض، الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، مرکز اہل سنت

برکات رضا، گجرات ہند، فصل فی اجابة دعائه ﷺ، جلد۱، صفحہ ۳۲۶

۱۰......حوالہ سابق

۱۱......مرجع سابق

۱۲...... مزیل الخفاء عن الفاظ الشفاء (علٰی ہامش الشفاء) جلد۱، صفحہ ۳۲۷-۳۲۶

۱۳...... حجة اللّٰه علٰی العالمین للنبهانی، صفحہ ۱۴۵-۱۴۷/ طبقات ابن سعد، جلد۴، صفحہ ۸-۵۷

۱۴...... حجة اللّٰه علٰی العالمین، صفحہ ۱۴۸/ طبقات ابن سعد، جلد۴، صفحہ ۹-۵۸

۱۵...... حجة اللّٰه علٰی العالمین، صفحہ ۱۴۹

۱۶......ایضاً/ الاستیعاب، جلد۲، صفحہ ۵۵۷

۱۷......طبقات ابن سعد، جلد۴، صفحہ ۸۱

۱۸...... حجة اللّٰه علی العالمین للنبهانی، صفحہ ۱۴۸

۱۹......صحیح مسلم، جلد۲، صفحہ ۲۴۶

۲۰......صحیح مسلم، جلد۲، صفحہ ۲۹، کتاب المساقاة و المزارعة، باب بیع البعیر

۲۱......صحیح بخاری، جلد۲، صفحہ ۵۳۷

۲۲......طبرانی، المعجم الکبیر، جلد۳، صفحہ ۵۲/ تاریخ دمشق الکبیر، جلد۱۴، صفحہ ۷۴ و صفحہ ۱۶۵/ البدایة و النهایة، جلد۸، صفحہ ۲۰۷

۲۳......حدائق بخشش، حصہ۱، صفحہ ۷۶

۲۴......امام جلال الدین سیوطی، مسالك الحنفاء، دائرۃ المعارف، حیدرآباد دکن، صفحہ ۵۷/ علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی، حجة اللّٰه علی العالمین، مکتبہ نوریہ رضویہ لائل پور، صفحہ ۴۱۲

۲۵...... شرح الشفاء لملا علی قاری، مکتبہ عثمانیہ در سعادت، جلد۱، صفحہ ۶۴۸

۲۶......حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی، دلائل النبوۃ، دائرۃ المعارف، حیدرآباد دکن، جلد۳، صفحہ۲۲۴

۲۷......صحیح بخاری، کتاب الجمعۃ، باب الخطبۃ علی المنبر/ کتاب البیوع، باب النجار/ کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ

۲۸...... الشفاء، فصل فی قصّۃ حنین الجزع، جلد۱، صفحہ۳۰۴

۲۹......مرجع سابق، صفحہ۳۰۳

۳۰......مرجع سابق، صفحہ۳۰۵

۳۱......مرجع سابق

۳۲......صاحبزادہ محمد محبّ اللہ نوری، ارمغان محبت، صفحہ۵۱

۳۳......فتح الباری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ، جلد۶، صفحہ۶۰۷

۳۴...... الشفاء، فصل فی قصّۃ حنین الجزع، جلد۱، صفحہ۳۰۵

۳۵......ابوعیسیٰ، محمد بن عیسیٰ، ترمذی، امام، ترمذی، ابواب المناقب، جلد۲، صفحہ۲۱۱/ مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الفتن، باب فی المعجزات/ المواھب اللدنیۃ، جلد۲، صفحہ۵۳۹

۳۶...... البدایۃ و النھایۃ، تحت سنۃ عشر من الھجرۃ، باب بعث رسول اللہ ﷺ علی بن ابی طالب و خالد بن الولید الی الیمن قبل حجۃ الوداع

۳۷......خطیب بغدادی، ابوبکر احمد بن علی، ۴۶۳ھ، تاریخ بغداد، دار الکتاب العربی، بیروت لبنان، جلد۷، صفحہ۵۶-۵۷/ جامع مسانید الامام الاعظم، علامہ خوارزمی، ۶۶۵ھ، دائرۃ المعارف، حیدرآباد، جلد۱، صفحہ۱۳۰ (جامع مسانید میں یا شجر اور و علیک السلام کے کلمات نہیں)

واللہ! آپ ﷺ زندہ ہیں

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

اللہ عزوجل نے جن بندوں کو نبوت ورسالت کے لیے منتخب فرمایا، وہ باقی انسانوں سے ممتاز، بلند پایہ اور جامع کمالات ہیں--- وہ اپنے علم وفضل اور کردار واطوار کے اعتبار سے کامل نمونہ اور قابل تقلید ہوتے ہیں--- جس طرح ظاہری حیات میں وہ دیگر انسانوں سے ممتاز ہوتے ہیں، یوں ہی بعد از وصال بھی ان کی حیات بے مثل و بے مثال ہوتی ہے--- مخبر صادق نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُرْزَقُ---[1]

"بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کرام علیہم السلام کے جسموں کو کھانا حرام کر دیا ہے، سو، اللہ کے نبی زندہ ہیں، رزق دیے جاتے ہیں"---

اس حدیث کی شرح میں شیخ المحدثین ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری (م۱۰۱۴ھ) رقم طراز ہیں:

فَلَا فَرقَ لَهُمْ فِي الْحَالَيْنِ وَ لِذَا قِيْلَ أَوْلِيَاءُ اللّٰهِ لَا يَمُوْتُوْنَ وَ لٰكِنْ يَنْتَقِلُوْنَ مِنْ دَارٍ إِلٰى دَارٍ---[۲]

''انبیاء کرام کی قبل از وصال اور بعد از وصال زندگی میں کوئی فرق نہیں--- اسی لیے کہا جاتا ہے کہ محبوبان خدا مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر منتقل ہو جاتے ہیں''---

اہل ایمان کا ہمیشہ یہ عقیدہ رہا ہے کہ اللہ ﷻ کے نبی زندہ ہیں، سند المحققین شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز (م۱۰۵۲ھ) فرماتے ہیں:

حیات انبیاء متفق علیہ است، ہیچ کس را در وے خلافے نیست، حیات جسمانی دنیاوی حقیقی نہ حیات معنوی روحانی، چناں کہ شہداء راست---[۳]

''حیات انبیاء کے مسئلہ پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے، کسی کو اس میں اختلاف نہیں ہے، شہیدوں کی طرح صرف معنوی و روحانی زندگی نہیں، بلکہ انھیں جسمانی، حقیقی دنیوی زندگی حاصل ہے''---

انبیاء کرام پر لمحہ بھر موت طاری کی جاتی ہے، تاکہ خالق و مخلوق میں فرق باقی رہے اور قانون قدرت پورا ہونے کے بعد انھیں پھر حیات سے سرفراز کر دیا جاتا ہے---

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ العزیز نے اس حقیقت کو یوں بیان کیا:

انبیا کو بھی اجل آنی ہے
مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات
مثل سابق وہی جسمانی ہے

انبیاءِ کرام میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کو سب سے بلند رتبہ عطا فرمایا، لہٰذا آپ کی بعد از وصال حیات بھی بے مثل و بے مثال ہے--- شیخ محقق عبد الحق دہلوی رقم طراز ہیں:

با چندیں اختلافات و کثرت مذاہب کہ در علماء امت ست یک کس را دریں مسئلہ خلافے نیست کہ آں حضرت ﷺ بحقیقت حیات، بے شائبہ مجاز و توہّم تاویل دائم و باقی است و بر اعمال امت حاضر و ناظر و مر طالبان حقیقت را و متوجہان آں حضرت را مفیض و مربّی ست--- [۴]

''علماء امت میں کثیر اختلافات اور کثرت مذاہب کے باوجود حیات النبی کے مسئلہ میں کسی شخص کو بھی اختلاف نہیں ہے--- آں حضرت ﷺ حقیقی حیات کے ساتھ قائم و باقی ہیں--- اس حیات میں مجاز کی آمیزش اور تاویل کا واہمہ نہیں، آپ ﷺ امت کے احوال و اعمال پر حاضر و ناظر ہیں--- نیز طالبان حقیقت اور فیض چاہنے والوں کی آپ تربیت فرماتے اور انھیں فیض عطا فرماتے ہیں''---

شیخ محقق کی اس تحقیق سے واضح ہوا کہ ان کے زمانہ یعنی آج سے کم و بیش چار سو سال پہلے تک امت مسلمہ کا متفقہ عقیدہ رہا ہے کہ حضور ﷺ اپنی قبر اطہر میں زندہ ہیں--- منکرین حیات النبی بعد کے ادوار میں پیدا ہوئے---

قرآن کریم، احادیث مبارکہ، اقوال صحابہ کرام اور علماء امت کی تحریروں میں حیات النبی پر بے شمار دلائل ملتے ہیں--- ذیل میں ہم چند واقعات نقل کرتے ہیں، جن سے پتا چلتا ہے کہ حضور ﷺ اپنی قبر اطہر میں زندہ ہیں اور اپنے غلاموں کو ہدایات دیتے، ان کی فریادیں سنتے اور ان کی مدد فرماتے ہیں---

22

ایک رات میں تین بار دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سلطان نورالدین زنگی (۵۱۱ھ-۵۶۹ھ) نیک سیرت اور تہجد گزار انسان تھے، ایک رات معمول کے مطابق تہجد پڑھ کے وظائف میں مشغول تھے کہ نیند نے غلبہ کیا--- خواب میں سرکار ابد قرار، رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے جمال جہاں آراء سے مشرف فرمایا اور سرخ رنگ والے دو آدمیوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

اُنۡجِدۡنِیۡ أَنۡقِذۡنِیۡ مِنۡ هٰذَیۡن---

''میری مدد کو پہنچو، مجھے ان دو سے بچاؤ''---

یہ حیرت انگیز اور ہوش ربا خواب دیکھ کر سلطان معظم پریشان ہو گئے---گھبرا کر اٹھے اور وضو کر کے نماز پڑھی، پھر نیند غالب ہوئی --- خواب میں سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان دو سرخ رنگ والوں کی طرف اشارہ کر کے فرما رہے ہیں، مجھے ان سے بچاؤ--- گھبرا کر اٹھے، وضو کر کے چند رکعتیں ادا کیں، نیند نے پھر غلبہ کیا تو بعینہٖ یہی خواب تیسری مرتبہ دیکھا---

اسی وقت اپنے وزیر جمال الدین موصلی کو بلایا، جو سلطان کے معتمد، وفادار اور سیرت و کردار میں ان ہی کا چربہ تھے--- بار بار آنے والے خواب سے مطلع کیا--- وزیر نے کہا، اس خواب کا کسی سے تذکرہ نہ کریں، یقیناً مدینہ منورہ میں کوئی غیر معمولی واقعہ پیش آیا ہے--- آپ بغیر کسی تاخیر کے فوراً مدینہ منورہ روانہ ہو جائیں---

سلطان نے رات کے بقیہ حصے میں سفر کی تیاری کی اور وزیر سمیت بیس قابل اعتماد افراد اور بہت سا سامان ساتھ لے کر تیز رفتار سواریوں پر روانہ ہو گئے--- دمشق سے

مدینہ منورہ کا سفر جو عام طور پر ایک ماہ میں طے ہوتا تھا، صرف سولہ دن میں طے کر کے مدینہ منورہ پہنچے--- غسل کیا اور ریاض الجنۃ میں نماز ادا کی، پھر سرکار ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا اور حیران ہو کر مسجد کے ایک حصے میں آ کر بیٹھ گئے کہ کارروائی کا آغاز کس طرح کیا جائے؟--- وزیر نے دریافت کیا، کیا آپ ان دو آدمیوں کو پہچان لیں گے، جو آپ کو خواب میں دکھائے گئے ہیں؟--- سلطان نے اثبات میں جواب دیا--- اسی اثنا میں اہل مدینہ مسجد نبوی شریف میں جمع ہو گئے--- وزیر جمال الدین نے انھیں بتایا کہ سلطان معظم نبی کریم ﷺ کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے ہیں اور اہل مدینہ کو نذرانہ پیش کرنے کے لیے بہت سا مال و زر لے کر آئے ہیں، لہٰذا تمام لوگ آئیں اور سلطان کے جود و کرم سے حصہ حاصل کریں---

حاکم مدینہ کے ذریعہ یہ پیغام پہنچا تو اہل مدینہ آنے لگے--- سلطان ہر ایک کو ہدیہ دیتے اور ہر شخص کو غور سے دیکھتے گئے مگر مطلوبہ لوگ نظر نہ آئے--- بڑی تشویش ہوئی--- سلطان نے اہل مدینہ سے پوچھا، کوئی رہ تو نہیں گیا؟--- لوگوں نے انکار کیا تو فرمایا، سوچو، شاید کوئی رہ گیا ہو--- اس پر لوگوں نے کہا، مغرب (اسپین) سے آنے والے دو آدمی نہیں آئے، مگر وہ تو خود بڑے دولت مند اور فیاض ہیں، اہل مدینہ کو انھوں نے مالا مال کر دیا ہے، انھیں یہاں آنے کی کیا حاجت تھی---

یہ سن کر سلطان معظم نے اطمینان کا سانس لیا اور دونوں کو بلوایا اور پہلی ہی نظر میں پہچان لیا---

ان کی ظاہری حالت اتنی شان دار اور بزرگانہ تھی کہ شک کی گنجائش ہی نہیں تھی مگر سلطان خواب میں دیکھ چکے تھے کہ سرکار ﷺ نے انھی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا تھا:

اُنْجِدْنِیْ أَنْقِذْنِیْ مِنْ هٰذَيْنِ---

سلطان نے بڑے تحمل سے پوچھا، تم کہاں کے رہنے والے ہو؟--- انھوں نے جواب دیا کہ ہم بلاد مغرب کے رہنے والے ہیں، حج کے لیے آئے تھے، شوق و محبت کی وجہ سے رسول اکرم ﷺ کے جوار میں رہنا اختیار کر لیا ہے---

سلطان نے ذرا رعب سے فرمایا: مجھے سچ سچ بتا دو---اس پر وہ بالکل خاموش ہو گئے---

اہل مدینہ سلطان کے اس طرز عمل پر حیران رہ گئے، انھوں نے سلطان کے سامنے ان دونوں کی بہت تعریف کی کہ یہ دونوں ہمیشہ روزہ رکھتے ہیں، پابندی کے ساتھ ریاض الجنۃ میں نمازیں ادا کرتے ہیں اور بعد نماز حضور ﷺ کی زیارت کے لیے حاضر ہوتے ہیں، روزانہ صبح کو جنت البقیع اور ہر ہفتہ قبا شریف جاتے ہیں، بڑے فیاض ہیں، کسی سائل کو خالی نہیں لوٹاتے، قحط سالی کے اس زمانہ میں اہل مدینہ ان کی سخاوت کی وجہ سے خوش حالی کی زندگی بسر کر رہے ہیں---

سلطان ان کی رہائش گاہ پر پہنچے تو وہاں کتابوں، مشکیزوں اور مال و دولت کے انبار کے علاوہ کوئی قابل اعتراض چیز دکھائی نہ دی--- فرش پر ان کی چٹائیاں بچھی ہوئی تھیں، سلطان نے انھیں اٹھایا تو نیچے کھدی ہوئی سرنگ نظر آئی، جو حضور ﷺ کے حجرۂ مبارکہ کے بالکل قریب پہنچ چکی تھی---اب انکار کی گنجائش نہ تھی--- باز پرس کرنے پر انھوں نے ساری سازش سے آگاہ کر دیا کہ درحقیقت ہم عیسائی ہیں اور ہمیں عیسائیوں نے بہت سا مال و زر دے کر حاجیوں کے بھیس میں یہاں بھیجا ہے تاکہ قبر اطہر میں نقب لگا کر سرکار ﷺ کا جسد اقدس نکال کر اپنے ناپاک دلوں کی بھڑاس نکالیں---

انھوں نے بتایا کہ وہ رات کو سرنگ کی کھدائی کرتے اور جمع شدہ مٹی کو چرمی تھیلوں میں بھر کر جنت البقیع کی زیارت کے بہانے وہاں جا کر قبروں کے درمیان پھیلا دیتے---

یہ سلسلہ مدت سے جاری تھا کہ آج رات جیسے ہی ہم حجرہ شریفہ کے قریب پہنچے، اچانک بادل گرجنے اور بجلی کڑکنے لگی، سخت زلزلہ آیا، یوں لگا جیسے پہاڑ اکھڑ جائیں گے--- بقیہ کام کل انجام دینا تھا کہ صبح سویرے آپ یہاں پہنچ گئے---

یہ سن کر سلطان معظم بہت روئے اور سجدۂ شکر ادا کر کے کہا، یا اللہ! یہ محض تیرا فضل و کرم ہے کہ تونے اور تیرے حبیب کریم ﷺ نے اس خدمت کے لیے میرا انتخاب فرمایا---

پھر ان دو بدنصیبوں کے سر قلم کر کے انھیں مرقع عبرت بنا دیا اور ماہر معماروں کے مشورہ سے روضہ شریفہ کے چاروں طرف پانی کی سطح تک گہری خندق کھدوائی اور پگھلے ہوئے سیسہ سے بھروا کر ایک فصیل قائم کر دی، تا کہ آئندہ ایسے کسی خطرے کا امکان باقی نہ رہے--- یہ خدمت انجام دے کر سلطان اپنے ملک واپس تشریف لائے--- ۵۵۷ھ کو یہ عدیم المثال واقعہ ہوا--- [۵]

امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کو شفا مل گئی

آج سے کم و بیش آٹھ سو سال پہلے علامہ شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ لاعلاج مرض میں مبتلا ہوئے--- زندگی سے مایوس ہو کر انھوں نے رحمت عالم ﷺ کی شان میں مشہور زمانہ قصیدہ لکھا--- خواب میں انھیں حضور اکرم ﷺ کا دیدار نصیب ہوا، حضور ﷺ نے ان سے قصیدہ سنا اور خوش ہو کر ان کے بدن پر دست شفقت پھیرا تو ان کے لاعلاج مرض کا نام ونشان تک باقی نہ رہا--- حضور اکرم ﷺ نے حضرت بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی چادر مبارک تحفے میں عنایت فرمائی، اس لیے اس قصیدے کو ''قصیدہ بردہ'' کہا جاتا ہے--- بردہ چادر کو کہتے ہیں---

علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ بیدار ہوئے تو دیکھا کہ ان کی بیماری جا چکی تھی اور ان کے ہاتھ میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عنایت کردہ چادر تھی---[٦]

علامہ اقبال نے اسی واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:

اے بصیری را ردا بخشندہ [٧]

لاعلاج بیماری سے نجات

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے حد محبت تھی، جس کا اندازہ آپ کی تصانیف سے بخوبی کیا جا سکتا ہے---فرماتے ہیں:

ایک بار میں ایسی بیماری میں مبتلا ہو گیا کہ اطباء علاج سے عاجز آ گئے---
بیماری نے طول کھینچا تو ٢٨ / جمادیٰ اولیٰ ٨٩٣ھ کی رات کو مکہ مکرمہ میں
میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں استغاثہ کرتے ہوئے
بیماری سے نجات کے لیے مدد چاہی---
خواب میں ایک شخص دکھائی دیا، جس کے پاس کاغذ کا ایک ٹکڑا تھا، جس پر لکھا تھا:

هٰذَا دَوَآءُ دَاءِ اَحْمَدَ بْنِ الْقُسْطَلَانِيِّ مِنَ الْحَضْرَةِ الشَّرِيْفَةِ بَعْدَ الْإِذْنِ الشَّرِيْفِ النَّبَوِيِّ---

''یہ سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ عالیہ سے آپ کے اذن خاص سے احمد بن قسطلانی کے مرض کی دوا ہے''---

اللہ کی قسم! بیدار ہوا تو بیماری کا نام و نشان تک نہ تھا---

وَحَصَلَ الشِّفَاءُ بِبَرْكَةِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم---[٨]

''اور حضور ﷺ کی برکت سے شفا نصیب ہو چکی تھی''---

واضح رہے کہ امت مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور قبر کے پاس آنے والے ہر شخص کی بات خود سنتے ہیں---[۹]

اللہ تعالی کی بارگاہ میں کروروں افراد دعا کرتے ہیں، مگر یہ اس بے نیاز کی مرضی ہے کہ کس کی دعا قبول کرے اور کس کی رد کرے اور جس کی دعا قبول ہوتی ہے، کبھی بعینہٖ مطلوبہ حاجت پوری ہو جاتی ہے اور کبھی مشیت الٰہی کے مطابق اسے مناسب بدل عطا فرما دیا جاتا ہے یا وہ دعا آخرت کے لیے ذخیرہ بن جاتی ہے---یوں ہی رحمۃ للعالمین ﷺ بھی باذن الٰہی ہر سوالی کی عرض سنتے ہیں اور جسے چاہیں اپنے کرم سے نوازتے ہیں---منگتے کا کام یہ ہے کہ وہ اخلاص نیت سے اللہ اور رسول (جل جلالہ و ﷺ) کی بارگاہ کی طرف متوجہ رہے---ہمارا عقیدہ ہے:

واللہ وہ سن لیں گے، فریاد کو پہنچیں گے
پر وہ بھی تو ہو کوئی جو آہ کرے دل سے

عہد حاضر میں بھی متعدد ایسے واقعات سامنے آتے ہیں، جن سے حضور ﷺ کی حیات مبارکہ پر یقین مزید پختہ ہو جاتا ہے:

روضۂ رسول علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر دعا سے نابینا خاتون بینا ہو گئی

ابھی حج ۱۴۳۴ھ کے موقع پر ایک نہایت ہی ایمان افروز واقعہ رونما ہوا، جسے سعودی عرب کے اخبار''العکاظ''متحدہ امارات کے''البیان''اور پاکستانی اخبار ''امت''نے نمایاں طور پر شائع کیا---ایسے واقعات بالعموم سعودی پریس میں شائع نہیں ہوتے، مگر حیات النبی کے عقیدہ کی حقانیت پر مبنی یہ واقعہ کسی طرح منظر عام پر

آ گیا، جو اخبار ''امت'' کراچی، حیدر آباد کے شکریہ سے درج ذیل ہے:

''سرکار دو عالم ﷺ جس طرح حیات طیبہ میں اپنی امت کے غم زدہ اور مصیبت سے دوچار افراد کی فریاد رسی کرتے تھے، اسی طرح آپ ﷺ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی اللہ جل شانہٗ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے آپ کی امت کے مصیبت زدوں کی فریاد سنتے ہیں--- رواں حج کے موقع پر محسن انسانیت و رحمت دو عالم ﷺ کے روضہ اطہر پر حاضری دے کر آپ کے طفیل اللہ سے دعا کرنے والی ایک سوڈانی خاتون کا لاعلاج مرض بھی معجزاتی طور پر ٹھیک ہو گیا--- فاطمہ الماحی نامی خاتون کی بینائی سات سال پہلے ضائع ہو گئی تھی، انہوں نے آپریشن سمیت ہر قسم کا علاج و معالجہ کرایا، مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا--- ڈاکٹروں سے مایوس ہو کر انہوں نے عزم کیا کہ وہ رب العالمین کے محبوب ﷺ کے روضہ اقدس پر حاضر ہو کر آپ ﷺ کے طفیل اللہ سے دعا کریں گی--- چنانچہ اسی ارادے سے وہ حج کے لیے حجاز مقدس آئیں اور روضہ اطہر پر حاضر ہو کر دعا مانگی--- دعا سے فارغ ہونے سے قبل ہی ان کی بینائی لوٹ آئی--- واضح رہے کہ تاریخ اسلام میں اس قسم کے بہت سے واقعات ملتے ہیں--- دور حاضر میں پیش آنے والے اس حیرت انگیز واقعہ کو عرب ذرائع ابلاغ نے نبی اکرم ﷺ کا معجزہ قرار دیا ہے--- متحدہ عرب امارات سے شائع ہونے والے معروف اخبار البیـــان کی رپورٹ کے مطابق گزشتہ دنوں مدینہ منورہ کی مسجد نبوی میں ایک حیرت انگیز واقعہ پیش آیا، البیـــان نے سعودی اخبار عـکـاظ کے حوالے سے لکھا ہے کہ آٹھ ذوالحجہ کو جس وقت حجاج کرام وادئ منیٰ کی طرف جا رہے تھے، اس وقت مسجد نبوی میں ایک سیاہ فام خاتون روضہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے سامنے کھڑی ہو کر زاروقطار روتی ہوئی رب تعالیٰ سے التجا کر رہی تھی---
رپورٹ کے مطابق مذکورہ خاتون کا تعلق افریقی ملک سوڈان سے تھا---
فاطمہ الماحی نامی خاتون اور ان کے ساتھ حج کے لیے آئے ہوئے ان کے بیٹوں نے زاروقطار روتے ہوئے عکاظ کو بتایا کہ مذکورہ خاتون کی سات برس پہلے بینائی چلی گئی تھی--- گھر والوں نے ان کے علاج و معالجے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، کئی بار آپریشن بھی کرایا گیا اور بیرون ملک سے بھی علاج کرایا گیا، مگر ڈاکٹروں نے صاف جواب دے دیا کہ ان کی بینائی دوبارہ نہیں لوٹ سکتی، جس کے بعد فاطمہ کے گھر والے مایوس ہو گئے---
تاہم فاطمہ نے عزم کیا کہ وہ اپنے رب کے محبوب ﷺ کے روضہ اطہر پر حاضر ہو کر اللہ سے التجا کریں گی--- اسی عزم وارادے سے وہ رواں سال حج پر حجاز مقدس آئیں، چونکہ فاطمہ حج کے لیے آخری دنوں میں حجاز مقدس پہنچی تھیں، اس لیے رش کی وجہ سے انہیں روضہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اطمینان سے التجا کرنے کا موقع نہیں مل رہا تھا--- اس کا حل انہوں نے یہ نکالا کہ ۸/ذوالحجہ کو جب تمام حجاج منیٰ چلے جائیں گے اور مسجد نبوی میں رش نہ ہونے کے برابر رہ جائے گا، وہ مسجد نبوی میں دعا کریں گی--- ان کا کہنا تھا کہ وہ حاجی جو یوم الترویہ کو منیٰ نہ بھی پہنچ سکیں تو ان کا حج ادا ہو جاتا ہے، لہٰذا وہ بھی تاخیر سے مکہ پہنچ جائیں گی--- فاطمہ یوم الترویہ کے دن رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئیں اور عاجزی سے رب کریم کے حضور التجا کی--- اللہ تعالیٰ کو اس کے محبوب کا واسطہ دیا اور گڑگڑا کر دعا مانگی اور سرکار دوعالم ﷺ کی لخت جگر حضرت سیدہ

فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے ہم نام ہونے کا واسطہ دے کر فریاد کی --- رب کریم کی رحمت اپنے محبوب ﷺ کی محبوب بیٹی کی ہم نام خاتون پر جوش میں آئی، ابھی فاطمہ دعا سے فارغ نہیں ہوئی تھیں کہ ان کی بینائی لوٹ آئی --- انہوں نے گریہ و زاری کرتے ہوئے اپنے بیٹوں کو آواز دی کہ مجھے سب کچھ نظر آ رہا ہے، میری نظر ٹھیک ہوگئی ہے --- عکاظ سے گفتگو کرتے ہوئے فاطمہ نے یہ بھی بتایا کہ جب سے مجھے ڈاکٹروں نے جواب دیا تھا، مجھے یقین تھا کہ بارگاہ رسالت سے میری امید بر آئے گی --- اس لیے میں نے دعا میں رب دو جہاں ﷺ سے یہ بھی کہا کہ جب تک میری بینائی واپس نہیں آئے گی، میں کبھی بھی مسجد نبوی سے باہر نہیں نکلوں گی، چاہے میرا حج رہ بھی جائے ---

رپورٹ کے مطابق سعودی عرب کے تمام ذرائع ابلاغ میں جہاں حج پر رپورٹیں نشر ہو رہی ہیں، وہیں اس سوڈانی خاتون کا بھی بڑا چرچا ہے --- میڈیا کے رابطہ کرنے پر فاطمہ کے ساتھ آئے ہوئے ان کے بیٹے روتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں --- عرب ذرائع ابلاغ نے فاطمہ الماحی کے اس واقعہ کو جناب نبی کریم ﷺ کا کھلا معجزہ قرار دیا ہے --- فاطمہ کا کہنا ہے کہ میری بینائی اتنی تیز ہوگئی ہے کہ شاید کبھی بچپن میں بھی اتنی تیز نہ تھی'' --- [۱۰]

قبر انور سے نوید مغفرت

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم بیان فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے وصال سے

تین روز بعد ایک اعرابی حاضر ہوئے، مزار پُر انوار سے لپٹ گئے، قبر اطہر کی خاک پاک اپنے سر پر ڈالی اور یہ اشعار پڑھے:

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اَعْظُمُهُ
فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَ الْاَكَمُ
نَفْسِي الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاكِنُهُ
فِيْهِ الْعِفَافُ وَ فِيْهِ الْجُوْدُ وَ الْكَرَمُ

''اے بہترین ہستی، جن کے جسد انور کو ہموار زمین میں دفن کیا گیا، جن کی خوش بو سے گرد و پیش کی ساری زمین اور ٹیلے مہک اٹھے ہیں--- میری جان اس تربت اقدس پر قربان، جس میں آپ آرام فرما ہیں، اس قبر میں پاکیزگی، عفت و طہارت اور کرم و سخاوت کی ساری خوبیاں موجود ہیں''---

اشعار پڑھ کر عرض کی:

یارسول اللہ! ہم نے آپ کے ہر فرمان کو سنا اور ہر قول کو یاد کیا اور جو کلام پاک آپ پر نازل ہوا ہے، اس میں یہ آیت بھی ہے:

﴿وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴾---[11]

''اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب! تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی سفارش فرمائیں، تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے''---

بے شک میں نے اپنی جان پر ظلم کیا، اب آپ کے حضور حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی بخشش اور آپ کی شفاعت کا طالب ہوں:

فَنُوْدِیَ مِنَ الْقَبْرِ اَنَّہٗ قَدْ غُفِرَ لَکَ---

''قبر اطہر سے آواز آئی کہ بے شک تیری بخشش ہو گئی''---[۱۲]

قبر انور سے دست انور ظاہر ہو گیا

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے تو سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مواجہہ شریف پر کھڑے ہو کر فرطِ اشتیاق سے عرض گزار ہوئے:

فِی حَالَةِ الْبُعْدِ رُوْحِی کُنْتُ اُرْسِلُهَا
تُقَبِّلُ الْاَرْضَ عَنِّیْ وَ هِیَ نَائِبَتِیْ
وَ هٰذِهٖ دَوْلَةُ الْاَشْبَاحِ قَدْ حَضَرَتْ
فَامْدُدْ یَمِیْنَکَ کَیْ تحظی بِهَا شَفَتِیْ

''حالت جدائی میں اپنی روح کو (آستانہ اقدس پر) بھیجا کرتا تھا کہ میری طرف سے قدم بوسی کر جاتی تھی، اب جب کہ دولت دیدار مجھے اصالۃً میسر ہے، تو اپنا دست اقدس بڑھا دیجیے تا کہ میرے لب بوسہ کی سعادت سے مشرف ہو سکیں''---

فَظَهَرَتْ یَدُہٗ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَصَافَحَهَا وَ قَبَّلَهَا وَ وَضَعَهَا عَلٰی رَأْسِهٖ---

''اسی وقت قبر انور سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دست مبارک ظاہر ہوا، غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے مصافحہ کیا، بوسہ دیا اور اسے اپنے سر پر رکھنے کی سعادت حاصل کی''---[۱۳]

ایسا ہی ایک واقعہ حضرت شیخ سید ابوالعباس احمد کبیر رفاعی رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی منقول ہے---[۱۴]

شیخ الحذیفی کی حق گوئی

۱۴۳۴ھ کے سفر حج میں مدینہ منورہ حاضری ہوئی تو باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا کہ مسجد نبوی شریف کے امام و خطیب شیخ عبدالرحمٰن الحذیفی نے کچھ عرصہ پہلے خطبہ جمعہ میں حیات النبی کے حوالے سے جمہور اہل اسلام کے موقف کے مطابق چند جملے کہے، جس پر نجدی فکر کے حامل علماء اور مطووں نے شور برپا کر دیا، جس کے نتیجے میں حذیفی صاحب کو امامت و خطابت سے روک دیا گیا---مسئلہ حیات النبی پر منکرین حیات نے حذیفی صاحب سے گفتگو کرنا چاہی تو انھوں نے فرمایا:

> میں ان مطووں سے بات نہیں کرتا، براہ راست بادشاہ بات کرے تو حقائق واضح کر سکتا ہوں---

انھوں نے شاہ کو کہلا بھیجا کہ آپ میرے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرہ مبارکہ کی جالیوں کے اندر حاضری دیں، اگر یہ ثابت نہ کر سکا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہیں تو میرا سر قلم کر دیجیے---بالآخر شاہی حکم کے تحت انھیں اپنے عہدے پر بحال کر دیا گیا---

تر و تازہ جسم، گرم خون

اسی سفر حج کے موقع پر احقر کو ایک نہایت ثقہ صاحب علم نے نہایت ہی ایمان افروز

واقعہ سنایا کہ چند ماہ قبل مدینہ منورہ کے قریبی علاقہ وادیٔ بیضاء میں ایک جگہ بلڈوزر سے کھدائی کی جا رہی تھی کہ ایک لاش ظاہر ہوئی، جس کے کندھے پر بلڈوزر کے بلیڈ لگنے سے زخم ہو گیا تھا--- زخم سے تازہ خون بہنے لگا، اسی اثنا میں روڈ سے گزرتی ہوئی گاڑی میں سوار شرطہ کی نظر پڑ گئی، انھوں نے ڈرائیور کو قاتل قرار دے کر گرفتار کر لیا--- ڈرائیور نے اپنے بے قصور ہونے کی یقین دہانی کی حتی الامکان کوشش کی مگر شرطہ نے کہا، تمہیں قاتل ہو، ہم یہ کیسے تسلیم کر لیں کہ یہ لاش کھدائی کرتے ہوئے برآمد ہوئی ہے، جب کہ تر و تازہ جسم اور گرم خون گواہی دے رہا ہے کہ اسے تم نے ہی قتل کیا ہے--- لاش ہسپتال پہنچائی گئی، ڈاکٹروں نے معائنہ کر کے بتایا کہ یہ ڈرائیور بے قصور ہے، اس شخص کو اس نے قتل نہیں کیا--- خون بے شک تازہ اور گرم ہے مگر یہ آدمی تیرہ چودہ سو سال پہلے کا ہے---

معائنہ کرنے والی ٹیم میں شامل ڈاکٹر نے ہمارے دوست کو حلفیہ بتایا کہ صدیوں پہلے کے فوت شدہ اس آدمی کا جسم بالکل تر و تازہ تھا، یوں دکھائی دیتا تھا کہ ابھی فوت ہوا ہے، بلکہ فوت ہونے کے بعد بھی زندہ تھا اور اس وقت ہماری حیرت کی انتہا نہ رہی جب اس نے قدیم عربی لہجے میں کہا کہ مجھے جہاں سے لے کر آئے ہو وہیں پہنچا دو--- ڈاکٹروں کا خیال تھا کہ یہ شخص یقیناً رسول اللہ ﷺ کا صحابی یا تابعین میں سے ہے:

یہ شان ہے خدمت گاروں کی، سرکار کا عالم کیا ہوگا

لاریب حضور ﷺ کی حیات تو نہایت اعلیٰ وارفع درجہ کی ہے، آپ کے صدقے آپ کے غلاموں کو اور آپ کے دین کی خاطر مر مٹنے والے شہیدوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے خصوصی حیات عطا فرمائی ہے:

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں ان ﷺ کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

بلاشبہہ ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ اپنی قبر اطہر میں زندہ ہیں، اپنے غلاموں کا صلوٰۃ وسلام سنتے اور انھیں نگاہ کرم سے نوازتے ہیں--- اسلاف کی طرح اہل محبت کا آج بھی یہی عقیدہ ہے:

وہ زندہ ہیں واللہ ، وہ زندہ ہیں واللہ
مرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

حوالہ جات

۱......مشکوۃ المصابیح، کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعۃ، حدیث۱۳۶۶

۲......مرقاۃ شرح مشکوۃ، مکتبہ امدادیہ ملتان، جلد۲، صفحہ۲۴۱

۳......اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ، مطبع نول کشور، جلد۱، صفحہ۵۷۴

۴......سلوک اقرب السبل بالتوجہ الٰی سید الرسل، مکتوبات شیخ برہامش اخبارالاخیار، مطبوعہ مجتبائی دہلی، صفحہ۱۵۵

۵...... علامہ نورالدین علی بن سمہودی (م۹۱۱ھ)، وفاء الوفاء باخبار دار المصطفٰی، دار الکتب العلمیۃ بیروت، جلد۲، صفحہ۶۴۸ تا ۶۵۲ / ابن العماد، ۱۰۸۹ھ، شذرات الذھب فی اخبار من ذھب، داراحیاء التراث الاسلامی، بیروت، جلد۴، صفحہ۱-۲۳۰ / شیخ عبدالحق محدث دہلوی، جذب القلوب، مطبع نامی نول کشور، صفحہ۱۲۴ / علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی، جواھر البحار فی

فضائل النبی المختار، مطبعہ ادبیہ بیروت، ۱۳۲۷ھ، صفحہ ۴۱-۱۲۴۰

۶......قصیدہ بردہ، مطبوعہ تاج کمپنی کراچی، کوڈ ۳۵۵ تاج

۷......اسرار ورموز، غلام علی پرنٹرز، عرض حال بحضور رحمۃ للعالمین، صفحہ ۱۶۷

۸......علامہ احمد بن محمد القسطلانی، ۹۲۳ھ، المواھب اللدنیۃ، مرکز اہل سنت فور بندر گجرات، ہند، جلد ۴، صفحہ ۵۹۵

۹......روزنامہ امت کراچی/حیدرآباد، ۱۵/اکتوبر ۲۰۱۳ء

۱۰......مرجع سابق

۱۱...... النساء، ۴۰:۶۴

۱۲......ابوحیان، اثیر الدین ابوعبداللہ محمد بن یوسف اندلسی (م ۷۵۴ھ) تفسیر البحر المحیط، مطابع النصر الحدیثہ، ریاض، جلد ۳، صفحہ ۲۸۳/ جذب القلوب، صفحہ ۲۱۲-۲۱۱/ وفاء الوفاء، جلد ۴، صفحہ ۱۳۶۱

۱۳...... تفریح الخاطر، منقبت ۲۲

۱۴...... الحاوی للفتاوی، جلد ۲، صفحہ ۲۶۱

[ماہ نامہ نور الحبیب، جنوری ۲۰۱۴ء]

گستاخ رسول کا شرعی حکم

ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

22

حرفِ آغاز

یہ تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ کسی بھی انسان کی توہین قابل گرفت جرم ہے---
پھر شخصیت جس قدر بلند مرتبہ کی حامل ہو گی، اس کے متعلق توہین آمیز رویہ اتنا ہی
قابلِ نفرت اور لائقِ تعزیر جرم متصور ہوگا---
یہ بھی طے شدہ امر ہے اور اہل اسلام کا عقیدہ ہی نہیں، غیر مسلم دانش وروں کے
طویل غور و فکر کا نتیجہ ہے کہ تاریخِ انسانی نے کسی ایسی شخصیت کو جنم نہیں دیا جو سردارِ انبیاء
خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بلند پایہ ہونے کا دعویٰ تو کجا، ان کے مماثل و مقابل ہونے کا
تصور کر سکے--- اندریں صورت اس شخص کے کافر و مرتد اور واجب القتل ہونے میں

کسی قسم کا شبہ نہیں ہونا چاہیے، جو رسول مجتبیٰ و مصطفیٰ و محبوب کبریا، رحمۃ للعالمین ﷺ کی شان میں بے ادبی و گستاخی کا مرتکب ہو---

قول و فعل یا اشارے کنائے سے سرور عالم ﷺ کی توہین دراصل سب سے بڑے انسان کی توہین ہونے کی بنا پر سب سے بڑا جرم ہے--- وہ رسول معظم ﷺ جنہوں نے انسانیت کو ذلت و پستی سے نکال کر عزت و عظمت کی انتہائی بلندی تک پہنچا دیا، گمراہی کے بدلے میں ہدایت بخشی، جینے اور زندگی گزارنے کا ڈھنگ سکھایا، جس نے مشرق و مغرب اور اقوام و ملل کی تمیز کیے بغیر ہر ایک کو اپنی ردائے رحمت پیش کی اور جس کے احسانات کا اندازہ و شمار، ماہرین شماریات کے بس کی بات نہیں، ایسے رحمۃ للعالمین حبیب ﷺ کی شان میں نازیبا کلمات ادا کرنا، گویا اپنے انسان ہونے کی نفی کے مترادف ہے--- بلکہ پوری انسانیت کی توہین و تذلیل اور تمام انسانوں کے منہ پر زوردار طمانچہ ہے--- لہٰذا ایسا شخص ننگ انسانیت ہے، جس کے وجود سے کرۂ ارضی کو پاک کرنا عقل و دانش کا تقاضا ہے---

قرآن کریم و احادیث کی تصریحات اور صحابہ کرام و تابعین کے اقوال اس سلسلے میں بالکل واضح ہیں--- ان کی روشنی میں ائمہ دین اور فقہاء و مجتہدین نے شاتم رسول کو کافر قرار دے کر واجب القتل ٹھہرایا ہے--- دوسری طرف ہر دور میں ابلیسی قوتوں کی شہ پر ناموس رسالت کی ردا کو داغ دار دکھانے کی کوششیں بھی ہوتی رہی ہیں--- خطۂ برصغیر میں ہندو مسلم کش مکش اور انگریزوں کے اقتدار کے استحکام کی خواہش و کوشش نے متعدد شاتمانِ رسول کو جنم دیا، مگر ہر بار کسی غیرت مند مسلمان نے انہیں کیفر کردار تک پہنچا دیا--- ہندوستان ہی کی سرزمین کے نام نہاد مسلمان، سلمان رشدی نے ''شیطانی کتاب'' لکھ کر دنیائے کفر سے اپنا حصہ رسدی وصول کیا

اور ملعون قرار پایا--- اس کے وجود نامسعود سے صفحہ ہستی کو نجات دلانا ابھی ملت اسلامیہ پر قرض چلا آتا ہے---

مذکورہ شیطانی کتاب اور رشدی خرافات کے پس منظر میں زیر نظر مقالہ تحریر کیا گیا تھا، جانشین فقیہ اعظم حضرت صاحبزادہ محمد محبّ اللہ نوری، مہتمم دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف اور مدیر ماہ نامہ نور الحبیب، بصیر پور لائق صد تبریک ہیں، جو گاہے گاہے ایسے علمی و تحقیقی مقالات سے اہل علم کے ذوق کی تشنگی کا سامان فراہم کرتے رہتے ہیں اور ملت اسلامیہ کی راہنمائی کا فریضہ انجام دے رہے ہیں---

تدریسی زندگی کی مصروفیات کی ساتھ ساتھ رشتۂ قلم و قرطاس برقرار رکھنا خاصا دشوار کام ہے اور اگر ایک بڑے تعلیمی ادارے اور بہت بڑی جامعہ کے انتظامی امور کو سنبھالنے کی ذمہ داری بھی ادا کرنا پڑے تو قلمی دنیا سے تعلق برقرار رکھنا، خصوصاً تحقیق نگاری کا کام اور بھی مشکل ہو جاتا ہے--- حضرت صاحبزادہ صاحب کے عزم و ہمت کو سلام کیا جانا چاہیے جو اس ہما ہمی اور پیچیدہ دور کی دشواریوں کے باوجود اپنی ذمہ داریوں کو حتی الامکان نبھانے کی سعی کرتے رہتے ہیں---

زیر نظر مقالہ میں اختصار مگر نہایت جامعیت کے ساتھ موضوع کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے--- طویل تمہید اور وضاحتی تبصروں کے بجائے براہ راست موضوع سے متعلق مدلل و مبرہن گفتگو پڑھنے کو ملتی ہے اور یہ مختصر مقالہ اس موضوع کو مبسوط کتابوں سے بڑی حد تک بے نیاز کر دیتا ہے--- اس مقالے کے ٹھوس مواد کو سامنے رکھ کر کئی اور مقالے ترتیب دیے جا سکتے ہیں--- عام مقالہ نگاروں کی روش یہ ہے کہ وہ سہل پسندی سے کام لے کر یا پھر علمی کمی کی وجہ سے ثانوی مآخذ پر انحصار کرتے ہیں، جب کہ حضرت صاحبزادہ صاحب بنیادی مآخذ پر دسترس رکھتے ہیں--- اس طرح

انھوں نے محنت و جانفشانی سے کام لے کر اصل آخذ تک رسائی حاصل کی ہے اور مقالہ وقیع قرار پایا ہے--- ابتدا سے آخر تک مقالے کی منطقی ترتیب برقرار رہی ہے اور جیسے جیسے قاری آگے بڑھتا جاتا ہے، اس سلسلے میں ابھرنے والے اشکال از خود دفع ہو جاتے چلے جاتے ہیں--- امید ہے اہل علم اور عام قاری اس سے یکساں اور بھر پور مستفید ہوں گے---

اللہ تعالیٰ جل جلالہ حضرت جانشین فقیہ اعظم زید مجدہ کی اس کاوش وسعی کو قبول فرمائے اور انہیں عمر خضر عطا فرمائے، تا کہ مزید نئے مقالات کے ساتھ نور الحبیب میں پہلے سے مطبوعہ مضامین بھی نئے سرے سے زیور طباعت سے آراستہ ہوں---

پروفیسر خلیل احمد نوری، لاہور

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

باعثِ تخلیقِ عالم، محسنِ اعظم، رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین، حضور پرنور ﷺ کی ذاتِ بابرکات سے والہانہ عشق و محبت اور آپ کی تعظیم وتوقیر جانِ ایقان اور مدارِ ایمان ہے---بغیر اس کے دعویٰ ایمان معتبر نہیں--- اللہ تعالیٰ رب العزت جل جلالہ نے اپنے محبوب ﷺ کی غایت درجہ تعظیم وتوقیر کا حکم فرمایا ہے:

﴿اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِداً وَّ مُبَشِّراً وَّ نَذِيْراً○ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ وَ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلاً○﴾---[۱]

''(اے جانِ عالم!) بے شک ہم نے بھیجا ہے آپ کو حاضر و ناظر بنا کر اور خوش خبری سنانے والا اور (عذاب سے) ڈرانے والا بنا کر تا کہ (اے لوگو!)

تم ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور رسول کی تعظیم بجالاؤ اور ان کی توقیر کرو اور صبح وشام اللہ کی پاکی بیان کرو"---

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۴۴ھ) نے شیخ التفسیر والعربیہ امام مبرد سے 'تعزروہ' کا یہ معنی بیان کیا ہے:

اَیْ تُبَالِغُوْا فِیْ تَعْظِیْمِہٖ---[۲]

"حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم میں مبالغہ کرو"---

اور یہ تعظیم آپ کی ظاہری حیات کے ساتھ ہی خاص نہیں، بلکہ اب بھی ضروری ہے---

علامہ اسماعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۳۷ھ) لکھتے ہیں:

یَجِبُ عَلَی الْاُمَّۃِ اَنْ یُّعَظِّمُوْہُ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ وَ یُوَقِّرُوْہُ فِیْ جَمِیْعِ الْاَحْوَالِ فِیْ حَالِ حَیَاتِہٖ وَ بَعْدَ وَفَاتِہٖ فَاِنَّہٗ بِقَدْرِ اِزْدِیَادِ تَعْظِیْمِہٖ وَ تَوْقِیْرِہٖ فِی الْقُلُوْبِ یَزْدَادُ نُوْرُ الْاِیْمَانِ---[۳]

"امت پر لازم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات کی طرح پردہ پوشی کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم وتوقیر بجالائے، کیوں کہ جس قدر دلوں میں آپ کی عظمت بڑھے گی، اسی قدر نورِ ایمان بڑھتا چلا جائے گا"---

حرمت رسول کے لیے تن، من کی قربانی

تعظیم وتوقیر مصطفیٰ علیہ التحیۃ و الثناء کا تقاضا ہے کہ آپ کی عزت وناموس کی خاطر ہر ممکن کوشش کی جائے، خواہ اس کے لیے اپنا تن، من، دھن ہی کیوں نہ قربان کرنا پڑے---

امام ابن تیمیہ رقم طراز ہیں:

اِنَّا نَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَ نَبْذُلُ الْاَمْوَالَ فِیْ تَعْظِیْمِ الرَّسُوْلِ وَ تَوْقِیْرِہٖ وَ رَفْعِ ذِکْرِہٖ وَ اِظْهَارِ شَرَفِہٖ وَ عُلُوِّ قَدْرِہٖ---[۴]

''ہم (مسلمان) حضور ﷺ کے ذکر بلند کرنے اور آپ ﷺ کے عز وشرف کے اظہار کرنے اور آپ ﷺ کی عزت و ناموس کی خاطر مال خرچ کرنے اور خون بہانے سے بھی گریز نہیں کرتے''---

اسی نکتے کی وضاحت کرتے ہوئے امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ کی بے ادبی اللہ تعالیٰ کے دین کے منافی ہے کیوں کہ جب بے عزتی ہوگی تو احترام و تعظیم ساقط ہو جائے گی، جس کی وجہ سے سارے کا سارا دین باطل ہو کر رہ جائے گا---

فَقِیَامُ الْمِدْحَةِ وَ الثَّنَاءِ عَلَیْہِ وَ التَّعْظِیْمِ وَ التَّوْقِیْرِ لَہٗ قِیَامُ الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَ سُقُوْطُ ذٰلِكَ سُقُوْطُ الدِّیْنِ کُلِّہٖ---[۵]

''پس آپ ﷺ کی مدح وثناء اور تعظیم وتوقیر کے قیام سے دین کا قیام ہے اور اس کے سقوط سے دین کا مکمل سقوط ہے''---

آداب بارگاہ رسالت

رسول اکرم ﷺ کی توہین، تنقیص اور آپ ﷺ کو اذیت دینا تو درکنار، اللہ تعالیٰ کو تو یہ بھی پسند نہیں کہ کوئی شخص عام لوگوں کی طرح آپ ﷺ کا نام لے کر پکارے:

﴿لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَاءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا﴾---[۶]

''نہ بنالو اپنے درمیان رسول ﷺ کے پکارنے کو جیسے تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو''---

اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے دیگر نبیوں [۷] کو نام لے کر پکارا مگر حضور ﷺ کو:

يَـاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ---[۸]

يَـاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ---[۹]

يَـاَيُّهَا النَّبِيُّ---[۱۰]

يَـاَيُّهَا الرَّسُوْلُ---[۱۱]

وغیرہ پیار بھرے القاب سے یاد کیا اور رَءُوْفٌ، رَحِيْمٌ [۱۲] شَاهِدًا، مُبَشِّرًا، نَذِيْرًا، دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ اور سِرَاجًا مُّنِيْرًا [۱۳] وغیرہ مقدس ناموں سے معزز و ممتاز فرمایا---

مولا تعالیٰ جل جلالہ کو یہ بھی گوارا نہیں کہ کوئی شخص قول و فعل میں رسول پاک ﷺ سے آگے بڑھے:

﴿يَـاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝﴾---[۱۴]

''اے ایمان والو! نہ آگے بڑھو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ سننے والا، جاننے والا ہے''---

رب العزت جل جلالہ تو اس بات کی بھی اجازت نہیں دیتا کہ آپ ﷺ کی عرش سے نازک تر بارگاہِ اقدس میں کسی کی آواز آپ ﷺ کی آواز سے بلند ہو جائے:

﴿يَـاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْآ اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَـهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝﴾---[۱۵]

''اے ایمان والو! اس نبی ﷺ کی آواز پر اپنی آوازیں بلند نہ کرو اور ان کے سامنے زیادہ بلند آواز سے بات نہ کرو، ایک دوسرے کے ساتھ

تمہارے بلند آواز سے باتیں کرنے کی طرح (ایسا نہ ہو) کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں شعور (بھی) نہ ہو"---

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

لَا یُحْبِطُ الْعَمَلَ اِلَّا الْکُفر---[۱۶]

"نیکیاں کفر ہی سے برباد ہوتی ہیں"---

تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں جب فقط آواز بلند کرنے سے نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں تو دوسری بے ادبی کا ذکر ہی کیا؟---معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ادنیٰ سی بے ادبی بھی کفر ہے---

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گستاخ مرتد اور واجب القتل ہے

امت مسلمہ کا اس امر پر اجماع ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں اشارۃً یا کنایۃً ادنیٰ سی بھی گستاخی کرنے والا فرد، مرتد، کافر اور واجب القتل ہے--- ذیل میں قرآن کریم، احادیث مبارکہ اور اقوال ائمہ سے چند دلائل پیش خدمت ہیں:

قرآن کریم سے استدلال

﴿وَ مِنْهُمُ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ النَّبِیَّ وَ یَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ قُلْ اُذُنُ خَیْرٍ لَّكُمْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ یُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ رَحْمَةٌ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ○ یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِیُرْضُوْكُمْ وَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ یُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِیْنَ ○ اَلَمْ

يَعْلَمُوْا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ○﴾---[۱۷]

''اور ان میں سے کچھ وہ لوگ ہیں جو (اپنی بدزبانی سے) نبی کو ایذا پہنچاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ تو کان (کے کچے) ہیں، فرما دیجیے کہ وہ ہر ایک کی بات سنتے ہیں تمہاری بھلائی کے لیے، یقین رکھتے ہیں اللہ پر اور یقین کرتے ہیں مسلمانوں کی بات کا اور سراپا رحمت ہیں ان لوگوں کے لیے جو تم میں سے ایمان لائے اور جو لوگ اللہ کے رسول کو اذیت پہنچاتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

(اے مسلمانو!) وہ (منافق) تمہارے لیے اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں تاکہ تمہیں راضی کر لیں حالانکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا زیادہ حق تھا کہ وہ (لوگ) انہیں راضی کرتے اگر وہ مؤمن تھے۔

کیا انہوں نے نہیں جانا کہ جس نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی تو اس کے لیے دوزخ کی آگ ہے، وہ اس میں ہمیشہ رہے گا، یہ بہت بڑی ذلت ہے''---

ان آیات کا خلاصہ یہ ہے:

❶ ...... رسول اللہ ﷺ کو اذیت پہنچانے والا منافق اور کافر ہے---

❷ ...... ایسے بے ادب کے لیے دردناک عذاب ہے---

❸ ...... محض 'کان کے کچے' جیسے الفاظ بھی باعث توہین وایذاء ہیں---

❹ ...... حضور ﷺ کو راضی کرنا ایمان کا تقاضا ہے اور جو بے ادبی کر کے آپ ﷺ کو ناراض کرے وہ دائرۂ ایمان سے خارج ہے---

❺ ...... گستاخ رسول ﷺ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں جلتا رہے گا اور ذلیل وخوار ہوگا---

6 ......ان آیات سے یہ بھی واضح ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی توہین ومخالفت اللہ تعالیٰ کی توہین ومخالفت ہے---

گستاخِ رسول لعنتی اور جہنمی ہے

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا ○ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ○﴾---[۱۸]

''بے شک جولوگ اذیت دیتے ہیں اللہ اوراس کے رسول ﷺ کو، اللہ نے ان پر لعنت فرمائی دنیا وآخرت میں اور ان کے لیے خواری کا عذاب تیار کیا اور جولوگ ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو ستاتے ہیں بغیر اس کے کہ انہوں نے کوئی خطا کی ہو،تو بے شک انہوں نے بہتان اور کھلے گناہ کا بوجھ اپنے سر پر اٹھایا''---

حضور ﷺ کو اذیت دینا، اللہ کو اذیت دینا ہے

ان آیات بینات میں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے ساتھ اپنا ذکر کر کے آپ ﷺ کی عظمت کا اظہار فرمایا کہ حضور ﷺ کو ایذا دینا اللہ تعالیٰ کو ایذا دینے کے مترادف ہے، جیسا کہ تفسیر بیضاوی، مدارک، ابوسعود اور مظہری وغیرہ میں صراحۃً بیان ہوا---

قاضی ثناء اللہ حنفی، پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَ ذِکْرُ اللّٰہِ لِتَعْظِیْمِ الرَّسُوْلِ کَاَنَّ مَنْ آذَی الرَّسُوْلَ فَقَدْ آذَی اللّٰہ---[۱۹]

''(اس آیت ۵۷ میں) اللہ کا ذکر تعظیم رسول ﷺ کے لیے ہے گویا کہ جس نے اس رسول ﷺ کو ایذا دی، یقیناً اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی''---

علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

اَنَّـہٗ قَرَنَ اَذَاہُ بِاَذَاہُ کَمَا قَرَنَ طَاعَتَہٗ بِطَاعَتِہٖ فَمَنْ آذَاہُ فَقَدْ آذَی اللّٰہَ تَعَالٰی فَقَدْ جَاءَ ذٰلِکَ مَنْصُوْصاً عَنْہُ وَ مَنْ آذَی اللّٰہَ فَھُوَ کَافِرٌ حَلَالُ الدَّمِ---[۲۰]

''اللہ تعالیٰ نے آیت اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ میں حضور ﷺ کی ایذا کو اپنی ایذا کے ساتھ ملایا، جس طرح کہ آپ ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا---سو، جس نے حضور ﷺ کو اذیت دی اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی اور یہ بات حضور ﷺ سے ثابت ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی، پس وہ کافر اور مباح الدم ہے''---

اس نکتے کی وضاحت کرتے ہوئے شیخ ابن تیمیہ کہتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے اپنے اور حضور ﷺ کے ذکر کو اکٹھا کیا اور آپ ﷺ کی محبت، اطاعت، بیعت اور رضا کو اپنی محبت، اطاعت، بیعت اور رضا کے مترادف قرار دے کر اس امر کی وضاحت فرما دی کہ اللہ ورسول (جل جلالہ و ﷺ) کے حقوق میں تلازم ہے، نیز حرمت خدا اور حرمت مصطفیٰ ﷺ میں ایک ہی جہت ہے:

فَقَدْ اَقَامَہُ اللّٰہ مَقَامَ نَفْسِہٖ فِیْ اَمْرِہٖ وَ نَھْیِہٖ وَ اَخْبَارِہٖ وَ بَیَانِہٖ فَلَا یَجُوْزُ اَنْ یُّفَرَّقَ بَیْنَ اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ فِیْ شَیْءٍ مِّنْ ھٰذِہِ الْاُمُوْرِ---[۲۱]

''بے شک اللہ تعالیٰ نے امر، نہی، اخبار اور بیان میں رسول کریم ﷺ کو اپنی ذات کے قائم مقام بنایا ہے، لہٰذا ان امور میں سے کسی چیز میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم ﷺ کے درمیان فرق کرنا جائز نہیں''---

گستاخِ رسول رحمتِ الٰہی سے محروم

سورۃ الاحزاب کی ان آیات (۵۷ تا ۵۸) میں یہ صراحت بھی ہے کہ گستاخ رسول دنیا و آخرت میں لعنتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مطرود و محروم ہے---

لعنت کا معنی رحمت سے دور کرنا ہے---جس شخص کو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اپنی رحمت سے دور رکھے، وہ کافر ہو گا، مؤمن ہرگز نہیں ہو سکتا--- کیوں کہ مؤمن اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مستحق ہے اور مباح الدم نہیں، اس لیے کہ خون کی حفاظت بھی اللہ کی عظیم رحمت ہے، جو گستاخ رسول ایسے کافر کو حاصل نہیں ہو سکتی---[۲۲]

یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ سورۃ الاحزاب کی ان آیات میں رسول پاک ﷺ کی اذیت اور دیگر مسلمانوں کی اذیت میں فرق ہے، ایمان داروں کی ایذا رسانی کرنے والے کے لیے 'فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَاناً وَّ اِثْماً مُّبِیْناً' کے الفاظ ارشاد فرمائے گئے--- یعنی ایسا شخص گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوا، مگر گستاخ رسول کے لیے لعنت اور عذاب مہین کی وعید اس کے کافر اور مباح الدم ہونے کی بیّن دلیل ہے---

علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

''قرآن کریم میں عذاب عظیم کے الفاظ کفار کے ساتھ خاص نہیں، لیکن عذاب مہین (رسوا کرنے والے عذاب) کی وعید صرف کفار کے ساتھ مخصوص ہے''---[۲۳]

گستاخِ رسول واجب القتل ہے

(لَئِنْ لَّمْ یَنْتَہِ الْمُنٰفِقُوْنَ) .... ﴿مَلْعُوْنِیْنَ اَیْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَ قُتِّلُوْا تَقْتِیْلًا﴾---[۲۴]

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو اذیت دینے والے گستاخوں اور منافقوں کے بارے میں فرمایا:

''لعنت کیے ہوئے جہاں کہیں پائے جائیں، پکڑے جائیں اور چن چن کر قتل کیے جائیں''---

یعنی ایسے بدبختوں کو قتل کرنا امت مسلمہ کا فریضہ ہے---

سو، درج بالا آیات طیبات سے واضح ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کا گستاخ کافر، لعنتی، مباح الدم، واجب القتل اور دائمی عذاب کا مستحق ہے---

موہم توہین کلمہ بھی کفر ہے

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْا وَ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ﴾---[۲۵]

''اے ایمان والو! اپنے رسول ﷺ کو 'راعنا' نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ﷺ ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے''---

اس آیت کے شان نزول میں حضرت سیدی صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

''جب حضور اقدس ﷺ صحابہ کو کچھ تعلیم و تلقین فرماتے تو وہ کبھی کبھی درمیان میں عرض کیا کرتے 'رَاعِنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ' اس کے یہ معنی تھے کہ 'یا رسول اللہ! ہمارے حال کی رعایت فرمایئے' یعنی کلام اقدس کو اچھی طرح سمجھ لینے کا موقع دیجیے--- یہود کی لغت میں یہ کلمہ سوءادب کے معنی رکھتا تھا، انہوں نے اس نیت سے کہنا شروع کیا--- حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ یہود کی اصطلاح سے واقف تھے، آپ نے ایک روز یہ کلمہ ان کی زبان سے سن کر فرمایا:

اے دشمنان خدا! تم پر اللہ کی لعنت ہو، اگر میں نے اب کسی کی زبان سے یہ کلمہ سنا تو اس کی گردن مار دوں گا---

یہود نے کہا، ہم پر تو آپ برہم ہوتے ہیں، مسلمان بھی تو یہی کہتے ہیں--- اس پر آپ رنجیدہ ہو کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے ہی تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی جس میں 'رَاعِنَا' کہنے کی ممانعت فرما دی گئی اور اس معنی کا دوسرا لفظ 'اُنْظُرْنَا' کہنے کا حکم ہوا---[۲۶]

اس آیت مبارکہ سے درج ذیل احکام معلوم ہوئے:

❶ ......انبیاء کرام کی تعظیم و توقیر اور ان کی جناب میں کلمات ادب عرض کرنا فرض ہے---

❷ ......جس کلمہ میں ترکِ ادب کا شائبہ بھی ہو اسے زبان پر لانا ممنوع و حرام ہے، اگرچہ توہین کی نیت نہ ہو---

❸ ......ایسے تمام کلمات جو اگرچہ ظاہراً گستاخانہ نہ ہوں مگر موہم تنقیص و اہانت ہوں، حضور اور دیگر انبیاء کرام علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰت والتسلیمات کے بارے میں اس کا استعمال کرنا بھی گستاخی ہے---

❹ ......دربار انبیاء میں آدمی کو ادب کے اعلیٰ مراتب کا لحاظ لازم ہے---

❺ ...... لِلْکٰفِرِیْنَ میں اشارہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰت والتسلیمات کی جناب میں بے ادبی یا ذومعنی اور موہم تنقیص کلمہ بولنا یا لکھنا بھی کفر ہے---

حضور ﷺ کے ساتھ استہزاء کفر ہے

﴿وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَ نَلْعَبُ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَ اٰيٰتِهٖ وَ رَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ○ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ﴾---[۲۷]

''اے محبوب! اگر آپ ان سے پوچھیں تو وہ کہیں گے ہم تو صرف دل لگی اور کھیل کرتے تھے، فرما دیجیے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول ﷺ کا تم مذاق اڑاتے ہو، بہانے نہ بناؤ، بے شک تم کافر ہو چکے مسلمان ہونے کے بعد''---

اس آیت کے شان نزول میں ہے کہ غزوۂ تبوک کے موقع پر بعض منافقین نے رسول کریم ﷺ کی نسبت تمسخراً کہا کہ ان کا خیال ہے کہ یہ ملک شام کو فتح کر لیں گے--- حضور ﷺ نے انہیں طلب فرما کر ارشاد فرمایا کہ تم نے یہ بات کہی ہے؟--- انہوں نے کہا کہ ہم تو بطور مزاح یہ بات کر رہے تھے، ہمارا مقصد بے ادبی نہ تھا---[۲۸]

اس آیت کریمہ کے شانِ نزول کے بارے میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگرد خاص امام مجاہد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

''ایک شخص کی اونٹنی گم ہوگئی، حضور ﷺ نے فرمایا کہ اونٹنی فلاں جگہ ہے، اس پر ایک منافق نے کہا:

يُحَدِّثُنَا مُحَمَّدٌ اَنَّ نَاقَةَ فُلَانٍ بِوَادِ كَذَا وَ كَذَا وَ مَا يَدْرِيْهِ مَا الْغَيْبُ ؟ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ---[۲۹]

''محمد کو غیب کا کیا پتہ؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت اتاری''---

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں اور اس کے رسول ﷺ سے ہنسی مذاق کرنا کفر ہے---جب محض استہزاء پر اللہ تعالیٰ نے "قَدْ کَفَرْتُمْ" کی وعید فرمائی تو حضور ﷺ کی بارگاہ میں صریحاً گستاخی اور سبّ وشتم کرنا بطریق اولیٰ کفر ہے---

انبیاء کا گستاخ کافر ہے

﴿مَنْ کَانَ عَدُوًّا لِّلّٰہِ وَ مَلٰٓئِکَتِہٖ وَ رُسُلِہٖ وَ جِبْرِیْلَ وَ مِیْکٰلَ فَاِنَّ اللّٰہَ عَدُوٌّ لِّلْکٰفِرِیْنَ﴾---[۳۰]

"جو کوئی دشمن ہو اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبریل اور میکائیل کا، تو اللہ تعالیٰ دشمن ہے کافروں کا"---

حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء و ملائکہ کی عداوت کفر اور غضب الٰہی کا سبب ہے اور محبوبانِ حق سے دشمنی خدا سے دشمنی کے مترادف ہے"---[۳۱]

حضرت سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ عنہ کے ہم عصر امام ابوشکور سالمی حنفی، اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

مَنْ ذَکَرَ نَبِیًّا اَوْ مَلَکاً بِالْحِقَارَۃِ فَاِنَّہٗ یَصِیْرُ کَافِراً---[۳۲]

"جو شخص کسی نبی یا فرشتے کا ذکر حقارت کے ساتھ کرے وہ کافر ہے"---

احادیث مبارکہ سے استدلال

قرآن کریم کی طرح احادیث مبارکہ سے بھی ثابت ہے کہ گستاخ رسول

دائرۂ ایمان سے خارج اور واجب القتل ہے:

①......حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم راوی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

مَنْ سَبَّ نَبِيًّا فَاقْتُلُوْهُ وَ مَنْ سَبَّ اَصْحَابِيْ فَاضْرِبُوْهُ---[۳۳]

''نبی کی سوءِ ادبی کرنے والے کو قتل کر دو اور صحابی کو گالی بکنے والے کو سزا دو''---

②......حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

مَنْ سَبَّ الْاَنْبِيَاءَ قُتِلَ وَ مَنْ سَبَّ اَصْحَابِيْ جُلِدَ---[۳۴]

''جو شخص انبیاء کی گستاخی کا مرتکب ہو اسے قتل کر دیا جائے اور جو میرے صحابہ کو گالی دے اس کو کوڑے لگائے جائیں''---

③......امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ کی تکذیب وتوہین کرنے والے کے بارے میں شرعی حکم پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

يُضْرَبُ عُنُقُهُ---[۳۵]

''اس (گستاخ) کی گردن کاٹ دی جائے''---

④......ابن عساکر حضرت سیدنا مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی ہیں کہ آقا حضور ﷺ نے فرمایا:

مَنْ آذَى شَعْرَةً مِنِّيْ فَقَدْ آذَانِيْ وَ مَنْ آذَانِيْ فَقَدْ آذَى اللّٰهَ---[۳۶]

''جس شخص نے میرے بال کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے اذیت پہنچائی تو اس نے اللہ کو اذیت پہنچائی''---

ابو نُعیم اور دیلمی میں یہ الفاظ مذکور ہیں:

فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ مِلْأَ السَّمَاءِ وَ مِلْأَ الْاَرْضِ---[۳۷]

''حضور ﷺ کے موئے مبارک کو اذیت پہنچانے والے پر آسمان وزمین کی وسعتوں کے برابر لعنت ہو'' ---

حضور ﷺ نے اپنے گستاخوں کے قتل کا حکم فرمایا

اس سلسلے میں کتب حدیث سے چند واقعات پیش کیے جاتے ہیں:

ابن خطل کے قتل کا حکم

⑤..... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ فتح مکہ کے موقع پر حضور ﷺ مکہ مکرمہ میں تشریف فرما تھے کہ کسی نے عرض کی:

إِنَّ ابْنَ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ ---

یارسول اللہ! (آپ کا گستاخ) ابن خطل کعبہ کے پردوں سے لپٹا ہوا ہے ---

آپ ﷺ نے فرمایا:

اُقْتُلُوْهُ --- [۳۸]

''اسے قتل کر دو'' ---

یہ عبد اللہ بن خطل ایمان لانے کے بعد مرتد ہو گیا تھا اور رسول کریم ﷺ کی شان میں توہین و تنقیص کیا کرتا اور گانے والی لونڈیوں سے حضور ﷺ کی ہجو میں اشعار سنتا تھا ---

حضور ﷺ نے اس کے قتل کا حکم فرمایا تو اسے غلافِ کعبہ سے نکال کر مقام ابراہیم اور زمزم کے درمیان باندھ کر قتل کیا گیا --- [۳۹]

کعب بن اشرف کی گستاخیوں پر حکم قتل

۶.....حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ لِکَعْبِ بْنِ اَشْرَفَ فَاِنَّہٗ قَدْ آذَی اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ---

''کعب بن اشرف کو قتل کرنے کے لیے کون تیار ہے؟--- کیوں کہ اس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دی ہے''---

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد سن کر حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، عرض کی:

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! اَتُحِبُّ اَنْ اَقْتُلَہٗ---

''کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پسند فرماتے ہیں کہ میں اسے قتل کر دوں؟''---

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت عطا فرمائی، چنانچہ انہوں نے اسے قتل کر دیا---[۴۰]

کعب بن اشرف بڑا شاعر تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجو میں اشعار کہا کرتا تھا--- کفار مکہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ کے لیے بھڑکاتا رہتا اور مسلمانوں کو طرح طرح کی ایذائیں پہنچاتا تھا--- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں کو صبر و تحمل کی تلقین فرماتے، لیکن جب یہ شرارت سے باز نہ آیا تو آپ نے اس کے قتل کا حکم دے دیا---[۴۱]

جنگ بدر میں مسلمانوں کی فتح کی بشارت سن کر اسے بے حد صدمہ ہوا اور کہا کہ جب قریش کے بڑے بڑے سردار مارے گئے تو اب زندہ رہنے کی بجائے مر جانا بہتر ہے--- چناں چہ وہ مقتولین بدر کی تعزیت کے لیے مکہ پہنچا اور بدر میں مارے جانے والوں کی یاد میں مرثیہ لکھا--- خود بھی روتا اور دوسروں کو بھی رلاتا اور انھیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ میں آمادۂ جنگ کرتا---

ایک دن ابوسفیان نے اس سے پوچھا، تیرے خیال میں ہم اور ہمارا دین حق کے

زیادہ قریب ہے یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور آپ کے اصحاب کا دین؟---

کعب بن اشرف نے کہا، اے قریش مکہ! تم حق کے زیادہ قریب ہو---[۴۲]

اس کی انھی حرکتوں کی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ اسے قتل کر دیں---

ابورافع کا قتل

⑦...... حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کی زیر قیادت چند انصاری نوجوانوں کو بھیج کر ابورافع کو قتل کرایا:

وَكَانَ أَبُو رَافِعٍ يُؤْذِي رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَ يُعِينُ عَلَيْهِ---[۴۳]

''ابورافع، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دیا کرتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں کا مددگار تھا''---

ابورافع دولت مند یہودی تاجر تھا، عبداللہ بن الحقیق اس کا نام اور ابورافع کنیت تھی، خیبر کے قریب اس کا ڈیرا تھا---کعب بن اشرف کا معین و مددگار تھا، مسلمانوں کو ایذا دینے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتا، قریش مکہ کو مسلمانوں کے خلاف برانگیختہ کر کے غزوۂ احزاب میں لانے والا یہی شخص تھا، یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے قتل کرنے کی اجازت دی---[۴۴]

چند مزید واقعات

امام بخاری و مسلم رحمۃ اللہ علیہما کے دادا استاذ امام عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۶ھ---۲۱۱ھ) نے اپنے مجموعہ حدیث ''المصنف'' میں ''باب سبّ النبی''

کے عنوان سے مستقل باب قائم کیا ہے، چند احادیث ملاحظہ فرمائیں:

⑧...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں دشنام طرازی کی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ يَكْفِينِي عَدُوِّي؟---

''کون ہے جو ہمارے دشمن کو انجام تک پہنچائے؟---

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں حاضر ہوں---

پھر جا کر اس گستاخ کو قتل کر دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں اس گستاخ سے حاصل ہونے والا مال عطا فرما دیا---[۴۵]

⑨...... ایک بد بخت عورت کا وتیرہ تھا کہ وہ ہر وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب وشتم کرتی رہتی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس کا کام تمام کر دیا---[۴۶]

⑩...... حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کی، آپ نے حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما سے فرمایا:

اِذْهَبَا فَإِنْ أَدْرَكْتُمَاهُ فَاقْتُلَاهُ---[۴۷]

''جاؤ! اگر وہ (گستاخ) مل جائے تو اسے قتل کر دو''---

⑪...... ایک نصرانی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سبّ وشتم کیا تو مشاورت کے بعد اسے قتل کر دیا گیا---[۴۸]

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے گستاخِ رسول کو قتل کر دیا

⑫...... بشر نامی منافق اور ایک یہودی کا کسی بات پر جھگڑا ہو گیا، یہودی نے کہا

کہ ہم (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس حاضر ہوکر فیصلہ کروائیں، بشر نے اصرار کیا کہ کعب بن اشرف سے فیصلہ کروائیں--- چوں کہ وہ رشوت خور تھا، اس لیے منافق چاہتا تھا کہ لالچ دے کر حسب منشا فیصلہ کرالوں گا، مگر یہودی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فیصلہ کرانے پر اصرار کیا--- چناں چہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہودی کے حق میں فیصلہ فرمایا، منافق نے اصرار کیا کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فیصلہ کرائیں، اس کا خیال تھا کہ یہودی کو دیکھ کر آپ میری پاس داری کریں گے--- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو یہودی نے عرض کی کہ ہم اس سے قبل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فیصلہ کرا چکے ہیں، انہوں نے میرے حق میں فیصلہ دیا ہے مگر یہ شخص اس پر مطمئن نہیں--- حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات سنی تو فرمایا، ٹھہرو! میں ابھی آ کر تمہارا فیصلہ کرتا ہوں--- یہ فرما کر اندر تشریف لے گئے اور تلوار لا کر اس منافق مدعی ایمان کو قتل کر دیا اور فرمایا:

هٰكَذَا أَقْضِيْ بَيْنَ مَنْ لَمْ يَرْضَ بِقَضَاءِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ---[۴۹]

''جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلہ کو نہ مانے اس کے متعلق میرا فیصلہ یہی ہے''---

پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی نے اطلاع دی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس مسلمان کو قتل کر دیا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں فیصلہ کے لیے حاضر ہوا تھا--- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''مجھے عمر سے ایسی امید نہیں کہ وہ کسی مؤمن کے قتل پر ہاتھ اٹھانے کی جرأت کر سکے''---

تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی [۵۰]:

﴿فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجاً مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْماً۝﴾---[۵۱]

''تو اے محبوب! تمہارے رب کی قسم وہ لوگ مسلمان نہ ہوں گے

جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم تسلیم نہ کرلیں، پھر نہ پائیں اپنے دلوں میں کوئی تنگی، ہر اس فیصلے سے جو آپ نے کیا اور بخوشی دل سے مان لیں"---

رسول اللہ ﷺ کا گستاخ مباح الدم ہے

۱۳......حضرت سیدنا مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے:

أَنَّ يَهُودِيَّةً كَانَتْ تَشْتِمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقَعُ فِيهِ، فَخَنَقَهَا رَجُلٌ حَتّٰى مَاتَتْ، فَأَبْطَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دَمَهَا---

"ایک یہودیہ حضور ﷺ کی گستاخی کیا کرتی تھی، ایک شخص نے اس کا گلا گھونٹ کر مار دیا، حضور ﷺ نے اس کا خون ساقط کر دیا"---[۵۲]

۱۴......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

"ایک نابینا صحابی کی باندی حضور ﷺ کو سبّ وشتم کیا کرتی تھی، انہوں نے باندی کو سختی سے منع کیا مگر وہ بے ادبی سے باز نہ آئی---تو اس نابینا صحابی نے اسے قتل کر دیا، صبح ہوئی تو حضور ﷺ کو اطلاع دی گئی، آپ نے لوگوں کو قسم دے کر پوچھا، اسے کس نے قتل کیا ہے؟---

ایک نابینا صحابی نے عرض کی: یارسول اللہ! (اسے میں نے قتل کیا ہے) یہ آپ کو سب وشتم کیا کرتی تھی، میں روکتا تھا مگر یہ باز نہ آئی، اس کے بطن سے میرے موتیوں جیسے خوب صورت بیٹے ہیں، وہ میری رفیقہ حیات تھی--- گزشتہ شب جب وہ گالیاں بکنے لگی تو میں نے اس کے پیٹ میں تلوار (برچھی) گھونپ کر اسے قتل کر دیا ہے---

حضور ﷺ نے حاضرین محفل کو مخاطب کر کے فرمایا:

أَلَا اِشْهَدُوْا أَنَّ دَمَهَا هَدَرٌ---

خبردار! گواہ ہو جاؤ اس عورت کا خون رائیگاں ہے"---[۵۳]

⑮......علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے (حافظ عبد الباقی) ابن قانع سے روایت نقل کی ہے کہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی:

یارسول اللہ! میں نے اپنے والد کو آپ کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے سنا تو مجھ سے برداشت نہ ہو سکا، اس لیے میں نے اسے قتل کر دیا ہے، تو آپ ﷺ نے اس سے باز پرس نہ فرمائی---[۵۴]

اجماعِ امت---اقوالِ ائمہ

رسول اللہ ﷺ کے گستاخ کے کافر، مرتد اور واجب القتل ہونے پر اجماعِ امت ہے---اس سلسلہ میں چند اقوال ملاحظہ ہوں:

❶......چھٹی صدی ہجری کے جلیل القدر امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

أَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلٰى قَتْلِ مُنَقِّصِهٖ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَ سَابِّهٖ---[۵۵]

"مسلمانوں میں حضور ﷺ کی تنقیص کرنے والے اور گالی دینے والے کے قتل پر ساری امت کا اجماع و اتفاق ہے"---

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ آگے چل کر مزید لکھتے ہیں:

"جو شخص حضور ﷺ کو صراحۃً یا اشارۃً گالی دے، تنقیص کرے یا آپ ﷺ کی ذات، صفات، نسب وغیرہ میں عیب لگائے یا تحقیر و تصغیر یا استہزاء کرے تو اسے قتل کر دیا جائے"---

وَ هٰذا كُلُّهٗ اِجْمَاعٌ مِّنَ الْعُلَمَاءِ وَ اَئِمَّةِ الْفَتْوىٰ مِنْ لَّدُنِ الصَّحَابَةِ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ اِلٰى هَلُمَّ جَرًّا---[۵۶]

''درج بالا امور میں سے کسی بھی پہلو سے توہین کا ارتکاب کرنے والے کے کفر اور قتل کے فتویٰ پر تمام علماء (مفسرین ومحدثین) اور ائمہ فتویٰ کا صحابہ کرام کے عہد سے آج تک اجماع واتفاق ہے''---

❷......امام محمد بن سحنون فرماتے ہیں:

اَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ اَنَّ شَاتِمَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ الْمُتَنَقِّصَ لَهٗ كَافِرٌ وَ الْوَعِيْدُ جَارٍ عَلَيْهِ بِعَذَابِ اللّٰهِ لَهٗ وَ حُكْمُهٗ عِنْدَ الْاُمَّةِ الْقَتْلُ وَ مَنْ شَكَّ فِيْ كُفْرِهٖ وَ عَذَابِهٖ كَفَرَ---[۵۷]

''علماء امت کا اجماع ہے کہ نبی کریم ﷺ کو گالی دینے والا اور حضور ﷺ کی توہین کرنے والا کافر ہے، اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی وعید ہے اور امت کے نزدیک اس کا حکم قتل ہے، جو اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے، کافر ہے''---

❸......ابن تیمیہ رقم طراز ہیں:

اَمَّا اِجْمَاعُ الصَّحَابَةِ فَلِاَنَّ ذَالِكَ نُقِلَ عَنْهُمْ فِيْ قَضَايَا مُتَعَدَّدَةٍ يَنْتَشِرُ مِثْلُهَا وَ يَسْتَفِيْضُ وَ لَمْ يُنْكِرْهَا اَحَدٌ مِّنْهُمْ فَصَارَتْ اِجْمَاعًا---[۵۸]

''اس مسئلہ پر اجماع صحابہ کا ثبوت یہ ہے کہ گستاخِ رسول کو قتل کرنے کے بارے میں ان سے بہت سے فیصلے منقول ہیں اور ایسی بات منتشر اور مشہور ہو جاتی ہے، صحابہ میں سے کسی کا انکار نہ کرنا اس مسئلے میں ان کے اجماع کی دلیل ہے''---

❹......امام جلیل ابوسلیمان خطابی فرماتے ہیں:

لَا اَعْلَمُ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اخْتَلَفَ فِیْ وُجُوْبِ قَتْلِہٖ اِذَا کَانَ مُسْلِماً---[۵۹]

''کسی مسلمان کہلانے والے گستاخِ رسول کے قتل کے بارے میں میرے علم میں کوئی ایسا مسلمان نہیں ہے جس نے اختلاف کیا ہو''---

❺......علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

اَنَّ السَّابَّ اِنْ کَانَ مُسْلِماً فَاِنَّہٗ یَکْفُرُ وَ یُقْتَلُ بِغَیْرِ خِلَافٍ وَ ھُوَ مَذْھَبُ الْاَئِمَّۃِ الْاَرْبَعَۃِ وَ غَیْرِھِمْ---[۶۰]

''نام نہاد مسلمان گستاخِ رسولﷺ کے کفر اور قتل پر ائمہ اربعہ (امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم) کا اتفاق ہے''---

تصریحات فقہاءِ احناف

❶......قاضی امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَیُّمَا رَجُلٍ مُّسْلِمٍ سَبَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اَوْ کَذَّبَہٗ اَوْ عَابَہٗ اَوْ تَنَقَّصَہٗ فَقَدْ کَفَرَ بِاللّٰہِ وَ بَانَتْ مِنْہُ زَوْجَتُہٗ---[۶۱]

''جو مسلمان رسول اللہ ﷺ کو گالی دے، تکذیب کرے، عیب لگائے یا آپ ﷺ کی تنقیص شان کا (کسی اور طرح) مرتکب ہو تو اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا اور اس وجہ سے اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی''---

❷......ملا علی قاری، محرر مذہب امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان نقل کرتے ہیں:

وَ ذُکِرَ فِی الْاَصْلِ اَنَّ شَتْمَ النَّبِیِّ کُفْرٌ---[۶۲]

"...........نبی کریم ﷺ کو گالی دینا کفر ہے"---

❸......امام قاضی خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

اِذَا عَابَ الرَّجُلُ النَّبِیَّ ﷺ فِیْ شَیٍٔ کَانَ کَافِراً وَ کَذَا قَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ لَوْ قَالَ لِشَعْرِ النَّبِیِّ ﷺ شُعَیْرٌ فَقَدْ کَفَرَ وَ عَنْ اَبِیْ حَفْصِ الْکَبِیْرِ مَنْ عَابَ النَّبِیَّ ﷺ بِشَعْرَۃٍ مِّنْ شَعَرَاتِہٖ الْکَرِیْمَۃِ فَقَدْ کَفَرَ وَ ذُکِرَ فِی الْاَصْلِ اَنَّ شَتْمَ النَّبِیِّ کُفْرٌ---[۶۳]

"کسی شے میں حضور ﷺ پر عیب لگانے والا کافر ہے، اسی طرح بعض علماء نے فرمایا کہ اگر کوئی حضور ﷺ کے بال مبارک کو 'شعر' کے بجائے (بصیغۂ تصغیر) 'شُعیر' کہہ دے تو وہ کافر ہو جائے گا---

امام ابو حفص الکبیر حنفی سے منقول ہے کہ اگر کسی نے حضور ﷺ کے کسی بال مبارک کی طرف بھی عیب منسوب کیا تو وہ کافر ہو جائے گا اور امام محمد نے مبسوط میں فرمایا کہ نبی ﷺ کو گالی دینا کفر ہے"---

اشارۃً یا کنایۃً گستاخی کرنے والا بھی لعنتی ہے

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رقم طراز ہیں:

مَن آذی رسولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وَسَلمَ بطَعْنٍ فی شخصِہ أو دینِہ أو نسَبِہ أو صِفةٍ مِنْ صِفاتِہ أو بوَجْہٍ مِنْ وُجوہِ الشَّینِ فیہ صَراحۃً أو کِنایۃً أو تعریضًا أو اشارۃً کَفرَ وَلَعَنَہُ اللّٰہُ فِی الدُّنیا وَالآخِرۃِ وَاَعَدَّ لَہٗ عَذابَ جَھنَّمَ---[۶۴]

"رسول اللہ ﷺ کی شخصیت، دین، نسب یا حضور ﷺ کی کسی صفت پر

طعن کرنا اور صراحۃً یا کنایۃً یا اشارۃً بطور تعریض آپ ﷺ پر نکتہ چینی کرنا اور عیب نکالنا کفر ہے، ایسے شخص پر دونوں جہان میں اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور جہنم کا عذاب تیار ہے"---

اس کے بعد قاضی صاحب امام ابن ہمام کا فتویٰ نقل کرتے ہیں، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایسا شخص مرتد ہے، اگر وہ توبہ بھی کرے تو اس سے قتل کی سزا ساقط نہیں ہوتی ---

گستاخِ رسول کی توبہ قبول نہیں

رسول پاک ﷺ کی گستاخی ایسا سنگین جرم ہے، جس کے مرتکب کی توبہ قبول نہیں--- یعنی اگر وہ از سر نو کلمہ پڑھ کر مسلمان ہونے کے بعد صدقِ دل سے توبہ کرے، تب بھی بطور حد اسے قتل کیا جائے گا اور حکومت یا کسی بھی شخص کو یہ حق حاصل نہیں کہ اس حد کو معاف کردے، یہ خالصتاً حضور ﷺ کا حق ہے--- حضور ﷺ نے اپنی ظاہری حیات میں اپنے خصوصی اختیارات کے تحت بعض لوگوں کو معاف بھی کیا، مگر یہ اختیار صرف حضور ﷺ ہی کے ساتھ خاص ہے، امت کو ہرگز ہرگز یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کسی گستاخ سے حد ساقط کرے اور اسے قتل سے محفوظ رکھے--- البتہ توبہ کی صورت میں اسے صرف اتنی رعایت ہے کہ اس کا جنازہ پڑھا جائے گا، اُخروی معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے---

علامہ طاہر بن احمد بخاری، خلاصۃ الفتاویٰ میں امام مجتہد برہان الدین حنفی، صاحبِ محیط کا فتویٰ نقل فرماتے ہیں:

وَ فِی الْمُحِیْطِ مَنْ شَتَمَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ وَ اَھَانَہٗ اَوْ عَابَہٗ فِیْ اُمُوْرِ دِیْنِہٖ اَوْ فِیْ شَخْصِہٖ اَوْ فِیْ وَصْفٍ مِّنْ اَوْصَافِ ذَاتِہٖ سَوَاءٌ کَانَ الشَّاتِمُ مَثَلاً مِّنْ اُمَّتِہٖ اَوْ غَیْرِھَا وَ سَوَاءٌ کَانَ مِنْ اِھْلِ

الْكِتَابِ أَوْ غَيْرِهِ ذِمِّياً كَانَ أَوْ حَرْبِيًّا سَوَاءٌ كَانَ الشَّتْمُ أَوِ الْإِهَانَةُ أَوِ الْعَيْبُ صَادِراً عَنْهُ عَمْداً أَوْ سَهْواً أَوْ غَفْلَةً أَوْ جِدًّا أَوْ هَزْلاً فَقَدْ كَفَرَ خُلُوداً بِحَيْثُ إِنْ تَابَ لَمْ يُقْبَلْ تَوْبَتُهُ أَبَداً لَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلَا عِنْدَ النَّاسِ وَ حُكْمُهُ فِي الشَّرِيْعَةِ الْمُطَهَّرَةِ عِنْدَ مُتَأَخِّرِيْنَ الْمُجْتَهِدِيْنَ اِجْمَاعاً وَ عِنْدَ الْمُتَقَدِّمِيْنَ الْقَتْلُ قَطْعاً وَ لَا يُدَاهِنُ السُّلْطَانُ وَ نَائِبُهُ فِي حُكْمِ قَتْلِهِ---[٦٥]

''محیط میں ہے: جس نے نبی کریم ﷺ کی بے ادبی کی یا آپ ﷺ کی ذات یا آپ ﷺ کی کسی وصف میں عیب نکالا، عام ازیں کہ گستاخی کرنے والا آپ ﷺ کی امت (اجابت) سے ہو یا نہ ہو، خواہ وہ اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) سے ہو یا اسلامی حکومت میں پناہ لینے والا کافر ذمی ہو یا حربی (کفرستان میں رہنے والا کافر)، خواہ جان بوجھ کر توہین کرے یا سہواً یا مذاقاً یا غفلت سے، بہر حال وہ ابدی، دائمی کافر ہو گیا، اس کی توبہ نہ عند اللہ قبول ہے، نہ عند الناس--- شریعت مطہرہ میں متأخرین، مجتہدین کے نزدیک اجماعاً اور اکثر متقدمین کے نزدیک شریعت مطہرہ کی رو سے اس کا حتمی حکم یہ ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے، حکومت یا اس کے نمائندے حکم قتل میں رخنہ اندازی نہ کریں''---

امام ابن ہمام فرماتے ہیں:

كُلُّ مَنْ أَبْغَضَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِقَلْبِهِ كَانَ مُرْتَدًّا فَالسَّابُّ بِطَرِيْقٍ أَوْلٰى ثُمَّ يُقْتَلُ حَدًّا عِنْدَنَا فَلَا تُعْمَلُ تَوْبَتُهُ فِي إِسْقَاطِ الْقَتْلِ قَالُوْا هٰذَا مَذْهَبُ أَهْلِ الْكُوْفَةِ وَ مَالِكٍ وَ نُقِلَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رضی اللہ عنہ---[٦٦]

''جو شخص رسول پاک ﷺ سے قلبی بغض رکھے، وہ مرتد ہو جائے گا اور گالی دینا بطریق اولیٰ بغض ہے--- ہمارے (احناف کے) نزدیک اسے بطور حد قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ بایں معنی معتبر نہیں ہو گی کہ اس کا قتل ساقط ہو جائے---علماء فرماتے ہیں کہ اہل کوفہ اور امام مالک کا یہ مذہب ہے اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی یہی منقول ہے''---

امام تمرتاشی فرماتے ہیں:

كُلُّ مُسْلِمٍ ارْتَدَّ فَتَوْبَتُهُ مَقْبُوْلَةٌ اِلَّا الْكَافِرَ بِسَبِّ نَبِيٍّ---[٦٧]

''ہر مرتد کی توبہ قبول ہے مگر نبی کی تنقیص کی وجہ سے کافر ہونے والے کی توبہ ہرگز قبول نہیں''---

علامہ علاؤالدین حصکفی حنفی فرماتے ہیں:

هُوَ الَّذِيْ يَنْبَغِيْ التَّعْوِيْلُ عَلَيْهِ فِيْ الْاِفْتَاءِ وَ الْقَضَاءِ رِعَايَةً لِجَانِبِ حَضْرَةِ الْمُصْطَفٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ---[٦٨]

''فتویٰ اور قضا کی صورت میں علماء اور عدالت کو چاہیے کہ وہ حضور ﷺ کے منصب اور مقام و مرتبہ کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ ﷺ کے گستاخ کی عدم قبولیت توبہ کے باعث اس کے قتل کا حکم صادر کریں''---

علامہ ابن نجیم مصری حنفی فرماتے ہیں:

كُلُّ كَافِرٍ تَابَ فَتَوْبَتُهُ مَقْبُوْلَةٌ فِيْ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ اِلَّا جَمَاعَةُ الْكَافِرِ بِسَبِّ النَّبِيِّ ﷺ وَ سَائِرِ الْاَنْبِيَاءِ---[٦٩]

''حضور ﷺ اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے گستاخوں کے علاوہ ہر کافر کی توبہ قبول ہے''---

درالمختار میں ہے:

وَ الْکَافِرُ بِسَبِّ نَبِیٍّ مِّنَ الْاَنْبِیَاءِ فَاِنَّہٗ یُقْتَلُ حَدًّا وَ لَا تُقْبَلُ تَوْبَتُہٗ مُطْلَقاً وَ لَوْ سَبَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قُبِلَتْ لِاَنَّہٗ حَقُّ اللّٰہِ تَعَالٰی وَ الْاَوَّلُ حَقُّ عَبْدٍ لَّا یَزُوْلُ بِالتَّوْبَۃِ وَ مَنْ شَکَّ فِیْ عَذَابِہٖ وَ کُفْرِہٖ کَفَرَ---[۷۰]

''انبیاء کرام علیہم السلام کی گستاخی کے باعث کافر ہونے والے کو بطور حد قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ ہرگز قبول نہیں، البتہ اللہ تعالیٰ کی بے ادبی کرنے والے کی توبہ قابل قبول ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے، جب کہ نبی کی گستاخی بندے کا حق ہے (جو کہ توبہ سے ساقط نہیں ہو گا) اور جو شخص نبیوں کے گستاخ کے عذاب و کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہو جائے گا''---

علامہ شامی اس عدم قبولیت توبہ کی توجیہ یوں کرتے ہیں:

لِاَنَّ الْحَدَّ لَا یَسْقُطُ بِالتَّوْبَۃِ----[۷۱]

''اس لیے کہ حد توبہ سے ساقط نہیں ہوتی''---

توہینِ رسول کے باعث غیر مسلم کو بھی قتل کیا جائے گا

غیر مسلم اگرچہ اسلامی حکومت میں بطور ذمی پناہ گزین ہو، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی کرنے پر اسے بھی قتل کرنے کا حکم ہے، جیسا کہ خلاصۃ الفتاویٰ کے حوالے سے صاحب محیط کا قول ہم نقل کر چکے ہیں---چند مزید اقوال ملاحظہ ہوں:

❶ ......امام محمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اِنْ کَانَتْ تُعْلِنُ شَتْمَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَلَا بَأْسَ بِقَتْلِھَا---[۷۲]

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علانیہ بے ادبی کرنے والی ذمیہ کو قتل کرنے میں کوئی حرج نہیں''---

سیر کبیر میں امام محمد نے اس سلسلے میں کئی احادیث سے استدلال کیا ہے---

❷ ......امام ابن الہمام رقم طراز ہیں:

وَ الَّذِیْ عِنْدِیْ اِنْ سَبَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اَوْ نَسَبَ مَا لَا یَنْبَغِیْ اِلَی اللّٰہ تَعَالٰی اِنْ کَانَ مِمَّا لَا یَعْتَقِدُوْنَہٗ کَنِسْبَۃِ الْوَلَدِ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی وَ تَقَدَّسَ عَنْ ذَالِكَ اِذَا اَظْھَرَہٗ یُقْتَلُ وَ یَنْتَقِضُ عَھْدُہٗ---[۷۳]

''میرے نزدیک مختار یہ ہے کہ گستاخ ذمی نے اگر اللہ یا اس کے رسول (جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بارے میں ایسی نامناسب بات کی جوان کے معتقدات سے خارج ہے (جیسے اللہ تعالیٰ کی طرف ولد کی نسبت) تو اس بے ادبی کے باعث اس کا عہد ٹوٹ جائے گا اور اسے قتل کیا جائے گا''---

❸ ......شہنشاہ اورنگ زیب عالم گیر کے استاذ شیخ احمد ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَ الْحَقُّ اَنْ یَّکُوْنَ فَتْوٰی اَھْلِ الْعِلْمِ فِیْ زَمَانِنَا عَلٰی ھٰذَا---[۷۴]

''حق یہ ہے کہ دور حاضر میں اہل علم کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی کرنے والے غیر مسلم ذمی کے قتل ہی کا فتویٰ صادر کرنا چاہیے''---

❹ ......قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی فرماتے ہیں:

وَ فِی الْفَتَاوٰی مِنْ مَّذْھَبِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ مَنْ سَبَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یُقْتَلُ وَ لَا تُقْبَلُ تَوْبَتُہٗ سَوَاءٌ کَانَ مُؤْمِناً اَوْ کَافِراً وَ بِھٰذَا یَظْھَرُ اَنَّہٗ یَنْتَقِضُ عَھْدُہٗ---[۷۵]

''مذہب امام ابوحنیفہ کے فتاویٰ میں ہے کہ جس شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دی، اسے قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ قبول نہیں، خواہ وہ مؤمن ہو یا کافر اور ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی کی وجہ سے ذمی کا عہد ٹوٹ جاتا ہے''---

❺ ......علامہ شامی رقم طراز ہیں:

فَلَوْ اَعْلَنَ بِشَتْمِهٖ اَوِ اعْتَادَهٗ قُتِلَ وَ لَو امْرَأَةٌ وَ بِهٖ يُفْتٰى ---[٤٧]

''ذمی اگر علی الاعلان حضور ﷺ کو گالی دے یا آپ ﷺ کو گالی دینا اس کی عادت بن جائے تو اسے قتل کیا جائے، اگرچہ عورت ہی کیوں نہ ہو--- آج کل اسی پر فتویٰ ہے''---

عہد فاروقی میں بچوں کی غیرت ایمانی

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں بحرین میں کچھ بچے ہاکی کھیل رہے تھے، قریب ہی بحرین کا بڑا پادری بیٹھا تھا، گینداس کے سینے پر جا لگی--- اس نے گیند ضبط کر لی--- بچے مانگنے لگے مگر اس نے گیند نہ دی--- ایک بچے نے کہا:

سَأَلْتُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ إِلا رَدَدْتَهَا عَلَيْنَا ---

''تجھے محمد مصطفیٰ (ﷺ) کا واسطہ گیند واپس کر دے''---

اس ملعون نے انکار کر دیا اور حضور ﷺ کی شان میں گستاخانہ کلمات کہے، جنھیں سنتے ہی شمع رسالت کے ان پروانوں نے غیرت ایمانی سے کام لیتے ہوئے اپنی ننھی منی ہاکیوں کے ساتھ اس پر دھاوا بول دیا، یہاں تک کہ اس ملعون کو واصل جہنم کر دیا--- معاملہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں پیش ہوا--- حاضرین کا بیان ہے کہ:

فَوَاللّٰهِ مَا فَرِحَ بِفَتْحٍ وَ لا غَنِيمَةٍ كَفَرْحَتِهٖ بِقَتْلِ الغِلْمَانِ لِذٰلِكَ الأُسْقُفِ---

''بخدا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو کسی فتح یا مال غنیمت ملنے سے کبھی اتنی خوشی نہیں ہوئی جتنی خوشی بچوں کے ہاتھوں اس ملعون پادری کے قتل پر ہوئی''---

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اَلآنَ عَزَّ الإسلامُ، إن أطفالاً صِغاراً شُتِمَ نبیُّهم فَغَضِبُوا لَهُ وَانتَصَرُوا وَ أَهدَرَ دَمَ الاُسقُفِ---[۷۷]

''اب اسلام غالب ہوا کہ یہ چھوٹے بچے ہیں، ان کے سامنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کی گئی تو یہ جوش غضب میں آ گئے اور انتقام لے لیا---حضرت عمر نے اس ملعون پادری کا خون رائیگاں قرار دیا''---

❻ ......آخر میں صاحبِ فتاویٰ نوریہ حضرت سیدی فقیہ اعظم مولانا ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک فتویٰ کا اقتباس نذر قارئین ہے:

''شہنشاہ کون و مکان، حبیب رب رحمٰن، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان پاک میں نازیبا الفاظ اور گالی بکنے والا انسان، تمام مسلمانوں کے نزدیک کافر ہے اور کافر بھی ایسا سخت کہ جو اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے، وہ بھی کافر ہو جاتا ہے اور اس کی سزا یہ ہے کہ حاکم اسلام اسے قتل کر دے، یہ سزا اسلامی حکومت کا فرض ہے، عوام الناس کا کام نہیں۔ (حکومت کو چاہیے کہ) ایسے بدخواہانِ ملک و ملت کے لیے شرعی سزائیں لگائے اور پاکستان کے پاک وجود کو ایسے گندے اور ناپسند عناصر سے پاک کرے''---[۷۸]

اللہ تعالیٰ جل و علا ہمیں مقام مصطفیٰ علیہ التحیۃ و الثناء کا فہم نصیب کرے، گستاخی اور گستاخوں کے شر سے محفوظ رکھے اور سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و ناموس کے تحفظ کے لیے کٹ مرنے کی سعادت ارزانی فرمائے---

آمین بجاہ سید المرسلین صلّی اللہ علیہ و علی آلہ و صحبہ اجمعین

[سنہ تصنیف رسالہ ہذا فروری ۱۹۸۹ء، اشاعت اوّل جون ۱۹۹۷ء]

حوالہ جات

۱...... سورۃ الفتح، ۴۸: ۸، ۹

۲......قاضی عیاض (م۵۴۴ھ)، الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، مکتبہ مصطفیٰ البابی مصر، جلد۲، صفحہ۲۸/ شہاب الدین احمد خفاجی حنفی (م۱۰۶۹ھ)، نسیم الریاض، مطبعہ عثمانیہ، جلد۳، صفحہ۴۲۸

۳......اسماعیل حقی، روح البیان، درسعادت مصر، جلد۷، صفحہ۲۱۶

۴......تقی الدین ابن تیمیہ، الصارم المسلول علی شاتم الرسول، دائرۃ المعارف، حیدرآباد دکن، صفحہ۲۰۱

۵......ایضاً، صفحہ۲۰۴

۶...... سورۃ النور، ۲۴: ۶۳

۷......مثلاً:

يَا آدَمُ أَنبِئْهُم بِأَسْمَائِهِمْ ---[البقرة:۳۳]

يَا نُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ ---[هود:۴۶]

وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَّا إِبْرَاهِيمُ ○---[الصافات:۱۰۴]

وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَا مُوسٰى ○---[طه:۱۷]

يَا عِيسَى إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ ---[آل عمران:۵۵]

۸...... سورۃ المزمل،۷۳:۱

۹...... المدثر،۷۴:۱

۱۰...... الممتحنہ،۶۰:۱۲

۱۱...... المائدۃ،۵:۶۷

۱۲...... التوبۃ:۱۱۷

۱۳...... الاحزاب:۴۵

۱۴...... الحجرات،۴۹:۱

۱۵......ایضاً:۲

۱۶......الشفاء،جلد۲،صفحہ۲۲۰

۱۷...... التوبۃ،۹:۶۱تا۶۳

۱۸...... الاحزاب،۳۳:۵۷،۵۸

۱۹......قاضی ثناءاللہ پانی پتی،تفسیر مظہری، فاروقی دہلی،جلد۷،صفحہ۴۱۵

۲۰......ابن تیمیہ، الصارم المسلول،صفحہ۴۱

۲۱......مرجع سابق،صفحہ۴۱

۲۲......مرجع سابق،صفحہ۴۲

۲۳......مرجع سابق،صفحہ۵۲

۲۴...... سورۃ الاحزاب،۳۳:۶۰،۶۱

۲۵...... البقرۃ،۲:۱۰۴

۲۶......صدرالافاضل،نعیم الدین،مرادآبادی،خزائن العرفان، تحت الآیۃ

۲۷...... التوبۃ،۹:۶۵،۶۶

۲۸...... الصارم المسلول،صفحہ۳۴/تفسیر مظہری،جلد۴،صفحہ۲۶۰

۲۹......جلال الدین سیوطی، تفسیر الدر المنثور، میمنہ مصر،جلد۳،صفحہ۲۵۴

۳۰...... البقرۃ،۲:۹۸

۳۱......خزائن العرفان، تحت الآیۃ

۳۲......ابوشکور سالمی، تمہید، مطبوعہ حزب الاحناف، لاہور، صفحہ۱۱۲

۳۳...... الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، جلد۲، صفحہ۱۹۴

۳۴......یوسف نبہانی، الفتح الکبیر، مصطفیٰ البابی، مصر، جلد۲، صفحہ۱۹۶/محمد عبدالرؤف مناوی، فیض القدیر، شرح جامع صغیر، مطبع مصطفیٰ، مصر، جلد۶، صفحہ۱۴۷

۳۵...... ابوبکر عبد الرزاق بن ہمام، مصنف عبد الرزاق، بیروت، جلد۵، صفحہ۳۰۸، حدیث:۹۷۰۸

۳۶...... الفتح الکبیر، جلد۳، صفحہ۱۴۴/ فیض القدیر، جلد۶، صفحہ۱۸

۳۷...... فیض القدیر، جلد۶، صفحہ۱۹

۳۸......محمد بن اسماعیل، بخاری، الصحیح البخاری، اصح المطابع، دہلی، جلد۱، صفحہ۲۴۹، ابواب العمرۃ، باب دخول حرم مکۃ بغیر احرام، حدیث۱۸۴۶/ صفحہ۴۲۷، باب قتل الاسیر، حدیث۳۰۴۴/ جلد۲، صفحہ۶۱۴، کتاب المغازی، این رکز النبی الرایۃ، حدیث۴۲۸۶

۳۹......ابن حجر، عسقلانی، فتح الباری، مکتبہ بہیہ، مصر، جلد۸، صفحہ۱۳/ احمد بن محمد قسطلانی، ارشاد الساری، جلد۶، صفحہ۴۳۹

۴۰......صحیح بخاری، جلد۲، صفحہ۵۷۶، کتاب المغازی، باب قتل کعب بن اشرف، حدیث ۴۰۳۷/ مسلم بن الحجاج القشیری، صحیح مسلم، اصح المطابع دہلی، جلد۲، صفحہ۱۱۰، کتاب الجہاد و السیر، باب قتل کعب بن اشرف

۴۱...... فتح الباری، جلد۷، صفحہ۲۶۹

۴۲......حافظ ابن کثیر دمشقی، البدایۃ و النہایۃ، بیروت، جلد۳، صفحہ۱۳۹

۴۳......صحیح بخاری، جلد۲، صفحہ۵۷۷، کتاب المغازی، باب قتل ابی رافع، حدیث۴۰۳۹

۴۴...... البدایة و النهایة،جلد۳،صفحہ۳۰۱

۴۵......مصنف عبدالرزاق،جلد۵،صفحہ۳۰۷،حدیث۹۷۰۴

۴۶......مرجع سابق،حدیث۹۷۰۵

۴۷......مرجع سابق،حدیث۹۷۰۷

۴۸......مرجع سابق،حدیث۹۷۰۶

۴۹......ابومحمد حسین بن مسعودفراء بغوی، تفسیر معالم التنزیل،تجاریہ کبریٰ،مصر،جلد۱، صفحہ۴۶۰و۴۶۳/تفسیر مظہری،جلد۲،صفحہ۱۵۴او۱۵۸تحت سورۃ نساء، آیت۶۰و۶۵

۵۰......امام جلال الدین سیوطی، تاریخ الخلفاء،میر محمد کتب خانہ کراچی،صفحہ۱۲۴

۵۱...... سورۃ النساء،۶۵:۴

۵۲......سلیمان بن اشعث سجستانی،سنن ابوداؤد، کتاب الحدود، باب الحکم فیمن سبّ النبی ﷺ،حدیث۴۳۶۲

۵۳......احمد بن شعیب خراسانی،سنن نسائی مجتبائی،جلد۲،صفحہ۱۷۰، کتاب المحاربة، الحکم فیمن سب النبی ﷺ/سنن ابوداؤد، کتاب الحدود،حدیث۴۳۶۱

۵۴......الشفاء،جلد۲،صفحہ۱۲۲، القسم الرابع فی تصرف وجوہ الاحکام فی من تنقصه فصل فی الحجة فی ایجاب قتل من سبه......................

۵۵...... الشفاء،جلد۲،صفحہ۱۸۶

۵۶......ایضاً،صفحہ۱۸۹

۵۷......ایضاً،صفحہ۱۹۰

۵۸...... الصارم المسلول،صفحہ۱۹۴

۵۹...... الشفاء ،جلد۲،صفحہ۱۹۰/کمال الدین ابن ہمام، فتح القدیر ، میمنہ مصر،جلد۴،صفحہ۴۰۷

۶۰...... الصارم المسلول،صفحہ۵

۶۱......قاضی ابو یوسف یعقوب، کتاب الخراج، مطبع سلفیہ، قاہرہ،صفحہ۱۸۶

۶۲ ......ملا علی قاری، شرح الشفاء، مطبع عثمانیہ، جلد۲، صفحہ ۳۸۶

۶۳ ......ملا علی قاری، شرح الشفاء، مطبع عثمانیہ، جلد۲، صفحہ ۳۸۶/ فخر الدین حسن بن منصور اوز جندی، فتاویٰ قاضی خان، نول کشور لکھنؤ، صفحہ ۸۸۶

۶۴ ......تفسیر مظہری، جلد ۷، صفحہ ۴۱۷

۶۵ ......طاہر بن احمد عبد الرشید بخاری (م ۵۴۲ھ)، خلاصۃ الفتاویٰ، ایکسپورٹ لیتھو لاہور، جلد۴، صفحہ ۳۸۶

۶۶ ......ابن ہمام، فتح القدیر، میمنہ مصر، جلد۴، صفحہ ۴۰۷

۶۷ ......محمد بن عبد اللہ تمرتاشی، تنویر الابصار، مطبعہ عثمانیہ، جلد۳، صفحہ ۴۰۰

۶۸ ......علاؤ الدین حصکفی، در المختار، مطبعہ عثمانیہ، جلد۳، صفحہ ۴۰۴

۶۹ ......زین الدین بن ابراہیم ابن نجیم، الاشباہ و النظائر، نول کشور لکھنؤ، صفحہ ۲۶۱

۷۰ ...... در المختار، جلد۳، صفحہ ۴۰۰/ محمد بن محمد المعروف ابن بزار الکروی، فتاویٰ بزاریہ، کبریٰ امیریہ مصر، جلد۳، صفحہ ۳۲۱

۷۱ ......علامہ ابن عابدین شامی، رد المختار، مطبعہ عثمانیہ، جلد۳، صفحہ ۴۰۰

۷۲ ......امام محمد بن حسن الشیبانی، سیر کبیر، حرکۃ الانقلاب الاسلامیہ افغانیہ، جلد۴، صفحہ ۱۴۱۷

۷۳ ...... فتح القدیر، جلد۴، صفحہ ۳۸۱

۷۴ ......شیخ احمد ملا جیون، تفسیرات احمدیہ، علیمی دہلی، صفحہ ۲۹۷

۷۵ ......تفسیر مظہری، جلد۴، صفحہ ۱۹۱

۷۶ ...... رد المختار، جلد۳، صفحہ ۳۸۴

۷۷ ......شہاب الدین احمد الابشیہی، المستطرف فی کل فن مستظرف، مطبعۃ المعاھد، قاہرہ، جلد۲، صفحہ ۲۳۳، باب ۷۵

۷۸ ......محمد نور اللہ نعیمی، ابوالخیر، فقیہ اعظم، فتاویٰ نوریہ، گنج شکر پرنٹرز لاہور، جلد۳، صفحہ ۴۳۷

سلمان رشدی کی رسوائے زمانہ کتاب

کی اشاعت کے موقع پر خطبہ جمعہ

نماز اچھی حج اچھا روزہ اچھا اور زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ طیبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

مولانا ظفر علی خاں

منظر رقم

حضور سید عالم ﷺ کی ذات بابرکات پر ایمان اور آپ ﷺ سے والہانہ عشق و محبت مدارِ ایقان اور جانِ ایمان ہے---بغیر اس کے دعویٔ ایمان معتبر نہیں---توحید پر ایمان رکھنے والے اس دنیا میں بہتیرے ہیں---سکھ خدا تعالیٰ کو یکتا مانتے ہیں---یہود اپنے اعتقاد کے اعتبار سے موحد ہیں---بعض ہندو اور عیسائی بھی ایک خدا کے قائل ہیں---مگر صرف عقیدۂ توحید کی بناء پر انہیں ملت اسلامیہ کا فرد نہیں سمجھا جاتا---کیوں کہ ذاتِ رسالت مآب ﷺ پر ایمان لائے بغیر خدا پر ایمان کچھ کام نہیں آ سکتا---

حضور ﷺ کی اسی مرکزی حیثیت کے پیشِ نظر پوری امت مسلمہ کا اجماع ہے کہ آپ ﷺ کی شان میں اشارۃً یا کنایۃً ادنیٰ سی گستاخی کرنے والا بھی مرتد اور واجب القتل ہے---

امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَجْمَعَتِ الْاُمَّةُ عَلٰی قَتْلِ مُنْقِصِهٖ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَ سَابِّهٖ---

''مسلمانوں میں سے حضور ﷺ کی تنقیص کرنے والے اور گالی دینے والے کو قتل کرنے پر ساری امت کا اجماع و اتفاق ہے''---

امام محمد بن سحنون کا فرمان ہے:

اَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ اَنَّ شَاتِمَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ المتنقص له كَافِرٌ و الوعيدُ جارٍ عَلَيهِ بعذاب اللّٰهِ لَهٗ وَ حُكْمُهٗ عِنْدَ الْاُمَّةِ الْقَتْلُ وَ مَنْ شَكَّ فِيْ عَذَابِهٖ وَ كُفْرِهٖ كَفَرَ---[الشفاء]

''تمام علماء کا اجماع ہے کہ حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والا کافر ہے، اس کے لیے اللہ کے عذاب کی وعید ہے، تمام امت مسلمہ اسے واجب القتل قرار دیتی ہے اور جو شخص اس کے عذاب اور کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے''---

ایسے بد بخت، مرتد کی توبہ بھی قبول نہیں--- یعنی اگر وہ از سر نو کلمہ پڑھ کر مسلمان ہونے کے بعد صدق دل سے توبہ کرے، جب بھی اسلامی حکومت بطور حد اسے قتل کرے گی--- (البتہ اس توبہ کی صورت میں صرف اتنی رعایت ہے کہ اس کا جنازہ پڑھا جائے گا، اُخروی معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے)---

تنویر الابصار میں ہے:

وَ كُلُّ مُسْلِمٍ ارْتَدَّ فَتَوْبَتُهٗ مَقْبُوْلَةٌ اِلَّا الْكَافِرُ بِسَبِّ نَبِيٍّ---

''ہر مرتد کی توبہ قبول ہے مگر کسی نبی کی تنقیص کی وجہ سے کافر ہونے والے کی توبہ ہرگز قبول نہیں''---

كُلُّ مَنْ اَبْغَضَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ بِقَلْبِهٖ كَانَ مُرْتَدًّا ثُمَّ يُقْتَلُ حَدًّا عِنْدَنَا فَلَا تُعْمَلُ تَوْبَتُهٗ فِيْ اِسْقَاطِ الْقَتْلِ---[فتح القدير]

''جو شخص رسول پاک ﷺ سے قلبی بغض رکھے، وہ مرتد ہے---
ہمارے (احناف) کے نزدیک اسے بطور حد قتل کیا جائے اور اس کی توبہ
بایں معنی معتبر نہیں ہوگی کہ اس کا قتل ساقط ہو جائے گا''---

اس موضوع پر متشدد، موحد امام ابن تیمیہ کی عدیم النظیر تصنیف 'الصارم المسلول علی شاتم الرسول' بڑے خاصے کی چیز ہے--- گستاخ رسول کے کافر، مرتد اور واجب القتل ہونے پر قرآن وحدیث کی صریح نصوص موجود ہیں---صرف قرآنِ کریم کے چند حوالے تبرکاً نذرِ خدمت ہیں:

﴿وَ مِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَ يَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ...... وَ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾---[سورۃ التوبۃ:٦١]

''اور ان میں کوئی وہ ہیں کہ اس غیب کی خبریں دینے والے (نبی) کو ستاتے ہیں اور کہتے ہیں وہ تو کان ہے (یعنی کان کے کچے ہیں) اور جو رسول اللہ ﷺ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے''---

نیز فرمایا:

﴿اَلَمْ يَعْلَمُوْا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ﴾---[سورۃ التوبۃ:٦٣]

''کیا انہیں خبر نہیں کہ جو خلاف کرے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا تو اس کے لیے جہنم کی آگ ہے، ہمیشہ اس میں رہے گا، یہی بڑی رسوائی ہے''---

سورۃ الاحزاب میں منافقین اور حضور ﷺ سے قلبی عداوت رکھنے والوں کے بارے میں فرمایا:

مَلْعُوْنِيْنَ اَيْنَمَا ثُقِفُوْا اُخِذُوْا وَ قُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا---
[سورۃ الاحزاب:٦١]

"ملعنتی ہیں جہاں کہیں ملیں پکڑے جائیں اور گن گن کر قتل کیے جائیں"---

حضور ﷺ کی تعظیم وتوقیر فرض ہے اور آپ ﷺ کے بارے میں ایسا کلمہ استعمال کرنا سخت ممنوع ہے، جس میں ترکِ ادب کا شائبہ بھی ہو--- اسی طرح ایسا لفظ جس کے متعدد معانی ہوں اور کوئی ایک معنی موہم تحقیر ہو، اگر چہ کہنے والے کے نزدیک معنی خیر کا ہو، مگر سننے والے کو شک پڑسکتا ہو یا ایسا کلمہ جس میں کسی پہلو سے حضور ﷺ کی برابری کا وہم پڑتا ہو، آپ ﷺ کی ذات اقدس کے لیے استعمال کرنا حرام ہے---

چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْا وَ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾---[سورۃ البقرۃ:۱۰۴]

"اے ایمان والو! 'راعنا' نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور! ہم پر نظر کرم رکھیں اور پہلے ہی بغور سنو اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے"---

آیت مبارکہ کے آخری حصہ 'و للکفرین عذاب الیم' میں ارشاد ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی بارگاہ میں بےادبی اور مشتبہ الفاظ استعمال کرنا کفر ہے---

ان قرآنی احکام کے علاوہ گستاخانِ رسول کے قتل کیے جانے کے متعدد واقعات احادیث مبارکہ میں موجود ہیں---

دشمنانِ اسلام بالخصوص یہودی لابی کی اسلام اور پیغمبر اسلام کی ذات سے دشمنی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں، وہ اسلام کے خلاف متحد ہو کر مختلف طریقوں سے مسلمانوں کے جذبات مجروح کرتے رہتے ہیں، کبھی اپنے کتوں کے نام اکابر اسلام کے ناموں پر رکھتے ہیں تو کبھی عیاشی و فحاشی کے اڈوں اور مے خانوں کو اسلام کے مقاماتِ مقدسہ کا نام دیا جاتا ہے--- کبھی جوتوں اور زیر جاموں پر آیاتِ قرآنی نقش کر دی جاتی ہیں، تو کبھی اپنی کتابوں میں اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ پر قلم کی

نشتر زنی کرنے سے باز نہیں آتے --- اس کی تازہ مثال نام نہاد مسلمان 'سلمان رشدی' کی رسوائے زمانہ 'شیطانی کتاب' ہے، جسے برطانیہ کے مشہور صہیونی طباعتی ادارے 'Penguin' نے بڑے اہتمام سے شائع کیا ہے--- برطانیا اور دیگر یورپی برادری جس طرح اس دریدہ دہن کی حفاظت اور دفاع کر رہے ہیں، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سلمان رشدی اپنے گستاخانہ جرم میں تنہا نہیں بلکہ اسے یورپی ممالک کی شہ بھی حاصل ہے---

یہ شیطانی کتاب اتنی دل آزار ہے کہ اس کے جملے اس قابل بھی نہیں کہ انہیں 'نقل کفر کفر نباشد' کے مصداق کے طور پر بھی نمونہ کے طور پر پیش کیا جا سکے--- اتنا ہی کافی ہوگا کہ سلمان رشدی نے اپنی خباثت، بے غیرتی اور پست ذہنیت کا ثبوت دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ جل جلالہ، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، امہات المؤمنین، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین، وحی، قرآن اور اسلامی عبادات پر ایسی بدبودار کیچڑ اچھالی ہے کہ پناہ بہ خدا!

عالم اسلام اس بدترین جسارت پر سراپا احتجاج ہے، اس پر مستزاد یہ کہ بھارت جیسے سیکولر ملک نے بھی اس کتاب پر پابندی عائد کر دی ہے--- اب امریکہ میں اس کتاب کی اشاعت کے منصوبہ پر دنیا بھر کے مسلمان امریکی حکومت اور متعلقہ اشاعتی ادارے پر زور دے رہے ہیں کہ شاتمِ رسول کی اس دل آزار کتاب کا امریکی ایڈیشن شائع نہ کیا جائے---

امت مسلمہ اپنی تمام تر عملی غفلتوں کے باوجود اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و ناموس کی پاس داری کے سلسلے میں بجا طور پر بڑی حساس ہے اور بارگاہِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عرش سے نازک تر ادب گاہ تصور کرتی ہے--- ناموس رسالت کا تحفظ مسلمانوں کے ایمان کا جزو اعظم ہے اور اس کے لیے نقد جاں کا نذرانہ پیش کرنا بھی عین سعادت ہے--- بقول مولانا ظفر علی خان:

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ بطحا کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

امت مسلمہ ذاتِ رسالت مآب ﷺ کی ادنیٰ سی گستاخی بھی برداشت نہیں کر سکتی، تاریخ میں مسیلمہ کذاب سے لے کر راج پال تک، شاتمانِ رسول عبرت ناک انجام سے دو چار ہوتے رہے ہیں---سلمان رشدی بھی اہانت رسول کے جرم میں جہنم رسید ہو کر رہے گا اور شمع رسالت کا کوئی پروانہ پھر سے غازی علم الدین شہید کا مقدس کردار ادا کرتے ہوئے تاریخ میں ان مٹ نقوش ثبت کر جائے گا---

ہم توڑ پھوڑ اور قانون شکنی کے سخت مخالف ہیں، لیکن مثبت انداز میں جدوجہد کو مستحسن سمجھتے ہیں---

اس سلسلے میں عوام سے زیادہ حکومت پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے، مگر اس مہم کا افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ لیڈرانِ قوم اور مسلمان حکومتیں اپنے مادی مفادات کی خاطر مصلحتوں کا شکار ہیں اور سفارتی سطح پر جس قسم کے اقدامات کی ضرورت ہے، ان سے پہلو تہی کی جا رہی ہے--- برطانوی ٹی وی پر عرب شہزادی کی موت پر فلم دکھانے کی وجہ سے سعودی حکومت برطانیا سے سفارتی تعلقات منقطع کر سکتی ہے تو حضور ﷺ کی عزت وحرمت کے تحفظ کے لیے مسلم حکومتوں کو اس سے زیادہ غیرت وحمیت کا مظاہرہ کرنا چاہیے---

حکومت پاکستان کو جہاں عالمی سطح پر 'شیطان کی کتاب' کے خلاف ہونے والی جدوجہد میں بھرپور کردار ادا کرنا چاہیے، وہاں اندرون ملک چھپنے والی کتابوں پر بھی نظر رکھنی چاہیے--- یہ کتنی مضحکہ خیز بات ہے کہ ماضی کی 'اسلامی حکومت' میں ایسی دو کتابوں کو مستحق انعام قرار دیا گیا جن میں نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کے بارے میں توہین آمیز جملے تھے--- ان میں مارٹن کی انگریزی تصنیف 'محمد' کو سیرت پر کسی غیر مسلم کی بہترین کتاب قرار دیتے ہوئے ہجرہ کونسل آف پاکستان کی طرف سے ستر ہزار روپے

انعام دیا گیا، اسی طرح عیسائی مصنف کی کتاب 'اے لیمپ سپریڈنگ لائٹ' کو وزارت مذہبی امور کی طرف سے قومی ایوارڈ دیا گیا---

ہمارا مطالبہ ہے کہ حکومتی سطح پر ان لوگوں کے خلاف کارروائی کی جائے جنہوں نے ان کتابوں کو مستحق اعزاز قرار دیا--- حقیقت یہ ہے کہ اس وقت ملک میں ایسی متعدد کتابیں شائع اور فروخت ہو رہی ہیں جن میں بانی اسلام، اسلامی شعائر اور مقدس شخصیات کے بارے میں اہانت آمیز انتہائی قابل اعتراض مواد موجود ہے---

ہمارے ہاں کچھ مغرب زدہ لوگ خود کو لبرل ثابت کرنے کے لیے ایسی حرکات کرتے ہیں اور بعض لوگ مذہب کی آڑ میں علم و تحقیق کے نام پر ایسی عبارات بالقصد یا بلاقصد لکھ جاتے ہیں جن سے اہانت کا پہلو نکلتا ہے---

ہم پہلے بھی اپنے مجلّہ (ماہ نامہ نور الحبیب، بصیر پور) میں گستاخانِ رسول کو عبرت ناک سزا دینے کے لیے سخت سے سخت تر قانون کی ضرورت پر زور دیتے رہے ہیں--- حکومت کو چاہیے کہ مختلف مکاتب فکر کے ذمہ دار علماء پر مشتمل ایک سپریم کونسل تشکیل دے جو سرکاری سطح پر چھان پھٹک کر کے ایسی تمام کتابیں جن میں اللہ تعالیٰ، سرکار رسالت مآب ﷺ، خلفاء راشدین، صحابہ کرام، امہات المؤمنین، اہل بیت اطہار (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)، مقتدایانِ امت اور اسلامی عبادات و شعائر کے بارے میں صراحۃً یا کنایۃً گستاخی کی گئی ہو، ضبط کرے اور ان کے مصنفین و ناشرین کے خلاف کارروائی عمل میں لائے---

بعض وہ کتابیں جو برصغیر میں وجہ نزاع بنی ہوئی ہیں، ان کی تمام قابل اعتراض عبارتیں حذف کر دی جائیں تاکہ فرقہ واریت کم ہو اور اتحاد و اتفاق پیدا ہو سکے---

ان اقدامات کے بعد ہی ہم عالمی سطح پر گستاخانِ رسول کے خلاف زیادہ مؤثر اور مضبوط انداز میں اپنا موقف پیش کر سکیں گے، ورنہ ایسی کتابوں کی موجودگی میں تو غیر مسلموں کو طعن زنی اور خندۂ استہزاء کا موقع ہی ملے گا---

لب پر نعتِ پاک کا نغمہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے
میرے نبی سے میرا رشتہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے
پست وہ کیسے ہوسکتا ہے جس کو حق نے بلند کیا
دونوں جہاں میں اُن کا چرچا کل بھی تھا اور آج بھی ہے
بتلا دو گستاخِ نبی کو غیرتِ مسلم زندہ ہے
اُن پر مر مٹنے کا جذبہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے
اور کسی جانب کیوں جائیں اور کسی کو کیوں دیکھیں
اپنا سب کچھ گنبد خضرا کل بھی تھا اور آج بھی ہے
فکر نہیں ہے ہم کو کچھ بھی دُکھ کی دھوپ کڑی تو کیا
ہم پر اُن کے فضل کا سایہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے
جن آنکھوں سے طیبہ دیکھا وہ آنکھیں بے تاب ہیں پھر
ان آنکھوں میں ایک تقاضا کل بھی تھا اور آج بھی ہے
اُن کے در سے سب ہو آئے جا نہ سکا تو ایک صبیحؔ
یہ کہ اک تصویرِ تمنا کل بھی تھا اور آج بھی ہے

صبیح رحمانی

تحفظ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

توہین رسالت پر مبنی

انتہائی گستاخانہ خاکوں اور شر انگیز فلم

بنانے کی ناپاک جسارت پر ''نور الحبیب'' کا اداریہ

شرق سے لے کر غرب تک پوری امت مسلمہ غم والم کی دردناک کیفیت میں مبتلا ہے، ہر غیور مسلمان تڑپ رہا ہے، کلپ رہا ہے اور اپنی بے کسی اور بے بسی پر خون کے آنسو رو رہا ہے--- ہر دردمند محبّ رسول کا دل شق، جگر چھلنی اور انگ انگ زخمی ہے--- یہ کوئی معمولی حادثہ نہیں، ایک ناقابل برداشت بہت بڑا سانحہ ہے کہ محسن انسانیت، رحمت عالم، اللہ کے حبیب، انبیاء ورسل کے قائد وامام، نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے مکروہ شیطانی سازش کی گئی--- وہ جانِ لطافت تو ایسے پیکر نور ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا سایہ بھی نہیں بنایا، چہ جائیکہ اس اطیب واطہر ہستی کے بارے میں انتہائی شرانگیز اور توہین آمیز فلم بنانے کی گھناؤنی حرکت اور ناپاک جسارت کی جائے---

توہین رسالت پر مبنی امریکہ میں بنائی جانے والی یہ فلم ''انوسنس آف مسلمز''

(Innocence of Muslims) اسرائیلی نژاد امریکی باشندے سام باسل نے ڈائریکٹ کی ہے--- یہ گستاخانہ فلم ایک سو یہودی تاجروں کے تعاون سے پچاس لاکھ ڈالر کی لاگت سے تیار کی گئی--- ٹیری جونز نامی ایک امریکی پادری نے فلم کی پروموشن میں رول ادا کیا--- یہ وہی ملعون پادری ہے جس نے گزشتہ سال قرآن پاک جلانے کے مقابلے کا اعلان کرکے مسلمانوں کے جذبات کو مشتعل کرتے ہوئے عالمی امن کو تہ و بالا کیا--- دنیا بھر میں پائے جانے والے شدید ردعمل کی وجہ سے وقتی طور پر اس نے قرآن سوزی کے اس ناپاک منصوبے کو ترک کر دیا، مگر کچھ ہی عرصہ بعد اس نے قرآن کریم جلانے کی انتہائی مذموم حرکت کا ارتکاب کرکے پھر سے امت مسلمہ کے جذبات کو مجروح کیا--- اس پر مسلم برادری کے بھرپور احتجاج کے باوجود امریکی حکومت نے اس ملعون کا کوئی نوٹس نہ لیا--- اب اسی مردود پادری ٹیری جونز نے اس گستاخانہ فلم کی تشہیر کرکے اپنے خبث باطن کا ثبوت دیا--- اس انگریزی فلم کا عربی ترجمہ کرکے یوٹیوب پر لوڈ کیا گیا تو اوّلاً عرب دنیا بالخصوص لیبیا، مصر، شام اور یمن میں شدید ردعمل سامنے آیا، بعد ازاں بنگلہ دیش، پاکستان، افغانستان، بھارت، تیونس اور دیگر خطوں میں رہنے والے مسلمانوں نے غیرت ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بھرپور احتجاج کیا اور یہ سلسلہ ابھی جاری ہے---

اس ناپاک جسارت کی سنگینی کا احساس کرکے مسلم حکمرانوں کو غیرتِ ایمانی کا ثبوت دیتے ہوئے جس شدید ردعمل کا فوری اظہار کرنا چاہیے تھا اور سفارتی سطح پر متفقہ طور پر جس طرح کے غیرت مندانہ ایمانی اقدام کی ضرورت تھی، اس میں تساہل برتا گیا--- حکومت پاکستان نے تو ایمانی تقاضے اور عوامی مطالبے کے باجود یوٹیوب پر پابندی عائد کرنے میں انتہائی غفلت کا مظاہرہ کیا اور کم و بیش سات روز بعد سپریم کورٹ کے حکم پر پابندی عائد کی--- اسی طرح عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نہ تھمنے والے جذبات سے مجبور ہو کر حکومت نے ''یوم عشق رسول'' منانے کا

ایک اقدام تو کیا لیکن اس میں بھی روایتی رسمی عامیانہ انداز میں تعطیل کے اعلان اور صرف وزیراعظم ہاؤس میں خطاب پر اکتفا کیا گیا--- جب کہ ضرورت اس امر کی تھی کہ اس فلم کے منظر عام پر آنے کے فوراً بعد ذمہ داری سے کام لیتے ہوئے سفارتی سطح پر شدید ردعمل کا مظاہرہ کیا جاتا---صدر پاکستان قوم سے خطاب کرتے اور وزیراعظم و دیگر وزراء تحفظ ناموس رسالت ریلیوں میں شامل ہوکر غیرت ایمانی کا ثبوت دیتے--- مگر یہاں تو امریکی غلامی اور معذرت خواہانہ رویہ کی انتہا ہے کہ ابھی وزیراعظم کی یوم عشق رسول کے موقع پر کی گئی تقریر کی صدائے بازگشت ختم نہیں ہوئی تھی کہ جب ایک حکومتی اتحادی وزیر غلام احمد بلور نے فلم ساز کے سر کی قیمت لگادی، تو حکومتی ایوانوں میں تھرتھلی مچ گئی اور وزیراعظم کی طرف سے اس بیان سے لاتعلقی کا اظہار ضروری گردانا گیا---

امریکہ میں بنائی جانے والی یہ انتہائی گھٹیا، مکروہ، گمراہ کن فلم اور اس سے پہلے ۲۰۰۵ء میں کارٹونوں کی بار بار اشاعت اور ابھی ۱۹ ستمبر ۲۰۱۲ء کو فرانس کے جریدے چارلی ہیڈو میں گستاخانہ خاکوں کی اشاعت محض اتفاقی امر نہیں، ایک سوچی سمجھی سازش اور اس نفرت کی آئینہ دار ہے، جو یہود نواز عیسائی یورپ نبی رحمت ﷺ، قرآن، اسلام اور عالم اسلام کے بارے میں رکھتا ہے---

امریکہ اور دیگر یورپی ممالک مسلمانوں کی مقدس اور پہلے انبیاء کی مصدق کتاب قرآن کریم کی توہین اور شان رسالت مآب ﷺ کی گستاخی کو آزادی اظہار کا نام دیتے ہیں---

ایک طرف تو آزادیٔ اظہار رائے کی آڑ میں مسلمانوں کے ایمانی و روحانی مرکز ہادیٔ برحق ﷺ کی ذات بابرکات کے حوالے سے ڈیڑھ ارب مسلمانوں کے جذبات کچلنے اور ان کی دل شکنی کا مکروہ عمل تسلسل کے ساتھ جاری ہے مگر دوسری طرف یورپی دہرے معیار کا یہ عالم ہے کہ جنگ عظیم دوم میں ہولوکاسٹ (یہودیوں کا قتل عام)

کی تعداد کو خلاف واقعہ اور مبالغہ آمیزی قرار دینے والے ممتاز برطانوی تاریخ دان ڈیوڈ ہارونگ کو مقدمات کا سامنا کرنا پڑا اور اس کے اظہارِ حقیقت کو یہودیوں کی دل آزاری قرار دے کر اسے دس سال قید کی سزا سنائی گئی اور وہ آج بھی آسٹریا کی جیل میں قید و بند کی صعوبتیں جھیل رہا ہے، مگر توہین رسالت کے مرتکب شیطنت صفت سلمان رشدی، تسلیمہ نسرین اور ڈینش اخبار کے کارٹونسٹ اور ایڈیٹر کی حوصلہ افزائی اور انھیں مکمل تحفظ فراہم کیا جا رہا ہے اور اب امریکی گستاخانہ فلم بنانے اور اس کی تشہیر کرنے والے ملعونین کے احمقانہ فعل کو ان کا ذاتی عمل قرار دے کر ان پر مقدمہ نہ چلانا اور فلم پر پابندی لگانے سے انکار کی صورت میں ان کی بالواسطہ اور بلاواسطہ حمایت، یورپ کی دوعملی کی واضح مثال ہے---

توہین آمیز کارٹونوں کی اشاعت پر پوری امت مسلمہ سراپا احتجاج ہے مگر امریکی صدر نے ابھی تک امت مسلمہ سے معافی مانگنے یا معذرت خواہ ہونے کی ضرورت محسوس نہیں کی---اب یہ بات طے سمجھی جانی چاہیے کہ تہذیبوں کے تصادم کی ابتدا ہو چکی ہے---9/11 کے بعد صدر بش کی زبان سے کروسیڈ (صلیبی جنگ) کا لفظ اتفاقیہ نہیں نکل گیا تھا---

افغانستان اور عراق کے نہتے مسلمانوں پر آتش و آہن کی بارش اور لاکھوں بے گناہ افراد کا قتل عام اسلام، قرآن اور رحمۃ للعالمین ﷺ کی توہین پر مبنی اقدامات کا تسلسل اسی سلسلہ کی کڑی ہے--- عالمی صہیونی لابی اور امریکی استعمار اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود مسلمانوں کو دہشت گرد ثابت کرنے میں ناکامی کے بعد اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آئے ہیں اور گوانتاناموبے میں قرآن کریم کی بے حرمتی اور ٹیری جونز کی وساطت سے قرآن سوزی اور گستاخانہ خاکوں کی اشاعت کے ذریعے پوری امت مسلمہ کے جذبات مجروح کرنے کے بعد اب امریکی نژاد ملعونوں نے دل آزار فلم بنا کر حضور فداہ روحی کی شان میں گستاخی کا ارتکاب کیا ہے، جس سے

ان کے مکروہ عزائم آشکار ہو گئے ہیں---

مغرب نے شائستگی اور انسانی قدروں کو پامال کرتے ہوئے توہین آمیز کارروائیوں سے مسلمانوں کے خلاف جاری ''کروسیڈ'' کے شعلوں کی شدت میں مزید اضافہ کر دیا ہے--- ردعمل کے طور پر مسلمانوں کے جذبات فطری اور غیرت ایمانی کا اظہار ہیں--- عالم کفر نے ہماری غیرتِ ایمانی کو للکارا ہے، اس معاملہ میں تمام تر عملی کوتاہیوں کے باوجود کوئی مسلمان کسی لچک دکھانے کا تصور بھی نہیں کر سکتا--- رسالت مآب ﷺ کی محبت ہمارا ایمانی سرمایہ ہے--- امت مسلمہ کا بچہ بچہ ناموس رسالت کے لیے کٹ مرنے کو تیار ہے:

رسول اللہ کی عزت کی خاطر اہل ایماں کو
کفن پہنے ہوئے میدان میں آنا بھی آتا ہے

---ooo---

مسلماں لاکھ بودے ہوں مگر نام محمد ﷺ پر
خوشی سے اب بھی حاضر ہیں وہ اپنے سر کٹانے کو

مسلم عوام ایک نئے ایمانی ولولے اور سرفروشی کے جذبے سے سرشار ہے--- کاش مسلم حکمران بھی اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کریں اور غیرت ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے سفارتی سطح پر مشترکہ اقدامات کریں--- اب عوامی احتجاج کے پیش نظر بعض اقدامات کیے جا رہے ہیں، لیکن مزید جرأت مندانہ انداز اپنانے کی ضرورت ہے---

۵۵ رسے زائد مسلمان ریاستوں، سوا ارب سے زائد مسلمانوں اور ایٹمی پاکستان کی موجودگی میں توہین رسالت کا مکروہ فعل جاری ہے--- اس کی بڑی وجہ باہمی بے اتفاقی ہے اور یوں ڈیڑھ ارب کے لگ بھگ مسلمان کھس اور خس و خاشاک کی طرح بکھرے ہوئے ہیں--- حیرت ہے کہ اس قدر اہم ترین غیرت ایمانی سے متعلق غیر معمولی مسئلے پر کسی مسلمان حکومت کی طرف سے نتیجہ خیز موثر احتجاج سامنے آیا اور

نہ ہی او آئی سی کا اجلاس بلایا گیا ہے---امت مسلمہ کے اس واحد فورم کو فعال بنانے کی ضرورت ہے، توہین کے مرتکب ممالک کے خلاف مؤثر حکمت عملی کے لیے ہنگامی طور پر او آئی سی کا اجلاس طلب کرنا چاہیے---وقت کا تقاضا ہے کہ مسلم امہ مشترکہ حکمت عملی اختیار کرے اور اجتماعیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اقوام متحدہ، ہیومن رائٹس کمیشن، یورپی یونین اور دیگر بین الاقوامی اداروں کو اس بات پر آمادہ کیا جائے کہ وہ حقوق انسانی کے چارٹر کا ازسرنو جائزہ لے کر تمام انبیاء کرام، تمام الہامی مذاہب اور تمام مقدس کتب کی توہین کے لیے سزاؤں کا تعین کر کے ان کو بین الاقوامی عدالت کے سپرد کرے---اسی طرح اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں مسلمانوں کے لیے مسلم آبادی کی بنیاد پر ویٹو پاور کی حامل ایک مستقل نشست کا مطالبہ کیا جانا چاہیے---اس سلسلے میں حکومت پاکستان کو کلیدی کردار ادا کرنا چاہیے---مسلم امہ اجتماعی طور پر گستاخی کے مرتکب ممالک خصوصاً امریکہ کا مکمل اقتصادی بائیکاٹ کرے اور سیاسی، سفارتی اور اقتصادی دباؤ کے ذریعے ان ممالک سے یہ یقین دہانی حاصل کرے کہ وہ توہین کے مرتکب افراد کو قرار واقعی سزا دیں گے اور آئندہ کسی ناپاک جسارت کی اجازت نہیں دیں گے---

عالمی سطح کے علاوہ اندرون ملک بھی ہمیں مثالی اتحاد و یگانگت کا مظاہرہ کرنا چاہیے اور محبت رسول کے رشتہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے پرامن احتجاج جاری رکھنا چاہیے---اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو سربلندی عطا فرمائے---

آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسٓ صلّی اللّٰہ و بارك و سلم علٰی سیدنا محمد و علٰی آلہ و اصحٰبہ اجمعین

ناموسِ رسالت
عالم عرب کے چند مقبول نعرے

یہود و نصاریٰ شروع سے ہی اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے خلاف سازشوں میں مصروف رہے ہیں--- ڈنمارک کے اخبار جولانڈز پوسٹن (Jyllands-Posten) میں حالیہ توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کے بعد یہ حقیقت ایک بار کھل کر سامنے آ گئی ہے کہ یہود و نصاریٰ ملت اسلامیہ کے دوست اور خیر خواہ نہیں ہو سکتے ---

ان خاکوں کے ردِ عمل کے طور پر پوری دنیا کے مسلمانوں نے غیرتِ ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے زبردست احتجاجی مظاہروں کا اہتمام کیا، جس سے اہل مغرب پر یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ مسلمان سب کچھ برداشت کر سکتے ہیں، لیکن اپنے رسول ﷺ کی توہین کسی صورت بھی برداشت نہیں کر سکتے ---

اہانت آمیز خاکوں کے خلاف پوری دنیا کے مسلمانوں نے اپنے اپنے انداز میں

احتجاج کیا، دیگر ممالک کی طرح عالم عرب میں بھی شدید احتجاجی مظاہرے ہوئے، جلوسوں میں بینرز کے علاوہ لوگوں نے اپنی گاڑیوں، گھروں اور دکانوں پر بھی سٹکرز اور کتبے لگائے، جن میں درج ذیل نعرے بطور خاص مقبول ہوئے:

بِاَبِیْ وَ اُمِّیْ اَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ---

''یارسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان''---

کُلُّنَا فِدَاکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ---

''یارسول اللہ! ہم سب آپ پر فدا''---

اَحْبَبْنَاکَ وَ آمَنَّا بِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ---

''یارسول اللہ! ہم آپ پر ایمان رکھتے ہیں اور آپ سے محبت کرتے ہیں''---

اَلرَّسُوْلُ قُدْوَتُنَا---

''رسول اللہ ﷺ ہمارے قائد ورہنما ہیں''---

شَلَّتْ یَدُ مَنْ یُّسِیْءُ اِلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ---

''یارسول اللہ! جو آپ سے سوء ادب کا مرتکب ہو، اس کا ہاتھ شل (ناکارہ) ہو جائے''---

اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَر---

''یقیناً آپ کا دشمن ہر خیر سے محروم ہے''---

اَرْوَاحُنَا اَبْنَاؤُنَا اَمْوَالُنَا فِدَاکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ---

''یارسول اللہ! ہماری جانیں، ہمارے بچے اور ہمارے مال آپ پر فدا''---

تن، من، دھن آپ ﷺ پر فدا

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰه---

''اگر تم آپ کی مدد نہیں کرو گے، پھر یقیناً اللہ تعالیٰ تو آپ کا حامی و ناصر اور مددگار رہے ہی''---

اِلَّا رَسُوْلَ اللّٰه---

''ہمارا مقصود صرف اللہ کے رسول ہیں''---

ع: مسلم کے واسطے ہیں خدا کے رسول بس

نُحُوْرُنَا دُوْنَ نَحْرِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه---

''یا رسول اللہ! ہمارے سینے آپ کے سینۂ اقدس کے آگے حفاظتی باڑ ہیں''---

ہم عظمت رسول کے----- پاسباں ہیں پاسباں

یہ اور اس قسم کے ایمان افروز نعروں کی بہار سعودی عرب سمیت تمام عالم عرب میں قابل مشاہدہ تھی--- یہ ایمان افروز نعرے ماہ نامہ منار الاسلام، متحدہ عرب امارات، مارچ ۲۰۰۶ء کے سرورق سے لیے ہیں---

اہلِ بیت اطہار رضی اللہ عنہم

مدحت سرا نبی کے ہیں جنّ و بشر سبھی
جبریل علیہ السلام ہیں یکے ز غلامانِ مصطفیٰ
زہرا کلی، حسین و حسن (رضی اللہ عنہم) جس کے پھول ہیں
کتنا حسین تر ہے گلستانِ مصطفیٰ
اللہ رے یہ عظمت و توقیرِ اہلِ بیت
ہیں فاطمہ، حسین و حسَن (رضی اللہ عنہم) جانِ مصطفیٰ

[نوریؔ]

رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی اور آپ کی محبت اساسِ ایمان ہے---
اس محبت و تعلق میں جس قدر اضافہ ہوگا، ایمان اسی قدر پختہ اور کامل ہوتا چلا جائے گا---
محبت کا تقاضا ہے کہ محبوب سے نسبت رکھنے والی ہر چیز سے محبت رکھی جائے---
اس کے یاروں سے محبت، اس کے پیاروں سے محبت، اس کے وطن سے محبت، اس کی
گلیوں کے ذرّوں اور سنگ ریزوں سے محبت کی جائے---محبّ کو تو اپنے محبوب کی
نسبت سے غرض ہوتی ہے--- جہاں اسے اس کی معمولی سی جھلک دکھائی دے،
محبت بے چین ہو جاتی ہے--- اسے محبوب کی گلی کا کتا بھی نظر آ جائے تو دیوانہ وار
اس کے قدم چومے اور اس کے آگے اپنا دامن بچھائے بغیر اس کی محبت کو

تسکین نہیں ملتی--- پھر وہ ملامت کرنے والوں کو قیس عامری (مجنوں) کی زبان میں یوں جواب دیتا ہے:

فَقَالَ دَعُوا الْمَلَامَةَ إِنَّ عَيْنِي
رَأَتْهُ مَرَّةً فِي حَيِّ لَيْلَى [۱]

''طعنہ زنی چھوڑ دو، (کتے کی تعظیم اس لیے بجالا رہا ہوں کہ) میری آنکھوں نے ایک مرتبہ اس کتے کو لیلیٰ (محبوبہ) کی گلی سے گزرتے دیکھا ہے''---

محبت کی یہی دیوانگی ووارفتگی کبھی اسے کھنڈرات اور ٹوٹے پھوٹے آثار کو چومنے اور اینٹوں اور پتھروں کو بوسہ دینے پر مجبور کرتی ہے---قیس العامری نے کیا خوب کہا ہے:

أَمُرُّ عَلَى الدِّيَارِ دِيَارِ لَيْلَى
أُقَبِّلُ ذَا الْجِدَارَ وَذَا الْجِدَارَا
وَمَا حُبُّ الدِّيَارِ شَغَفْنَ قَلْبِي
وَلٰكِنْ حُبُّ مَنْ سَكَنَ الدِّيَارَا [۲]

''لیلیٰ کی بستی کے پاس سے گزرتا ہوں تو کبھی اس دیوار کو چومتا ہوں اور کبھی اس دیوار کو--- مجھے ان گھروں کے در و دیوار اور پتھروں کی محبت نے نہیں، بلکہ اس محبوب کی محبت نے میرے دل کو فریفتہ و دیوانہ کر دیا ہے، جو کبھی یہاں سکونت پذیر رہ چکا ہے'' (دراصل یہی تقاضائے محبت مجھے در و دیوار اور کھنڈرات کو چومنے پر مجبور کر رہا ہے)---

جب عام محبت کا یہ دستور ہے تو اس جانِ محبت، جانِ رحمت، جانِ ایقان، جانِ ایمان اور محبوبِ ربِ رحمان، سید الانس والجان کی محبت کس درجہ سچی اور سچی ہونی چاہیے--- اس حسن مجسم، محسن اعظم اور سراپا رحمت و نعمت ﷺ سے تعلق و نسبت کا کیا تقاضا بنتا ہے؟---

ہر ذی شعور اس کا اندازہ بہ خوبی کر سکتا ہے---

ایمان کا تقاضا ہے کہ حضور ﷺ سے ادنیٰ تعلق رکھنے والی چیز سے بھی محبت کی جائے--- چہ جائے کہ وہ ہمہ وقت قرب و معیت کے مزے لوٹنے والے اصحاب ہوں یا دامان مصطفیٰ ﷺ میں تربیت پانے والے گھر کے افراد (اہل بیت)--- ان سب سے محبت رکھنا رسول اللہ ﷺ سے محبت کا بدیہی و لازمی نتیجہ ہے--- اس پر مستزاد یہ کہ آپ ﷺ بحکم الٰہی یہ اعلان فرما رہے ہیں:

قُلْ لَّا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى---[۳]

''آپ فرمائیے! میں تم سے (اس دعوت حق) پر کوئی معاوضہ نہیں مانگتا، بجز قرابت کی محبت کے''---

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کہ ''قُرْبٰى'' سے مراد آل محمد (ﷺ) ہے---[۴]

مفسر قرآن حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کے قرابت دار کون ہیں، جن کی محبت ہم پر واجب ہے؟---فرمایا:

عَلِيٌّ وَ فَاطِمَةُ وَ ابْنَاهُمَا---[۵]

''علی، فاطمہ اور ان کے دونوں صاحب زادے حسن اور حسین رضی اللہ عنہم''---

حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

''سورۂ شوریٰ جمہور کے نزدیک مکیہ ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ایک قول میں اس کی چار آیتیں مدینہ طیبہ میں نازل ہوئیں، جن میں پہلی آیت قل لا اسئلکم علیه اجرا .... الخ ہے---[۶]

آیت کے مدنی ہونے کی صورت میں معنیٰ واضح ہے، جب کہ مکی ہونے کی صورت میں

اسے آنے والے واقعات کی (غیبی) خبر پر محمول کیا جائے گا---[۷]

آیت میں القربیٰ سے مراد اہل بیت اطہار ہوں یا اَلسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ[۸] ''اور آگے رہنے والے آگے رہنے والے ہیں---وہی اللہ تعالیٰ کے مقرب بارگاہ ہیں'' کے تحت قرب والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرب اور تعلق کی وجہ سے سبھی مستحق تعظیم وتوقیر ہیں اور ان سے محبت رکھنا ضروری ہے---[۹]

آیتِ تطہیر

اہل بیت کرام، وہ طیب و طاہر اور برگزیدہ ہستیاں ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے اعتقادی، عملی اور اخلاقی برائیوں سے منزہ ومحفوظ رکھا---قرآن کریم میں ہے:

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا---[۱۰]

''اے نبی کے گھر والو! اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے دور کردے ہر قسم کی ناپاکی کو اور تمہیں اچھی طرح پاک کر کے خوب پاکیزہ کردے''---

اس آیت مبارکہ میں اہل بیت کرام کی عظیم مدح وثنا اور ان کی طہارت کا اعلان ہے---

ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیاہ اونی چادر اوڑھی ہوئی تھی:

فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَاَدْخَلَهٗ ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهٗ ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَاَدْخَلَهَا ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَاَدْخَلَهٗ ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا---[۱۱]

''حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما آئے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو چادر میں داخل کیا، پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ آئے اور چادر میں داخل ہو گئے، پھر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو چادر میں لے لیا--- پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے، آپ نے ان کو بھی چادر میں داخل کر لیا، پھر یہ آیت (تطہیر) تلاوت فرمائی''---

ان کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیاں
آیۂ تطہیر سے ظاہر ہے شان اہل بیت [۱۲]

مفسرین کرام بیان فرماتے ہیں، اس آیت تطہیر میں اھل البیت سے، اہل بیتِ مسکن (ازواج مطہرات) اور اہل بیتِ نسب، خصوصاً اہل عبا (جنہیں چادر میں ڈھانپ لیا) سبھی مراد ہیں---سیدی حضرت صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''دولت سرائے اقدس کے سکونت رکھنے والے اس آیت میں داخل ہیں کیوں کہ وہی اس کے مخاطب ہیں۔ چوں کہ اہل بیت نسب کا مراد ہونا مخفی تھا، اس لیے آں سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اس فعل مبارک سے بیان فرما دیا کہ مراد اہل بیت سے عام ہے، خواہ بیت مسکن کے اہل ہوں، جیسے کہ ازواج یا بیتِ نسب کے اہل: بنی ہاشم و مطّلب''---[۱۳]

آیتِ مباہلہ

اہل بیت اطہار کی تعظیم اور ان سے محبت و مودت اس لیے بھی ضروری ہے کہ انہیں سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قربت کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے بڑی عظمت و رفعت سے

نوازا ہے، جس کا اظہار اس آیت مبارکہ سے بھی ظاہر ہے، جسے آیت مباہلہ کہا جاتا ہے---
اس کا شان نزول یہ ہے کہ نجران کے نصاریٰ (عیسائیوں) کا ایک وفد حضور ﷺ سے مناظرہ کرنے مدینہ منورہ آیا، آپ ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں درست عقیدہ بیان فرمایا کہ وہ نہ خدا ہیں نہ خدا کے بیٹے، بلکہ اللہ کے بندے، اس کے رسول اور حضرت مریم کے بیٹے ہیں--- حضور سید عالم ﷺ نے دلائل سے ان کے تمام باطل شبہات کا ازالہ کیا مگر وہ اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہے تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان سے مباہلہ کی طرف رہنمائی فرمائی:

فَمَنْ حَاجَّكَ فِيْهِ مِن بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنفُسَنَا وَأَنفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَل لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ--- [۱۴]

"پھر اے محبوب! جو لوگ عیسیٰ (علیہ السلام) کے بارے میں آپ سے حجت بازی کریں، اس کے بعد کہ آپ کے پاس علم آ گیا، تو ان سے فرما دو، آؤ! ہم بلائیں اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو اور اپنے آپ کو بھی اور تمہیں بھی، پھر بڑی عاجزی سے اللہ تعالیٰ کے حضور التجا کریں، پھر بھیجیں اللہ کی لعنت جھوٹوں پر"---

یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو حضور ﷺ، حضرت امام حسین کو گود میں لیے، حضرت حسن کی انگلی پکڑے ہوئے تشریف لائے--- حضرت علی اور حضرت فاطمہ، حضور ﷺ کے پیچھے پیچھے تھے--- آپ ﷺ ان سے فرما رہے تھے، جب میں دعا کروں تم سب آمین کہنا، نصاریٰ کے سردار نے کہا:

اِنِّیْ لَاَرٰی وُجُوْهًا لَوْ سَأَلُوا اللّٰهَ اَنْ يُّزِيْلَ جَبَلًا مِّنْ مَّكَانِهٖ لَاَزَالَهٗ---

''اے نصاریٰ کی جماعت! میں ایسے (نورانی) چہروں کو دیکھ رہا ہوں کہ اگر وہ اللہ سے دعا کردیں کہ وہ پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹا دے، تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا کو قبول فرما کر پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹا دے گا---لہٰذا تم ان سے ہرگز مباہلہ نہ کرو، ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور قیامت تک روئے زمین پر کوئی عیسائی باقی نہ بچے گا''---

چناں چہ انہوں نے جزیہ دینا قبول کرلیا اور مباہلہ کیے بغیر واپس چلے گئے---

حضور ﷺ نے فرمایا:

اللہ کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، اللہ تعالیٰ کا عذاب اہل نجران کے بالکل قریب آ پہنچا تھا---اگر یہ مباہلہ کرتے تو انہیں بندر اور خنزیر بنا دیا جاتا اور عذاب الٰہی کی آگ سے ان کے جنگلوں میں آگ بھڑکتی رہتی اور ایک سال کے اندر اندر تمام عیسائی نیست و نابود ہو جاتے---[۱۵]

اہل بیت کے لیے درود

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو درود بھیجنے کا حکم دیا:

إِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا---[۱۶]

''بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی (مکرم) پر، اے ایمان والو! تم بھی آپ (ﷺ) پر درود بھیجا کرو اور (بڑے ادب و محبت سے) سلام عرض کیا کرو''---

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ہم نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ تو ہم نے جان لیا کہ (التحیات میں) سلام کیسے عرض کریں؟--- اب یہ وضاحت بھی فرما دیں کہ آپ ﷺ پر درود کس طرح پڑھیں؟--- آپ ﷺ نے فرمایا، تم کہو:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ---[۱۷]

''اے اللہ! محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کی آل پر درود بھیج، جس طرح تو نے حضرت ابراہیم اور ان کی آل پر درود بھیجا--- بے شک تو لائقِ ستائش اور بزرگ ہے''---

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ پر درود کی کیفیت پوچھی، تو آپ ﷺ نے اہل بیت کو بھی درود میں شامل فرمایا--- نیز ایسے درود کو آپ ﷺ نے ناقص قرار دیا، جس میں اہل بیت شامل نہ ہوں--- آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا تُصَلُّوْا عَلَیَّ الصَّلٰوۃَ الْبُتْرَاءَ فَقَالُوْا وَ مَا الصَّلٰوۃُ الْبُتْرَاءُ؟ قَالَ: تَقُوْلُوْنَ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ تُمْسِکُوْنَ، بَلْ قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ---[۱۸]

''میرے اوپر ناقص درود نہ بھیجا کرو--- عرض کیا گیا، ناقص درود کون سا ہے؟--- فرمایا: تم ''اللّٰھم صل علی محمد'' کہہ کر رک جاؤ، بلکہ یوں کہا کرو ''اللّٰھم صل علی محمد و علی آل محمد''---

معلوم ہوا کہ آل کا نام لیے بغیر درود ناقص ہے--- اللہ اللہ! کیا مقام ہے، اہل بیت کرام کا، کہ نماز ایسی اہم عبادت میں بھی ان پر درود کو لازم قرار دیا گیا، تو پھر ان نفوس قدسیہ کی محبت کو کیوں کر لابدی قرار نہ دیا جائے--- امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا ہے:

یَـا آلَ بَـیـْتِ رَسـول اللّٰـهِ حُبُّـكُمْ
فَـرْضٌ مِّنَ اللّٰـهِ فِـی الْقُـرْآنِ اَنْـزَلَـهٗ
یَـكْفِیْـكُمْ مِّنْ عَظِیْمِ الْقَدْرِ اَنَّـكُمْ
مَن لَّـمْ یُصَلِّ عَلَیْـكُمْ لا صَلٰوةَ لَـهٗ [۱۹]

''اے رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت! اللہ تعالیٰ نے اپنے نازل کردہ قرآن کریم میں آپ کی محبت کوفرض قرار دیا ہے---تمہاری قدرومنزلت کے لیے یہی کافی ہے کہ جوشخص تم پر درود نہ پڑھے اس کی نماز ہی کامل نہیں ہوتی''---

احادیث اورحب اہل بیت

رسول اللہ ﷺ نے اپنے اہل بیت اطہار کی محبت اوران کے ادب واحترام کا تاکیدی حکم فرمایا---حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے،حضور ﷺ نے فرمایا:

اَحِبُّوا اللّٰهَ لِمَا یَغْذُوكُمْ مِنْ نِعَمِهٖ وَ اَحِبُّوْنِیْ بِحُبِّ اللّٰهِ وَ اَحِبُّوْا اَهْلَ بَیْتِیْ بِحُبِّیْ---[۲۰]

''اللہ تعالیٰ سے محبت کرو،کہ تمہیں اپنے انعامات سے نوازتا ہے---اورمحبت الٰہیہ کی وجہ سے میرے ساتھ محبت رکھواورمیری محبت کی بناپر میرے اہل بیت سے محبت کیا کرو''---

آپ ﷺ نے ارشادفرمایا:

اَدِّبُوْا اَوْلَادَكُمْ عَلٰی ثَلَاثِ خِصَالٍ: حُبِّ نَبِیِّكُمْ ، وَحُبِّ اَهْلِ بَیْتِهٖ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ---[۲۱]

''اپنی اولادکوتین خصلتیں سکھاؤ---اپنے نبی ﷺ کی محبت،

اہل بیت نبی کی محبت اور قرآن کریم کی قراءت''---

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَنَا تَارِکٌ فِیْکُمْ ثَقَلَیْنِ اَوَّلُهُمَا کِتَابُ اللّٰهِ فِیْهِ الْهُدٰی وَ النُّوْرُ فَخُذُوْا بِکِتَابِ اللّٰهِ وَ اسْتَمْسِکُوْا بِهٖ فَحَثَّ عَلٰی کِتَابِ اللّٰهِ وَ رَغَّبَ فِیْهِ ثُمَّ قَالَ وَ اَهْلُ بَیْتِیْ اُذَکِّرُکُمُ اللّٰهَ فِیْ اَهْلِ بَیْتِیْ اُذَکِّرُکُمُ اللّٰهَ فِیْ اَهْلِ بَیْتِیْ اُذَکِّرُکُمُ اللّٰهَ فِیْ اَهْلِ بَیْتِیْ---[۲۲]

''میں تم میں دو عظیم چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، ان میں پہلی کتاب اللہ ہے، جس میں ہدایت اور نور ہے، اس پر عمل کرو اور اسے مضبوطی سے تھام لو--- پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتاب اللہ پر عمل کی ترغیب دلانے کے بعد دوسری چیز کے بارے میں فرمایا:

یہ میرے اہل بیت ہیں۔ میں تمہیں اپنے اہل بیت کے متعلق اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتا ہوں--- میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتا ہوں--- میں تمہیں اپنے اہل بیت کے معاملے میں اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتا ہوں---

حب اہل بیت کے بغیر ایمان نامکمل

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اہل بیت کی محبت کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا--- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

لَا یُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ نَفْسِهٖ وَ تَکُوْنَ عِتْرَتِیْ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ عِتْرَتِهٖ وَ اَهْلِیْ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ اَهْلِهٖ وَ ذَاتِیْ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ ذَاتِهٖ---[۲۳]

''کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا، جب تک کہ میں اسے
اس کی جان سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں اور میری اولاد اس کو اپنی اولاد سے
زیادہ عزیز نہ ہو جائے، میرے اہل کو اپنے اہل سے زیادہ پیارا نہ جانے اور
میری ذات کو اپنی ذات سے زیادہ محبوب نہ سمجھے''---

روز قیامت محبّ اہل بیت کا درجہ

ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کا
ہاتھ پکڑ کر فرمایا:

مَنْ اَحَبَّنِیْ وَ اَحَبَّ هٰذَیْنِ وَ اَحَبَّ اَبَاهُمَا وَ اُمَّهُمَا كَانَ مَعِیَ
فِیْ دَرَجَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ---[۲۴]

''جس شخص نے مجھ سے محبت رکھی اور حسن وحسین اور ان کے والدین سے
محبت رکھی وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجے میں ہوگا''---

انبیاء کرام کا درجہ تو انہیں کے ساتھ مخصوص ہے، تاہم اہل بیت عظام کی محبت کے صدقے
جنت میں حضور ﷺ کا خصوصی قرب نصیب ہوگا---ان شاء المولیٰ تعالیٰ

حب اہل بیت کا مفہوم

حب اہل بیت کا مطلب یہ ہے کہ ان نفوس قدسیہ کی محبت کے ساتھ ساتھ خصوصاً
شیخین کریمین حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے بھی محبت کی جائے
اور ان سے کسی قسم کا بغض نہ رکھا جائے---جیسا کہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم
فرماتے ہیں:

لَا يَجْتَمِعُ حُبِّيْ وَبُغْضُ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ فِيْ قَلْبِ مُؤْمِنٍ---[۲۵]

''میری محبت کے ساتھ ابو بکر صدیق اور عمر فاروق (رضی اللہ عنہما) کا بغض کسی مومن کے دل میں جمع نہیں ہو سکتا''---

حقیقت یہ ہے کہ ہدایت و نجات کے لیے اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین دونوں کی رہنمائی اور محبت و مودت ضروری ہے:

اسلام ما اطاعت خلفائے راشدین

ایمان ما محبت آل محمد است

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ نے کعبۃ اللہ کا دروازہ تھام کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی بیان فرمایا:

اَلَا اِنَّ مَثَلَ اَهْلِ بَيْتِيْ فِيْكُمْ مَثَلُ سَفِيْنَةِ نُوْحٍ، مَنْ رَكِبَهَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا هَلَكَ---[۲۶]

''آگاہ ہو جاؤ! میرے اہل بیت تمہارے لیے نوح (علیہ السلام) کی کشتی کی مانند ہیں--- جو شخص اس کشتی میں سوار ہوا، نجات پا گیا اور جو شخص اس میں سوار ہونے سے رہ گیا، وہ ہلاک ہو گیا''---

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت کو بیان فرماتے ہوئے سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ فَبِاَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ---[۲۷]

''میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں، تم ان میں سے جس کی بھی اقتداء کرو گے، ہدایت پا جاؤ گے''---

محبّ اہل بیت، اہل سنت ہیں

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل سنت کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ

عترت و آل رسول اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دونوں سے محبت رکھتے ہیں--- ہم اس وقت تکلیف اور مشقت کے سمندر میں ہیں اور شبہات و شہوات کی موجوں کا سامنا ہے، جس سے نجات کے لیے کشتی کی ضرورت ہے--- وہی کشتی سلامتی سے ہم کنار ہوتی ہے، جو عیوب سے محفوظ ہو اور رہنمائی کے لیے ستاروں پر نظر رکھی جائے--- ہم اہل سنت، سفینۂ اہل بیت میں سوار ہو کر نجوم صحابہ سے رہنمائی حاصل کر رہے ہیں--- اللہ تعالیٰ کے کرم سے امید ہے کہ ہم سلامتی اور سعادت دارین سے نوازے جائیں گے---[۲۸]

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی [۲۹]

محبِّ اہل بیت کے لیے نوید

آخر میں ایک نہایت ایمان افروز حدیث پیش خدمت ہے، جسے امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ نے صاحبِ کشاف کے حوالے سے نقل کیا ہے--- اس میں محبین اہل بیت کے لیے بشارتوں کی نوید، جب کہ بغض و عداوت رکھنے والے بدبختوں کے لیے عذاب کی وعید ہے--- نیز اس میں یہ بشارت بھی ہے کہ حقیقی محبّ اہل بیت کا خاتمہ مسلک اہل سنت و جماعت پر ہوگا--- حدیث پاک اس طرح ہے:

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ شَهِيدًا---
أَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ مَغْفُورًا لَّهٗ---
أَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ تَائِبًا---
أَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ مُؤْمِنًا مُسْتَكْمِلَ الْإِيْمَانِ---

أَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ بَشَّرَہٗ مَلَكُ الْمَوْتِ بِالْجَنَّةِ ثُمَّ مُنْكَرٌ وَّ نَكِيْرٌ---

أَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ يُزَفُّ اِلَى الْجَنَّةِ كَمَا تُزَفُّ الْعُرُوْسُ اِلٰی بَيْتِ زَوْجِهَا---

أَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ فُتِحَ لَہٗ فِیْ قَبْرِہٖ بَابَانِ اِلَى الْجَنَّةِ---

أَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ جَعَلَ اللّٰهُ قَبْرَہٗ مَزَارَ مَلَائِكَةِ الرَّحْمَةِ---

أَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ عَلَى السُّنَّةِ وَ الْجَمَاعَةِ---[۳۰]

''جو شخص اہل بیت کی محبت پر فوت ہوا اس نے شہادت کی موت پائی---

خبر دار! جس شخص کی وفات اہل بیت کی محبت پر ہوئی وہ اس حال میں فوت ہوا کہ اس کے گناہ بخش دیے گئے---

سن لو! جسے اہل بیت کی محبت پر موت آئی، وہ تائب ہو کر مرے گا---

آگاہ ہو جاؤ! جس شخص کا خاتمہ اہل بیت کی محبت پر ہوگا، اس کا وصال مکمل ایمان کے ساتھ ہوگا---

یقین کر لو! جس شخص کا انتقال اہل بیت کی محبت پر ہوا، اسے ملک الموت اور پھر منکر نکیر جنت کی بشارت دیتے ہیں---

آگاہ ہو جاؤ! جس شخص کی رحلت اہل بیت کی محبت پر ہوئی، اسے ایسے اعزاز کے ساتھ جنت کی طرف روانہ کیا جاتا ہے، جیسے دولہن دولہا کے گھر بھیجی جاتی ہے---

جان لو! جس شخص کی موت اہل بیت کی محبت پر ہوئی، اس کی قبر میں

جنت کے دو دروازے کھول دیے جاتے ہیں---

یاد رکھو! جس شخص کی مرگ اہل بیت کی محبت پر ہوئی، اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو ملائکہ رحمت کی زیارت گاہ بنا دیتا ہے---

خبردار ہو کر سن لو! جو شخص اہل بیت کی محبت پر فوت ہوا، وہ مسلک اہل سنت و جماعت پر فوت ہوا''---

دشمنان اہل بیت کے لیے وعید

محبین اہل بیت کے لیے ان ایمان افروز بشارتوں کے بعد دشمنان اہل بیت کو خبردار کرتے ہوئے مخبر صادق ﷺ نے فرمایا:

أَلَا وَ مَنْ مَاتَ عَلٰی بُغْضِ آلِ مُحَمَّدٍ جَاءَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مَکْتُوبًا بَیْنَ عَیْنَیْهِ آیِسٌ مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ---

أَلَا وَ مَنْ مَاتَ عَلٰی بُغْضِ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ کَافِرًا---

أَلَا وَ مَنْ مَاتَ عَلٰی بُغْضِ آلِ مُحَمَّدٍ لَمْ یَشُمَّ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ---[۳۱]

''پوری توجہ سے سن لو! جو شخص اہل بیت کے بغض و عداوت پر مرا، وہ بروز قیامت اس حال میں آئے گا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہو گا ''اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا امید''--- خوب ذہن نشین کر لو! جو شخص اہل بیت کے بغض و عداوت پر مرا، وہ کافر مرا--- اور کان کھول کر سن لو! جو شخص اہل بیت کے بغض و عداوت پر فوت ہوا، وہ جنت کی خوش بو سے محروم کر دیا جائے گا''---

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا یُبْغِضُنَا أَهْلَ الْبَیْتِ أَحَدٌ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللّٰهُ

النَّارَ---[۳۲]

''اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے: ہم اہل بیت سے بغض وعداوت رکھنے والے کو بہر حال اللہ جہنم رسید کرے گا''---

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فَلَو أَنَّ رَجُلا صَفَنَ بَيْنَ الرُّكْنِ وَ الْمَقَامِ وَ صَلَّى وَ صَامَ، ثُمَّ مَاتَ وَ هُوَ مُبْغِضٌ لِأَهْلِ بَيْتِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ رَضِيَ عَنْهُمْ دَخَلَ النَّارَ---[۳۳]

''اہل بیت کرام سے بغض وعداوت رکھنے والا شخص اگر چہ کعبۃ اللہ اور مقام ابراہیم کے درمیان ڈیرا لگا دے، وہاں نماز پڑھے اور روزے رکھے، پھر اہل بیت سے دشمنی رکھتے ہوئے مرجائے، وہ پکا دوزخی ہے''---

باغ جنت کے ہیں بہر مدح خوان اہل بیت
تم کو مژدہ نار کا، اے دشمنان اہل بیت [۳۴]

اللہ تعالیٰ جل جلالہ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آپ کے اہل بیت اطہار اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت اور غلامی میں زندہ رکھے، اس پر ہمارا خاتمہ ہو اور روز قیامت ان کی معیت نصیب ہو:

خدایا بہ حق بنی فاطمہ
کہ بر قول ایماں کنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ور قبول
من و دست و دامان آل رسول [۳۵]

26

باغ جنت کے ہیں بہرِ مدح خوانِ اہلِ بیت
تم کو مژدہ نار کا اے دشمنانِ اہل بیت

کس زباں سے ہو بیانِ عز و شانِ اہل بیت
مدح گوئے مصطفیٰ ہے مدح خوانِ اہل بیت

ان کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیاں
آیۂ تطہیر سے ظاہر ہے شانِ اہل بیت

ان کے گھر میں بے اجازت جبرئیل آتے نہیں
قدر والے جانتے ہیں قدر و شان اہل بیت

اہل بیتِ پاک سے گستاخیاں بے باکیاں
لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ دشمنانِ اہل بیت

[مولانا حسن رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ]

حوالہ جات

۱...... شیخ محقق، عبدالحق، جذب القلوب الی دیار المحبوب، نول کشور، لکھنؤ، صفحہ ۲۴۱

۲...... شیخ ابونصر السراج، ۳۷۸ھ، اللمع، دارالکتب العلمیہ، بیروت، صفحہ ۳۳۰/عمدۃ القاری عینی، جلد ۹، صفحہ ۲۴۱

۳...... الشوریٰ، ۴۲: ۲۳

۴...... صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب قولہ : الا المودۃ فی القربی

۵...... المعجم الکبیر للطبرانی، جلد ۳، صفحہ ۴۷/ زرقانی، جلد ۷، صفحہ ۲۰

مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو حضرت پیر سید مہر علی شاہ قدس سرہ العزیز کی تصنیف ''تصفیہ مابین سنی وشیعہ'' مطبوعہ پاکستان انٹرنیشنل پرنٹرز لمیٹڈ لاہور، صفحہ ۵۹ تا ۶۲

۶...... خزائن العرفان، تحت سورۃ شوریٰ، حاشیہ نمبر ا

۷...... زرقانی، جلد ۷، صفحہ ۲۰

۸...... الواقعۃ، ۵۶: ۱۱-۱۰

۹...... تفسیر کبیر، جلد ۲۷، صفحہ ۱۶۶-۷

۱۰...... الاحزاب ،۳۳:۳۳

۱۱......صحیح مسلم، باب فضائل الحسن و الحسین ،جلد۲،صفحہ۲۸۳

۱۲......ذوق نعت،صفحہ۳۰

۱۳......سوانح کربلا،صفحہ۳۳

۱۴...... آل عمران ،۶۱:۳

۱۵......امام بغوی،ابومحمد الحسین بن مسعود الفراء،م۵۱۶ھ، معالم التنزیل ،مطبعہ مصطفیٰ محمد،مصر،جلد۱،صفحہ۳۰۲/ علاؤالدین علی بن محمد،خازن، تفسیر خازن ، مطبوعہ مصر،جلد۱،صفحہ۳۰۲

۱۶...... الاحزاب ،۵۶:۳۳

۱۷......صحیح مسلم، باب الصلوٰة علی النبی بعد التشهد ،جلد۱،صفحہ۱۷۵

۱۸...... الصواعق المحرقه ،صفحہ۱۴۶

۱۹...... دیوان الامام الشافعی ، قافیة اللام ،صفحہ۱۱۵/ الصواعق المحرقه ،صفحہ۱۴۸/ ملاعلی قاری، مرقات المفاتیح ، شرح مشکوٰة المصابیح ،امدادیہ،ملتان،جلد۱،صفحہ۲۰ موخرالذکر دونوں کتابوں میں''آل'' کی جگہ''اھل''اور دوسرے مصرع میں ''یکفیکم'' کے بجائے''کفاکم'' ہے---

۲۰......ترمذی،مناقب اہل بیت،جلد۲،صفحہ۲۲۰

۲۱......امام جلال الدین سیوطی، الجامع الصغیر ،مطبوعہ قاہرہ مصر،جلد۱،صفحہ۴۲

۲۲......صحیح مسلم، باب فضائل علی بن ابی طالب ،جلد۲،صفحہ۲۷۹

۲۳...... نور الابصار ،صفحہ۱۱۴

۲۴......جامع ترمذی، مناقب علی بن ابی طالب ،جلد۲،صفحہ۲۱۵/مسند امام احمد بن حنبل، جلد۱،صفحہ۷۷/ کنز العمال ،جلد۷،صفحہ۱۰۲

۲۵...... المعجم الاوسط للطبرانی ،جلد۴،صفحہ۸ ۵۴،حدیث۳۹۳۲/ تاریخ الخلفاء ،صفحہ۵۹
۲۶...... مشکوٰۃ المصابیح ، باب مناقب اھل بیت النبی ﷺ، الفصل الثالث ،صفحہ۵۷۳
۲۷......ایضاً، کتاب الفتن ، باب مناقب الصحابۃ ،الفصل الثالث،صفحہ۵۵۴
۲۸......تفسیر کبیر،جلد۲۷،صفحہ۱۶۷
۲۹......حدائق بخشش،جلد۱،صفحہ۹۶
۳۰......تفسیر کبیر،جلد۲۷،صفحہ۶ - ۱۶۵
۳۱......ایضاً
۳۲......المستدرک للحاکم،جلد۳،صفحہ۱۵۰،مطبع دارالمعارف،حیدرآباد دکن
۳۳...... المعجم الکبیر للطبرانی،باب نمبر۳،جلد۹،صفحہ۳۸۰،حدیث۱۱۲۴۹/
المستدرک للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ رضی اللہ عنہم، باب و من مناقب اھل
رسول اللہ ﷺ،جلد۳،صفحہ۱۶۱،حدیث۴۷۱۲
۳۴......ذوق نعت،صفحہ۳۰
۳۵......شیخ سعدی شیرازی، بوستان، دیباچہ، درنعت سرور کائنات علیہ افضل الصلوات،
پنجاب پریس، لاہور،صفحہ۹ --- مطبع نول کشور پریس لمیٹڈ لاہور،۱۹۱۳ء،صفحہ۸
بوستاں کے بعض نسخوں میں مصرع ثانی یوں ہے:
"کہ بر قولِ ایماں کنم خاتمہ"

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آل رسول پر درود

مغالطہ آفرینیوں کا مدلل جواب

مختلف موضوعات پر جناب رفیع اللہ شہاب کی تحریریں نظر سے گزرتی رہی ہیں---
ان کے نام کے ساتھ لفظ پروفیسر کا سابقہ خاصہ رعب نما ہونے کی وجہ سے پہلا تأثر
یہ ہوتا ہے کہ تحقیق وتدقیق پر مبنی کچھ معلومات میں اضافہ ہوگا، لیکن واقعاتی اعتبار سے
یہ ہوتا ہے کہ ان کے ''ارفع واعلیٰ فرمودات'' پھلجھڑیوں جیسے وہ شہابیے ہوتے ہیں
جو لمحاتی روشن چنگاریوں یا لکیروں کی طرح نمودار ہو کر بعد میں سیاہ ذرّات میں
بدل جاتے ہیں---اپنے مخصوص نظریات کو، جو کہ دراصل وسوسہ اندازی ہوتی ہے،
روشن علمی حقائق ثابت کرنے کے لیے وہ ''پرویزی حیلے'' ایسے ماہرانہ انداز میں
استعمال کرتے ہیں کہ امت مسلمہ کے چاند، سورج کی طرح چمکتے دمکتے اجماعی اور
اجتماعی عقائد ونظریات اور مسلّمہ علمی اصول وقواعد ان کی لفاظی کے گرد وغبار اور
ان کے دلائل کے دھوئیں میں عام نگاہوں سے اوجھل ہو جاتے ہیں---اسی طرح کا
ایک نمونہ ان کے ''تازہ مضمون'' میں ۱۵؍ستمبر ۲۰۰۰ء کو روزنامہ نوائے وقت کے
ملی ایڈیشن میں درود شریف میں لفظ آل کے حوالے سے شائع ہوا ہے---
پروفیسر مذکور کی مغالطہ آفرینیوں کا علمی انداز میں مدلل جواب مدیر ماہ نامہ ''نور الحبیب''
بصیر پور نے دیا ہے، جو نذر قارئین ہے---

[(علامہ) احمد علی قصوری]

ملت اسلامیہ اس وقت جس نازک دور سے گزر رہی ہے، تشتت وتفرقہ کی بجائے اتفاق و اتحاد اور یک جہتی کی ضرورت ہے--- بدقسمتی سے پہلے ہی امت مسلمہ بہت سے اختلافات سے دوچار ہے--- بعض حضرات علم و تحقیق کے نام پر ایسے نکات اٹھاتے ہیں، جن سے شکوک وشبہات جنم لینے اور نیا فتنہ رونما ہونے کا اندیشہ پیدا ہو جاتا ہے--- ۱۵رستمبر ۲۰۰۰ء، روزنامہ نوائے وقت لاہور، کے ملی ایڈیشن میں پروفیسر رفیع اللہ شہاب کا مضمون شائع ہوا ہے--- موصوف نے مسئلہ ختم نبوت کی آڑ لے کر درود پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ کی آل کو شامل کرنے پر حرف گیری کی ہے---

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہیں دراصل اہل بیت کرام سے قلبی بغض ہے، جس کی بنا پر

وہ انہیں درود شریف میں شامل کرنے سے روکنا چاہتے ہیں--- چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''علماء نے اسے (درود شریف کو) خالص رکھنے کے لیے بڑی احتیاط سے کام لیا، تاہم بعد میں آل کے لفظ کا اضافہ کر دیا گیا''---

تعجب ہے کہ پروفیسر صاحب کو اپنی عربی دانی کا تو بڑا دعویٰ ہے مگر انہیں اتنا بھی علم نہیں کہ درود شریف میں آل کے لفظ کا اضافہ لوگوں نے از خود نہیں کیا، بلکہ جس ذات گرامی ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے درود بھیجنے کا حکم دیا ہے، خود انہوں نے ہی اپنی امت کو یہ تعلیم دی ہے کہ ان کی آل کو بھی درود میں شامل کیا جائے، چناں چہ پوری امت مسلمہ نماز میں جو درود (ابراہیمی) پڑھتی ہے، اس میں اہل بیت اطہار کا ذکر موجود ہے---

کتب احادیث اس پر شاہد ہیں مگر پروفیسر صاحب ہیں کہ وہ ''آل'' کے لفظ کو بعد کے لوگوں کا اضافہ قرار دیتے ہیں--- ع:

بسوخت عقل زِ حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی ست

پروفیسر شہاب نے درود میں آل کے اضافے کا الزام لگا کر پوری امت مسلمہ کے اجماعی عمل کو غلط ثابت کرنے کی جسارت کی ہے---

پروفیسر صاحب لکھتے ہیں:

''بعض علماء نے درود شریف کی وہ عبارت استعمال کی، جس کی زد عقیدۂ ختم نبوت پر پڑتی ہے''---

اور پھر آگے چل کر لکھتے ہیں:

''(قدیم علماء کو) لفظ آل کے اضافہ پر کوئی اعتراض نہیں، بشرطیکہ یہ اضافہ عربی قواعد کے مطابق کیا جائے''---

یعنی عبارت عربی قواعد کے مطابق ہو تو پھر درود جیسی اہم عبارت میں خودساختہ اضافہ

قابل قبول ہے اور اس سے عقیدۂ ختم نبوت پر زد نہیں پڑتی --- حالانکہ اگر لوگوں نے از خود اضافہ کرنے کی جسارت کی ہے، تو پھر عبارت کتنی ہی درست کیوں نہ ہو، اسے رد کیا جانا چاہئے ---

شہاب صاحب مزید لکھتے ہیں:

''احادیث کے سنتالیس مجموعے ہیں، ان میں اور قدیم اسلامی لٹریچر میں مسنون درود کی جو عبارت ملتی ہے وہ یہ ہے ''صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَ سَلَّمَ''، آل کا اضافہ کر کے اس کی عبارت یوں بنادی ''صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَ آلِہ وَسَلَّم''---

اس بحث میں پڑے بغیر کہ احادیث کے کل کتنے مجموعے ہیں، مضمون نگار نے جس عبارت کو مسنون بتایا ہے، اس سے ان کی کیا مراد ہے؟ --- حضور ﷺ کی سنت، صحابہ کرام کی سنت یا محدثین عظام کی سنت؟ ---

احادیث سے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کرام نے حضور ﷺ سے پوچھا، ہم آپ پر کس طرح درود بھیجیں؟ --- تو آپ ﷺ نے فرمایا، یوں کہو:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ مُحَمَّد---

[صحیح مسلم، جلد ا، صفحہ ۱۷۵]

پروفیسر صاحب نے درود کے صیغہ پر اعتراض کرتے ہوئے بہت سی علمی ٹھوکریں کھائی ہیں، یہاں تک کہ انہوں نے ایک ایسا قاعدہ بیان کر دیا، جس سے ان کی عربیت کا سارا بھرم کھل جاتا ہے --- پروفیسر صاحب لکھتے ہیں:

''عربی زبان کا یہ قاعدہ ہے کہ اسم ضمیر پر اسم ظاہر کا عطف نہیں ہوسکتا''---

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ان کا یہ خودساختہ قاعدہ بالکل غلط ہے، عربی زبان کا

ایک معمولی طالب علم بھی جانتا ہے اور نحو کی کتب متداولہ میں ہے کہ ضمیر مرفوع یا ضمیر منصوب پر اسم ظاہر کا عطف بالاتفاق جائز ہے، البتہ ضمیر مرفوع متصل پر اسم ظاہر کے عطف کے لیے ضمیر منفصل بطور تاکید یا معطوف علیہ اور معطوف کے درمیان کوئی فاصل لانا ضروری ہے (جیسے جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَهَا وَ مَنْ صَلَحَ [الرعد، ۱۳:۲۳])، مگر پروفیسر صاحب ہر ضمیر پر اسم ظاہر کے عطف کو ناجائز قرار دے رہے ہیں--- ضمیر پر اسم ظاہر کے عطف کی قرآن کریم اور حدیث شریف میں بیسیوں مثالیں موجود ہیں---

عجیب مضحکہ خیز قاعدہ بیان کرتے ہوئے پروفیسر مذکور آگے چل کر لکھتے ہیں:

''اس بارے میں قاعدہ یہ ہے کہ اگر اسم ضمیر پر اسم ظاہر کا اضافہ کرنا ہو تو پھر حرفِ جار علٰی کا لانا ضروری ہے''---

مذکورہ قاعدہ کی بناپر تو یہ ضروری قرار پائے گا کہ معنوی طور پر علٰی کی بجائے کسی اور جار کی ضرورت ہو، تب بھی علٰی کا اعادہ ضروری ہے، حالانکہ اس بات کا کوئی بھی قائل نہیں--- قاعدہ یہ ہے کہ جب ضمیر مجرور پر اسم ظاہر کا عطف ہو تو اعادۂ جار ضروری ہے، مگر یہ قاعدہ بھی اتفاقی نہیں، اکثر بصریوں کا تو یہی خیال ہے مگر کوفیوں کے نزدیک بالاتفاق اعادۂ جار کے بغیر ضمیر مجرور پر اسم ظاہر کا عطف نظم ونثر میں جائز ہے اور کون نہیں جانتا کہ عربی زبان کے قواعد ہمیں بصری اور کوفی علماء کے ذریعے پہنچے ہیں--- لہٰذا کوئی عربی عبارت ان دبستانِ علمی کے ائمہ میں سے کسی ایک کے بیان کردہ قواعد کے مطابق ہو، تو اس کا مطلب بداہتہً یہی نکلتا ہے کہ وہ عبارت عربی قواعد کی رو سے درست ہے---

نحو کے مشہور امام ابن مالک اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''الفیہ'' میں یہی تحقیق بیان کرتے ہیں کہ اعادۂ جار کے بغیر ضمیر مجرور پر اسم ظاہر کا عطف نظم ونثر دونوں میں جائز ہے، چنانچہ ابن مالک کا شعر ہے:

و عود خافض لدی عطف علی

ضمیر خفض لازما قد جعلا

و لیس عندی لازما اذ قد اتی

فی النظم و النثر الصحیح مثبتا

شارح الفیہ، ابن عقیل ان دوشعروں کا خلاصہ یوں بیان کرتے ہیں:

''جمہور نحویوں نے ضمیر مجرور پر اسم ظاہر کے عطف کے لیے اعادۂ جار کو ضروری قرار دیا ہے مگر میرے نزدیک یہ ضروری نہیں کیونکہ اعادۂ جار کے بغیر یہ عطف نظم اور نثر میں سماعاً وارد ہوا ہے---اس کے بعد ابن عقیل نے نظم اور نثر سے مثال پیش کی (جس کی تفصیل آگے چل کر بیان ہوگی)---

[شرح العلامہ ابن عقیل علی الفیہ، مطبوعہ مصر، صفحہ ۱۳۶]

نحو کے بہت بڑے امام اور مفسر قرآن علامہ ابن حیان اندلسی نے اپنی تفسیر قرآن ''البحر المحیط'' میں سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۲۱۷ ﴿وَ صَدٌّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ كُفْرٌ بِهٖ وَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ میں (الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ) اسم ظاہر کا عطف (بہ کی) ضمیر مجرور پر ہونے کا جواز پیش کرتے ہوئے، اسم ظاہر کے ضمیر مجرور پر عطف کے بارے میں مذاہب کی تفصیل یوں بیان کی:

''بصری اسے اعادۂ جار کے بغیر بلا ضرورت جائز نہیں سمجھتے، البتہ ضرورتاً وہ بھی جائز مانتے ہیں''---

آگے چل کر ابن حیان اپنا موقف پیش کرتے ہیں:

وَالَّذِیْ نختارہ أَنَّهٗ یَجُوْزُ ذٰلِكَ فِی الْكَلَامِ مُطْلَقًا، لِأَنَّ السَّمَاعَ یُعَضِّدُهٗ، وَ الْقِیَاسَ یُقَوِّیْهِ---

''ہمارے نزدیک مختار یہی ہے کہ اسم ظاہر کا ضمیر مجرور پر عطف

مطلقاً جائز ہے، کیونکہ اہل عرب سے جو کچھ مسموع ہوا، اس سے اسی کی تائید ہوتی ہے اور قیاس سے بھی اسی قاعدہ کو تقویت ملتی ہے"---

پھر ابن حیان نے نثر میں اس کی مثال پیش کرتے ہوئے اہل عرب کا یہ قول نقل کیا:

مَا فِيهَا غيرُه و لَا فَرَسِه---

یہاں فرسہ میں فرس مجرور ہے اور اس کا عطف غیرہ کی ضمیر مجرور مضاف الیہ پر ہے، یہاں جار کا اعادہ نہیں کیا گیا، ورنہ عبارت یوں ہوتی:

مَا فِيهَا غيرُه وَ غيرُ فَرَسِه---

اہل عرب کا "ما فیھا غیرہ و لا فرسہ" کہنا، اس بات کی قوی دلیل ہے کہ اعادۂ جار کے بغیر بھی اسم ظاہر کا ضمیر مجرور پر عطف جائز ہے اور یہ عربی قواعد کے ہرگز خلاف نہیں---اس سلسلے میں ابن حیان قرآن کریم سے مثال پیش کرتے ہیں:

﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامِ﴾---[النساء،۴:۱]

یہاں سات مشہور و متواتر قراءتوں میں سے ایک قراءت "والارحامِ" میم کی جر کے ساتھ ہے اور اس کا عطف "بہ" میں ضمیر مجرور "ہ" پر ہے---یہ قراءت حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت حسن بصری، حضرت مجاہد، حضرت قتادہ، حضرت نخعی، حضرت یحییٰ بن وثاب، حضرت اعمش، حضرت ابو رزین اور لغت عرب اور قراءات کے جلیل القدر امام حضرت حمزہ سے منقول ہے---رحمۃ اللہ علیہم

اشعار عرب سے مثال پیش کرتے ہوئے ابن حیان نے نو اشعار سے استشہاد کیا ہے---تفصیل کے لیے البحر المحیط، جلد۲، صفحہ۸-۱۴۷، کا مطالعہ کیا جائے---ان اشعار میں حروف عاطفہ میں سے واؤ، او، بل، ام اور لا کے ساتھ اسم ظاہر کا ضمیر مجرور پر عطف ہے اور ان میں جار کا اعادہ بھی نہیں کیا گیا---

ان مثالوں سے پروفیسر مذکور کا یہ دعویٰ بالکل بے وزن ہو کر رہ جاتا ہے کہ "اس بارے میں قرآن وحدیث اور قدیم عربی لٹریچر سے کوئی مثال نہ مل سکی، صرف عربی زبان کا ایک شعر پیش کیا گیا"---پروفیسر صاحب نے تو صرف ایک شعر کی بات کی تھی، مگر یہاں تو نو اشعار کے علاوہ قرآن کریم اور قدیم عربی نثر میں ثبوت مہیا کر دیے گئے---

پھر پروفیسر صاحب کا یہ کہنا کہ "اشعار میں عربی گرامر کے قواعد کی پابندی نہیں کی جاتی اس لیے اسے درخور اعتنا نہ سمجھا گیا" درست معلوم نہیں ہوتا، کیوں کہ عربی زبان کے بارے میں بالعموم قدیم شعراء کے کلام ہی سے استشہاد کیا جاتا ہے اور ہمارے یہاں بھی اردو کے کلاسیکل ادب میں اساتذہ کا کلام بطور شواہد پیش کیا جاتا ہے---

ملا علی قاری شرح شاطبیہ میں لکھتے ہیں:

> یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ شعر میں ضرورتاً یہ قاعدہ استعمال ہوا ہے، کیوں کہ ایسا دعویٰ بلا دلیل ہے، اگر اس اعتراض کو درست تسلیم کر لیا جائے تو پھر شعراء جاہلیت کے کلام سے لیے گئے بہت سے استشہادات باطل قرار پائیں گے.......... اہل عربیت، نظم ونثر، عربی قواعد کلیہ اور جزئیات میں اہل جاہلیت سے منقول اور اصمعی وغیرہ کے مسموعات پر اعتماد کرتے اور ان سے دلیل اخذ کرتے ہیں---
>
> [ملا علی قاری علی متن الشاطبیہ، صفحہ ۲۲۸]

قرآن کریم سے پیش کردہ آیت مبارکہ "وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامِ" (میم کی جر کے ساتھ) جلیل القدر امام حضرت حمزہ کی قراءت ہے، جو سبع قراءات متواترہ سے ہے، جس کا انکار کسی بھی مسلمان کو زیبا نہیں---

مفسر قرآن علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں:

وَ قَرَءَ حمزۃُ بالجَرّ عطفًا عَلَی الضَّمیرِ المَجرُورِ وَ هٰذِهِ الآیَةُ دلِیلٌ لِلکُوفِیِّینَ عَلٰی جَوازِ العَطفِ عَلَی الضَّمیرِ المَجرورِ مِنْ غَیرِ اِعَادَةَ الجَارِ فَاِنَّ القِرَاءَةَ مُتَواتِرَةٌ---[تفسیر مظہری، سورۃ نساء، جلد۲، صفحہ۳]

''حمزہ نے (الارحام کو) جر کے ساتھ پڑھا ہے، جس میں (اعادۂ جار کے بغیر) ضمیر مجرور پر عطف ہے اور یہ آیت کوفیوں کے اس قاعدہ کی دلیل ہے کہ ضمیر مجرور پر جار کے اعادہ کے بغیر عطف جائز ہے، کیوں کہ حضرت حمزہ کی قراءت متواترہ ہے''---

مشہور محقق و مفسر قرآن علامہ سید محمود آلوسی نے بھی اس آیت مبارکہ کے تحت تفصیل سے لکھتے ہوئے حضرت حمزہ کی جلالت شان کو بیان کیا ہے اور لکھا ہے:

حرفِ جار کا اعادہ صرف بصریوں کے نزدیک ضروری ہے---

وَلَسْنَا بِمُتَعَبِّدِیْنَ بِاتِّبَاعِهِمْ---[تفسیر روح المعانی، جلد۴، صفحہ۱۸۴]

''اور ہم ان کی پیروی کے پابند اور مکلّف نہیں ہیں''---

ان دلائل کی روشنی میں یہ امر متعین ہو گیا کہ ''صَلَّی اللّٰہ عَلَیہ وَ آلِہ'' درست عبارت ہے--- زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ بصریوں کے نزدیک آلہ پر ''علٰی'' آنا چاہیے تھا، مگر بصریوں کے نزدیک حرفِ جار کا اظہار ضروری نہیں، جہاں حرف جار کے بغیر عطف کی مثال سامنے آئے، وہاں بصری یہ تاویل کرتے ہیں کہ یہاں حرف جر مقدر ہے--- لہٰذا اس عبارت کی صحت کے بارے میں بصریوں کی طرف سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ ''صَلَّی اللّٰہ عَلَیه و آلِه'' میں ''علٰی'' مقدر ہے--- یہ نہیں کہیں گے کہ سرے سے یہ عبارت ہی غلط ہے، چنانچہ ملا علی قاری قراءت کی شہرۂ آفاق کتاب شاطبیہ کی شرح میں ضمیر مجرور پر اسم ظاہر کے عطف میں اہل عرب کے مذاہب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''یہ مسئلہ اختلافی ہے، اکثر بصری اعادۂ جار کو لفظاً یا تقدیراً ضروری سمجھتے ہیں، جیسے آیت کریمہ ''کفر به و المسجد الحرام'' (المسجد الحرام کا عطف بہ کی ''ہ'' ضمیر مجرور پر ہے) یہاں بصری یہی تاویل کریں گے کہ حرف جار مقدر ہے--- پھر نحو کے مشہور امام سیبویہ اور حضرت حسان کے کلام سے اس پر دلیل پیش کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ یونس، اخفش، (بصری نحویوں) اور تمام کوفیین کا موقف ہے کہ اعادہ جار کی مطلقاً ضرورت نہیں''---

[ملا علی قاری، شرح شاطبیہ، صفحہ ۲۲۸]

لہٰذا درود کی عبارت ''صَلَّی اللّٰه علیه و آلِه و سلم'' بصریوں اور کوفیوں سب کے نزدیک بالکل صحیح ہے، الا یہ کہ بصری یہاں ''علیٰ'' محذوف تسلیم کریں گے مگر یہ عبارت ہر لحاظ سے درست قرار پائے گی اور اسے عربی قواعد کے خلاف قرار دینا بہت بڑی جسارت اور دلیل جہالت ہے---

پروفیسر موصوف کی یہ منطق بھی عجیب ہے کہ درود میں آل کا لفظ شامل کرنے سے عقیدۂ ختم نبوت پر زد پڑتی ہے--- البتہ اگر ''علیٰ'' آ جائے تو کوئی اعتراض نہیں، گویا علیٰ سدّ سکندری کا کام دیتا ہے--- پروفیسر صاحب ''علیٰ'' کو اتنا ہی ضروری سمجھتے ہیں تو بصریین کی طرح اسے محذوف تسلیم کر لیں، مگر خواہ مخواہ مسلمانوں کی نیت پر شک کرتے ہوئے عقیدۂ ختم نبوت کو متنازعہ بنانے کی جاہلانہ سعی لاحاصل نہ کریں--- ان کا خیال اس طرف کیوں نہیں گیا کہ آلہ معطوف ہے اور علیہ کی ضمیر (جس سے حضور ﷺ کی ذات گرامی مراد ہے) معطوف علیہ ہے اور معطوف، معطوف علیہ کے تابع ہوتا ہے، لہٰذا درود کے مروّجہ صیغہ میں تو عقیدۂ ختم نبوت کی تائید ہوتی ہے کہ امتِ مسلمہ آل پر مستقلاً نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کے حکم کی تعمیل اور اظہار محبت کے طور پر بالتبع درود بھیجتی ہے---

پروفیسر صاحب نے مضمون کے آغاز میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ یہ بحث تفسیر قرطبی میں چالیس صفحات پر ہے، حالانکہ چالیس تو کیا چار صفحات بھی مکمل نہیں بنتے --- اور اس میں بھی خاص درود شریف کی عبارت یا اس میں ختم نبوت کے حوالے سے اشارۃً بھی بات نہیں، ہاں آیت کریمہ وَ اتَّقُو اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَام کے حوالے سے اسم ظاہر کے ضمیر مجرور پر عطف کی بحث کرتے ہوئے امام قرطبی نے مختلف اقوال نقل کیے ہیں اور پھر اپنی طرف سے فیصلہ کرتے ہوئے وہی بات کہی ہے، جو ہمارا موقف ہے--- یعنی بصریوں کے اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے حرف جار محذوف مانیں گے یا کوفیوں کے موقف کو اختیار کریں گے--- پھر اس کے جواز پر سات اشعار سے استشہاد کیا ہے--- تعصب اور خیانت علمی کی انتہا ہے کہ پروفیسر صاحب کو صرف ایک شعر نظر آیا اور مکمل بحث پڑھنے کی بجائے چند جملوں کو دیکھ کر یہ تاثر دینے کی کوشش کی، گویا علامہ قرطبی بھی ان کے ہم خیال ہیں---

پروفیسر صاحب نے اپنے مضمون میں کئی جگہ ''اضافہ شدہ درود'' کے الفاظ استعمال کیے ہیں (حالانکہ آل کے ساتھ علیٰ لانے سے تو مزید اضافہ ہو جاتا ہے) حضور ﷺ نے اپنے اہل بیت کو خود، درود میں شامل کیا ہے اور مسلمانوں کا اس پر عمل ہے، حتیٰ کہ وہ فرمان رسول اللہ ﷺ کی تعمیل کرتے ہوئے نماز میں بھی آل محمد پر درود بھیجتے ہیں--- پروفیسر رفیع اللہ شہاب کو خواہ مخواہ مسلمانوں کی نیت پر شک کر کے نئے فتنے کا باب وا کرنے کی بجائے اپنی اصلاح کی فکر کرنی چاہیے---

[ماہنامہ نور الحبیب، بصیر پور، نومبر ۲۰۰۰ء]

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

حضور جانِ نور، نورٌ علیٰ نور کو اللہ تعالیٰ نے آفتاب ہدایت بنا کر بھیجا اور سِـراجًـا مُّنِیرا[۱] فرما کر ان کی نورانیت کو عالم آشکار فرمایا---

انھیں حسنِ صورت اور حسنِ سیرت کا حسین پیکر اور اپنی تخلیق کا شاہکار بنایا---

وہ ذات وصفاتِ الٰہی کے مظہر ہیں کہ خود فرمایا:

مَن رَآنِی فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ---[۲]

جن کا قلبِ اطہر رازِ وحدت کا امین اور انوار و تجلیات کا مرکز ہے کہ جس کی تابانیوں کی خلاقِ کائنات جل جلالہ نے قسم بیان فرمائی:

وَالشَّمْسِ وَ ضُحٰهَا---[۳]

''قسم ہے شمس (قلبِ اطہر مصطفیٰ[۴]) کی اور اس سے نکلنے والی عالم تاب شعاعوں کی''---

کائنات بھر میں جس کسی کو حسن ملا، فضل و کمال ملا، جود و نوال ملا، نور ملا، ہدایت ملی، رہنمائی ملی، علم ملا، عرفان ملا، ایقان ملا، ایمان ملا، اسی قلب اطہر کے رشحاتِ نور کے فیض سے ملا--- لیکن وہ حضرات کتنے خوش بخت تھے، جنہوں نے براہ راست سرچشمۂ رسالت سے فیض پایا، نورِ نبوت سے مستنیر ہوئے، رخِ والضُّحٰی کا دیدار پایا

اور ایمان و ایقان، علم وحکمت اور ہدایت ورحمت کے انمول خزانوں سے اپنے قلوب و اذہان کو مالا مال اور بصیرت و بصارت کو نور بار کیا---

صحابی ہے وہ، کی جس نے زیارت چشمِ ایماں سے
ذرا سوچو ، رخِ محبوبِ ربِ دوسرا کیا ہے

اللہ کا فضل شامل حال ہوتو آج بھی صاحب ایمان، عبادت وریاضت کے ذریعے قربِ خداوندی اور معرفت الٰہی پا سکتا ہے--- ولی، غوث، قطب، اوتاد، ابدال کا درجہ حاصل کرسکتا ہے، مگر صحابیت کا مرتبہ کسی کو حاصل نہیں ہوسکتا ہے کہ صحابی وہ عظیم المرتبت شخص ہے، جسے ایمان کی حالت میں خاتم النبیین ، رحمۃ للعالمین حضور پرنور ﷺ کی حیاتِ ظاہری میں آپ کی زیارت وصحبت نصیب ہوئی اور وہ ایمان وایقان کی انہی تجلیات کے ساتھ اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہوگیا---

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں صحابہ کرام کے مقام ومرتبہ اور عظمت و رفعت کو متعدد مقامات پر بیان فرمایا--- انھیں یہ مرتبہ کیوں ملا؟ صرف اور صرف نسبت و معیت مصطفیٰ کی وجہ سے--- ارشاد ربانی ہے:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْاَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا○---[۵]

"محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور (وہ سعادت مند) جو آپ کے ساتھی (اصحاب) ہیں، کفار کے مقابلہ میں بہادر اور طاقت ور ہیں، آپس میں

نرم دل ہیں--- تو دیکھتا ہے انہیں کبھی رکوع کرتے ہوئے اور کبھی سجدے کرتے ہوئے، اللہ کے فضل اور اس کی رضا کے طالب ہیں، ان (کے ایمان و عبادت) کی علامت ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے عیاں ہے، ان کے یہ اوصاف تورات میں (مذکور) ہیں اور ان کی صفات انجیل میں (بھی مرقوم) ہیں--- یہ (صحابہ) ایک کھیت کی مانند ہیں، جس نے اپنی باریک کونپل نکالی، پھر اسے تقویت دی، پھر وہ مضبوط ہوگئی، پھر وہ اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہوگئی (کھیت کا جوبن) کاشتکاروں کو بھلا لگتا ہے، تاکہ ان کی وجہ سے کافروں کے دل جلائے--- اللہ نے ایمان والوں اور ان میں سے نیک عمل کرنے والوں سے اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہے''---

1. اس آیت کا آغاز شانِ رسالت محمدی سے ہوتا ہے---کلمہ طیبہ کے دو جز ہیں، پہلا جز لا اِلٰہ اِلَّا اللہ دعویٰ ہے تو دوسرا جز مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ اس کی دلیل--- دلیل جتنی قوی اور مضبوط ہوگی، دعویٰ اسی قدر معتبر ہوگا---
2. مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ دعویٰ ہے اور وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ .... الآیۃ اس کی دلیل--- یعنی جن کے فیض یافتہ، عظمتوں اور شانوں کے حامل ہیں تو اس آقا ﷺ کی عظمت کا کیا حال ہوگا---

یہ شان ہے خدمت گاروں کی، سرکار کا عالم کیا ہوگا

3. صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کفار کے لیے سراسر شدت اور آپس میں پیکر مہر و مودت تھے--- علامہ اقبال نے اس مفہوم کو یوں ادا کیا ہے:

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

❹ اللہ تعالیٰ نے ان کے رکوع وسجود اور ان کے ذوقِ عبادت کی تعریف فرمائی ---

❺ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَ رِضْوَانًا کہہ کر اللہ تعالیٰ نے مہر تصدیق ثبت کر دی کہ صحابہ کرام ہمہ وقت اللہ کی رضا اور اس کے فضل کے طالب رہتے تھے --- ان کا ہر ہر عمل اخلاص پر مبنی تھا --- ان کی پوری زندگی رضائے الٰہی کی جستجو سے عبارت اور اس شعر کی تفسیر تھی:

مری زندگی کا حاصل ترے دیں کی سرفرازی

میں اسی لیے مجاہد، میں اسی لیے نمازی

❻ اخلاص، عبادت و ریاضت اور سب سے بڑھ کر صحبتِ نبوی کے فیض سے ان کے دل کا نور چہروں سے عیاں تھا --- چہرے بتاتے تھے یہ سراپا نور، نورٌ علیٰ نور ﷺ کے صحابی ہیں ---

❼ تورات و انجیل میں بھی صحابہ کی عظمت کے قصیدے تھے ---

❽ صحابہ کو عظمتیں اور شانیں اس لیے عطا کی گئیں کہ کفار کے دل غیظ و غضب سے جل بھن جائیں ---

❾ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مغفرت اور اجرِ عظیم کی بشارت عطا فرمائی ---

اس آیت مبارکہ کی تلاوت کریں اور پھر دیکھیں کہ ان تمام عظمتوں کا مرکزی نقطہ ہے: (وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ) یعنی معیتِ مصطفیٰ اور صحبتِ مصطفیٰ

صحابہ، انتخاب الٰہی

صحابہ کرام کے دل تقویٰ، پرہیزگاری، رضائے الٰہی، اطاعتِ خداوندی اور

عشقِ رسول کا مرکز و محور ہیں--- ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى---[٦]

''یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پرہیزگاری کے لیے پرکھ لیا ہے''----

دوسرے مقام پر فرمایا:

أَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَ كَانُوْا أَحَقَّ بِهَا وَ أَهْلَهَا---[٧]

''انھیں تقویٰ کے کلمہ پر استقامت عطا فرما دی اور وہی اس کے زیادہ مستحق اور اہل تھے''---

اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کو کلمۂ تقویٰ پر استقامت عطا فرمائی کہ وہ سب اس کے حق دار اور اہل تھے--- گویا اللہ تعالیٰ نے صحابہ کی استقامت اور تقویٰ کے امتحان میں کامرانی و کامیابی کا اعلان فرما دیا---

صحابہ سے عداوت، حضور سے عداوت

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِيْ أَصْحَابِيْ اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِيْ أَصْحَابِيْ لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا بَعْدِيْ فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّيْ أَحَبَّهُمْ وَ مَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِيْ أَبْغَضَهُمْ وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِيْ وَمَنْ آذَانِيْ فَقَدْ آذَى اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ وَ مَنْ آذَى اللّٰهَ فَيُوْشِكُ أَنْ يَّأْخُذَه---[٨]

''میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، میرے صحابہ

کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، میرے بعد ان پر نکتہ چینی نہ کرنا، جس نے ان سے محبت رکھی، اس نے میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت رکھی، جس نے میرے صحابہ کے ساتھ بغض رکھا، اس نے مجھ سے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا، جس نے انھیں تکلیف پہنچائی، اس نے مجھے تکلیف پہنچائی اور جس نے مجھے تکلیف پہنچائی، اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائی اور جس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائی، عنقریب وہ عذاب الٰہی میں گرفتار ہوگا''---

صحابہ کے گستاخ پر اللہ کی لعنت

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَسُبُّوْا أَصْحَابِیْ، لعنَ اللّٰہُ مَنْ سَبَّ أَصْحَابی---[۹]

''میرے صحابہ کو برا نہ کہو، جو میرے صحابہ کو برا کہے، اس پر اللہ کی لعنت''---

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ملت اسلامیہ کے وہ قدسی نفوس ہیں، جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بلاواسطہ تعلیم وتربیت کا شرف نصیب ہوا--- انھوں نے دین کی سربلندی کے لیے مصائب وآلام برداشت کر کے ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا اور اپنی مخلصانہ سرفروشی سے استقامت ووفا کی نئی داستانیں رقم کیں--- بلاشبہہ ان سے محبت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت اور ان سے عداوت حضور سے عداوت ہے---

امت مسلمہ کے لیے ضروری ہے کہ ان کی توقیر وتعظیم اور محبت واحترام سے اپنے قلوب واذہان کو منور ومصفّٰی رکھیں---

حوالہ جات

ا...... الاحزاب،۳۳:۴٦
۲...... صحیح بخاری، کتاب التعبیر، باب من رأی النبی ﷺ فی المنام، حدیث ٦۵۹٦
۳...... الشّمس،۹۱:۱
۴...... تفسیر عزیزی، تحت الآیۃ
۵...... الفتح، ۴۸:۲۹
٦...... الحجرات، ۴۹:۳
۷...... الفتح، ۴۸:۲٦
۸...... جامع ترمذی، کتاب المناقب، حدیث ۳۸٦۲
۹...... المعجم الاوسط للطبرانی، باب من اسمه عبد الرحمٰن، جلد۵/ مجمع الزوائد، جلد۱۰، صفحہ ۲۱

مدینہ منورہ کی افضلیت و فوقیت

مدینہ شہرِ آقا ﷺ ہے ، یہ فردوسِ محبت ہے

طفیلِ مصطفیٰ ﷺ اس کی بڑی عزّ و وجاہت ہے

یہ دنیا ظلم و ظلمت ہے ، مدینہ نور و نکہت ہے

"یہ دنیا ایک صحرا ہے ، مدینہ باغ جنت ہے"

مکان و لا مکاں میں جس سے کوئی جا نہیں افضل

وہ رشکِ عرش و کرسی ، سیّد عالم ﷺ کی تربت ہے

[نوریؔ]

مکان کی عزت مکین سے ہوتی ہے،ظرف کی عزت مظروف سے ہوتی ہے،شہر کی عزت شہر کے باسیوں کے حوالے سے اور وقت کی عزت وحرمت اس میں آنے والے کے باعث ہوا کرتی ہے---

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ زمان ومکان کے اجزاء اپنے اندر بالذات کوئی فضل وشرف اور ترجیح وتفاضل نہیں رکھتے --- زمان ومکان کے اجزاء ایک دوسرے کے متشابہ اور مشترک بالذات ہیں، ان میں بعض کا بعض پر قدروشرف کے اعتبار سے کوئی امتیاز و اختصاص نہیں ہے، لیکن سنت الٰہیہ جاری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف وکرم سے بعض عوارض وواقعات کی بنا پر اور اپنے برگزیدہ بندوں کے توسط سے کچھ مقامات کو زمین کے دیگر خطوں پر افضلیت وفوقیت عطا فرمائی ہے---

اللہ تعالیٰ نے جس رات کو اپنی آخری کتاب قرآن مجید نازل فرمایا، اسے لیلۂ مبارکہ قرار دیتے ہوئے فرمایا:

إِنَّآ أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ---[۱]

''بے شک ہم نے اس کتاب کو برکت والی رات میں نازل فرمایا''---

جس شب اس صحیفۂ ہدایت کا نزول ہوا، اسے لیلۃ القدر کے نام سے یاد فرمایا:

إِنَّآ أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝---[۲]

''بے شک ہم نے قرآن کو شب قدر میں اتارا''---

اور جس ماہ میں یہ کتاب اتری، اسے خصوصی شرف عطا کیا اور اس کا تعارف یوں کرایا:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ---[۳]

''رمضان کا مہینا وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا''---

مہینا ہونے کے اعتبار سے یہ بھی انتیس یا تیس راتوں پر مشتمل مہینا ہے، بالذات اس میں کوئی تخصیص نہیں، مگر چوں کہ اس کی ایک رات میں لوح محفوظ سے آسمانِ دنیا پر قرآن کریم اتارا گیا تھا، اس لیے یہ پورا مہینا بابرکت قرار پا گیا---

اسی طرح مسلمانوں کے قبلہ اوّل---مسجد اقصیٰ---کو دیگر مساجد پر بالذات کوئی شرف و امتیاز نہیں، مگر ایک خاص نسبت کی وجہ سے اسے عز و شرف عطا کیا گیا---فرمایا:

الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ---[۴]

''(وہ مسجد اقصیٰ) جس کے اردگرد ہم نے برکت رکھ دی ہے''---

مسجد کو شرف اس لیے عطا کیا گیا کہ اس کا ماحول بابرکت تھا---اگر ذاتی طور پر مسجد خصوصی شرف کی حامل ہوتی تو پھر ماحول کا تعارف مسجد کے حوالے سے کرایا جاتا

اور یوں کہا جاتا کہ وہ جگہ یا وہ ماحول جسے ہم نے مسجد کے قرب کے باعث بابرکت بنایا---
مگر یہاں تو ماحول کی برکت سے مسجد کی عظمت کو باور کرایا گیا---

مسجد اقصیٰ کے ماحول اور گردوپیش کو یہ عزت و رفعت کیوں حاصل ہوئی؟---
تاریخ اس امر پر شاہد ہے کہ یہ ماحول انبیاء کرام علٰی نبینا و علیھم السلام کا مولد و مسکن تھا--- یہاں انبیاء کرام کے مزارات ہیں--- اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کی رفعت و سربلندی واضح کرنے اور ان کی عظمت کا نقش ثبت کرنے کے لیے اس سرزمین کو بابرکت قرار دیتا ہے، جس کے ذرّوں کو انبیاء کرام کے تلووں سے مس ہونے کا شرف نصیب ہوا--- دیگر انبیاء کرام علیہم السلام سے منسوب سرزمین کو اس قدر عزت ملی تو خاک کے ان ذرّوں اور زمین کے ان خطوں کو اللہ تعالیٰ جل وعلا کیوں کر مشرف نہ فرماتا، جنھیں حضور پرنور سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم چومنے کا شرف نصیب ہوا---

نسبت نبوی باعث اعزاز

اللہ رب العزت کی ذات کے بعد کائنات بھر میں سب سے مکرم و معظم حضور رسالت مآب فداہ روحی کی ذات ستودہ صفات ہے--- آپ کی ذات اقدس سے جس چیز کی جتنی زیادہ نسبت اور جتنا قوی تعلق ہوگا، وہ اتنی ہی معزز و متبرک ہو جائے گی---
وہ مکہ ہو یا مدینہ--- اگر مکہ مکرمہ آپ کا مولد ہے تو مدینہ منورہ آپ کا مسکن و مستقر---
اگر مکہ میں آپ کا سطوت و جلال ہے تو مدینہ میں آپ کے دین محترم کی برکات کا کمال اور فیضان مصطفوی کا ہر سو جمال ہے---

مکہ افضل ہے یا مدینہ

اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ کائنات کے مقدس ترین شہر مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ ہیں--- زادھما اللّٰہ تعالٰی شرفا و تعظیما[۵]

لیکن ان دونوں شہروں میں سے کس کو دوسرے پر فضیلت و ترجیح دی جائے، اس میں علماء کے عقول و اذہان بھی متحیر ہیں---بعض علماء کرام مدینہ منورہ کی فوقیت و افضلیت کے قائل ہیں، جب کہ بعض حضرات مکہ مکرمہ کو افضل سمجھتے ہیں--- تاہم یہ اختلاف حضور ﷺ کے روضہ اقدس کے ماسوا باقی شہر کے بارے میں ہے، کیوں کہ آپ ﷺ کی تربت اقدس کی جگہ مطلقاً افضل و اعلیٰ ہے---

امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق، سیدنا عبد اللہ بن عمر، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک کثیر جماعت، امام دار الہجرہ امام مالک بن انس اور اکثر اہل مدینہ کا مذہب یہ ہے کہ مدینہ منورہ، مکہ مکرمہ سے افضل ہے---[۶]

گویا ان کے نزدیک مدینہ منورہ کی عزت و مرتبت، کرامت و شرافت، عظمت و حرمت اور افضلیت و فوقیت تمام اقطاع و بقاع اور دیار و امصار سے بڑھ کر ہے---کسی خطہ کو ارضِ مدینہ سے کچھ نسبت نہیں--- خطہ ہائے زمین تو کیا، افلاک بھی خاک پاک مدینہ کی ہم سری کا دعویٰ نہیں کر سکتے ---

قبر انور کعبہ و عرش معلی سے افضل

اس امر پر متقدمین و متاخرین علماء و محدثین کا اجماع اور امت کا اتفاق ہے کہ

زمین کا وہ بقعہ مبارکہ جسے آرام گاہ حبیبِ خدا ہونے کا افتخار حاصل ہے، خاک کے وہ ذرّے جو حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ کے جسد اطہر اور اعضاء شریفہ سے مس کیے ہوئے ہیں، وہ نہ صرف مکہ مکرمہ بلکہ کعبۃ اللہ سے بھی افضل و اکرم ہیں---سبع سموات تو کجا، عرش معلیٰ سے بھی اس کی شان اعلیٰ، اولیٰ، بالا، برتر، ارفع اور انتہائی بلند ہے---[۷]

علامہ نورالدین سمہودی رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

قَدِ انْعَقَدَ الْاِجْمَاعُ عَلٰی تَفْضِیْلِ مَا ضَمَّ الْاَعْضَاءَ الشَّرِیْفَةَ حَتّٰی عَلَی الْکَعْبَةِ الْمُنِیْفَةِ---[۸]

''اس بات پر اجماع ہے کہ جس خطہ زمین سے حضور ﷺ کا جسم اطہر متصل ہے، وہ تمام روئے زمین حتی کہ کعبہ شریف سے بھی افضل ہے''---

ابن عقیل حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۱۳ھ) سے منقول ہے:

اَنَّھَا اَفْضَلُ مِنَ الْعَرْشِ---[۹]

''وہ جگہ جو رسول اللہ ﷺ کے جسم اقدس سے متصل ہے وہ عرش سے بھی افضل ہے''---

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

لَاخِلَافَ اَنَّ مَوْضِعَ قَبْرِهٖ اَفْضَلُ بُقَاعِ الْاَرْضِ---[۱۰]

''تمام خطہ ہائے زمین پر اس بقعہ مبارکہ کی افضلیت میں کسی کو اختلاف نہیں''---

محبوب اور افضل ترین شہر

جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا کہ جس چیز کا تعلق حضور ﷺ کی ذات بابرکات سے

ہو جائے وہ اپنی ہم جنس اشیاء سے مکرم بن جاتی ہے--- کتب سماویہ میں سے جس مقدس کتاب کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نسبت ہوگئی، وہ ھدی للعالمین کے شان امتیاز سے اکناف عالم میں چمکی--- جن خوش بخت لوگوں کو آپ کے امتی ہونے کی سعادت نصیب ہوئی وہ خیر الامم کے امتیازی لقب سے ملقب ہو کر پوری نسل انسانیت میں رتبہ بلند پر فائز ہوئے--- اسی طرح شہروں میں سے جس شہر کو بلد رسول، مسکن رسول اور مدینۂ رسول ہونے کا اعزاز حاصل ہوا وہ احب البلاد، خیر الارض اور افضل المدائن بن گیا--- ایسا کیوں نہ ہوتا، یہ وہ بقعہ مبارکہ ہے جسے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب کریم نے اپنے محبوب کے لیے منتخب فرمایا، جسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی رہائش کے لیے پسند فرمایا اور اس میں دفن ہونے کی خواہش کی، جس کی در و دیوار پر نظر پڑتے ہی اپنی سواری کو تیز تر کر دیا کرتے، جس کے غبار راہ کو باعث شفا قرار دیا اور فرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ، اِنَّ فِیْ غُبَارِھَا شِفَاءٌ مِّنْ کُلِّ دَاءٍ---[۱۱]

''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، بے شک اس (مدینہ) کی مٹی میں ہر بیماری سے شفاء ہے''---

وہ شہر جسے قرآن کریم نے مرکز ایمان بلکہ سراسر ایمان قرار دیا ہے:

وَ الَّذِیْنَ تَبَوَّءُ وا الدَّارَ وَ الْاِیْمَانَ---[۱۲]

''اور جنھوں نے اس شہر (دار الہجرت) اور ایمان (یعنی مدینہ منورہ) کو اپنا گھر اور مستقر بنالیا''---

گویا مرکز ایمان اور اہل ایمان کا اصلی وطن اور گھر یہی شہر ہمایوں ہے---

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلْمَدِیْنَۃُ قُبَّۃُ الْاِسْلَامِ، وَدَارُ الْاِیْمَانِ، وَ اَرْضُ الْھِجْرَۃِ، وَ مُبَوَّأُ

الْحَلَالِ وَ الْحَرَامِ---[۱۳]

''مدینہ اسلام کا گنبد، ایمان کا گھر، ہجرت کی سرزمین اور حلال وحرام کے احکامات کا مرکز ہے''---

مشتاقانِ شمع جمال مصطفوی عہد نبوی میں دیدار مصطفیٰ ﷺ اور دینی تعلیمات سیکھنے کے لیے مدینہ منورہ میں حاضر ہوتے اور اب بھی عشاق کے قافلے جانب شہر محبت رواں دواں ہیں اور قرب قیامت میں اسی مرکز ایمان میں ایمان سمٹ جائے گا---

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ الْاِیْمَانَ لَیَأْرِزُ اِلَی الْمَدِیْنَةِ کَمَا تَأْرِزُ الْحَیَّةُ اِلٰی جُحْرِھَا---[۱۴]

''ایمان اس طرح سمٹ کر مدینہ میں چلا جائے گا جیسے سانپ اپنے بل میں چلا جاتا ہے''---

جس کی مٹی کو ایمان دار ہونے کا تمغہ مدنی سرکار ﷺ نے عطا فرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّ تُربتَھَا لَمُؤْمِنَةٌ---[۱۵]

''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، بے شک مدینہ کی مٹی مومنہ ہے''---

کتنی گہری نسبت ہے اس سرزمین کو رسول عربی ﷺ سے--- کتنا تعلق ہے اس شہر کو اللہ جل جلالہ کے حبیب ﷺ سے--- یہی تعلق اور یہی نسبت اس شہر کو دنیا بھر کے شہروں پر فوقیت اور افضلیت عطا کرتی ہے---

ہرچند کہ مکہ مکرمہ اللہ کا حرم ہے--- اس میں واقع کعبہ شریف بیت اللہ ہے--- اسی طرح عرش عظیم بلند رتبہ ہے کہ وہ عرش الٰہی ہے--- لیکن ان مقامات کا تشرف،

ان کی عظمت اور ان کی رفعت، نسبت تشریفی کے باعث ہے---مگر یہ مقامات و مکانات اس لامکاں کے مکین ہونے کی سعادت سے قطعاً محروم ہیں---

اللہ رب العزت جل شانہ وعم نوالہ شش جہات سے پاک ہے، کسی ایک مکان میں مقید نہیں، وہ ہر آن، ہر لمحہ، ہر جا اور ہر کہیں موجود ہے--- اس کا کوئی ایک مستقر یا ٹھکانا نہیں---مگر اللہ جل جلالہ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مدینہ منورہ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے نوازا اور اب بھی آپ مدینہ کے سینہ میں مقیم ہیں، گنبد خضراء میں محوخرام ہیں، مدینہ عالیہ آپ کے انوار و تجلیات کا مخزن و منبع ہے---اللہ تعالیٰ مکہ مکرمہ میں، کعبہ معظمہ میں یا عرش معلیٰ پر مقیم نہیں، مگر حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ نفس نفیس مدینہ منورہ میں استراحت فرما ہیں، روضہ اطہر و اطیب میں جلوہ افروز ہیں--- یہی وجہ ہے کہ گنبد خضراء کی عظمت و شان اور اس کا مقام و مرتبہ کعبۃ اللہ اور عرش معلیٰ سے بھی فزوں تر ہے---اور اسی حوالے سے شہر محبت---مدینہ منورہ---تمام شہروں سے اعلیٰ و والا ہے---

اللہ تعالیٰ کی محبوب ترین سرزمین

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب مکہ مکرمہ سے ہجرت کا حکم دیا تو فطری طور پر آپ کے قلب اطہر پر اس ہجر و فراق کا اثر تھا--- مکہ سے نکلتے ہوئے دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ اَخْرَجْتَنِیْ مِنْ اَحَبِّ الْبِلَادِ اِلَیَّ فَاَسْكِنِّیْ فِیْ اَحَبِّ الْبِلَادِ اِلَیْكَ---[١٦]

''الٰہی! تو نے مجھے اس شہر سے ہجرت کا حکم دیا ہے جو مجھے تمام شہروں سے محبوب تھا، اب وہ شہر میرا مسکن بنا جو تجھے تمام شہروں سے محبوب تر ہو''---

چناں چہ:

وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی۝---[۱۷]

''اے حبیب! تیرے لیے ہر آنے والی ساعت پہلی ساعت سے بہتر ہے''---

کی شان والے حبیب ﷺ کی سکونت کے لیے اس مقدس ومطہر اور افضل ومحبوب مقام کو منتخب فرمایا، جو اللہ رب العزت کے نزدیک سب سے پیارا تھا---

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو ساری کائنات میں برگزیدہ اور اپنی خصوصی تجلیات، اپنے الطاف وانعامات اور ہر نوع کی سیادت وشرافت، عظمت وفضیلت، عزت وحرمت اور کرامت وقیادت سے نوازا تو ان کی سکونت ورہائش کے لیے پاکیزہ اور عمدہ شہر طیبہ، طابہ اور مدینہ منورہ کو منتخب فرمایا--- مکہ مکرمہ میں آپ نے ترپن (۵۳) سال قیام فرمایا مگر مدینہ منورہ میں اب تک (۱۴۳۸ سال سے) قیام پذیر ہیں اور تا قیام قیامت اس شہر پرنور کو اپنے انوار اور خصوصی تجلیات سے سرفراز فرماتے رہیں گے---

مدینہ منورہ کا یہ وہ اعزاز ہے جو اسے دیگر دیار وبلاد سے ممتاز وبرتر کرتا ہے---

دارالشفاء

دراصل مدینہ منورہ کی ساری عزت وعظمت اور اس میں پائی جانے والی خصوصیات وبرکات نسبت نبوی سے ہیں--- ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرمایا تو یہ شہر:

أَوْبَأُ أَرْضِ اللّٰہِ---[۱۸]

''روئے زمین پر سب سے بڑا وبا کا مرکز تھا''---

اسی لیے یہ ''یثرب'' سے موسوم ومعروف تھا---ہجرت کے بعد شروع شروع میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بیماری کے اثرات ظاہر ہوئے---حضرت بلال اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کو شدید بخار ہو گیا، بیماری کی شدت میں مکہ مکرمہ کی وادیوں، چشموں اور پودوں کو یاد کیا---حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اپنے صحابہ کی یہ کیفیت دیکھی تو دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیے:

اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ إِلَیْنَا الْمَدِیْنَۃَ کَحُبِّنَا مَکَّۃَ أَوْ أَشَدَّ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ صَاعِنَا وَفِیْ مُدِّنَا وَصَحِّحْھَا لَنَا وَانْقُلْ حُمَّاھَا إِلَی الْجُحْفَۃِ---[۱۹]

''اے اللہ! مدینہ ہمارا محبوب بنا دے مکہ کی طرح، بلکہ اس سے بھی بہت زیادہ محبوب بنا دے، اے اللہ! ہمارے (مدینہ کے ناپ تول کے) پیمانوں کو بابرکت فرما دے، اسے صحت افزا مقام بنا دے اور اس کی وبا اور بیماری کو (یہودیوں کی بستی) جحفہ میں منتقل فرما دے''---

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ ایک سیاہ فام بڑھیا سر پر گٹھڑی رکھے مدینہ سے باہر جا رہی ہے---آپ نے اس کی تعبیر فرمائی کہ مدینہ منورہ کی وبا یہاں سے منتقل ہو گئی ہے---چناں چہ جحفہ مرکز وبا بن گیا، یہاں کا چلو بھر پانی پینے سے لوگ بیمار ہو جاتے---[۲۰]

علامہ صالحی فرماتے ہیں:

تَحویلُ الوبَاءِ عنِ الْمدینۃِ مِنْ أعظَمِ المُعجزاتِ إذ لَا یَقْدِرُ عَلیہ جمیعُ الاطباء---[۲۱]

"مدینہ منورہ سے (دفعتاً) وبا کو منتقل کر کے (اسے صحت افزا بنا دینا)

حضور ﷺ کا عظیم معجزہ ہے، اس لیے کہ یہ طبیبوں کے بس کی بات نہیں ہے"---

اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا یوں قبول فرمائی کہ مدینہ سرچشمہ برکات اور مرکز صحت وشفا بن گیا--- پہلے اسے یثرب کہا جاتا تھا، مگر دعاء رسول کے بعد یہ دار الشفاء، طیبہ، طابہ، خوشبو، پاکیزگی، راحت اور دین وایمان کا مرکز و سرچشمہ بن گیا---

یثرب کہنے کی ممانعت

مدینہ منورہ کو اب یثرب کہنا ناجائز ہے، کیوں کہ یثرب یا تو تثریب سے ہے، جس کا معنی جھڑکنا، ملامت کرنا ہے یا یہ ثرب سے ہے، تب اس کا معنی فساد اور خرابی ہے--- یہ دونوں معنی قبیح اور برے ہیں، جب کہ حضور ﷺ برے نام کو ناپسند کرتے اور اچھا نام رکھنے کو محبوب رکھتے---[۲۲]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

أُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَأْكُلُ الْقُرىٰ يَقُولُوْنَ يَثْرِبُ وَهِيَ الْمَدِينَةُ تَنْفِي النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ---[۲۳]

"مجھے ایسی بستی میں سکونت کا حکم دیا گیا ہے جو (اپنی شان وشوکت اور عظمت و افضلیت کی وجہ سے) تمام بستیوں پر غالب ہو گی، لوگ (یعنی منافقین[۲۴]) اسے یثرب کہتے ہیں، حالانکہ وہ مدینہ ہے، خبیث لوگوں کو اس طرح باہر نکال دیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے میل کچیل کو دور کر دیتی ہے"---

اس حدیث میں تصریح ہے کہ مدینہ تمام شہروں اور بستیوں کے فضائل کو جامع ہے---

حضور ﷺ نے ہمیشہ کے لیے مدینہ کو یثرب کہنے کی ممانعت فرما دی،

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ نَھٰی اَنْ یُّقَالَ لِلْمَدِیْنَۃِ یَثْرِب---[۲۵]

''بے شک رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کو یثرب کہنے سے منع فرمادیا ہے''---

امام بخاری تاریخ کبیر میں روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

مَنْ قَالَ یَثْرِبَ مَرَّۃً، فَلْیَقُلِ الْمَدِیْنَۃَ عَشْراً---[۲۶]

''جو شخص مدینہ کو یثرب کہے، اسے چاہیے کہ وہ (کفارہ کے طور پر)
دس مرتبہ مدینہ مدینہ کہے''---

اب مدینہ کو ''یثرب'' کہنا گناہ ہے، جو ایسا کہہ بیٹھے لازم ہے کہ وہ استغفار کرے---

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور ﷺ نے فرمایا:

مَنْ سَمَّی الْمَدِیْنَۃَ یَثْرِبَ فَلْیَسْتَغْفِرِ اللّٰہَ عَزَّ وَ جَلَّ ھِیَ طَابَۃُ ھِیَ طَابَۃُ---[۲۷]

''جو شخص مدینہ کو یثرب کہے وہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے، یہ طابہ ہے
یہ طابہ (پاکیزہ) ہے''---

وہب بن منبہ کہتے ہیں، تورات میں مدینہ منورہ کے نام طیبہ، طابہ، طویبہ اور طیّبہ مذکور ہیں---[۲۸]

اس شہر کی آب و ہوا سلیم الطبع کے موافق ہے، یہ سرزمینِ طیب و طاہر شرک کی نجاستوں سے محفوظ ہے--- یہاں کے رہنے والے اس شہر کی مٹی اور اس کے در و دیوار سے ایسی مہک پاتے ہیں جو کسی اعلیٰ سے اعلیٰ خوشبو اور مشک و عنبر میں بھی نہیں پائی جاتی، طیبہ کی خاص مہک اسی شہر کا طرۂ امتیاز ہے---[۲۹]

28

محبت ہی محبت

جیسا کہ پہلے بیان ہوا، حضور ﷺ نے دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْمَدِیْنَۃَ کَحُبِّنَا مَکَّۃَ أَوْ أَشَدَّ---[۳۰]

''باری تعالیٰ مدینہ ہمارا محبوب بنادے مکہ کی طرح بلکہ اس سے بہت زیادہ محبوب بنادے''---

اس دعاءِ رسول کی قبولیت محتاجِ بیان نہیں--- اہل ایمان کے دل مرکز ایمان وسکینہ مدینہ کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں---حضور ﷺ نے اِلَیَّ (مجھے) نہیں فرمایا، بلکہ الینا (ہمیں) فرمایا، یعنی صرف مجھے ہی نہیں بلکہ مدینہ ہم سب کا محبوب بنادے--- گویا منشاءِ رسالت یہ ہے کہ جو مدینہ سے محبت رکھے وہ ہمارا ہے--- مدینہ کی محبت کا یہ عالم ہے کہ دلوں میں مدینہ، سوچوں میں مدینہ، دماغ میں مدینہ، روح میں مدینہ رچ بس گیا ہے--- مکہ سے بڑھ کر مدینہ سے محبت ہے:

اس کے طفیل حج بھی خدا نے کرا دیے
اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے
کعبہ کا نام تک نہ لیا طیبہ ہی کہا
پوچھا تھا ہم سے جس نے کہ نہضت کدھر کی ہے

برکت ہی برکت

محولہ حدیث میں حضور ﷺ نے مدینہ منورہ میں خیر وبرکت کی خصوصی دعا فرمائی ہے:

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ صَاعِنَا وَ مُدِّنَا---

اور دوسری روایت میں ہے:

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ ثَمَرِنَا وَ بَارِکْ لَنَا فِیْ مَدِیْنَتِنَا وَ بَارِکْ لَنَا فِیْ صَاعِنَا وَ بَارِکْ لَنَا فِیْ مُدِّنَا---[۳۱]

''یا اللہ! ہمارے پھلوں میں برکت ڈال دے، ہمارے مدینہ کو بابرکت بنا دے، اس کے (ناپ تول کے پیمانوں) ٹوپوں اور پڑوپیوں میں برکت ڈال دے''---

صحیح بخاری شریف میں ہے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِیْنَۃِ ضِعْفَیْ مَا جَعَلْتَ بِمَکَّۃَ مِنَ الْبَرَکَۃِ---[۳۲]

''اے اللہ! مدینہ میں مکہ کی نسبت دوضعف زیادہ برکت رکھ دے''---

عام طور پر ضعف کا معنیٰ مثل کیا جاتا ہے مگر ممتاز ماہر لغت علامہ ابن منظور لکھتے ہیں:

ضِعْفُ الشَّیئِ مِثْلَاہُ---[۳۳]

''ضعف کا معنیٰ دوگنا ہے''---

حدیث مبارکہ میں ضعفین (دوضعف) کا ذکر ہے، جس کا مطلب ہے چار گنا---
یعنی مدینہ منورہ میں مکہ مکرمہ سے چوگنی برکت ہے---

مسلم شریف کی ایک روایت میں اس دعاءِ رسول میں یہ کلمات بھی شامل ہیں:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ مَعَ الْبَرَکَۃِ بَرَکَتَیْنِ---[۳۴]

''اے اللہ! (چوگنی برکت کے بعد) ہر برکت کے ساتھ مزید دو برکتوں کا اضافہ فرما دے''---

چار کو دو سے ضرب دیں تو آٹھ بنتے ہیں، یعنی مکہ مکرمہ کی نسبت مدینہ منورہ میں

آٹھ گنا برکت ہے---

علامہ سمہودی [۳۵] اور علامہ محمد عبد الباقی زرقانی [۳۶] رحمۃ اللہ علیہما نے تصریح کی ہے کہ یہ برکت دینی اور دنیاوی تمام معاملات کو شامل ہے---

علامہ صالحی شامی لکھتے ہیں:

هٰذِهِ الْبَرَكَة الْمَذْكُورَة فِي الْحَدِيْثِ فِي أمرِ الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا---[۳۷]

''حدیث میں مذکور مدینہ منورہ کے لیے دعاءِ برکت میں دین و دنیا کے تمام امور کی برکت مراد ہے''---

جس طرح مدینہ منورہ کی ظاہری برکات ہیں، اسی طرح اجر و ثواب کے اعتبار سے اس کی باطنی برکات بھی مکہ مکرمہ سے فزوں تر ہیں--- گویا مکہ مکرمہ میں ایک نماز کا ثواب لاکھ نمازوں کے برابر ہے تو مدینہ منورہ میں ایک نماز کا ثواب آٹھ لاکھ نمازوں کے برابر ہے---

ساری کائنات سے افضل جگہ

مدینہ منورہ کی سرزمین اور قبر انور کی مبارک جگہ ساری کائنات سے افضل ہے---
ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ جب رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں آپ کی تدفین کے بارے میں اختلاف رائے ہوا کہ آپ کو کس مقام میں دفن کیا جائے--- حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا:

لَيْسَ فِي الْأَرْضِ بُقْعَةٌ أَكْرَمَ عَلَى اللّٰهِ مِنْ بُقْعَةٍ قُبِضَ فِيهَا نَفْسُ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ---[۳۸]

''جس جگہ نبی کریم ﷺ کا وصال ہوا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس خطے سے افضل کوئی خطہ نہیں''---

اسی لیے تو سرکار ﷺ کو اس شہر میں دفن ہونے کی تمنا تھی---آپ فرماتے ہیں:

مَا عَلَى الْاَرْضِ بُقْعَةٌ هِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يَكُوْنَ قَبْرِي بِهَا مِنْهَا---[۳۹]

''روئے زمین پر کوئی ایسی جگہ نہیں جو مجھے اپنی قبر کے لیے مدینہ منورہ سے زیادہ پسند ہو''---

آپ کو مدینہ منورہ سے اس قدر پیار تھا اور یہاں تدفین اتنی محبوب تھی کہ مکہ مکرمہ تشریف لے جاتے تو یہی دعا فرماتے:

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ مَنَايَانَا بِمَكَّةَ---[۴۰]

''یا اللہ! ہمیں مکہ میں موت نہ آئے''(موت آئے تو مدینہ ہی میں آئے)---

صحابہ کرام حج وعمرہ کے لیے جاتے تو مناسک سے فراغت کے فوراً بعد مدینہ منورہ کی راہ لیتے اور بلاوجہ زیادہ عرصہ مکہ مکرمہ میں نہ ٹھہرتے [۴۱] تاکہ موت آئے تو مدینہ میں آئے---حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہمیشہ یہ دعا مانگتے تھے:

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ شَهَادَةً فِيْ سَبِيْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِيْ فِيْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ---[۴۲]

''اے اللہ! مجھے تیرے رستے میں شہادت کی موت نصیب ہو اور مجھے تیرے پیارے رسول ﷺ کے شہر میں موت آئے''---

اسی طرح خلیفہ اوّل افضل البشر بعد الانبیاء والرسل حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

لَا یُقْبَضُ النَّبِیّ إِلا فِی أَحبِّ الأَمْکِنَةِ إِلَیهِ---[۴۳]

''اللہ کے نبی کی روح اسی مکان میں قبض کی جاتی ہے جو اسے سب سے زیادہ محبوب ہو''---

ظاہر ہے کہ حضور ﷺ کا وصال مدینہ منورہ میں ہوا، لہٰذا یہ خطہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب سے زیادہ عزیز تھا اور یہ بھی حقیقت ہے کہ آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پسند اللہ جل جلالہ کی پسند کے تابع ہے، لہٰذا یہ سرزمین اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب و پسندیدہ تھی--- اسی بات کے پیش نظر حضور ﷺ کی منشا تھی کہ اہل ایمان مکہ سے بڑھ کر مدینہ کو محبوب جانیں، اس لیے دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ إِلَیْنَا الْمَدِیْنَةَ کَمَا حَبَّبْتَ مَکَّةَ أَوْ أَشَدَّ---[۴۴]

''اے اللہ! ہمارے لیے مدینہ کو مکہ کی طرح محبوب کر دے، بلکہ اس سے بھی بہت ہی زیادہ''---

روضہ وہاں بنا کہ جہاں کا خمیر تھا

حضور سید المرسلین ﷺ اس شہر محترم سے شدید محبت و انس رکھتے تھے اور یہ انسیت و دل بستگی ایک فطری تقاضا تھا، جیسا کہ حدیث پاک سے ثابت ہے کہ جس مقام کی مٹی سے انسان کا خمیر تیار ہوتا ہے، اسی مقام میں اس کی تدفین ہوتی ہے---

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ إِلَّا قَدْ ذُرَّ عَلَیهِ مِنْ تُرَابِ حُفْرَتِهٖ---[۴۵]

''ہر بچے کی ناف میں اس کی قبر کی (چٹکی بھر) مٹی چھڑکی جاتی ہے''---

اللہ تعالیٰ نے ہادئ اعظم و رہبر کامل حضور نبی کریم ﷺ کے بشری پیکر کا خمیر سرزمین مدینہ کی مٹی سے تیار کیا---[۴۶]

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے جب تخلیق محمدی کا ارادہ فرمایا تو جبریل امین علیہ السلام کو حکم دیا کہ آپ کی قبر اطہر والی جگہ سے مٹی اٹھا لائے--- پھر اس مٹی کو تسنیم کے پانی سے گوندھ کر جنت کی نہروں سے سیراب کیا گیا اور زمین و آسمان کی سیر کرائی گئی--- یوں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے پہلے ہی فرشتے حضور ﷺ کی فضیلت و برتری سے آگاہ ہو چکے تھے--- پھر تخلیق آدم کے بعد نور مصطفیٰ، حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی کی زینت بنا''---[۴۷]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ اِلَّا وَ فِیْ سُرَّتِہٖ مِنْ تُرْبَتِہِ الَّتِیْ یُوْلَدُ مِنھَا حَتّٰی یُدْفَنَ فِیْھَا وَ اَنِّیْ وَ اَبُوْ بَکرٍ وَ عُمَرَ خُلِقْنَا مِنْ تُرْبَۃٍ وَّاحِدَۃٍ وَ فِیْھَا نُدْفَن---[۴۸]

''ہر بچے کی ناف میں اس مٹی کا کچھ حصہ ڈالا جاتا ہے، جس سے اس کی تخلیق ہوتی ہے--- یہاں تک کہ جہاں سے مٹی لی گئی تھی وہیں اس کی تدفین ہوگی اور میں اور ابوبکر و عمر ایک مٹی کے بنے، اسی میں دفن ہوں گے''---

اللہ اللہ کس قدر معظم و مکرم ہے وہ دھرتی جس سے افضل الخلق ﷺ کا خمیر تیار کیا گیا--- جب اللہ تعالیٰ کے حبیب مکرم ﷺ مخلوق کے ہر فرد سے افضل و اعلیٰ ہیں تو خاک مدینہ جو آپ کے جسم اطہر کی جز ہے، بلاشبہہ افضل و اعلیٰ ہوئی، بایں وجہ مدینہ منورہ کائنات بھر میں سب سے فوقیت اور افضلیت کا حامل بن گیا---

ریاض الجنۃ

مدینہ منورہ افضل البلاد کیوں نہ ہو کہ یہیں زمین کا وہ خطہ ہے جسے ریاض الجنۃ کے نام سے موسوم کیا گیا---مجازاً نہیں حقیقۃً جنت کا ٹکڑا---حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

مَا بَیْنَ بَیْتِی وَ مِنْبَرِی رَوْضَۃٌ مِنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ---[۴۹]

''میرے گھر اور میرے منبر کا درمیانی حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے''---

دوسری روایت میں ''بیتی'' کی بجائے ''قبری'' ہے، حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مَا بَیْنَ قَبْرِی وَ مِنْبَرِی رَوْضَۃٌ مِنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ---[۵۰]

''میری قبر اور میرے منبر کی درمیانی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے''---

جب کہ جنت کے بارے میں حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

مَوْضِعُ سَوْطٍ فِی الْجَنَّۃِ خَیْرٌ مِنَ الدُّنْیَا وَ مَا فِیھَا---[۵۱]

''جنت کی ایک چھڑی کے برابر جگہ بھی دنیا و مافیہا سے بہتر ہے''---

لہٰذا بیت المقدس، کعبۃ اللہ اور ہر جگہ سے افضل وہ جگہ ہے جہاں حضور ﷺ تشریف فرما ہیں---

محبّ بھی، محبوب بھی

یہیں وہ بلند مرتبہ پہاڑ ہے جو حضور امام الانبیاء ﷺ کا محبّ بھی ہے اور محبوب بھی:

هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَ نُحِبُّهٗ---[۵۲]

''یہ (اُحد) پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں''---

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور ﷺ خیبر سے واپس تشریف لا رہے تھے، جوں ہی جبل احد پر نظر پڑی، فرمایا:

هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَ نُحِبُّهٗ، إِنَّ أُحُدًا هٰذَا لَعَلٰى بَابٍ مِّنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ---[۵۳]

''یہ پہاڑ (احد) ہمارا محبّ بھی ہے اور محبوب بھی، بے شک یقیناً یہ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہوگا''---

حج وعمرہ کا ثواب

حج وعمرہ بہت بڑی عبادت ہے، جو مکہ مکرمہ میں نصیب ہوتی ہے، لیکن محنت اور مشقت کے بعد---مگر ذرا سرکار ابد قرار ﷺ کا جود وسخا تو ملاحظہ فرمائیں:

وہ رؤف ورحیم آقا ﷺ اپنے شہر میں حاضر ہونے والوں کو مشقت میں ڈالے بغیر حج وعمرہ کا ثواب مرحمت فرماتے ہیں--- یہاں کا عمرہ بھی آسان اور حج بھی سہل---

شہر مصطفیٰ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں واقع مسجد قبا میں دو رکعت نفل ادا کیے جائیں تو عمرے کا ثواب

مل جاتا ہے اور اگر سرکار ﷺ کی اپنی مسجد---مسجد نبوی---میں دو رکعت پڑھ لی جائیں تو حج کا ثواب مل جاتا ہے---

جیسا کہ حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا:

مَنْ خَرَجَ عَلٰی طُھرٍ لَّا یُرِیْدُ اِلَّا الصَّلَاۃَ فِیْ مَسْجِدِیْ حَتّٰی یُصَلِّیَ فِیْهِ کَانَ بِمَنْزِلَۃِ حَجَّۃٍ---[۵۴]

"جو شخص اپنی رہائش گاہ سے باطہارت میری مسجد میں نماز کے ارادے سے آیا اور نماز ادا کی تو اسے حج کا ثواب ملے گا"---

صرف یہی نہیں بلکہ مکہ میں کیا جانے والا حج حاضریٔ مدینہ کے صدقے ہی قبول ہوتا ہے--- حج بیت اللہ کے بعد مدینہ پاک میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضری دینے سے اس حج کی قبولیت کے ساتھ ساتھ ایک اور حج مقبول کا ثواب بھی ملتا ہے---حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے:

مَنْ حَجَّ اِلٰی مَکَّۃَ ثُمَّ قَصَدَنِیْ فِیْ مَسْجِدِیْ کُتِبَتْ لَهٗ حَجَّتَانِ مَبْرُوْرَتَانِ---[۵۵]

"جو شخص حج کر کے میری زیارت کے قصد و ارادہ سے میری مسجد میں آئے، اس کے لیے دو مقبول حج کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے"---

مدینہ میں موت کی فضیلت

رحمۃ للعالمین ﷺ کو یہ شہر اتنا پسند آیا کہ آپ نے اپنے محبین اور چاہنے والوں کو اس مقدس شہر میں اقامت کی ترغیب دلائی اور اس شہر میں وفات پانے والوں کو

اپنی شفاعت کا مژدۂ جاں فزا سنایا اور ارشاد فرمایا:

مَنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَمُوتَ بِالْمَدِينَةِ فَلْيَمُتْ ، فَمَنْ مَاتَ بِالْمَدِينَةِ ، كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا وَ شَهِيدًا---[۵۶]

''جو شخص مدینہ میں مرنے کی طاقت رکھتا ہو اسے چاہیے کہ اسی جگہ مرے، سو جسے مدینہ میں موت نصیب ہو گی وہ میری شفاعت سے مشرف ہو گا اور میں اس کا گواہ بنوں گا''---

تو جس شہر میں شفاعت مصطفیٰ نصیب ہو، اس کی افضلیت میں کیا شبہہ باقی رہ جاتا ہے---

حبیب کی حبیب کے لیے پسند

مدینہ منورہ کی افضلیت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اس شہر کو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے لیے منتخب فرمایا اور ظاہر ہے کہ محبّ اپنے محبوب کے لیے وہی چیز پسند کرتا ہے جو اسے سب سے زیادہ پسندیدہ، محترم اور معزز ہو---

إِذِ الْحَبِيبُ لَا يَخْتَارُ لِحَبِيبِهِ إِلَّا مَا هُوَ أَحَبُّ وَ أَكْرَمُ عِنْدَهُ---[۵۷]

''حبیب اپنے حبیب کے لیے وہی پسند کرتا ہے جو خود اس کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ اور محبوب ہو''---

خلاصہ بحث

مدینہ کی افضلیت کی ایک خاص وجہ یہ بھی ہے کہ یہاں گنبد خضراء ہے، مرقد مصطفیٰ ہے---

یہ وہ نعمت ہے جس کا مقابلہ دنیا و آخرت کی کوئی نعمت نہیں کر سکتی---

مندرجہ بالا بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ و رسول (جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا محبوب ترین شہر--- مدینہ منورہ--- مکہ مکرمہ سے افضل ہے اور قبر اطہر کعبۃ اللہ اور عرش و کرسی سے بھی افضل و اعلیٰ ہے---حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ کتنا واضح فرمان ہے، جسے امام بخاری نے تاریخ کبیر اور طبرانی نے معجم کبیر میں رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

اَلْمَدِیْنَةُ خَیْرٌ مِن مَکَّةَ---[۵۸]

''مدینہ منورہ، مکہ مکرمہ سے برتر ہے''---

اللہ تعالیٰ شہر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام --- مدینہ منورہ--- کی محبت سے ہمارے سینوں کو معمور فرمائے اور اس پاک شہر کی باادب، قبولیت تامہ والی حاضری سے بار بار سرفراز فرمائے---

آمین بجاہ ساکن القبۃ الخضراء و صاحب المدینۃ المنورۃ منبع الجود و العطاء سیدنا محمدن المصطفیٰ صلی اللہ و سلم علیہ و علی آلہ و صحبہ اولی الصدق و الصفا---

حوالہ جات

۱...... الدخان،۴۴:۳
۲...... القدر،۹۷:۱
۳...... البقرۃ،۲:۱۸۵
۴...... الاسراء،۱۷:۱
۵...... شیخ عبدالحق محدث دہلوی، جذب القلوب الی دیار المحبوب، مطبع نول کشور لکھنؤ، صفحہ ۱۷
۶...... مرجع سابق، صفحہ ۱۸
۷...... ایضاً، صفحہ ۱۸
۸...... سمہودی، نورالدین علی بن احمد، ۹۱۱ھ، وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ،

الباب الثانی فی فضائلها،جلد۱،صفحہ۲۸
۹...... وفاء الوفاء ،جلد۱،صفحہ۲۹/ امام جلال الدین سیوطی، الخصائص الکبریٰ، دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن، باب اختصاصہ ﷺ بتفضیل بلدہ علی سائر البلاد،جلد۲،صفحہ۲۰۳
۱۰......علامہ قاضی عیاض،۵۴۴ھ، الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ،مرکز اہل سنت ، برکات رضا،فوربندر گجرات ہند،جلد۲،صفحہ۹۱، فصل فی ما یلزم من دخل مسجد النبوی
۱۱...... سبل الهدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد ، جماع ابواب خصائصہ ﷺ، الباب الاوّل فی ما اختص به عن الانبیاء ،جلد۱۰،صفحہ۳۳۰/سمہودی،شیخ علی بن احمد ۹۱۱ھ، خلاصة الوفاء باخبار دار المصطفیٰ، الفضل الخامس فی ترابها و ثمرها،صفحہ۲۷
۱۲...... الحشر،۵۹:۹
۱۳......امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی،۳۶۰ھ، المعجم الاوسط للطبرانی، مکتبہ المعارف ریاض،۱۴۱۵ھ، باب من اسمه محمد،حدیث۵۶۱۴
۱۴......امام محمد بن اسماعیل بخاری،۲۵۶ھ،صحیح بخاری، باب الطیب للجمعة ،حدیث۱۸۷۶/ امام مسلم بن حجاج قشیری،۲۶۱ھ،صحیح مسلم، باب بیان ان الاسلام بدأ غریبا، حدیث۳۹۱
۱۵...... خلاصة الوفاء باخبار دار المصطفیٰ، الباب الاوّل فی فضلها و متعلقاتها، صفحہ۲۷/ سبل الهدی و الرشاد فی سیرة خیر العباد، جماع ابوب خصائصه ﷺ، الباب الاوّل فی ما اختص به عن الانبیاء،جلد۱۰،صفحہ۳۲۹
۱۶......امام محمد بن عبداللہ، حاکم المستدرك، کتاب الهجرة،جلد۳،صفحہ۳/ وفاء

الوفاء،جلد ا،صفحہ۳۴/ الخصائص الکبریٰ، باب اختصاصه ﷺ بتفضیل بلدہ
علی سائر البلاد،جلد۲،صفحہ۲۰۳
۱۷...... الضحیٰ،۹۳:۴
۱۸......صحیح بخاری، کتاب فضائل المدینة،حدیث ۱۸۸۹
۱۹......مرجع سابق
۲۰...... سبل الهدی و الرشاد، ابواب فضائل المدینة، الباب الرابع،جلد۳،صفحہ۳۰۰
۲۱......مرجع سابق
۲۲......عسقلانی، حافظ ابن حجر،۸۵۲ھ، فتح الباری، بہیہ مصر،۱۳۴۸ھ،جلد۴،صفحہ۰ے
۲۳......صحیح مسلم، کتاب الحج، باب المدینة تنفی شرارها
۲۴......فتح الباری شرح صحیح بخاری، باب فضل المدینة،جلد۴،صفحہ۰ے
۲۵......مرجع سابق
۲۶......محمد بن اسماعیل بخاری، التاریخ الکبیر،دار الفکر،باب ح،جلد۶،صفحہ۲۱۷،
حدیث ۲۲۱۱/ حافظ ابوعبداللہ محمد بن احمد ذہبی،۷۴۸ھ، میزان الاعتدال، مطبعة
السعادة مصر،جلد۲،صفحہ۱۷۸،(تحت عثمان بن حفص ۱۴۱۹)/ حافظ ابن حجر
عسقلانی،۸۵۲ھ، لسان المیزان، دار البشائر بیروت،جلد۵،صفحہ۳۷۸،
(عثمان بن حفص ۵۱۰۶)/ وفاء الوفاء،جلد ا،صفحہ۱۰
۲۷......امام احمد بن حنبل،۲۴۱ھ،مسند امام احمد بن حنبل،دار صادر بیروت،جلد۴،صفحہ۲۸۵
۲۸......جذب القلوب،صفحہ۱۰
۲۹......مرجع سابق
۳۰......صحیح بخاری، کتاب فضائل المدینة
۳۱......صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فضل المدینة و دعاء النبی فیها،حدیث ۳۴۰۰

۳۲......صحیح بخاری، باب الطیب للجمعۃ،حدیث ۱۸۸۵

۳۳......علامہ ابن منظور،۷۱۱ھ، لسان العرب،دار صادر بیروت،۱۹۵۵ء،جلد ۹،صفحہ ۲۰۴

علامہ ابن منظور مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''ضعف کے معنی میں کم از کم حد ایک مثل ہے مگر زیادہ کی کوئی حد نہیں، یعنی ضعف کا معنی دو مثلیں، تین مثلیں بلکہ اس سے بھی زیادہ مراد لی جاسکتی ہیں''---

[لسان العرب،جلد ۹،صفحہ ۲۰۵]

۳۴......صحیح مسلم، باب الترغیب فی سکنی المدینۃ،حدیث ۳۴۰۲

۳۵......وفاء الوفاء،جلد ۱،صفحہ ۵۵

۳۶...... زرقانی علی المواھب،جلد ۸،صفحہ ۳۲۶،حدیث ۱۱۲۴۴

۳۷...... سبل الھدی و الرشاد، جمّاع ابواب بعض فضائل المدینۃ الباب الرابع فی محبتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لھا و دعائہ،جلد ۳،صفحہ ۲۹۹

۳۸...... وفاء الوفاء،جلد ۱،صفحہ ۳۳/ سبل الھدی و الرشاد، الباب الثامن فی تفضیلھا علی البلاد،جلد ۳،صفحہ ۳۱۶

۳۹......اصبحی ،ابوعبداللہ مالک بن انس،۱۷۹ھ، موطا امام مالک، کتاب الجھاد، باب الشھداء فی سبیل اللہ ،حدیث ۱۶۷۸/ مشکوۃ المصابیح ، الفصل الثالث، باب حرم المدینۃ

۴۰......مسند احمد بن حنبل،جلد ۲،صفحہ ۲۵و۱۲۵، مسند عبد اللہ بن عمر/ وفاء الوفاء، جلد ۱،صفحہ ۴۹

۴۱......جذب القلوب،صفحہ ۳۱

۴۲......صحیح بخاری، کتاب الجمعۃ، باب الطیب للجمعۃ،حدیث ۱۸۹۰

۴۳......وفاء الوفاء،جلد ۱،صفحہ ۳۳/ مسند ابی یعلی ، مسند ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ

۴۴......صحیح مسلم،جلد۱،صفحہ۳۴۳/ موطاامام مالک،صفحہ۴۹۷

۴۵...... حلیۃ الاولیاء،جلد۲،صفحہ۲۸۰، فی ترجمۃ حضرت محمد ابن سیرین/ ابوعبداللہ محمد بن احمد قرطبی،۶۷۱ھ، الجامع لاحکام القرآن (تفسیر قرطبی)، دارالکتب المصریہ ،جلد۱۱،صفحہ۲۱۰،سورۃ مریم،تحت آیت ۵۵/ عمدۃ القاری ، الباب التاسع عشر

۴۶......جذب القلوب،صفحہ۹

۴۷......امام ابن جوزی ،۵۹۷ھ، الوفا باحوال المصطفیٰ ،۱۹۷۷ء،مکتبہ نوریہ رضویہ، لائل پور، الباب الثانی فی ذکر الطینۃ التی خلق منھا محمد ﷺ،جلد۱،صفحہ۳۴

۴۸......علامہ علاء الدین علی متقی ہندی،۹۷۵ھ، کنز العمال ،دائرہ المعارف حیدرآباددکن ، جلد۶ ،صفحہ۱۴۳، فضائل ابی بکر و عمر من الاکمال/ الجامع الکبیر للسیوطی ، حرف المیم

۴۹......صحیح بخاری، کتاب فضائل المدینۃ،حدیث ۱۸۸۸/ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی، ۴۵۸ھ، شعب الایمان،دارالکتب العلمیہ بیروت،۱۹۹۰ء، باب فضل الحج و العمرۃ،جلد۳،صفحہ۴۸۶،حدیث ۴۱۴۶

۵۰......امام محمد بن اسماعیل بخاری، التاریخ الکبیر ،دائرہ معارف حیدرآباددکن،قسم۱، جلد۱،صفحہ۳۹۲، باب ش/ وفاءالوفا،جلد۲،صفحہ۴۲۸

۵۱......صحیح بخاری،جلد۱،صفحہ۴۶۰

۵۲......صحیح بخاری،جلد۲،صفحہ۵۸۵

۵۳......وفاءالوفاء،جلد۳،صفحہ۹۲۶

۵۴......وفاءالوفاء،جلد۱،صفحہ۳۶/ تحقیق النصرۃ بمعالم دار الھجرۃ،صفحہ۲۶/ زرقانی،جلد۸،صفحہ۳۲۷/علی بن سلطان محمد قاری،۱۰۱۴ھ، مرقاۃ المفاتیح،

امدادیہ ملتان، باب المساجد و مواضع الصلوۃ

۵۵...... خلاصۃ الوفاء، صفحہ ۲۶/ جامع الکبیر للسیوطی، حرف المیم/ کنز العمال، باب زیارۃ قبر النبی

۵۶...... وفاء الوفاء، صفحہ ۴۹/ جذب القلوب، صفحہ ۲۴/ شعب الایمان، جلد ۳، صفحہ ۴۹۷، حدیث ۴۱۸۲/ سنن ترمذی میں یہ حدیث بایں الفاظ ہے:

مَنْ اسْتَطَاعَ أَنْ يَمُوْتَ بِالْمَدِيْنَةِ فَلْيَمُتْ بِهَا فَإِنِّيْ أَشْفَعُ لِمَنْ يَمُوْتُ بِهَا --- [جامع ترمذی، کتاب المناقب، حدیث ۳۹۱۷]

سنن ابن ماجہ میں کلمات حدیث ہیں:

مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَمُوْتَ بِالْمَدِيْنَةِ فَلْيَفْعَلْ فَإِنِّيْ أَشْهَدُ لِمَنْ مَاتَ بِهَا --- [سنن ابن ماجہ، اصح المطابع کراچی، ابواب المناسك، باب فضل المدينة، صفحہ ۲۳۲]

۵۷...... جذب القلوب، صفحہ ۲۲

۵۸...... امام بخاری، المعجم الکبیر، قسم اوّل، جزء اوّل، صفحہ ۱۶۰ (محمد بن عبد الرحمٰن، ۲۷۶ھ)/ امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی، ۳۶۰ھ، معجم کبیر، دار احیاء التراث العربی، جلد ۴، صفحہ ۲۸۸/ خلاصۃ الوفاء، صفحہ ۱۴/ جذب القلوب، صفحہ ۲۱

شہرِ طیبہ ہے یا ہے محبت نگر ، رشکِ جنت ہے سرکار کی رہ گزر
اہلِ ایماں جو حاضر ہوں دربار پر ، ان کو ملتا ہے آقا سلام آپ کا
آپ کا در ہے لاریب خالق کا در ، آپ کا گھر یقیناً ہے خالق کا گھر
اس کو کونین کی نعمتیں مل گئیں ، ہو گیا جس پہ الطاف تام آپ کا
فرقتِ ہجر میں نوریؔ بے نوا ، تک رہا ہے مدینے کا رستہ سدا
جلد مل جائے طیبہ کا ویزا شہا ، باریابی کا آئے پیام آپ کا

[نوریؔ]

حدیث ''لَا تُشَدُّ الرِّحَال'' کی روشنی میں

گفتگو: سید محمد الحبیب
ناظم شرعی عدالت سوڈان

تخریج و ترجمہ: صاحبزادہ محمد محبّ اللہ نوری

ممتاز عالم دین سید محمد الحبیب کا یہ علمی مناظرہ، عربی مجلّہ ''المسلم'' میں شائع ہوا، جس کی فوٹو کاپی عالم اسلام کی نامور شخصیت الشیخ السید یوسف ہاشم الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ، سابق وزیر، کویت نے الحاج چودھری محمد اسحاق نوری رحمۃ اللہ علیہ (لاہور) کی وساطت سے راقم کو ماہ نامہ نور الحبیب، بصیر پور میں اشاعت کے لیے بھجوائی --- اس گراں قدر علمی گفتگو کی افادیت کے پیشِ نظر اس کا ترجمہ مع تخریج قارئین کرام کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے---

[(صاحبزادہ) محمد محبّ اللہ نوری]

۱۹۸۲ء میں مناسک حج سے فراغت کے بعد ایک روز حرم مکہ میں مغرب کی نماز ہو چکی تو ایک وہابی عالم نے خطبہ شروع کر دیا، جس میں حجاج کرام کو نصیحت کرتے ہوئے کہا:

''جو شخص مدینہ جانے کا ارادہ رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ وہ مسجد (نبوی) کی زیارت کی نیت سے جائے اور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ کی حاضری کا قصد نہ کرے''---

اس پر میں نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا، اے استاذ! شریعت میں منکر (برے کاموں) سے روکا گیا ہے، بھلا رسول کریم ﷺ کی زیارت میں کیا مضائقہ ہے اور اسے کیوں کر منکر کہا جا سکتا ہے؟

میری اس بات پر سامعین متوجہ ہوئے، خطیب نے انہیں کہا، اس سوال کو پورے غور سے سن لو اور مجھے دوبارہ سوال کرنے کا اشارہ دیا۔ میرے سوال دوہرانے پر

اس نے جواباً حضور ﷺ کی یہ حدیث (شدّ رحال) پیش کی:

((لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: مَسْجِدِی هٰذَا وَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ مَسْجِدِ الْاَقْصٰی))---[۱]

''تین مسجدوں کے علاوہ اور کسی مسجد کی طرف سفر نہ کرو، میری یہ مسجد، مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ''---

میں نے کہا، اس حدیث میں زیارتِ رسول ﷺ کی کب ممانعت ہے؟ یہ حدیث شریف تو مساجد کے ساتھ مختص ہے، کیوں کہ مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ [۲] کی جنس سے ہوا کرتا ہے اور نہی اور ممانعت بھی مساجد کے ساتھ خاص ہوگی اور اگر آپ کے اعتقاد کے مطابق اس حکم کو عام سمجھا جائے تو پھر ہر قسم کے سفر کی ممانعت لازم آئے گی، خواہ وہ سفر علم کے لیے ہو یا تجارتی مقاصد کے لیے ہو یا اہل و عیال اور بھائیوں کی ملاقات و زیارت کی غرض سے ہی کیوں نہ ہو، ہر قسم کے سفر کی ممانعت کیسے کی جا سکتی ہے۔

حالاں کہ حصولِ علم کے لیے سفر واجب اور ہر مسلمان مرد و عورت کے لیے نص حدیث سے ثابت ہے۔ یوں ہی تجارت اور اہل و عیال کی ملاقات کے لیے جانا بھی مرغوب و مستحب امر ہے۔

وہابی خطیب: تو پھر اس حدیث کا مطلب کیا ہے؟

میں نے کہا، اس حدیث کا منطوق و مفہوم یہ واضح کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام مساجد ایک جیسی قابلِ تعظیم ہیں، البتہ تین مساجد ایسی ہیں جن میں اجر و ثواب زیادہ ہے۔ چناں چہ دیگر مساجد کی نسبت مسجد نبوی میں ایک نماز پر ہزار گنا، مسجد حرام میں ایک لاکھ گنا اور مسجد اقصیٰ میں پانچ سو گنا ثواب ملتا ہے۔

امام بخاری نے باب النذور میں یہ حدیث نقل کرنے کے بعد وضاحت کی ہے

کہ اگر کوئی شخص کسی مسجد میں نماز کی منت مان لے تو اس کا پورا کرنا واجب نہیں۔ ہاں اگر ان مساجدِ ثلاثہ (مسجد نبوی، حرام، اقصیٰ) میں سے کسی کی نذر مانی تو اسے پورا کرنا ضروری ہوگا۔

پھر میں نے اس (وہابی خطیب) سے پوچھا کہ آخر مسجد نبوی کی تعظیم کا سبب کیا ہے؟ یہ عظمت نبی کریم علیه التحية و التسليم کی وجہ سے ہے یا کسی اور وجہ سے؟ اس نے کہا، مساجد ذاتی طور پر معظم ہیں (یعنی مسجد نبوی کی فضیلت حضور ﷺ کی نسبت سے نہیں بلکہ اس کی ذاتی ہے) میں نے کہا، پھر تو مسجد قبا کی فضیلت مسجد نبوی سے زیادہ ہونی چاہیے، کیوں کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس کی شان میں فرمایا:

﴿لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ﴾---[۳]

''بے شک وہ مسجد کہ پہلے ہی دن سے جس کی بنیاد پرہیز گاری پر رکھی گئی ہے، وہ اس قابل ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو''---[۴]

لیکن اہل فہم جانتے ہیں کہ مسجد نبوی کا شرف حضور ﷺ کی نسبت سے ہے اور کعبہ کو بھی تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے قبلہ فقط حضور کی خاطر ہی بنایا ہے۔ اس کی دلیل میں اللہ تعالیٰ کا یہ قول پڑھ لینا کافی ہے:

﴿قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾---[۵]

''بے شک ہم دیکھ رہے ہیں آپ کے رخ (انور) کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا تو ہم پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس پر آپ راضی ہیں تو آپ پھیر لیں اپنا رخ مسجد حرام کی طرف''---[۶]

موقع کی مناسبت سے یہ ذکر بھی کرتا چلوں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں

حضور ﷺ کو راضی کرنے کا تین مقامات پر بیان فرمایا ہے:

❶ اسی آیت تحویل قبلہ میں ﴿فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا﴾[۷]

❷ ﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى﴾---[۸]

''اور عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے''---[۹]

❸ ﴿لَعَلَّكَ تَرْضٰى﴾---[۱۰]

''تا کہ آپ خوش رہیں''---[۱۱]

حدیث شدّ رحال کی طرف گفتگو کا رخ موڑتے ہوئے وہابی خطیب حرم نے مجھ سے استفسار کیا کہ زیارت نبوی کی نیت سے سفرِ مدینہ کی دلیل پیش کریں۔

میں نے کہا، میرے پاس کتاب وسنت اور اجماع امت سے متعدد دلیلیں ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ﴾---[۱۲]

''اور جو اپنے گھر سے نکلے اللہ اور اس کے رسول کی طرف، پھر اسے موت آجائے تو بے شک ثابت ہو گیا اس کا ثواب اللہ (کے ذمہ کرم) پر''---[۱۳]

(اس آیت میں رسول پاک ﷺ کی طرف سفر کی نیت سے نکلنے کا اجر بیان فرمایا گیا ہے)

وہابی خطیب نے کہا، ''لَا هِجْرَةَ بعدَ الفَتحِ'' فتح مکہ کے بعد ہجرت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ میں نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ فتح مکہ کے بعد ہجرت واجب نہیں رہی (کیوں کہ فتح مکہ سے پہلے ہجرت کو ایمان کی پختگی کی دلیل کے طور پر ضروری اور واجب قرار دیا گیا تھا) مگر اب بھی ہجرت منع نہیں بلکہ مستحب ومرغوب ہے۔ بارگاہ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حاضری

کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ قول پڑھیے:

﴿وَ لَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَحِيمًا﴾---[۱۴]

''اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب! تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں''---[۱۵]

نیز صحیح مسلم میں مروی یہ حدیث بھی سن لیں:

((عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلاً زَارَ أَخًا لَهُ فِي قَرْيَةٍ أُخْرَى فَأَرْصَدَ اللّٰهُ لَهُ عَلَى مَدْرَجَتِهِ مَلَكًا فَلَمَّا أَتَى عَلَيْهِ قَالَ أَيْنَ تُرِيدُ قَالَ أُرِيدُ أَخًا لِي فِي هٰذِهِ الْقَرْيَةِ قَالَ هَلْ لَكَ عَلَيْهِ مِنْ نِعْمَةٍ تَرُبُّهَا قَالَ لَا غَيْرَ أَنِّي أَحْبَبْتُهُ فِي اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ قَالَ فَإِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكَ بِأَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَبَّكَ كَمَا أَحْبَبْتَهُ فِيهِ))---[۱۶]

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ایک آدمی نے اپنے (مسلمان) بھائی کی ملاقات کے لیے کسی بستی کا رخ کیا، اللہ تعالیٰ نے اس کے راستے میں ایک فرشتہ مقرر کر دیا، فرشتے نے اس سے پوچھا، کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے کہا، اس بستی میں اپنے بھائی کے ہاں جا رہا ہوں۔ فرشتے نے کہا، کیا تیرے بھائی کا تجھ پر کوئی احسان ہے، جسے چکانے کے لیے تو وہاں جا رہا ہے؟ اس نے کہا، نہیں بلکہ صرف اس لیے اس کے پاس جا رہا ہوں کہ اللہ کے لیے میں اس سے محبت کرتا ہوں۔ فرشتے نے اسے کہا، میں اللہ کا فرستادہ ہوں (اور یہ بشارت دینے آیا ہوں کہ) بے شک اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ اسی طرح محبت فرماتا ہے جیسے تو اپنے بھائی کو محبوب رکھتا ہے''---

جب بھائیوں کی زیارت اللہ کی رضا و محبت کا ذریعہ ہے تو خاتم الانبیاء و المرسلین ﷺ کی زیارت کا کیا عالم ہوگا؟

وہابی خطیب نے کہا، یہ (بھائیوں کی ملاقات کا) اجر تو زندگی کے ساتھ خاص ہے، مردوں کی زیارت ثواب کا باعث نہیں۔ میں نے کہا، کیا حیات شہداء کو تو تسلیم کرتا ہے اور یہ مانتا ہے کہ انہیں اللہ کے ہاں سے رزق دیا جاتا ہے اور حضور ﷺ سید الشہداء ہیں؟ اس نے کہا، کیوں نہیں۔ میں نے کہا، کیا یہ حدیث نہیں ہے:

((مَا مِنْ اَحَدٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَیَّ رُوْحِیْ فَاَرُدُّ عَلَیْهِ السَّلَامَ))---[۱۷]

''جب کوئی مسلمان مجھے سلام پیش کرے تو میں اسے جواب دیتا ہوں، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے میری روح لوٹا دی ہوئی ہے''---

اس نے کہا، ہاں! یہ حدیث ہے۔ میں نے کہا، کیا تو نے یہ نہیں سن رکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حمزہ، مصعب بن عمیر، عبداللہ بن جحش اور دیگر شہداء اُحد (رضی اللہ عنہم) کی شہادت کے موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

((فَزُوْرُوْهُمْ وَ سَلِّمُوْا عَلَیْهِمْ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا یُسَلِّمُ عَلَیْهِمْ اَحَدٌ اِلَّا رَدُّوْا عَلَیْهِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ))---[۱۸]

''ان کی زیارت کرو اور انہیں سلام کہو، اللہ کی قسم قیامت تک جو زائر بھی انہیں سلام کہے گا، وہ جواب دیتے رہیں گے''---

وہابی خطیب گویا ہوا، مجھے تو زیارت رسول کے قصد سے سفر مدینہ پر اعتراض ہے، ہاں اگر مدینہ کا باسی ہو، وہاں پہنچ جائے تو پھر البتہ روضہ نبوی کی بھی زیارت کر لے تو حرج نہیں۔

میں نے کہا، اس کی ممانعت میں ''شد رحال'' والی زیر بحث حدیث کے علاوہ

آپ کے پاس کوئی دلیل ہے تو پیش کریں۔ اس نے کہا اس کے علاوہ کوئی دلیل نہیں ہے۔
میں نے کہا، پھر آپ کا موقف بلا دلیل ہے، کیوں کہ زیر بحث حدیث تو مساجد کے ساتھ خاص ہے، جیسا کہ پہلے تفصیلی دلائل سے واضح کر چکا ہوں۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی بارگاہ کی حاضری اور زیارت کو علمائے امت نے مستحب و مرغوب کہا ہے اور یہ امر بھی واضح رہے کہ پوری امت آپ کے تابع ہے، جب مسلمان بھائیوں کی ملاقات کے لیے سفر، محبت خداوندی اور رضائے الٰہی کا ذریعہ ہے تو خاتم الانبیاء و المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا کیا حال ہوگا، جن کے بارے میں حق سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ مَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ۝﴾---[۱۹]

''اور ہم نے نہیں بھیجا آپ کو (اے محبوب!) مگر رحمت سارے جہانوں کے لیے''---[۲۰]

اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے:

﴿النَّبِيُّ أَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ﴾---[۲۱]

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں''---[۲۲]

آپ کی معرفت وعظمت کے اظہار میں رب قدوس جل جلالہ نے فرمایا:

﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ۝﴾---[۲۳]

''بے شک تمہارے پاس تم میں سے ایک عظمت والے رسول تشریف لائے، ان پر سخت گراں ہے تمہارا مشقت میں پڑنا، بہت چاہنے والے ہیں تمہاری بھلائی کو، ایمان والوں پر نہایت مہربان بے حد رحم فرمانے والے ہیں''---[۲۴]

نیز فرمایا:

﴿مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ﴾---[۲۵]

''جس نے رسول کی فرماں برداری کی بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا''---[۲۶]

اور حق سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًاo يَا وَيْلَتٰى لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًاo﴾---[۲۷]

''اور اس روز ظالم (فرط ندامت سے) کاٹے گا اپنے ہاتھوں کو (اور) کہے گا کاش میں نے اختیار کیا ہوتا رسول (مکرم) کی معیت میں نجات کا راستہ، ہائے افسوس کاش نہ بنایا ہوتا میں نے فلاں کو اپنا دوست''---[۲۸]

اور حضور ﷺ نے خود اپنی عظمت کا یوں اظہار فرمایا:

إِنَّمَا أَنَا رَحْمَةٌ مُهْدَاةٌ---[۲۹]

''تحقیق یقیناً میں رحمت اور عطیہ خداوندی ہوں''---

نیز حضور ﷺ نے ہماری رہنمائی فرمائی:

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ---[۳۰]

''یعنی دنیا میں آدمی جس کے ساتھ محبت رکھتا ہے، آخرت میں اسی کی معیت میں ہوگا''---

کیا ان دلائل کی روشنی میں اللہ کی رحمت، رسول کریم ﷺ کی زیارت کے لیے سفر کی ممانعت کی گنجائش باقی رہ جاتی ہے؟ پناہ بخدا! رحمت الٰہی کی حاضری سے ممانعت سراسر محرومی ہے۔

اس مرحلے پر ملک شام کے ایک عالم دین شریک گفتگو ہوئے اور وہابی خطیب سے کہا، اے استاذ! اللہ کی قسم، اگر اللہ کے رسول ﷺ نہ ہوتے تو نہ ہمیں اللہ کی معرفت

نصیب ہوتی اور نہ ہی کعبہ، قرآن پاک اور ایمان کا پتا چلتا، بلاشبہ ہر خیر کا ذریعہ آپ ہی کی ذات گرامی ہے۔

میرے اس بھائی نے جو دلائل دیے وہ حق ہیں اور مزید کسی بات کی گنجائش نہیں۔ حق زیادہ لائق ہے کہ اس کا اتباع کیا جائے:

﴿فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ فَأَنَّىٰ تُصْرَفُونَ﴾---[۳۱]

''پس حق کے بعد کیا ہے بجز گمراہی کے، پھر تمہیں (حق سے) کدھر موڑا جا رہا ہے''---[۳۲]

یہ کہہ کر شامی عالم محفل سے اٹھ کھڑے ہوئے اور جملہ سامعین بھی ان کے ساتھ ہی محفل سے چلے گئے، جب کہ وہابی خطیب حیران و پریشان تنہا رہ گیا۔

حدیث شَدِّ رِحَال اور سید ابوالاعلیٰ مودودی کا نظریہ

سوڈانی عالم شیخ سید محمد الحبیب کا علمی مناظرہ آپ پڑھ چکے، اب اسی حدیث شَدِّ رِحَال کے حوالے سے سید ابوالاعلیٰ مودودی کی تحریر بھی ملاحظہ فرمالیں، جس سے اہل سنت کے موقف کی تائید ہوتی ہے۔ مودودی صاحب رقم طراز ہیں:

''مجھے امام ابن تیمیہ کی جن باتوں سے کبھی اتفاق نہ ہو سکا، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ مدینہ طیبہ کا سفر مسجدِ نبوی ﷺ میں نماز پڑھنے کے لیے تو جائز بلکہ مستحسن قرار دیتے ہیں، مگر نبی ﷺ کے مزارِ مبارک کی زیارت کا اگر کوئی قصد کرے تو اس کو ناجائز ٹھہراتے ہیں۔ میرے نزدیک یہ چیز کسی مسلمان کے بس میں نہیں ہے کہ وہ حجاز جانے کے بعد مدینے کا قصد نہ کرے اور مدینے کا قصد کرتے وقت مزارِ پاک کی زیارت کی تمنا اور خواہش سے اپنے دل کو خالی رکھے۔

صرف مسجد نبوی ﷺ کو مقصودِ سفر بنانا انتہائی ذہنی تحفظ کے باوجود بھی ممکن نہیں ہے، بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر وہاں صرف یہ مسجد ہوتی اور نبی ﷺ کا مزارِ مبارک نہ ہوتا، تو کم ہی کوئی شخص وہاں جاتا۔ آخر فضیلتیں تو مسجد اقصیٰ کی بھی بہت ہیں، مگر وہاں کتنے لوگ جاتے ہیں؟ اصل جاذبیت ہی مدینے میں یہ ہے کہ وہ آں حضور ﷺ کا شہر ہے۔ وہاں آں حضور ﷺ کے آثار موجود ہیں اور خود آں حضور ﷺ کا مزارِ مبارک بھی ہے۔

جس حدیث سے امام ابن تیمیہ نے استدلال کیا ہے، اس کا مطلب بھی وہ نہیں ہے جو انھوں نے سمجھا۔ بلاشبہہ آں حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ تین مسجدوں کے سوا کسی کے لیے سفر جائز نہیں ہے۔ لامحالہ اس کے دو ہی مطلب ہو سکتے ہیں۔ یا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ: دُنیا میں کوئی سفر جائز نہیں سوائے ان تین مسجدوں کے اور یا پھر یہ مطلب ہوگا کہ: تین مسجدوں کے سوا کسی اور مسجد کی یہ خصوصیت نہیں ہے کہ اس میں نماز پڑھنے کے لیے آدمی سفر کرے۔ اگر پہلے معنی لیے جائیں تو مدینہ کیا معنی، دُنیا میں کسی جگہ بھی سفر کر کے جانا جائز نہیں رہتا، خواہ وہ کسی غرض کے لیے ہو، اور ظاہر ہے کہ اس معنی کا کوئی قائل نہیں، خود ابن تیمیہ بھی اس کے قائل نہیں تھے۔

اور اگر دوسرے معنی کو اختیار کیا جائے اور وہی صحیح ہے تو حدیث کا تعلق صرف مساجد سے ہے، غیر مساجد سے نہیں۔ اور منشا صرف یہ ہے کہ مسجد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام، مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ تو ایسی مسجدیں ہیں کہ ان میں نماز پڑھنے کا ثواب حاصل کرنے کی نیت سے آدمی ان کی طرف سفر کرے، لیکن دُنیا کی کوئی اور مسجد یہ حیثیت نہیں رکھتی کہ محض اس میں نماز پڑھنے کی خاطر آدمی سفر کر کے وہاں جائے۔ لیکن اس کو خواہ مخواہ زیارتِ قبرِ رسول ﷺ پر لے جا کر چسپاں کر دینا کسی دلیل سے بھی صحیح نہیں۔ [۳۳]

30

حواشی

۱ صحیح مسلم، کتاب الحج، باب سفر المراۃ مع المحرم الی حج/صحیح بخاری، کتاب التہجد ، باب فضل الصلٰوۃ فی مسجد مکہ و المدینۃ ،ابواب العمرۃ ، باب حج النساء وغیرہ میں بالفاظ متقاربہ یہ حدیث موجود ہے۔

۲ مستثنٰی کے مستثنٰی منہ کی جنس سے ہونے کی دلیل مسند امام احمد بن حنبل کی اس روایت میں صراحۃً موجود ہے:

لَا یَنْبَغِیْ لِلْمُصَلِّیْ اَنْ یَشُدَّ رِحَالَہٗ اِلٰی مَسْجِدٍ تُبْتَغٰی فِیْهِ الصَّلَاۃُ غَیْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی وَ مَسْجِدِیْ---

[فتح الباری لابن حجر، باب فضل الصلوٰۃ فی مسجد مکۃ، جلد۴، صفحہ ۱۹۰]

''کسی نمازی کے لیے مناسب نہیں کہ وہ تین مسجدوں (یعنی) مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور میری مسجد (نبوی) کے علاوہ کسی اور مسجد میں نماز کے ارادے سے سفر کرے''---

۳ سورۃ التوبۃ، آیت ۱۰۸

۴ کنزالایمان، مولانا شاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ

۵ سورۃ البقرۃ، آیت ۱۴۴

۶ البیان، علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

۷.....سورۃ البقرۃ، آیت ۱۴۴

۸ سورۃ الضحیٰ، آیت ۵

۹ جمال القرآن، پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

۱۰ سورۃ طٰہٰ، آیت ۱۳۰

۱۱ جمال القرآن

۱۲ سورۃ النساء، آیت ۱۰۰

۱۳ البیان

۱۴ سورۃ النساء، آیت ۶۴

۱۵ کنزالایمان

۱۶ صحیح مسلم، کتاب البر و الصلة و الآداب، باب فی فضل الحب فی اللہ تعالیٰ

۱۷ سنن ابی داؤد، جلد۱، صفحہ ۲۷۹/ مسند امام احمد، جلد۲، صفحہ ۵۲۷ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ہے۔

۱۸ امام جلال الدین سیوطی، شرح الصدور (بحوالہ حاکم وبیہقی) صفحہ ۸۴،۸۵

۱۹ سورۃ انبیاء، آیت ۱۰۷

۲۰ البیان

۲۱ الاحزاب، آیت ۶

۲۲ جمال القرآن

۲۳ سورۃ التوبہ، آیت ۱۲۸

۲۴ البیان

۲۵ سورۃ النساء، آیت ۸۰

۲۶ البیان

۲۷ سورۃ الفرقان، آیت ۲۷، ۲۸

۲۸ جمال القرآن

۲۹ سنن دارمی، جلد ا، صفحہ ۱۷

۳۰ صحیح بخاری، کتاب الادب، باب علامۃ الحب فی اللّٰہ، جلد ۲، صفحہ ۹۱۱

۳۱ سورۃ یونس، آیت ۳۲

۳۲ جمال القرآن

۳۳ ماہ نامہ ترجمان القرآن، لاہور، اگست ۲۰۱۸ء

شہرِ شاہِ انبیا ﷺ بے انتہا اچھا لگا
مرکزِ مہر و وفا بے انتہا اچھا لگا
دم بخود آتے ہیں قدسی بھی جہاں شام و سحر
وہ مدینہ طیبہ بے انتہا اچھا لگا
رحمتوں کا سائباں اور شفقتوں کا ترجماں
روضۂ خیر الوریٰ بے انتہا اچھا لگا
سبز گنبد پر پڑی پہلی نظر نوری کی جب
"آستانِ مصطفیٰ بے انتہا اچھا لگا"

[نوری]

حاضریٔ مدینہ منورہ

حضوری شہرِ طیبہ کی ہے ، رب کی نعمتِ عظمٰی
مدینے سے جدا ہونا ، قیامت سی قیامت ہے
گنہ گارو ، سیہ کارو ، نہ گھبراؤ ، چلے آؤ !
نبیٔ پاک ﷺ مشفِق ہیں، کھلا بابِ شفاعت ہے

[نوریؔ]

مدینہ منورہ کی حاضری بلاشبہہ افضل ترین طاعات، سرچشمۂ حسنات و برکات اور قرب کے اعلیٰ درجات پر فائز ہونے کا بہترین ذریعہ ہے، علماء نے اسے واجب کے قریب بتایا ہے---حق یہ ہے کہ حاضریٔ بارگاہ قدس، محبت کا معاملہ ہے---آقائے دو عالم ﷺ کی ذات اقدس و اطہر سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کو اصل الاصول اور فرض عین تصور کرے---یہاں کی حاضری باعث مغفرت، موجب رحمت اور قرب الٰہی کا ذریعہ ہے---ارشاد ربانی ہے:

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا○---[۱]

''اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو اے محبوب! آپ کے حضور حاضر ہو جائیں اور پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں اور رسول (کریم ﷺ)

بھی ان کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے''---

اس آیت میں گناہ گاروں کو معافی کا طریقہ بتایا گیا ہے، اس کے لیے تین شرائط رکھی گئیں:

❶ ......در رسول پر حاضری

❷ ......استغفار

❸ ......حضور ﷺ کی سفارش و شفاعت---[۲]

یہ حکم آپ ﷺ کی ظاہری حیات تک محدود نہیں بلکہ قیامت تک کے لیے ہے، کیوں کہ روضہ اقدس پر حاضری یقیناً آپ کی بارگاہ کی حاضری ہے--- زائر یوں سمجھے گویا آپ کی دنیوی ظاہری حیات اقدس میں آپ کی خدمت میں حاضر ہے---

حضور پرنور ﷺ کا فیض اب بھی جاری ہے، آپ قبر اطہر میں روحانی و جسمانی حیات کے ساتھ زندہ ہیں، زائرین کے صلوٰۃ و سلام سنتے اور بارگاہ الٰہی میں ان کے لیے بخشش و مغفرت کی سفارش کرتے ہیں---[۳]

ائمہ و علماء نے اپنی کتابوں میں صراحت کی ہے کہ روضہ مبارکہ کی حاضری کے موقع پر زائر کو چاہیے کہ اس آیت مبارکہ کی تلاوت کرے اور پھر اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی مانگے---

گناہوں سے مغفرت اور قرب الٰہی کا بہترین ذریعہ درِ رسول علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی حاضری ہے کہ ان کا در اللہ کا در ہے:

بخدا خدا کا یہی ہے در، نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو، یہیں آ کے ہو، جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

30

زائر کے لیے تحفۂ سلام

ایک اور آیت مبارکہ میں اہل ایمان کو بارگاہ حبیب ﷺ کی حاضری پر اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت، بخشش اور سلام کا مژدۂ جاں فزا سنایا گیا --- ارشادِ ربانی ہے:

وَ اِذَا جَاءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ --- [۴]

"اور جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوں وہ لوگ جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں تو ان سے فرما دیجیے تم پر سلام ہو، تمہارے رب نے (محض اپنے کرم سے) اپنے اوپر رحمت کو لازم کرلیا ہے، تو جو کوئی کر بیٹھے تم میں سے کچھ برائی، نادانی کی وجہ سے، پھر اس کے بعد توبہ کرے اور اصلاح پذیر ہو جائے، تو بے شک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا، بے حد رحم فرمانے والا ہے" ---

اس آیت مبارکہ میں دیگر انعامات کے علاوہ زائر دربار مصطفیٰ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو "سلام" کی نوید ملتی ہے --- یہ سلام کس بارگاہ سے نصیب ہوتا ہے، ایک احتمال تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"اے حبیب! اپنے در پر حاضر ہونے والوں کو اپنی طرف سے سلام فرما دیجیے" ---

زائر کے لیے کتنا بڑا اعزاز ہے کہ اسے آقا و مولیٰ ﷺ سلام فرمائیں ---

عشاق کی منشا تو یہ ہوتی ہے کہ:

بہر سلام مکن رنجہ در جوابش لب
بصد سلام مرا یک بار علیک بس ست

دوسرا احتمال جو تفسیر کبیر، بحر محیط، روح المعانی، مظہری، جمل اور صاوی وغیرہ تفاسیر میں مذکور ہے کہ یہ سلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اے حبیب! جب میری آیات پر ایمان لانے والے آپ کے پاس حاضر ہوں تو انھیں فرما دیجیے، سَلامٌ عَلَیْكَ ''اے آنے والے! تمہیں اللہ تعالیٰ سلام کہتا ہے''---

قبر اطہر کی زیارت، آپ ہی کی زیارت ہے

یہ حکم حضور ﷺ کی ظاہری حیات تک محدود نہیں بلکہ قیامت تک آنے والوں کو سلام کا تحفہ عطا ہوتا ہے کیوں کہ آپ کی قبر اطہر کی زیارت آپ ہی کی زیارت ہے---

جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ---[۵]

''جس شخص نے میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی، وہ ایسے ہی ہے، جیسے اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی''---

ایک اور حدیث شریف میں ہے:

مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ وَ صُحْبَتِیْ---[۶]

''جو شخص حج کے موقع پر میری قبر کی زیارت کرے گا تو ایسے ہی ہے جیسے اس نے میری ظاہری حیات میں اور میری صحبت میں حاضر ہو کر میری زیارت کی''---

زائر دربار نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو چاہیے کہ وہ یہ اعتقاد رکھے کہ حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حقیقی، دنیوی، جسمانی حیات سے اسی طرح زندہ ہیں جیسے وصال سے پہلے تھے اور ہمارے تمام احوال کو ملاحظہ فرما رہے ہیں--- امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لَا فَرْقَ بَیْنَ مَوْتِہٖ وَ حَیَاتِہٖ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِیْ مُشَاھَدَتِہٖ لِاُمَّتِہٖ وَ مَعْرِفَتِہٖ بِاَحْوَالِھِمْ وَ نِیَّاتِھِمْ وَ عَزَائِمِھِمْ وَ خَوَاطِرِھِمْ، وَ ذٰلِکَ عِنْدَہٗ جَلِیٌّ ظَاھِرٌ لَا خَفَاءَ بِہٖ---[۷]

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات و وفات میں کچھ فرق نہیں کہ آپ اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں اور ان کے احوال، ان کی نیتوں، ان کے دلی ارادوں اور خیالوں کو اچھی طرح جانتے پہچانتے ہیں اور یہ سب آپ پر روشن ہے، اس میں کسی قسم کا کوئی اخفا نہیں ہے''---

لباب و شرح لباب میں ہے:

مُشْعِراً بِاَنَّہٗ علیہ الصلوٰۃ والسلام عَالِمٌ بِحُضُوْرِکَ وَ قِیَامِکَ وَ سَلَامِکَ[۸] اَیْ بَلْ بِجَمِیْعِ افْعَالِکَ وَ اَحْوَالِکَ وَ ارْتِحَالِکَ وَ مَقَامِکَ---[۹]

''اس فہم و شعور کے ساتھ (مواجہہ عالیہ پر حاضر ہو) کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیری حاضری، تیرے قیام و سلام بلکہ تیرے عام احوال و افعال، تیری آمد و رفت اور قیام گاہ سے واقف و آگاہ ہیں''---

زیارتِ قبرِ اطہر کے فضائل

سرکارِ ابد قرار ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کی فضیلت پر متعدد احادیث مبارکہ شاہد ہیں---حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ---[۱۰]

''جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی، اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو گئی''---

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

مَنْ جَاءَنِیْ زَائِرًا لَا تَحْمِلُہٗ حَاجَۃٌ إِلَّا زِیَارَتِیْ کَانَ حَقًّا عَلَیَّ أَنْ أَکُوْنَ لَہٗ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ---[۱۱]

''جو شخص خالص میری زیارت کی نیت سے آئے اور میری زیارت کے علاوہ کوئی اور مقصد نہ ہو تو مجھ پر حق ہے کہ روز قیامت اس کی شفاعت کروں''---

ایک اور حدیث شریف میں ہے، حضور ﷺ نے فرمایا:

مَنْ زَارَنِیْ مُتَعَمِّدًا کَانَ فِیْ جِوَارِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَکُنْتُ لَہٗ شَفِیْعًا وَشَہِیْدًا---[۱۲]

''جس نے قصداً میری نیت کر کے زیارت کی، وہ قیامت کے دن میری پناہ (اور میرے پڑوس) میں ہو گا اور روزِ قیامت میں اس کی شفاعت کروں گا اور اس کی گواہی دوں گا''---

حج کے موقع پر مدینہ منورہ کی حاضری سے حج کی قبولیت پر مہر ثبت ہو جاتی ہے بلکہ

ایک اور حج مبرور کا ثواب بھی مل جاتا ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں:

مَنْ حَجّ إلٰی مَكَّةَ ثُمَّ قَصَدَنِی فِیْ مَسْجِدِیْ كُتِبَتْ لَهٗ حَجَّتَانِ مَبْرُوْرَتَانِ---[۱۳]

''جس نے حج کیا، پھر میری زیارت کے قصد سے میری مسجد میں حاضر ہوا، اس کے لیے دو مقبول حج لکھ دیے جاتے ہیں''---

ترک زیارت پر وعید

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بارگاہ کی حاضری کی جہاں تاکید فرمائی، وہیں استطاعت کے باوجود حاضری نہ دینے والوں کو ان کی بدنصیبی اور شقاوت سے آگاہ فرمایا:

مَنْ حَجَّ الْبَيْتَ وَلَمْ يَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ---[۱۴]

''جس نے حج بیت اللہ کیا اور میری زیارت کے لیے نہ آیا، اس نے مجھ پر ظلم کیا''---

ایک اور حدیث شریف میں ہے، آپ نے فرمایا:

مَا مِنْ أحَدٍ مِنْ أُمَّتِیْ لَهٗ سِعَةٌ ثُمَّ لَمْ يَزُرْنِیْ فَلَيْسَ لَهٗ عُذْرٌ---[۱۵]

''میرے جس امتی نے دولت اور وسعت کے باوجود میری زیارت نہ کی، اس کا عذر قابل قبول نہیں ہوگا''---

فرشتوں کی حاضری

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ کی حاضری سراسر سعادت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حاضری کی

تاکید فرما کر ہم پر کرم و احسان فرمایا، ورنہ ان کے ہاں تو صبح و شام ستر ستر ہزار ملائکہ حاضری دیتے ہیں:

ستر ہزار صبح ہیں ، ستر ہزار شام
یوں بندگیٔ زلف و رخ آٹھوں پہر کی ہے

حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

مَا مِنْ فَجْرٍ يَطْلُعُ إِلَّا وَ يَنْزِلُ سَبْعُونَ أَلْفًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ حَتّٰى يَحُفُّوا بِالْقَبْرِ يَضْرِبُونَ بِأَجْنِحَتِهِمْ وَ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى إِذَا أَمْسَوْا عَرَجُوا وَ هَبَطَ سَبْعُونَ أَلْفًا حَتّٰى يَحُفُّوا بِالْقَبْرِ يَضْرِبُونَ بِأَجْنِحَتِهِمْ فَيُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سَبْعُونَ أَلْفًا بِاللَّيْلِ وَ سَبْعُونَ أَلْفًا بِالنَّهَارِ حَتّٰى إِذَا انْشَقَّتِ الْأَرْضُ خَرَجَ فِي سَبْعِينَ أَلْفًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ يَزِفُّونَهُ---[١٦]

''روزانہ ستر ہزار فرشتے آسمان سے اترتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر اطہر کو اپنے پروں سے ڈھانپ کر سارا دن صلوٰۃ بھیجتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ جب شام ہو جاتی ہے تو یہ فرشتے چلے جاتے ہیں اور ستر ہزار نئے فرشتے آ جاتے ہیں اور صبح تک صلوٰۃ پیش کرتے رہتے ہیں اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا، یہاں تک کہ روز قیامت سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر اطہر سے باہر تشریف لا کر ستر ہزار فرشتوں کے جلو میں بارگاہ الٰہی کی طرف جائیں گے''---

حضرت ابن عمر اور دیگر اخیار امت کا معمول

سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ قدس کی حاضری عہد صحابہ کرام سے لے کر آج تک

31

صلحاء واخیار امت کا معمول رہا ہے--- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب کسی سفر سے آتے تو قبر اطہر پر حاضر ہو کر سلام عرض کرتے:

السلام علیك یا رسول اللّٰه، السلام علیك یا ابا بكر،

السلام علیك یا ابتاه--- [۱۷]

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے انھیں سو مرتبہ بلکہ اس سے زیادہ بار قبر اطہر پر آ کر سلام پیش کرتے دیکھا ہے--- [۱۸]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا انداز محبت

منیب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ اَتٰى قَبْرَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَوَقَفَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهُ افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثُمَّ انْصَرَفَ--- [۱۹]

''میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر اطہر پر آ کر کھڑے ہوئے اور بڑی دیر تک ہاتھ بلند کیے رہے، حتی کہ میں نے گمان کیا کہ وہ نماز کی نیت کر رہے ہیں، پھر انہوں نے سلام عرض کیا اور چلے گئے''---

حضرت فاروق اعظم اور کعب احبار رضی اللہ عنہما کی حاضری

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب بیت المقدس گئے تو کعب احبار آپ کی

خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے--- حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کے اسلام لانے سے بہت مسرور ہوئے، اس موقع پر آپ نے کعب احبار کو حاضری مدینہ منورہ کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا:

هَلْ لَكَ أَنْ تَسِيْرَ مَعِيَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ، وَ تَزُوْرَ قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ تَتَمَتَّعَ بِزِيَارَتِهٖ؟---

''کیا یہ ممکن ہے کہ آپ میرے ساتھ مدینہ منورہ چلیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر اطہر کی زیارت سے فیض یاب ہو سکیں''---

حضرت کعب احبار نے عرض کی، امیر المومنین! میں تیار ہوں---

چناں چہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ انھیں لیے جب مدینہ منورہ پہنچے تو:

أَوَّلَ مَا بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ---[۲۰]

''سب سے پہلے سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ والا جاہ میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا''---

ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ --- بے خودی کی کیفیت

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بارگاہ اقدس کی حاضری کو باعث سعادت سمجھتے--- ایک بار حاکم مدینہ مروان نے ایک شخص کو دیکھا کہ بے خودی اور وارفتگی کی کیفیت میں قبر اطہر پر سر رکھے ہوئے ہے--- اس نے جھنجوڑ کر کہا، کیا کر رہے ہیں؟---

اس شخص نے سر اٹھا کر کہا:

جِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ وَ لَمْ آتِ الْحَجر---

''مروان! میں اینٹوں اور پتھروں کے پاس نہیں، رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوں''---

یہ نجیب شخص کون تھا؟---وہی جسے میزبان رسول بننے کا شرف نصیب ہوا---تاریخ جنھیں حضرت ابوایوب انصاری کے نام سے یاد کرتی ہے---[۲۱]

حضرت بلال رضی اللہ عنہ---آیا تھا بلاوا انھیں دربار نبی سے

کچھ خوش بخت ایسے بھی ہوئے، جنھیں سرکار ﷺ خود حاضری کا حکم دے کر بارگاہ اقدس میں بلا لیتے ہیں، جیسا کہ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا واقعہ مشہور ہے کہ آپ کو شام میں قیام پذیر ہوئے ابھی چند ماہ ہی گزرے تھے کہ ایک شب خواب میں حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے---آپ ﷺ نے فرمایا:

مَا ھٰذِہِ الْجَفْوَۃُ یَا بِلَالُ! اَمَا آنَ لَکَ اَنْ تَزُوْرَنَا؟---

''بلال! یہ کیا ستم ہے؟ ہماری زیارت کو تمہارا دل نہیں چاہتا، کیا ابھی زیارت کا وقت نہیں آیا''---

اس حسین خواب نے آپ کو بے چین کر دیا، اسی وقت رخت سفر باندھا اور دیار حبیب روانہ ہو گئے---قبرِ اطہر پر حاضر ہوئے تو بارگاہِ اقدس میں بیتے لمحات یاد آ گئے:

جَعَلَ یَبْکِیْ عِنْدَہٗ وَ یَتَمَرَّغُ عَلَیْہِ---

''قبرِ اطہر کی خاک اپنے سر اور چہرے پر ملنے لگے اور خوب روئے''---

اتنے میں دیکھا کہ شہزادگان، حضرت سیدنا امام حسن اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما

تشریف لا رہے ہیں--- دیکھتے ہی ان سے لپٹ گئے اور جذبۂ عشق و محبت سے ان کے سر اور ماتھے پر بوسے دینے لگے--- ادھر مدینہ پاک کے لوگوں کو آپ کی آمد کی خبر ہوئی تو جوق در جوق ملاقات کے لیے آنے لگے--- ہر شخص آپ کی اذان سننے کے لیے بے قرار تھا مگر کسی کو فرمائش کی ہمت نہیں ہو رہی تھی، کیوں کہ انھیں پتا تھا کہ آپ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خواہش پر اذان دینے سے معذرت کر لی تھی، تو ہماری بات کیسے مانیں گے؟--- لوگوں نے حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی خدمت میں درخواست پیش کی کہ وہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کہنے کی فرمائش کریں [۲۲] شہزادوں نے ان کو فجر کی اذان کہنے کا حکم دیا [۲۳] تو ان کے لیے انکار کی کوئی گنجائش باقی نہ رہی--- [۲۴]

اذانِ بلال رضی اللہ عنہ سے قیامت کا منظر

آپ اذان کے لیے اس مقام پر چڑھے، جہاں سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں اذان دیا کرتے تھے--- ''اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر'' کہہ کر اپنے مخصوص انداز میں بآوازِ بلند اذان شروع کی تو مدینہ منورہ لرز اٹھا--- ایک شور برپا ہو گیا--- پھر آپ نے ''اَشھدُ ان لَا الٰـہ اِلَّا اللّٰـہ'' کہا تو سب خواتین و حضرات، جوان اور بوڑھے دھاڑیں مار کر رونے لگے--- جب ''اَشھدُ اَنَّ محمدا رسُولُ اللّٰہ'' کہا، اب تو مدینہ میں ایک قیامت برپا ہو گئی--- خواتین، مرد، بچے، بوڑھے سب باہر نکل آئے--- ہر آنکھ اشک بار تھی--- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یومِ وصال کی یاد تازہ ہو گئی، اہل مدینہ تڑپ تڑپ اٹھے---

منقول ہے کہ جب حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے کلمہ شہادت کے نغمات بلند کیے

اور رحمۃ للعالمین آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سامنے نظر نہ آئے، تو دل پر ایسی چوٹ لگی کہ اگلے کلماتِ اذان ادا نہ کر سکے [۲۵] یادِ محبوب میں گریہ کی شدت سے بلال رضی اللہ عنہ نہ تو اذان پوری کر سکے اور نہ ہی لوگوں میں بقیہ اذان سننے کی ہمت رہی --- [۲۶]

قیمتی آنسو

اس موقع پر اس قدر گریہ وزاری کی گئی کہ ایسا منظر پھر کبھی دیکھنے میں نہیں آیا --- [۲۷]
یادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بہنے والے یہ قیمتی آنسو صحابہ کرام، تابعین، صالحین اور اہل محبت کے آنسو تھے، جنھیں دیکھ کر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اُبَشِّرُکُمْ اَنَّہٗ لَا تَمَسُّ النَّارُ عَیْنًا بَکَتْ عَلَی النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم --- [۲۸]

''میں تمھیں بشارت دیتا ہوں کہ یادِ مصطفیٰ میں آنسو بہانے والی آنکھ کو جہنم کی آگ مس نہیں کر سکتی'' ---

ہر سال حاضری

علامہ شیخ محمد بن حسین دیار بکری لکھتے ہیں:

ثُمَّ انْصَرَفَ اِلَی الشَّامِ فَیرجع فِیْ کُلِّ سَنَۃٍ مَرَّۃً --- [۲۹]

''اس واقعہ کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ شام واپس چلے گئے، پھر ہر سال ایک بار مدینہ منورہ حاضری دیتے'' ---

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حاضری

محمد بن منکدر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رَأَیْتُ جَابِرًا وَ هُوَ یَبْکِیْ عِنْدَ قَبْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ وَ هُوَ یَقُوْلُ: هَا هنَا تُسکَبُ العَبرات سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ یَقُوْلُ:

مَا بَیْنَ قَبْرِیْ وَ مِنْبَرِیْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّةِ---[۳۰]

''میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر اطہر کے پاس کھڑے زار و قطار رو رہے تھے، پھر فرمایا کہ یہی مقام ہے جہاں (محبت رسول میں) آنسو بہائے جائیں--- میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

میری قبر اور میرے منبر کی درمیان والی جگہ جنت کے باغوں میں سے باغ ہے''---

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ سلام بھجواتے

حاتم بن وردان کہتے ہیں کہ:

کَانَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ یوجه بِالْبَرِیْدِ قَاصِدًا إِلَی الْمَدِیْنَةِ لِیقرِیءَ عَنْهُ النَّبِی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ السَّلَامَ---[۳۱]

''حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ (اپنے دور خلافت میں) ملک شام سے خصوصی قاصد بھجواتے کہ وہ بارگاہ رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں ان کا سلام پہنچائے''---

قبر انور سے نوید مغفرت

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم بیان فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال سے تین روز بعد ایک اعرابی حاضر ہوئے، مزار پُر انوار سے لپٹ گئے، قبر اطہر کی خاک پاک اپنے سر پر ڈالی اور یہ اشعار پڑھے:

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اَعْظُمُهٗ
فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَ الْاَكَمُ
نَفْسِي الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاكِنُهٗ
فِيْهِ الْعِفَافُ وَ فِيْهِ الْجُوْدُ وَ الْكَرَمُ

''اے بہترین ہستی، جن کے جسد انور کو ہموار زمین میں دفن کیا گیا، جن کی خوش بو سے گرد و پیش کی ساری زمین اور ٹیلے مہک اٹھے ہیں--- میری جان اس تربت اقدس پر قربان، جس میں آپ آرام فرما ہیں، اس قبر میں پاکیزگی، عفت و طہارت اور کرم و سخاوت کی ساری خوبیاں موجود ہیں''---

اشعار پڑھ کر عرض کی:

یا رسول اللہ! ہم نے آپ کے ہر فرمان کو سنا اور ہر قول کو یاد کیا اور جو کلام پاک آپ پر نازل ہوا ہے، اس میں یہ آیت بھی ہے:

﴿وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ

لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴾---[۳۲]

''اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو اے محبوب! آپ کے حضور حاضر ہو جائیں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول (کریم ﷺ بھی) ان کی سفارش فرمائیں، تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے''---

بے شک میں نے اپنی جان پر ظلم کیا، اب آپ کے حضور حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی بخشش اور آپ کی شفاعت کا طالب ہوں:

فَنُوْدِيَ مِنَ الْقَبْرِ اَنَّهٗ قَدْ غُفِرَ لَكَ---

''قبر اطہر سے آواز آئی کہ بے شک تیری بخشش ہوگئی''---[۳۳]

شمع رسالت کے پروانے ہر دور میں سرکار ابد قرار ﷺ کی بارگاہ قدس کی حاضری کو اپنے لیے نجات اور فلاح دارین تصور کرتے رہے ہیں:

امام اعظم رضی اللہ عنہ کی حاضری

امام الائمہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سرکار ﷺ کی بارگاہ کی حاضری اور آپ ﷺ کی ذات اقدس سے توسل کو سعادت سمجھتے --- امام ابوحنیفہ بارگاہ عالیہ میں عرض گزار ہیں:

يَا سَيِّدَ السَّادَاتِ جِئْتُكَ قَاصِدًا
أَرْجُوْ رِضَاكَ وَ أَحْتَمِي بِحِمَاكَا
وَاللّٰهِ يَا خَيْرَ الْخَلَائِقِ اِنَّ لِيْ
قَلْبًا مَشُوقًا لَا يَرُوْمُ سِوَاكَ
أَنتَ الَّذِيْ لَوْلَاكَ مَا خُلِقَ امْرُؤٌ

31

كَلَّا وَ لَا خُلِقَ الْوَرٰى لَوْلَاكَا
أَنَا طَامِعٌ بِالْجُوْدِ مِنْكَ وَلَمْ يَكُنْ
لِأَبِيْ حَنِيْفَةَ فِي الْأَنَامِ سِوَاكَا [۳۴]

''اے سید السادات! میں آپ کی زیارت اور آپ سے توسل کا قصد و ارادہ کر کے حاضر ہوا ہوں، آپ کی خوشنودی کا امیدوار اور آپ کے دامن عفو میں پناہ گزیں ہوں---

اے ساری مخلوقات سے بہتر و برتر! بخدا میرا دل صرف آپ کا مشتاق وشیدائی ہے، آپ کے سوا کسی کا طالب نہیں ہے---

اگر آپ نہ ہوتے تو کوئی آدمی پیدا کیا جاتا اور نہ کوئی دوسری مخلوق عالمِ وجود میں آتی---

میں آپ کے جود و کرم کا امیدوار ہوں، آپ کے سوا ابوحنیفہ کا کوئی سہارا نہیں ہے''---

زہے مقدر حضور حق سے سلام آیا

حضرت شیخ فریدالدین عطار قدس سرہ العزیز لکھتے ہیں:

''امام ابوحنیفہ نے روضہ انور پر حاضری کے موقع پر سلام پیش کیا:

السَّلامُ عَلَيكَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِين---

''اے سرور انبیاء و رسل! آپ کی بارگاہ اقدس میں سلام''---

تو روضہ مبارکہ سے جواب آیا:

5

وَ عَلیکَ السَّلامُ یَا امامَ المُسلِمین---[۳۵]

''اے مسلمانوں کے امام! تمہیں بھی سلام''---

قبرانور سے دست انور ظاہر ہو گیا

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے تو سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مواجہہ شریف پر کھڑے ہو کر فرطِ اشتیاق سے عرض گزار ہوئے:

فِی حَالَةِ الْبُعْدِ رُوْحِی کُنْتُ اُرْسِلُھَا
تُقَبِّلُ الْاَرْضَ عَنِّیْ وَ ھِیَ نَائِبَتِیْ
وَ ھٰذِہٖ دَوْلَةُ الْاَشْبَاحِ قَدْ حَضَرَتْ
فَامْدُدْ یَمِیْنَکَ کَیْ تحظی بِھَا شَفَتِیْ

''حالت جدائی میں اپنی روح کو (آستانہ اقدس پر) بھیجا کرتا تھا کہ میری طرف سے قدم بوسی کر جاتی تھی، اب جب کہ دولت دیدار مجھے اصالۃً میسر ہے، تو اپنا دست اقدس بڑھا دیجیے تا کہ اسے بوسہ دے کر عزت حاصل کروں''---

فَظَھَرَتْ یَدُہٗ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَصَافَحَھَا وَ قَبَّلَھَا وَ وَضَعَھَا عَلٰی رَأْسِہٖ---

''اسی وقت قبر انور سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دست مبارک ظاہر ہوا، آپ نے مصافحہ کیا، بوسہ دیا اور اسے اپنے سر پر رکھنے کی سعادت حاصل کی''---[۳۶]

اسی طرح کا ایک واقعہ حضرت شیخ سید ابوالعباس احمد کبیر رفاعی رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی منقول ہے---[۳۷]

ایک بدوی کی حاضری

بعض اوقات الفاظ اگرچہ مختصر ہوں مگر جب اخلاص سے نکلتے ہیں تو سیدھے ملاء اعلیٰ پر پہنچتے ہیں--- چنانچہ ایک بدوی قبر اطہر علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر زیارت کے لیے حاضر ہوئے اور بارگاہ رب العزت میں عرض کی:

''الٰہی! تو نے غلاموں کو آزاد کرنے کا حکم فرمایا ہے، یہ تیرے محبوب ہیں اور میں تیرا غلام ہوں، پس اپنے محبوب کی چوکھٹ پر مجھ غلام کو جہنم کی آگ سے آزادی اور خلاصی عطا فرما''---

غیب سے ایک آواز آئی:

''تم نے صرف اپنے لیے آزادی طلب کی، تمام مسلمانوں کے لیے آزادی کیوں نہ مانگی؟---ہم نے تمہیں جہنم کی آگ سے آزاد کیا''---[۳۸]

اصمعی کہتے ہیں، ایک بدوی قبر اطہر کے سامنے کھڑے ہوکر یوں عرض گزار ہوئے:

''یا اللہ! یہ تیرے محبوب ہیں اور میں تیرا غلام اور شیطان تیرا دشمن ہے--- اگر تو میری مغفرت فرما دے گا تو تیرے محبوب کا دل خوش ہوگا اور تیرا غلام کامیاب ہو جائے گا اور دشمن خائب و خاسر ہوگا--- اگر تو مغفرت نہ فرمائے گا تو تیرے محبوب کو رنج ہوگا اور تیرا دشمن خوش ہوگا اور تیرا غلام ہلاک ہو جائے گا---

الٰہی! عرب کے کریم لوگوں کا دستور ہے کہ جب ان میں کوئی بڑا سردار مرجاتا ہے تو اس کی قبر پر غلاموں کو آزاد کیا کرتے ہیں--- یہ مقدس ہستی

سارے جہانوں کی سردار ہے، تو اس قبر مقدس پر مجھے آگ سے آزادی عطا فرمادے"---

اصمعی کہتے ہیں کہ میں نے یہ سن کر اس اعرابی سے کہا:

"اللہ تعالیٰ تیرے اس حسن سوال اور طرز دعا پر ضرور تیری مغفرت فرمائے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ"---[۳۹]

حاتم اصم کی حاضری

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ جو مشہور بزرگ ہیں، انھوں نے چالیس سال تک ایک قبہ میں چلہ کیا اور بے ضرورت کسی سے بات نہ کی، جب بارگاہ رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں حاضر ہوئے تو صرف یہ عرض کیا:

يَا رَبِّ إِنَّا زُرْنَا قَبْرَ نَبِيِّكَ فَلَا تَرُدَّنَا خَائِبِيْنَ ---

"الٰہی! ہم تیرے نبی کی قبر شریف کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے ہیں، تو ہمیں نامراد واپس نہ کرنا"----

غیب سے آواز آئی:

يَا هٰذَا مَا أَذِنَّا لَكَ فِيْ زِيَارَةِ قَبْرِ حَبِيْبِنَا الا وَ قَدْ قَبِلْنَاكَ، فَارْجِعْ أَنْتَ مَنْ مَعَكَ مِنَ الزُّوَّارِ مَغْفُوْرٌ لَّكُمْ ---[۴۰]

"ہم نے تمھیں اپنے حبیب کی زیارت اسی لیے نصیب کی، تا کہ اس کو قبول کریں، جاؤ ہم نے تمہاری اور تمہارے ساتھ حاضر ہونے والے تمام زائرین کی مغفرت فرمادی"---

31

معراج عشق ومحبت

یہاں کی حاضری ایمان دار کے لیے سراسر سعادت بلکہ عشق ومحبت کی معراج ہے:

محسوس یہ کرتا ہوں ، سرِ عرشِ علیٰ ہوں
''قدموں میں شہنشاہِ دوعالم ﷺ کے پڑا ہوں''
اللہُ غنی! عشق و محبت کی یہ معراج
''قدموں میں شہنشاہِ دوعالم ﷺ کے پڑا ہوں'' [۴۱]

اعلیٰ حضرت امام عشق ومحبت نے بارگاہ قدس کی حاضری کی یوں منظر کشی کی ہے:

معراج کا سماں ہے ، کہاں پہنچے زائرو
کرسی سے اونچی کرسی اسی پاک گھر کی ہے
کیوں تاج دارو! خواب میں دیکھی کبھی یہ شئے
جو آج جھولیوں میں گدایانِ در کی ہے
لب وا ہیں، آنکھیں بند ہیں، پھیلی ہیں جھولیاں
کتنے مزے کی بھیک تیرے پاک در کی ہے

باادب حاضری

اس در کی حاضری کی جتنی تاکید اور جس قدر اہمیت ہے، اتنی ہی یہاں ادب و احترام بجالانے کی ضرورت ہے:

ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید بایزید ایں جا

والی کیفیت ہے---

امام ابن ہمام قدس سرہ العزیز اپنی تحقیق انیق کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''عازمِ مدینہ کو چاہیے کہ وہ خالص سرکار ابد قرار ﷺ کی حاضری اور زیارت کا قصد کرے''---[۴۲]

قیام مدینہ کے دوران سراپا ادب و نیاز حاضر رہے---ع:

سر ایں جا، سجدہ ایں جا، بندگی ایں جا، قرار ایں جا

روضہ پُر نور پر حاضری

زائرین کو چاہیے کہ سراپا ادب بن کر مدینہ طیبہ میں حاضر ہوں--- مدینہ منورہ میں پہنچ کر رہائش گاہ پر سامان رکھیں، بھوک لگی ہو تو کھانا کھا لیں تا کہ حاضری کے وقت کوئی بات خشوع خضوع میں رکاوٹ نہ بنے--- بہتر یہ ہے کہ غسل کریں ورنہ وضو کر لیں، نیا یا دھلا ہوا عمدہ لباس پہنیں، خوشبو لگائیں اور اپنے گناہوں پر شرم سار ہوتے ہوئے نہایت عجز و انکسار سے روضہ انور کی طرف چلیں--- جوں ہی گنبد خضراء پر نظر پڑے، رک کر صلوٰۃ و سلام پیش کریں:

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ
وَعَلٰی آلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

روضہ پرنور مسجد نبوی شریف کے ایک کونے میں ہے---مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں قدم اندر رکھیں---اگر نماز کا مکروہ وقت نہ ہو تو احترام مسجد کے دو نفل پڑھیں---اب ادب وشوق اور وارفتگی میں روضہ انور کی طرف بڑھیں---آپس میں بلند آواز سے بات چیت نہ کریں---یہ یقین کرتے ہوئے آہستہ آہستہ پاؤں رکھیں کہ حضور ﷺ ہمارا حال ملاحظہ فرما رہے ہیں، آپ ﷺ ہمارے ارادوں اور دلوں کی نیتوں سے واقف ہیں---لہٰذا نظریں جھکائے، لرزتے، سہمتے اور سرکار ﷺ کے فضل وکرم کی امید لیے مواجہہ عالیہ یعنی حضور ﷺ کے چہرۂ انور کے روبرو حاضر ہو جائیں---قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے ادب سے ہاتھ باندھ کر یوں کھڑے ہوں جیسا کہ نماز میں ہاتھ باندھے جاتے ہیں---فتاویٰ عالم گیر اور دیگر کتب فقہ میں ہے:

يَقِفُ كَمَا يقف فِي الصَّلٰوةِ---[۴۳]

''حضور ﷺ کی بارگاہ میں یوں کھڑا ہو جیسے نماز میں کھڑا ہوتا ہے''---

اور لباب المناسك میں ہے:

واضعًا يمينه علٰى شمالِه---[۴۴]

''دست بستہ داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر کھڑا ہو''---

ادھر ادھر نہ دیکھیں، ہمہ تن حضور ﷺ کی طرف متوجہ ہوں---سرکار ﷺ اپنے مزار پرانوار میں اسی طرح زندہ ہیں جس طرح وفات سے پہلے زندہ تھے---آپ ﷺ حاضر ہونے والے ہر زائر کو ملاحظہ فرماتے ہیں، اس لیے یہ یقین رکھیں کہ آپ حضور ﷺ کی نظروں کے سامنے ہیں---جالی مبارک کو نہ چھوئیں، یہ خلاف ادب ہے---اب دھیمی آواز سے اس طرح سلام عرض کریں:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَلِیْلَ اللّٰہِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَیْرَ خَلقِ اللّٰہِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا صَفْوَۃَ اللّٰہِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خِیَرَۃَ اللّٰہِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَحْمَۃَ اللّٰہِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نِعْمَۃَ اللّٰہِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا شَفِیْعَ الْاُمَّۃِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا كَاشِفَ الغُمَّۃ
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَاتِمَ النَّبِیّٖنَ
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مُزَّمِّلُ
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مُدَّثِّرُ
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اِمَامَ الْمُتَّقِیْن
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَحمَۃ للعٰلَمِین
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا شَفِیْعَ الْمُذْنِبِین
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مُبَشِّرَ الْمُحْسِنِیْن
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَنِیْسَ الغَرِیبِین

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَاحَۃَ الْعَاشِقِین

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُرَادَ الْمُشْتَاقِین

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا شَمْسَ الْعَارِفِین

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سِرَاجَ السَّالِکِین

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُحِبَّ الْفُقَرَاءِ وَ الْغُرَبَاءِ وَ الْمَسَاکِیْن

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَ الْمُرْسَلِین وَ الْمَلٰئِکَۃِ الْمُقَرَّبِین

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَ عَلٰی آلِکَ وَ اَھْلِ بَیْتِکَ وَ اَصْحَابِکَ

اَجْمَعِین و سَائِر عِبَادِ اللّٰہ الصّٰلِحِین جَزَاکَ اللّٰہُ عَنَّا

اگر القاب یاد نہ ہوں تو صرف اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ بار بار عرض کرتے رہیں--- آج کل مطوعے اور شرطہ (سپاہی) مواجہہ عالیہ کے سامنے زیادہ رکنے نہیں دیتے، ایسی صورت میں یہ مختصر کلماتِ سلام پیش کیے جاسکتے ہیں:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللّٰہِ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا شَفِیْعَ الْمُذْنِبِین

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَ عَلٰی آلِکَ وَ اَصْحَابِکَ وَ اُمَّتِکَ اَجْمَعِیْن

جہاں تک ممکن ہو صلوٰۃ وسلام کی کثرت کریں اور اپنے، اپنے والدین، مشائخ، احباب اور تمام اہل اسلام کے لیے حضور ﷺ سے شفاعت مانگیں--- بار بار عرض کریں:

اَسْئَلُکَ الشَّفَاعَۃَ یَا رَسُولَ اللّٰہ---

''اے اللہ کے رسول! آپ سے شفاعت کا سوالی ہوں''---

اس کے بعد جن احباب نے سلام پیش کرنے کی درخواست کی ہو، ان کی جانب سے ان کا نام لے کر سلام پیش کیجیے---

قارئین میں سے جب کسی کو حاضری کی سعادت نصیب ہو تو بارگاہ عالیہ میں یہ الفاظ عرض کر کے اس احقر پر احسان فرمائیں:

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مِنْ عَبْدِكَ
مُحَمَّد مُحِبّ اللّٰہ بن مُحَمَّد نُوْر اللّٰہ یَسْئَلُكَ الشَّفَاعَةَ

حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں سلام

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں سلام عرض کرنے کے بعد تھوڑا آگے بڑھ جائیں--- یہاں گول سوراخ کے سامنے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا چہرہ مبارک ہے، ان کی خدمت میں اس طرح سلام پیش کیجیے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدَنَا اَبَابَكْرِ نِ الصِّدِّیْقَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْكَ
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَلِیْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰہِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا وَزِیْرَ رَسُوْلِ اللّٰہِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰہِ فِی الْغَارِ وَ رَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَكَاتُہ

اس کے بعد تھوڑا اور آگے بڑھیں--- یہاں گول سوراخ کے سامنے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا چہرہ مبارک ہے--- یہاں اس طرح سلام پیش کریں:

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدَنَا عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْكَ
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عِزَّ الْإِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

دونوں اصحاب رضی اللہ عنہما کو الگ الگ سلام پیش کرنے کے بعد دونوں سوراخوں کے درمیان کھڑے ہوکر بیک وقت دونوں کی خدمت میں اس طرح سلام عرض کیجیے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا خَلِيْفَتَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا وَزِيْرَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا ضَجِيْعَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ

پھر ان دونوں اصحاب کی خدمت میں گزارش کیجیے کہ آپ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وزیر، مشیر اور ساتھی ہیں، آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں میرے لیے سفارش کردیجیے، تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری شفاعت فرمادیں---

دعا کے وقت روضۂ انور کی طرف پیٹھ نہ کریں

صلوٰۃ وسلام عرض کرنے کے بعد مواجہہ عالیہ کے سامنے اور اگر مطوعے یہاں کھڑا نہ ہونے دیں تو مسجد اقدس میں کسی بھی جگہ پوری توجہ کے ساتھ دعا کیجیے--- یہ مقام قبولیت ہے، اپنے رب سے رو رو کر بخشش مانگیے--- ایمان واسلام کی سلامتی طلب کیجیے--- صحت وعافیت کا سوال کیجیے--- دل کی تمام مرادیں کہہ دیجیے--- والدین، اولاد، عزیز رشتے داروں، اہل محلّہ اور احباب کے لیے ان کے دین اور دنیا کی ہر شے طلب کیجیے--- پوری امت کی بھلائی، اسلام کی سربلندی اور غلبے کا سوال کیجیے--- کفار اور مشرکین کے لیے اسلام لانے اور راہ ہدایت پر آنے کی دعا کیجیے---

دعا کے وقت روضہ انور کی طرف پیٹھ نہ کریں، یہ سخت بے ادبی کی بات ہے---

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں:

مِنَ السُّنَّةِ أَنْ تَأْتِيَ قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مِنْ قِبَلِ الْقِبْلَةِ وَتَجْعَلَ ظَهْرَكَ إِلَى الْقِبْلَةِ وَ تَسْتَقْبِلَ الْقَبْرَ بِوَجْهِكَ ثُمَّ تَقُولُ : السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ---[۴۵]

''(صحابہ و تابعین کا طریقہ اور) سنت یہ ہے کہ جب تم نبی کریم ﷺ کی قبر انور پر حاضری دو تو اپنی پشت قبلہ کی طرف اور منہ قبر اطہر کی طرف کرو، پھر سلام عرض کرو''---

حضرت عبد اللہ بن مبارک کا بیان ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ فرماتے تھے کہ جن دنوں میں مدینہ منورہ قیام پذیر تھا، انھی ایام میں عظیم فقیہ و محدث حضرت ایوب سختیانی بھی مدینہ منورہ آئے، جب نبی کریم ﷺ کی قبر اطہر کی طرف بڑھے تو میں بھی ساتھ ہولیا تا کہ دیکھوں کہ یہ کس طرح آداب بجالاتے ہیں---[۴۶]

فَاسْتَدْبَرَ الْقِبْلَةَ وَ اَقْبَلَ بِوَجْهِهٖ اِلَى الْقَبْرِ فَبَكٰى غَيْرَ مُتَبَاكٍ---[۴۷]

''حضرت ایوب سختیانی قبلہ کی طرف پشت کر کے حضور انور کی قبر انور کی طرف متوجہ ہو کر کھڑے ہو گئے اور اتنا روئے کہ بے خود ہو گئے''---

یوں انھوں نے ایک فقیہ کے شایان شان باادب حاضری دی---[۴۸]

امام مالک رضی اللہ عنہ ابن وہب رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں:

اِذَا سَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَ دَعَا يَقِفُ وَ وَجْهُهٗ اِلَى الْقَبْرِ لَا اِلَى الْقِبْلَةِ---[۴۹]

''مواجہہ عالیہ پر سرکار ﷺ کی بارگاہ میں سلام اور دعا مانگتے ہوئے

قبلہ کی جانب منہ نہ کرے بلکہ اپنا رخ قبر انور کی طرف رکھے"---

ایک بار خلیفہ ابوجعفر منصور عباسی نے حضرت سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کے وقت دعا کرتے ہوئے مواجہہ کی طرف منہ کروں یا قبلہ کی طرف؟---فرمایا:

لِمَ تَصْرِفُ وَجْهَكَ عَنْهُ وَ هُوَ وَسِيْلَتُكَ وَ وَسِيْلَةُ اَبِيْكَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بَلِ اسْتَقْبِلْهُ وَ اسْتَشْفِعْ بِهٖ فَيُشَفِّعَهُ اللّٰهُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ............ الآية---[۵۰]

"حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چہرہ کیوں پھیرتا ہے؟ حالاں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روز قیامت تیرے اور تیرے باپ آدم علیہ السلام کے لیے بھی وسیلہ ہیں--- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب منہ کرو اور آپ سے شفاعت طلب کرو، اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت قبول فرماتا ہے، جیسا کہ آیت مبارکہ وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ...... الخ سے ظاہر ہے"---

کثرتِ درود وسلام

زائرین مدینہ منورہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو چاہیے کہ وہ قیام مدینہ، خصوصاً مواجہہ عالیہ کی حاضری کے وقت انتہائی ادب واحترام اور حضوریٔ قلب سے صلوٰۃ وسلام کی کثرت کریں---

علماء وصلحاء سے منقول ہے کہ مواجہہ عالیہ کی حاضری کے موقع پر (سلام عرض کرنے کے بعد) آیت کریمہ اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا

الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا○ کی تلاوت کرے، پھر صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْكَ یَا مُحَمَّدُ (علامہ صالحی شامی نے لکھا ہے:

صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ---[۵۱])

ستر (۷۰) بار پڑھے تو:

نَادَاهُ الْمَلَكُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْكَ یَا فلاں

فرشتۂ رحمت اس زائر کا نام لے کر پکارتا ہے کہ اے درود پیش کرنے والے! اللہ تعالیٰ تجھے بھی اپنی رحمتوں سے نوازے---

اس روح پرور نوید کے ساتھ ساتھ اس کی تمام مرادیں پوری کر دی جاتی ہیں---[۵۲]

زیارات

قیامِ مدینہ منورہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے دوران میں جنت البقیع، اُحد اور قبا کی حاضری سنت ہے--- یوں ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب مصادر، مساجد، آبار و آثار کی زیارت بھی باعثِ سعادت ہے---

جنت البقیع

جنت البقیع مدینہ منورہ کے قدیمی قبرستان کا نام ہے--- مسجد نبوی شریف اور گنبد خضراء کے قریب واقع اس قبرستان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اکثر ازواج مطہرات، صاحب زادیوں، عمِ رسول حضرت عباس، حضرت امام حسن مجتبیٰ، سرِ انور امام حسین،

امام زین العابدین، امام جعفر صادق و دیگر اہل بیت اطہار، حضرت سیدنا عثمان غنی اور کم وبیش دس ہزار دوسرے صحابہ کرام علیہم الرضوان، تابعین، اتباع تابعین، بے شمار مفسرین، محدثین، علماء اور اصفیاء کے مزارات ہیں--- یہ امت کے محسنین ہیں، ان کا حق ہے کہ ان کے ہاں حاضر ہوکر سلام عرض کیا جائے اور درود شریف، سورۃ فاتحہ، سورۃ اخلاص یا مزید آیات وسور پڑھ کر ثواب ان کی نذر کیا جائے--- جنت البقیع میں حاضری کے وقت اس طرح سلام پیش کریں:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُسْلِمِیْنَ وَ اِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ نَسْئَلُ اللّٰہَ لَنَا وَ لَکُمُ الْعَافِیَۃَ، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَھْلِ الْبَقِیْعِ الْغَرْقَدِ - اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَ لَھُمْ---

سید الشہداء رضی اللہ عنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب پہاڑ اُحد اور اس کے دامن میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے چچا سید الشہداء حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار انور پر حاضری دیں--- سنہ ۳ ہجری میں اسی پہاڑ کے دامن میں غزوۂ احد ہوا، جس میں ستر کے قریب صحابہ کرام علیہم الرضوان شہید ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی شدید زخمی ہوئے--- ان سب شہداء کی قبور یہیں ایک چار دیواری میں ہیں، جن میں اکثر کے نشانات نہیں ملتے--- البتہ سیدنا امیر حمزہ، سیدنا مصعب بن عمیر اور سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہم کی قبور انتہائی خستہ حالت میں موجود ہیں--- ان مزارات کے اردگرد لوہے کا جنگلہ لگا کر احاطہ بنا دیا گیا ہے--- جنگلے میں سے آپ ان کی زیارت سے فیض یاب ہو سکتے ہیں--- وہاں کھڑے ہوکر ان اصحاب کی خدمت میں سلام عرض کرنے کے بعد ان کو ایصال ثواب کر کے مغفرت اور

بلندی درجات کی دعا کیجیے--- ان کے وسیلہ سے اپنے لیے عافیت دارین کی دعا مانگیں---سلام کے الفاظ یہ ہیں:

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدَنَا حَمْزَۃ

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰہِ

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا عَمَّ نَبِیِّ اللّٰہ

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا عَمَّ حَبِیْبِ اللّٰہ

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدَ الشُّھَدَاءِ

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَسَدَ اللّٰہِ وَ اَسَدَ رَسُوْلِ اللّٰہ

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدَنَا عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ جَحْش

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مُصْعَبَ بْنَ عُمَیْر

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا شُھَدَاءَ اُحُدٍ کَافَّۃً وَّ عَامَّۃً

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الصِّدْقِ وَ الْوَفَاء

سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ - سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَ اِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ - اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِشُھَدَاءِ اُحُد، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَ لَھُمْ ---

مسجد قبا

کم از کم ایک بار ضرور مسجد قبا میں جا کر نوافل ادا کریں کہ یہاں دو نفل پڑھنے سے عمرہ کا ثواب ملتا ہے--- رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ عالی شان ہے:

مَنْ تَوَضَّأَ فَاَسْبَغَ الْوُضُوْءَ وَ جَاءَ مَسْجِدَ قُبَاءٍ فَصَلّٰی فِیْهِ

رَكْعَتَيْنِ كَانَ لَهُ أَجْرُ عُمْرَةٍ---[۵۳]

''جس شخص نے اچھی طرح وضو کیا اور مسجد قبا جا کر دو رکعت نماز پڑھی، اسے عمرہ کا اجر ملے گا''---

حضور ﷺ خود بھی ہر ہفتے قبا تشریف لے جاتے---حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي مَسْجِدَ قُبَاءٍ رَاكِبًا وَمَاشِيًا فَيُصَلِّي فِيهِ رَكْعَتَيْنِ---[۵۴]

''حضور ﷺ کبھی پیدل اور کبھی سواری پر مسجد قبا تشریف لے جاتے اور وہاں دو رکعت نماز پڑھتے''---

قیام مدینہ کے آداب

الغرض مدینہ منورہ میں سراپا ادب و نیاز حاضر رہے اور ایک ایک لمحہ کو اپنی زندگی کا قیمتی ترین سرمایہ تصور کرے---ایک سانس بے کار نہ جانے دے، اکثر اوقات مسجد شریف میں باطہارت حاضر رہے اور نماز، تلاوت، ذکر الٰہی اور درود و سلام میں مشغول رہے---

دورانِ قیام مدینہ کم از کم ایک قرآن کریم ضرور ختم کرے---شرعی امور کی پاس داری خصوصاً نماز کی پابندی کا اہتمام رہے---صحیح حدیث میں ہے، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

''جو شخص میری مسجد میں بلا ناغہ مسلسل چالیس نمازیں ادا کرے، اللہ تعالیٰ اسے جہنم کی آگ، عذاب اور نفاق سے نجات کا حکم

صادر فرماتا ہے''---[۵۵]

مسجد نبوی شریف میں داخل ہوتے ہوئے ہمیشہ بِسْمِ اللّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ، اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ پڑھ کر داخل ہوں--- مسجد شریف میں داخل ہوتے ہوئے اعتکاف کی نیت کرلیں--- جگہ ملے تو ریاض الجنۃ میں یا اس حصے میں جو رسول اکرم ﷺ کے زمانہ مبارک میں مسجد تھی یا جہاں جگہ ملے، تحیۃ المسجد کے نفل پڑھیں، بشرطیکہ مکروہ وقت نہ ہو---

جتنے دن مدینہ منورہ میں قیام رہے، روزانہ صلوٰۃ وسلام کے لیے مواجہہ عالیہ (جالی مبارک کا وہ حصہ جس طرف رسول اکرم ﷺ کا چہرہ پرنور ہے) میں حاضر ہوا کریں--- ہمارے شیخ ومرشد حضرت سیدی فقیہ اعظم مولانا ابوالخیر محمد نوراللہ نعیمی قدس سرہ العزیز سے ان کے مرید خاص حاجی محمد اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ کبھی حاضری کے وقت پورا ذوق نہیں ملتا تو کیا ایسے وقت میں بھی مواجہہ شریف میں حاضر ہوا کریں؟---فرمایا، روزانہ حاضری لگوالیا کریں، خواہ ذوق کی کمی ہی کیوں نہ ہو--- یہ تصور کرتے ہوئے سلام پیش کیا کریں کہ حضور ﷺ خود بنفس نفیس میرا صلوٰۃ وسلام سن رہے ہیں---

جب بھی گنبد خضراء پر نظر پڑے یا قریب سے گزریں، خواہ کسی کام سے راہ چلتے ہی کیوں نہ ہو، رک کر گنبد پاک کی طرف رخ کر کے صلوٰۃ وسلام پیش کرلیا کریں--- روضہ انور کی جالی مبارک کو دیکھنا ثواب کا باعث ہے---اسی طرح گنبد خضراء کو دیکھنا بھی عبادت اور ثواب کا کام ہے، جیسا کہ قرآن مجید اور کعبۃ اللہ شریف کو دیکھنا عبادت ہے---

سلام کے الفاظ زبانی یاد کرلیں اور زبانی ہی پیش کریں--- کتاب سے دیکھ کر پڑھنے میں لطف اور مزا کہاں؟---جنہیں تمام الفاظ یاد نہ ہوں، وہ صرف اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ

عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ، وَ عَلٰی آلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ پڑھتے رہیں---
یہاں خوب صورت اور بھاری بھرکم الفاظ نہیں، محبت اور ادب دیکھا جاتا ہے---

روضہ انور پر الوداعی حاضری

مدینہ منورہ سے روانگی کا وقت آئے تو غم زدہ دل کے ساتھ مسجد شریف میں حاضر ہوں اور دو رکعت نفل ادا کریں--- پھر شکستہ دل لیے، آنسو بہاتے روضہ انور پر حاضر ہو جائیں--- درود و سلام پیش کریں، دل کی تمام تمنائیں عرض کر دیں--- شفاعت کی درخواست اور حاضری کی قبولیت کی دعا کریں--- اس آخری وقت میں اپنے رشتے داروں، دوستوں اور پیچھے رہ جانے والوں کو یاد کر کے ان کی جانب سے ایک بار پھر سلام عرض کریں اور ان کے لیے دعا کریں--- ملکی سلامتی اور استحکام کے لیے رو رو کر فریاد کریں--- اللہ تعالیٰ سے امت مسلمہ کی ترقی و سربلندی کا سوال کریں--- اس طرح روتے دھوتے، صلوٰۃ و سلام کے نذرانے پیش کرتے اور دوبارہ حاضری کی تمنا اور التجا کرتے روضہ انور سے رخصت ہوں---[۵۶]

اللہ تعالیٰ جل وعلا ہمیں سرکار ابد قرار ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ اور آپ سے منسوب مآثر کے آداب ملحوظ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور حاضریٔ مدینہ منورہ کی سعادت سے بار بار نوازے---

آمِین بِجَاہِ طٰہٰ وَ یٰس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ وَ اَصحٰبِہٖ
وَ بَارَكَ وَسَلَّمَ مِن لَّدُنْ یَومِنَا ھٰذَا اِلٰی یَومِ الدِّیْن

حوالہ جات

۱...... النساء،۴:۶۴
۲......زرقانی،جلد ۸،صفحہ۲۹۹
۳...... سبل الھدی و الرشاد،جلد۱۲،صفحہ۳۸۰
۴...... الانعام،۶:۵۴
۵...... مجمع الزوائد،جلد۴،صفحہ۲/ وفاء الوفاء،جلد۴،صفحہ۱۳۴۰
۶...... وفاء الوفاء،جلد۴،صفحہ/ شعب الایمان للبیھقی،جلد۳،صفحہ۴۸۹
۷...... زرقانی علی المواھب،جلد۸،صفحہ۳۰۵
۸......علامہ سندھی، لباب المناسك، دار الکتب العلمیة،بیروت،صفحہ۵۵۹
۹......ملاعلی قاری، المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط شرح لباب المناسك، دار الکتب العلمیة،بیروت،صفحہ۵۵۹
۱۰...... الشفاء (طبع بیروت)،جلد۲،صفحہ۸۳/ مجمع الزوائد،جلد۴،صفحہ۲/ وفاء الوفاء، جلد۴،صفحہ۱۳۳۶
۱۱......سنن ابن ماجہ، باب فضل المدینة،حدیث۳۱۱۲/ وفاء الوفاء،جلد۴،صفحہ۱۳۴۰/ المعجم الکبیر للطبرانی /اوسط طبرانی/ شفاء السقام فی زیارة خیر الانام،

حافظ شمس الدین سخاوی، صفحہ ۱۳

۱۲...... زرقانی علی المواهب، جلد ۸، صفحہ ۲۹۹/ شفاء السقام، صفحہ ۲۴/ مشکوۃ المصابیح، باب حرم المدینۃ حرسها اللّٰہ تعالٰی، الفصل الثالث

۱۳...... وفاء الوفاء، صفحہ ۱۳۴۷/ کنز العمال، باب زیارۃ قبر النبی، حدیث ۱۲۳۷۰

۱۴...... شفاء السقام، صفحہ ۲۱

۱۵...... شفاء السقام، صفحہ ۲۹، حدیث ۱۲

۱۶...... فضل الصلاۃ علی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم، القاضی أبو إسحاق إسماعیل بن إسحاق بن إسماعیل بن حماد بن زید الأزدی البصری ثم البغدادی المالکی الجهضمی (متوفی ۲۸۲ھ)، المحقق: محمد ناصر الدین الألبانی، الناشر: المکتب الإسلامی، بیروت، صفحہ ۸۶/
سنن الدارمی، مطبع نظامی کان پور، صفحہ ۲۵، باب ما اکرم اللّٰہ نبیہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بعد موتہ / مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الفتن، باب الکرامات، الفصل الثالث، صفحہ ۵۴۶، (ایچ ایم سعید کمپنی)/ شیخ عبدالحق محقق دہلوی، جذب القلوب الی دیار المحبوب، مطبع نامی نول کشور، صفحہ ۲۵۲/ جلاء الافهام فی الصلوۃ و السلام علی خیر الانام، ابن القیم الجوزیہ (۷۵۱ھ)، صفحہ ۹۷ (مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ الخیریۃ دمشق)، حدیث ۱۲۹

۱۷...... وفاء الوفاء، جلد ۴، صفحہ ۱۳۵۸

۱۸...... وفاء الوفاء، جلد ۴، صفحہ ۱۳۵۷/ الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی، جلد ۲، صفحہ ۸۶

۱۹...... شعب الایمان، باب فی المناسک، فصل فی الحج و العمرۃ، جلد ۳، صفحہ ۴۹۱، حدیث ۴۱۶۴

۲۰...... الشفاء السقام، صفحہ ۴۲/ وفاء الوفاء، جلد ۴، صفحہ ۸-۱۳۵۷

۲۱...... المستدرک للحاکم، جلد ۴، صفحہ ۵۱۵

۲۲......جذب القلوب،صفحہ۲۱۵

۲۳...... اُسد الغابة ،جلد۱،صفحہ۴۱۷

۲۴......جذب القلوب،صفحہ۲۱۵

۲۵......ایضاً،صفحہ۶-۲۱۵

۲۶...... مدارج النبوة،جلد۲،صفحہ۵۸۳

۲۷...... اُسد الغابة ،جلد۱،صفحہ۴۱۸

۲۸...... تاریخ الخمیس،جلد۲،صفحہ۲۴۶

۲۹...... تاریخ الخمیس،جلد۲،صفحہ۲۴۶

۳۰...... شعب الایمان،جلد۳،صفحہ۴۹۱

۳۱...... شعب الایمان،جلد۳،صفحہ۴۹۲/ شفاء السقام ،صفحہ۴۱/ وفاء الوفاء،جلد۴،صفحہ۱۳۵۷

۳۲...... النساء،۴۰:۶۴

۳۳......ابوحیان،اثیر الدین ابوعبداللہ محمد بن یوسف اندلسی (م۷۵۴ھ) تفسیر البحر المحیط ،مطابع النصر الحدیثہ،ریاض،جلد۳،صفحہ۲۸۳/ جذب القلوب، صفحہ۲۱۲-۲۱۱/ وفاء الوفاء،جلد۴،صفحہ۱۳۶۱

۳۴......قصیدہ نعمانیہ،مطبوع مع الخیرات الحسان،مکتبہ الحقیقہ ،استانبول،ترکی

۳۵......شیخ فریدالدین عطار،تذکرۃ الاولیاء،انتشارات زوار،تہران،صفحہ۲۴۱

۳۶...... تفریح الخاطر،منقبت۲۲

۳۷...... الحاوی للفتاوی،جلد۲،صفحہ۲۶۱

۳۸......زرقانی،جلد۸،صفحہ۳۰۷

۳۹......مرجع سابق

۴۰......مصدر سابق

۴۱......ارمغان محبت،صفحہ۱۲۰

۴۲...... الفتح القدیر،جلد۲،صفحہ۳۳۶

۴۳......فتاویٰ عالم گیری،جلد۱،صفحہ۲۶۴، کتاب المناسك، باب فی زیارة قبر النبی

۴۴...... لباب المناسك للسندھی، فصل فی آداب التوجه و الزیارة،صفحہ۳۰۲

۴۵...... الفتح القدیر،جلد۲،صفحہ۳۳۶

۴۶...... الجواهر المضية فی طبقات الحنفیة،جلد۱،صفحہ۲۸۲

۴۷...... شفاء السقام،صفحہ۵۵

۴۸...... الجواهر المضیة،جلد۱،صفحہ۲۸۲/ وفاء الوفاء،جلد۴،صفحہ۱۳۷۸

۴۹...... الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی،جلد۲،صفحہ۸۵

۵۰...... الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی،جلد۲،صفحہ۴۱/ زرقانی،جلد۸، صفحہ۳۱۳-۳۱۴

۵۱...... سبل الهدی و الرشاد،جلد۱۲،صفحہ۳۹۱

۵۲......زرقانی،جلد۸،صفحہ۳۰۸

۵۳......علامہ ابوبکر بن حسین المراغی، تحقیق النصرة بتلخیص معالم دار الهجرة، دارالکتب،مصر،صفحہ۳۶

مرقاة المفاتیح شرح مشکوٰة المصابیح ، کتاب الصلوٰة، باب المساجد و مواضع الصلوٰة،حدیث ۶۹۵،جلد۲،صفحہ۵۹۰

۵۴......صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فَضْلِ مَسْجِدِ قُبَاءٍ وَفَضْلِ الصَّلاَةِ فِيهِ وَزِيَارَتِهِ،حدیث ۳۴۵۶

۵۵...... المعجم الاوسط للطبرانی،جلد۶،صفحہ۲۱۱،حدیث۵۴۴۰/ تحقیق النصرة،صفحہ۲۶

۵۶......پروفیسر خلیل احمد نوری، حج وعمرہ کا آسان طریقہ (بادنیٰ تصرف)، ماہ نامہ نور الحبیب، اگست ۲۰۱۵ء،صفحہ۸۸

نبیّوں نے کیا اقرار آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا
قیامت تک رواں سکہ ہے ان کی جاہ وحشمت کا
حضور آئے تو سارے انبیاء کے بعد، پر پھر بھی
ملا منصب انھیں سب کی قیادت کا، امامت کا
مرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد ہے دلیل اِتمام نعمت کی
''عقیدہ اس لیے رکھتے ہیں ہم ختمِ نبوت کا''
ہو ظاہر سب پہ مفہومِ ''اَنَا الْحَاشِر، اَنَا الْعَاقِبْ''
''عقیدہ اس لیے رکھتے ہیں ہم ختمِ نبوت کا''
صفی اللہ آدم علیہ السلام سے مسیح اللہ عیسیٰ علیہ السلام تک
نبی ہر ایک مژدہ دیتا آیا ان کی طلعت کا
الٰہی! حرمتِ سرور پہ کٹ مرنے کا دے جذبہ
تصدّق غازی علم الدین رحمۃ اللہ علیہ کی دینی حمیت کا
مدینے جاؤں پھر جاؤں، مدینے نوری پھر جاؤں
رہے شغلِ حسن یہ عمر بھر قائم زیارت کا

[نوری]

اربعین ختم نبوت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

”محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ
نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں، اللہ ہر چیز کو
خوب جاننے والا ہے“---[الاحزاب:۴۰]

''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور
تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین
پسند فرمالیا'' --- [المائدۃ:۳]

28

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہ و الصلوٰۃ و السلام علٰی من لا نبی بعدہ
و علٰی آلہ و اصحابہ الذین اوفوا عھدہ

اسلامی عقائد میں "عقیدۂ ختم نبوت" کو بنیادی اور مرکزی حیثیت حاصل ہے--- قرآن کریم کی نصوص قطعیہ اس کی اساس اور احادیث مبارکہ حجت ہیں--- اس عقیدے پر قصرِ ایمان استوار ہے--- اگر کوئی شخص اسلام کے تمام تر عقائد پر غیر متزلزل یقین رکھتا ہو، مگر نبی آخر الزمان، حبیب رحمٰن، سید الانس والجان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کے بارے میں معمولی سے بھی شک وشبہہ میں مبتلا ہو، تو وہ کسی صورت بھی

مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں، ایسا شخص بالاتفاق دائرۂ اسلام سے خارج ہے---

امام الموفق بن احمد المکی عَلیہِ (م۵٦٨ھ) لکھتے ہیں کہ امام الائمہ کاشف الغمہ حضرت امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے زمانے میں کسی کذاب نے نبوت کا دعویٰ کر دیا اور کہا کہ مجھے مہلت دو، تا کہ اپنی نبوت پر دلائل پیش کروں، امام اعظم نے فرمایا:

مَنْ طَلَبَ مِنْهُ عَلَامَةً فَقَدْ كَفَرَ لِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ---[۱]

''(حضور ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا تو کافر ہے ہی) جو شخص اس جھوٹے سے کوئی دلیل طلب کرے گا، وہ بھی کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہو جائے گا، کیوں کہ حضور ﷺ کا فرمان ہے: لا نبی بعدی ''میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے''---

عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ امتِ مسلمہ کا سب سے پہلا اجماع اسی مسئلہ پر ہوا--- سرکار دو عالم ﷺ کے خلیفہ بلافصل سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں سیکڑوں صحابہ و تابعین نے جھوٹے مدعیٔ نبوت مسیلمہ کذاب کے خلاف علم جہاد بلند کیا---

یہاں یہ امر بھی پیش نظر رہے کہ عہد نبوی کے تمام غزوات و سرایا میں صرف دو سو انسٹھ (۲۵۹) صحابہ شہید ہوئے جب کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگِ یمامہ میں بارہ سو (۱۲۰۰) صحابہ و تابعین شہید ہوئے، جن میں سات سو (۷۰۰) حفاظ تھے---

قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے اپنے حبیب لبیب ﷺ کو متعدد خطابات و القاب سے معزز فرمایا، کہیں رؤف رحیم کہہ کر یاد فرمایا، تو کہیں نبی اور رسول کہہ کر

مخاطب فرمایا، کہیں شاھد، مبشر، نذیر، داعی الی اللّٰہ اور سراج منیر کے محبت بھرے خطاب سے سرفراز فرمایا، کہیں یٰس کہا، تو کہیں طٰہٰ، کہیں مزمل کہا، تو کہیں مدثر، کہیں رحمۃ للعالمین کے پیارے خطاب سے ممتاز فرما کر آپ کی رحمتِ عامہ تامہ کا تذکرہ فرمایا تو کہیں خاتم النبیین کے وصف سے متصف کر کے آپ کی خصوصی امتیازی شان کو بیان فرمایا:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ---[۲]

''محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں''---

ختم نبوت کا عقیدہ فروعی قضیہ یا فقہی تنازعہ نہیں ہے، امت کا اجماعی مسئلہ ہے، جس پر قرآن کریم کی دسیوں آیات مبارکہ اور بیسیوں احادیث طیبہ شاہد ہیں--- جس طرح توحید الٰہی تمام ادیان کا اجماعی عقیدہ ہے، اسی طرح تمام انبیاء و مرسلین اور تمام ادیانِ سماویہ کا متفقہ اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم النبیین ہیں اور سلسلہ نبوت آپ کی ذات والا صفات پر ختم ہو چکا ہے---

پیشِ نظر مقالہ میں احادیث مبارکہ کی روشنی میں ختم نبوت کے موضوع پر گفتگو مقصود ہے، ذخیرۂ حدیث پر نظر کی جائے تو یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ عالم ارواح ہو یا عالم دنیا، عالم برزخ ہو یا عالم آخرت، حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت ہو یا آپ کی بعثت، معراج کا مقدس سفر ہو یا حجۃ الوداع، غرض اوّل سے آخر تک، آفاق سے افلاک تک، فرش سے لے کر عرش تک، ہر دور میں، ہر زمان اور ہر مکان میں ختم نبوت کی بہاریں اور عظمت مصطفیٰ کی رفعتیں جلوہ گر نظر آتی ہیں---

عالم ارواح اور ختم نبوت

عالم ارواح میں حضور ﷺ کی شانِ ختم نبوت کا تذکرہ تو قرآن کریم میں موجود ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ارواحِ انبیاء سے عہد و میثاق لیا:

وَ إِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَ أَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ إِصْرِيْ قَالُوْا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ أَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ٥---[٣]

''اور (اے محبوب!) یاد کیجیے جب اللہ نے تمام نبیوں سے پختہ عہد لیا، کہ میں تم کو جو کتاب اور حکمت دوں، پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ با عظمت رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے، تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا، فرمایا، کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری عہد قبول کیا؟ سب نے عرض کی، ہم نے اقرار کیا، فرمایا، تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں خود تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں''---

اس آیت کا منشا یہ ہے کہ جس عظیم رسول کی تشریف آوری پر تمام نبیوں سے ایمان لانے اور ان کی مدد و نصرت کا عہد و میثاق لیا گیا، وہ جملہ انبیاء و رسل کے بعد آئے گا، جیسا کہ ''ثم جاء کم'' سے ظاہر ہے---چناں چہ عالم دنیا میں جس نبی کو بھی مبعوث فرمایا، اس سے حضور ﷺ کی نصرت و تائید کا پختہ عہد لیا گیا---

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہے:

لَمْ يَبْعَثِ اللّٰهُ نَبِيًّا مِنْ آدَمَ فَمَنْ بَعْدَهٗ إِلَّا أَخَذَ عَلَيْهِ الْعَهْدَ فِيْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ : لَئِنْ بُعِثَ، وَ هُوَ حَيٌّ لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ، وَ لَيَنْصُرَنَّهٗ وَ يَأْخُذَنَّ الْعَهْدَ بِذٰلِكَ عَلٰى قَوْمِهٖ---[۴]

''اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم سے لے کر بعد تک جس نبی کو بھی بھیجا، اس سے یہ عہد لیا کہ اگر اس کی زندگی میں محمد مصطفیٰ ﷺ مبعوث ہو گئے تو وہ ضرور بہ ضرور آپ ﷺ پر ایمان لائے گا اور ضرور بہ ضرور آپ ﷺ کی مدد کرے گا اور پھر وہ نبی، اللہ کے حکم سے اپنی قوم سے یہ عہد لیتا رہا''---

یہ حدیث اگرچہ لفظاً موقوف ہے لیکن معنیً مرفوع ہے، کیوں کہ اس میں ذاتی رائے کو دخل نہیں ہے---[۵]

لوحِ محفوظ پر ذکر ختم نبوت

① حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ، حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا:

إِنِّيْ عِنْدَ اللّٰهِ فِيْ أُمِّ الْكِتٰبِ لَخَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ، وَ إِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِيْ طِيْنَتِهٖ---[٦]

''بے شک میں اللہ کے حضور لوح محفوظ میں خاتم النبیین لکھا ہوا تھا اور بے شک (اس وقت) آدم (علیہ السلام) اپنی مٹی میں گندھے ہوئے تھے''---

تخلیقِ عرش اور ختم نبوت

② حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، ایک دن میں نے حضور ﷺ کی

خدمت میں عرض کی:

یَا رَسُوْلَ اللّٰه ! مَتٰی کُنْتَ نَبِیًّا؟---

''یارسول اللہ! آپ کب سے نبی ہیں؟''---

فرمایا:

''جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا فرمایا، پھر متوجہ ہوا تو ٹھیک سات آسمان بنائے اور عرش کو پیدا فرمایا تو:

کَتَبَ عَلٰی سَاقِ الْعَرْشِ : مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ خَاتِمُ الْأَنْبِيَاءِ---[۷]

''ساق عرش پر لکھا: محمد (مصطفیٰ ﷺ) اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں''---

تخلیق حضرت آدم اور ختم نبوت

③ عرش الٰہی، جنت اور ارض وسماء کی تخلیق کے بعد اللہ ﷻ نے اپنی کمال قدرت سے ابوالبشر سیدنا آدم علیہ السلام کو وجود عطا فرمایا، تو اس مرحلہ پر ہی سببِ تخلیق کائنات احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ کی ختم نبوت کا اعلان و اظہار ضروری سمجھا---

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

بَیْنَ کَتِفَیْ آدَمَ مَکْتُوْبٌ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ---[۸]

''آدم علیہ السلام کے دونوں کندھوں کے درمیان قلم قدرت سے محمد رسول اللہ خاتم النبیین تحریر تھا''---

اس دھرتی پر آنے والے سب سے پہلے انسان اور سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام آئے تو حضور ﷺ کی ختم نبوت کا اشتہار بن کر آئے اور جب

سرورِ انبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ ختم نبوت کا تاج پہنے اس کائنات پر جلوہ گر ہوئے تو ان کے کندھوں کے درمیان ختم نبوت کی مہر ثبت تھی کہ اب آخری نبی آ گیا، قصر نبوت پایۂ تکمیل کو پہنچا اور اب تا قیام قیامت کسی نبی کے آنے کی گنجائش باقی نہیں رہی---

جیسا کہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں:

④ بَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ، وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ---[۹]

''رسول اللہ ﷺ کے دو کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی، کیوں کہ آپ ''خاتم النبیین'' ہیں''---

⑤ حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں، جب حضرت آدم علیہ السلام سے (اجتہادی) خطا ہو گئی تو انہوں نے عرض کی:

يَا رَبِّ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ لِمَا غَفَرْتَ لِيْ---

''اے میرے رب! میں تجھ سے بحق محمد مصطفیٰ (ﷺ) سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے بخش دے''---

اللہ جل جلالہ نے فرمایا، اے آدم! تو نے محمد (ﷺ) کو کیسے پہچانا؟ حالاں کہ ابھی میں نے انہیں پیدا نہیں کیا۔ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے جواباً عرض کی:

يَا رَبِّ لَمَّا خَلَقْتَنِيْ بِيَدِكَ وَنَفَخْتَ فِيَّ مِنْ رُّوْحِكَ رَفَعْتُ رَأْسِيْ فَرَأَيْتُ عَلٰى قَوَائِمِ الْعَرْشِ مَكْتُوْبًا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَعَلِمْتُ اَنَّكَ لَمْ تُضِفْ اِلٰى اسْمِكَ اِلَّا اَحَبَّ الْخَلْقِ اِلَيْكَ---

''اے میرے رب! جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے پیدا کر کے مجھ میں اپنی پسندیدہ روح پھونکی تو میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو عرش کے پایوں پر لا الٰہ الّا اللّٰہ محمدٌ رسول اللّٰہ لکھا ہوا تھا، میں نے یقین کر لیا

کہ جس نام کو تو نے اپنے نام کے ساتھ رکھا ہے، وہ تجھے تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ محبوب ہے (اسی لیے میں نے آپ کے وسیلہ سے دعا کی ہے)''---

اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے فرمایا:

صَدَقْتَ یَا آدَمُ اِنَّہ لَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَیَّ وَ اِذْ سَئَلْتَنِیْ بِحَقِّہٖ فَقَدْ غَفَرْتُ لَکَ وَ لَوْ لَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُکَ---[۱۰]

''اے آدم! تو نے سچ کہا، محمد مصطفیٰ واقعی مجھے ساری مخلوقات میں سب سے زیادہ محبوب ہیں، چوں کہ تو نے ان کے وسیلہ سے دعا کی ہے، لہٰذا میں نے تیری مغفرت فرما دی ہے''---

امام طبرانی نے اس حدیث کے آخر میں یہ کلمات بھی روایت کیے ہیں:

یَا آدَمُ، اِنَّہٗ آخِرُ النَّبِیِّیْنَ مِنْ ذُرِّیَّتِکَ، وَ اِنَّ اُمَّتَہٗ آخِرُ الْاُمَمِ مِنْ ذُرِّیَّتِکَ---[۱۱]

''اے آدم! وہ تیری اولاد میں سب سے آخری نبی ہیں اور ان کی امت آخری امت ہے''---

⑥ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جب آدم علیہ السلام (جنت سے) ہندوستان میں اتارے گئے تو بوجہ تنہائی ان کو وحشت ہوئی، جبریل امین علیہ السلام نے آپ کے پاس آ کر اذان کہی اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر دو مرتبہ، اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ دو مرتبہ، اشھد ان محمداً رسولُ اللّٰہ دو مرتبہ (نام محمد سنا)، تو آدم علیہ السلام نے پوچھا، محمد کون ہیں؟---جبریل امین علیہ السلام نے بتایا:

ھو آخر ولدك من الانبیاء---[۱۲]

''وہ جماعت انبیاء میں آپ کے سب سے آخری صاحبزادے ہیں''---

عالم برزخ اور ختم نبوت

مرنے کے بعد سے لے کر قبروں سے اٹھنے (بَعْث) تک--- دنیا اور آخرت کے درمیان ایک اور عالم ہے، جسے برزخ کہتے ہیں--- عالم ارواح اور عالم دنیا کی طرح عالم برزخ میں بھی سرکار ابد قرار ﷺ کی شانِ ختم نبوت کا اظہار ہوگا---

⑦ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث میں ہے کہ جب منکر نکیر فرشتے قبر میں مدفون شخص سے سوال کریں گے کہ تیرا رب کون ہے؟ اور تیرا دین کیا ہے؟ اور تیرا نبی کون ہے؟ تو وہ کہے گا:

رَبِّیَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَالْإِسْلَامُ دِيْنِیْ، وَمُحَمَّدٌ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيه وسَلَّم) نَبِيِّیْ و هو خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ: فَيَقُوْلَانِ لَهٗ صَدَقْتَ---[۱۳]

''میرا پروردگار اللہ وحدہ لاشریک ہے، اسلام میرا دین اور محمد مصطفیٰ میرے نبی ہیں اور وہ خاتم النبیین ہیں، یہ سن کر فرشتے کہیں گے، تم نے سچ کہا''---

⑧ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابی رسول حضرت زید بن خارجہ انصاری رضی اللہ عنہ جو انصار کے سرداروں میں سے تھے، ایک دن ظہر اور عصر کے درمیان مدینہ منورہ کی کسی گلی میں سے گزر رہے تھے، اچانک ان پر دورہ پڑا اور نیچے گر کر وفات پا گئے--- انھیں اٹھا کر ان کے گھر پہنچایا گیا، اوپر چادریں ڈال دی گئیں، مغرب کے بعد گھر میں انصار کی کچھ عورتیں اکٹھی ہو گئیں اور ان کی ناگہانی موت پر چیخ و پکار کرنے لگیں:

إِذْ سَمِعُوْا صَوْتًا مِنْ تَحْتِ الْكِسَاءِ، يَقُوْلُ : أَنْصِتُوْا أَيُّهَا النَّاسُ مَرَّتَيْنِ---

''اچانک چادر کے نیچے سے (حضرت زید کی) آواز آنے لگی، خاموش ہو جاؤ، خاموش ہو جاؤ''---

حاضرین نے ان کے چہرے اور سینے سے چادر ہٹائی تو دیکھا کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ فرمارہے تھے:

مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّبِيُّ الْأُمِّيُّ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ---[۱۴]

عالم آخرت اور ختم نبوت

⑨ عالم دنیا اور عالم برزخ کی طرح عالم آخرت میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت ورفعت اور آپ کی شانِ ختم نبوت کا اعلان و اظہار ہوگا--- امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے شفاعت کبریٰ کے حوالے سے ایک طویل حدیث روایت کی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام اوّلین و آخرین کو ایک میدان میں جمع فرمائے گا، سورج قریب ہوگا، لوگ بے حد پریشان ہوں گے، بالآخر وہ باہمی مشاورت سے اللہ کے کسی ایسے مقبول بندے کی تلاش میں نکلیں گے جو ان کی شفاعت کر سکے--- پس وہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور ان کی تعریف کرتے ہوئے شفاعت کی درخواست کریں گے، آدم علیہ السلام کہیں گے، بے شک آج اللہ تعالیٰ بہت زیادہ غضب میں ہے (پھر

اپنی ایک اجتہادی خطا کر ذکر کرتے ہوئے کہیں گے) آج مجھے اپنی فکر ہے، آج مجھے اپنی فکر ہے، تم میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ--- پھر لوگ یکے بعد دیگرے نوح علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام کے پاس جا کر شفاعت کے لیے عرض گزار ہوں گے، وہ نفسی نفسی کہتے ہوئے (باری باری) معذرت کریں گے اور کسی اور کے پاس جانے کا مشورہ دیں گے---لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آ کر عرض گزار ہوں گے، آپ بھی معذرت کرتے ہوئے کہیں گے، آج اللہ تعالیٰ بڑا ناراض ہے، (مجھے تو اس کام کی ہمت نہیں) تم محمد (مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بارگاہ میں درخواست پیش کرو---چناں چہ (اوّلین و آخرین تمام) لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوں گے:

یَا مُحَمَّدُ أَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ خَاتِمُ الْاَنْبِيَاءِ---

"یا رسول اللہ! آپ اللہ جل جلالہ کے رسول اور آخری نبی ہیں، خدارا ہماری شفاعت فرمائیے، آپ ملاحظہ نہیں فرما رہے کہ ہم کس مصیبت میں گرفتار ہیں"---

چناں چہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرش کے نیچے سجدہ ریز ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد کریں گے جو پہلے کسی نے نہیں کی ہوگی---فرمایا جائے گا:

اِرْفَعْ رَأْسَكَ، سَلْ تُعْطَ، وَ اشْفَعْ تُشَفَّعْ---[۱۵]

اے محمد! اپنا سر اٹھائیے، سوال کیجیے، آپ کو عطا کیا جائے گا، شفاعت کیجیے، آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی"---

⑩ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے طویل حدیث شفاعت روایت کی ہے، اس کے آخر میں ہے:

''(لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے) حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے، میں شفاعت کا اہل نہیں ہوں، میری اللہ کے سوا پرستش کی گئی ہے، آج مجھے صرف اپنی فکر ہے:

وَلٰكِنْ أَرَأَيْتُمْ لَوْ كَانَ مَتَاعٌ فِي وِعَاءٍ مَخْتُومٍ عَلَيْهِ أَكَانَ يُقْدَرُ عَلٰى مَا فِي جَوْفِهٖ حَتّٰى يُفَضَّ الْخَاتَمُ قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ لَا قَالَ فَيَقُوْلُ إِنَّ مُحَمَّداً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَ قَدْ حَضَرَ الْيَوْمَ---[۱۶]

''یہ بتاؤ کہ اگر کسی سیل بند برتن میں کوئی چیز ہو تو کیا کوئی شخص سیل توڑے بغیر اس کو کھول سکتا ہے؟ لوگ عرض کریں گے، نہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے، پس (سیدنا) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خاتم النبیین ہیں اور وہ یہاں موجود ہیں''---

لوگ بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض شفاعت کریں گے تو آپ انا لھا کہتے ہوئے مژدۂ شفاعت سنائیں گے---حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا:

فَنَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ نَحْنُ آخِرُ الْاُمَمِ وَ أَوَّلُ مَنْ يُحَاسَبُ---[۱۷]

''پس ہم آخر ہیں ہم اوّل ہیں، یعنی تمام امتوں کے بعد دنیا میں آنے والی آخری امت اور حساب سے فراغت کے لحاظ سے سابق ہوں گے''---

کتب سماوی اور ختم نبوت

(۱۱) انبیاء کرام علیہم السلام دنیا میں مشیت الٰہیہ کے مطابق تشریف فرما ہوتے رہے، سب کو

آپ کی ختم نبوت سے آگاہ کیا جاتا رہا---ابن سعد، عامر شعبی سے روایت کرتے ہیں
کہ حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام پر اترنے والے صحیفوں میں ارشاد ہوا:

اِنَّـهٗ كَائِنٌ مِن ولدِكَ شُعُوْبٌ وَ شُعُوبٌ حَتّٰى يَاتِيَ النَّبِيُّ الاُمِّيُّ الَّذِيْ يَكُوْنُ خَاتَمُ الْاَنْبِيَاءِ---[۱۸]

''بے شک تیری اولاد قبائل در قبائل ہوگی، یہاں تک کہ نبی امی خاتم الانبیاء جلوہ گر ہوں گے''---

⑫ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ مُوْسٰى لَـمَّا نَزَلَتْ عَلَـيْهِ التَّوْرَاةُ، وَ قَرَأَهَا فَوَجَدَ فِيهَا ذِكْرَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ فَقَالَ: يَا رَبِّيْ، اِنِّيْ اَجِدُ فِي الْاَلْوَاحِ اُمَّةً هُمُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ، فَاجْعَلْهَا اُمَّتِيْ قَالَ: تِلْكَ اُمَّةُ اَحْمَدَ---[۱۹]

''جب حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر توریت اتری، اسے پڑھا تو اس میں اس امت کا ذکر پایا، عرض کی، اے میرے رب! میں نے تورات کی الواح میں ایک امت کا ذکر پڑھا ہے جو زمانے میں سب سے پچھلی اور آخری، جب کہ مرتبے میں سب پر مقدم ہوگی، اس کو میری امت بنا دے، فرمایا: یہ امت احمد مجتبیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی امت ہے''---

⑬ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں:

كَانَ يُسَمّٰى فِي الْكُتُبِ الْقَدِيْمَةِ اَحْمَد وَ مُحَمَّد و الماحی والمقفی وَ نَبِيُّ الْمَلَاحِمِ و حمطایا و فارقلیطا و مَاذمَاذ---[۲۰]

''اگلی کتابوں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ نام تھے:

احمد، محمد، ماحی (کفر و شرک مٹانے والے)، مقفی (سب نبیوں کے بعد

تشریف لانے والے)، نبی الملاحم (جہاد کرنے والے پیغمبر)، حمطایا (حرم الٰہی کے حمایتی)، فارقلیطا (حق کو باطل سے جدا کرنے والے)، ماذ ماذ (ستھرے، پاکیزہ)"---

سببِ تخلیق کائنات

دنیا میں تشریف لانے والا ہر نبی آپ کی شان ختم نبوت سے آگاہ اور آپ کی عظمتوں کا اعلان کرتے ہوئے دنیا میں مبعوث ہوا--- ایسا کیوں نہ ہوتا جب کہ تخلیق کائنات کا سببِ حقیقی حضور ﷺ کی ذات والاصفات ہے---جیسا کہ:

(۱۴) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضرت جبریل امین علیہ السلام نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی کہ آپ کا رب فرماتا ہے:

"اگر میں نے ابراہیم (علیہ السلام) کو خلیل بنایا ہے تو تجھے پہلے ہی سے حبیب بنایا، اگر موسیٰ (علیہ السلام) سے زمین پر کلام فرمایا ہے تو آپ کو عالم بالا میں شرف کلام سے مشرف کیا، اگر عیسیٰ (علیہ السلام) کو روح القدس بنایا تو تخلیق کائنات سے دو ہزار سال قبل آپ کے نام کی تخلیق فرمائی--- عالم بالا میں جہاں آپ نے قدم رنجہ فرمایا، کسی اور کو یہ اعزاز نہ ملا نہ ملے گا---

إن كُنتُ اصطَفَيتُ آدمَ عليه السلام فَبِكَ ختمتُ الأنبياء و لقد خلقتُ مائةَ ألفِ نَبيٍ و أربعة و عشرين ألف نَبي ما خلقتُ خلقا أكرمَ عليَّ مِنكَ---

"اگر آدم (علیہ السلام) کو میں نے چن لیا ہے تو اے حبیب! میں نے آپ کو

خاتم الانبیاء بنایا ہے--- میں نے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی پیدا کیے، میں نے کوئی مخلوق ایسی نہیں پیدا کی جو مجھے آپ سے زیادہ عزیز ہو--- اور اے حبیب! میری بارگاہ میں آپ سے زیادہ کسی اور کو عزت کیسے مل سکتی ہے جب کہ میں نے آپ کو حوض کوثر دیا، منصبِ شفاعت پر فائز کیا، آپ کو چاند ایسا حسین چہرہ دیا، حج، عمرہ، قرآن اور رمضان کی فضیلتیں دیں--- اے حبیب! سب کچھ تیرے لیے ہے، روزِ قیامت عرش آپ پر سایہ کرے گا اور حمد کا تاج آپ کے فرقِ ناز پر سجایا جائے گا''---

وَلَقَدْ قَرَنْتُ إِسْمَكَ بِإِسْمِي، فَلَا أُذْكَرُ فِي مَوْضِعٍ حَتّٰى تُذْكَرَ مَعِيَ وَلَقَدْ خَلَقْتُ الدُّنْيَا وَأَهْلَهَا لِأُعْرِفَهُمْ كَرَامَتَكَ عَلَيَّ وَمَنْزِلَتَكَ عِنْدِيْ وَلَوْلَاكَ يَا مُحَمَّدُ مَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا---[۲۱]

''آپ کے نام کو میں نے اپنے نام کے ساتھ یوں ملا دیا کہ جہاں میرا ذکر ہوگا، آپ کا بھی ذکر ہوگا--- یقیناً میں نے دنیا و مافیہا کو اس لیے پیدا کیا تا کہ ان کو میرے ہاں آپ کی قدر و منزلت کا پتا چلے--- اے محمد! اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا (آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں [۲۲] ہے) ہرگز پیدا نہ کرتا''---

شبِ معراج اور تذکرۂ ختمِ نبوت

⑮ شبِ معراج تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے مسجد اقصیٰ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتدا میں نماز ادا کر کے روزِ میثاق میں کیے گئے عہد کی عملی تائید و توثیق کی--- اس موقع پر

جبریل امین علیہ السلام نے آپ کا تعارف کراتے ہوئے کہا:

هٰذَا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ---[۲۳]

''یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں''---

اسی حدیث شریف میں ہے کہ:

مسجد اقصیٰ میں نماز کے بعد انبیاء کرام علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی حمد بجالائے، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت داؤد، حضرت سلیمان اور حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہم السلام نے خطابات میں اپنے فضائل و خصائل بیان کیے، آخر میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ (صدارت) ارشاد فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ أَرْسَلَنِیْ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ وَ كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيرًا وَ أَنْزَلَ عَلَیَّ الْفُرْقَانَ فِيْهِ بَيَانٌ لِكُلِّ شَیْءٍ وَ جَعَلَ أُمَّتِیْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ وَ جَعَلَ أُمَّتِیْ أُمَّةً وَسَطًا وَ جَعَلَ أُمَّتِیْ هُمُ الْأَوَّلُوْنَ وَ هُمُ الْآخِرُوْنَ، وَ شَرَحَ لِیْ صَدْرِیْ، وَ جَعَلَنِیْ فَاتِحاً وَ خَاتِماً---[۲۴]

''تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، جس نے مجھے تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا اور تمام لوگوں کے لیے ثواب کی بشارت دینے والا اور عذاب سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا اور مجھ پر قرآن نازل کیا، جس میں ہر چیز کا روشن بیان ہے اور میری امت کو تمام امتوں میں بہتر اور کامل بنایا، جو لوگوں کے نفع کے لیے بنائی گئی ہے اور میری امت کو معتدل امت بنایا اور میری امت کو (قیامت میں) اوّل اور (دنیا میں) آخر بنایا اور میرے سینہ کو کھول دیا اور مجھے فاتحِ دیوانِ نبوت اور خاتمِ دفترِ رسالت بنایا''---

اس حدیث کے آخر میں ہے کہ شب معراج اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا:

قَدِ اتَّخَذْتُكَ خَلِيلًا فَهُوَ مَكْتُوبٌ فِي التَّوْرَاةِ مُحَمَّدٌ حَبِيبُ الرَّحْمٰنِ وَ أَرْسَلْتُكَ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً، وَ جَعَلْتُ أُمَّتَكَ هُمُ الْاَوَّلُونَ، وَ هُمُ الْآخِرُونَ، وَ جَعَلْتُ أُمَّتَكَ لَا تَجُوزُ لَهُمْ خُطْبَةٌ حَتّٰى يَشْهَدُوا أَنَّكَ عَبْدِي، وَ رَسُولِي، وَ جَعَلْتُكَ أَوَّلَ النَّبِيِّينَ خَلْقًا، وَ آخِرَهُمْ بَعْثًا (الٰی قولِه) وَ جَعَلْتُكَ فَاتِحًا، وَ خَاتِمًا---[۲۵]

''میں نے آپ کو خلیل بنایا اور تورات میں لکھا ہوا ہے کہ محمد، رحمٰن کے حبیب ہیں اور میں نے آپ کو تمام لوگوں کے لیے رسول بنایا اور آپ کی امت کو اوّل اور آخر بنایا اور جب تک آپ کی امت یہ گواہی نہ دے کہ آپ میرے بندے اور میرے رسول ہیں، ان کا خطبہ جائز نہیں ہوگا اور میں نے آپ کو پیدائش میں تمام نبیوں سے پہلے بنایا اور دنیا میں سب سے آخر میں بھیجا اور آپ کو نبوت کا افتتاح کرنے والا اور نبوت کو ختم کرنے والا بنایا''---

(۱۶) خطیب بغدادی اور حافظ ابن عساکر حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''لیلۃ الاسراء (شب معراج) میرے رب نے مجھے اپنے قریب کیا، حتیٰ کہ میرے اور اس کے درمیان دو کمانوں کے سروں کا فاصلہ رہ گیا یا اس سے بھی زیادہ نزدیک، بلکہ اس سے بھی زیادہ نزدیک، اللہ عزوجل نے فرمایا:

يَا حَبِيبِي يَا مُحَمَّدُ قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَبِّ، قَالَ: هَل غَمَّكَ أَنْ جَعَلْتُكَ آخِرَ النَّبِيِّينَ؟ قُلْتُ: يَا رَبِّ لَا، قال حبيبي! هَل غَمَّ أمتَك أن جعلتُهم آخِرَ الأمَمِ قلتُ يا ربِّ لا، قَالَ: أَبْلِغْ أُمَّتَكَ عَنِّي السَّلَامَ، وَ أَخْبِرْهُمْ أَنِّي جَعَلْتُهم آخِرَ الْأُمَمِ لأفضح الْأُمَمَ عِنْدَهُم وَ لَا أُفْضَحهم عِنْدَ الْأُمَمِ ---[۲۶]

"اے میرے حبیب، اے محمد! میں نے عرض کی اے میرے رب میں حاضر ہوں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا آپ کو اس کا غم ہے کہ آپ کو سب نبیوں کا آخر بنایا ہے؟ میں نے کہا، اے میرے رب! نہیں، فرمایا: اے میرے حبیب! کیا آپ کی امت کو اس کا غم ہے کہ اسے آخری امت بنایا؟ میں نے کہا، اے میرے رب! نہیں، فرمایا: آپ اپنی امت کو میرا سلام پہنچا دیں اور ان کو خبر دیں کہ میں نے ان کو آخری امت بنایا ہے، تاکہ میں دوسری امتوں کو ان کے سامنے شرمندہ کروں اور ان کو کسی امت کے سامنے شرمندہ نہ کروں"---

احادیث ختم نبوت حکماً متواتر ہیں

حضرات گرامی قدر! عالم ارواح، عالم اجسام، عالم دنیا، عالم برزخ، عالم آخرت، کتب سماویہ اور شب معراج ہر ہر مقام پر ختم نبوت کی اہمیت کا گزشتہ احادیث مبارکہ سے بخوبی اندازہ ہو گیا ہو گا--- اب ملاحظہ کریں کہ سرور کل، ختم الرسل ﷺ نے بزم کائنات میں جلوہ گری کے بعد خود اپنی شان ختم نبوت کو کس طرح واضح کیا، اس سلسلے میں مستند امہات کتب حدیث سے ایسی احادیث صحیحہ ذکر کی جاتی ہیں، جن میں تصریح ہے کہ حضور ﷺ کے بعد اب کوئی رسول یا نبی مبعوث نہیں ہو گا اور آپ آخری نبی ہیں---

واضح رہے کہ احادیث ختم نبوت کثرت طرق کی بنا پر حکماً متواتر ہیں، جیسا کہ محدث کبیر حافظ ابن کثیر نے صراحت کی ہے:

وَبِذٰلِكَ وَرَدَتِ الْاَحَادِيْثُ الْمُتَوَاتِرَةُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ مِنْ حَدِيْثِ جَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ ---[٢٧]

''ختم نبوت پر رسول اللہ ﷺ سے احادیث متواترہ وارد ہوئی ہیں، جنھیں صحابہ کرام کی ایک بڑی جماعت نے بیان فرمایا ہے''---

حافظ ابن کثیر مزید فرماتے ہیں:

وَ قَدْ أَخْبَرَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى فِي كِتَابِهٖ وَ رَسُوْلُهٗ صلى الله عليه وسلم فِي السُّنَّةِ الْمُتَوَاتِرَةِ عَنْهُ أَنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ لِيَعْلَمُوا أَنَّ كُلَّ مَنْ اِدَّعٰى هٰذَا الْمَقَامَ بَعْدَهٗ فَهُوَ كَذَّابٌ أَفَّاكٌ دَجَّالٌ ضَالٌّ مُضِلٌّ ---[٢٨]

''اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور اس کے رسول ﷺ نے احادیث متواترہ میں ختم نبوت کا اعلان فرمایا ہے، تاکہ معلوم ہو جائے کہ جو شخص اب منصب نبوت کا دعوے دار ہوگا، وہ پرلے درجے کا جھوٹا، افتراء پرداز، دجال اور انتہائی گمراہ اور گمراہی پھیلانے والا ہوگا''---

ذیل میں مزید چند احادیث ختم نبوت پیش کی جاتی ہیں:

قصر نبوت کی آخری اینٹ

⑰ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ مَثَلِي وَ مَثَلَ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى بَيْتًا فَأَحْسَنَهٗ وَ أَجْمَلَهٗ إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوْفُوْنَ بِهٖ، وَ يَعْجَبُوْنَ لَهٗ، وَ يَقُوْلُوْنَ: هَلَّا وُضِعَتْ هٰذِهِ اللَّبِنَةُ فَأَنَا اللَّبِنَةُ، وَ أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ---[٢٩]

''میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال اس شخص کی طرح ہے، جس نے بہت حسین وجمیل ایک محل بنایا مگر اس کے کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی، لوگ اس گھر کے گرد گھومنے لگے اور تعجب سے یہ کہنے لگے، یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ لگا دی گئی؟--- آپ ﷺ نے فرمایا، میں (قصر نبوت کی) وہ (آخری) اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں''---

نگاہِ نبوت

⑱ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ زَوَى لِيَ الْأَرْضَ فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَ مَغَارِبَهَا [۳۰] (اِلٰی قَولِہٖ) سَيَكُوْنُ فِيْ أُمَّتِيْ كَذَّابُوْنَ ثَلَاثُوْنَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ---[۳۱]

''بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لیے تمام روئے زمین کو لپیٹ دیا اور میں نے اس کے مشارق اور مغارب کو دیکھ لیا .... عنقریب میری امت میں تیس کذاب ہوں گے، ان میں سے ہر ایک کا زعم ہوگا کہ وہ نبی ہے، حالاں کہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے''---

فضائل وخصائص مصطفیٰ ﷺ

⑲ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ: أُعْطِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ، وَ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَ أُحِلَّتْ لِيَ الْمَغَانِمُ، وَ جُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ طَهُوْرًا وَ مَسْجِدًا، وَ أُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً، وَ خُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ---[۳۲]

''مجھے چھ وجوہ سے تمام نبیوں پر فضیلت دی گئی ہے:

① ...... مجھے جامع کلمات عطا کیے گئے، ② ......مخالفوں کے دلوں میں میرا رعب طاری کر کے میری مدد کی گئی ہے، ③ ......میرے لیے مالِ غنیمت کو حلال کر دیا گیا ہے، ④......تمام روئے زمین کو میرے لیے طہارت اور نماز کی جگہ بنا دیا گیا ہے، ⑤ ...... مجھے تمام مخلوق کی طرف (نبی بنا کر) بھیجا گیا ہے ⑥ ......اور مجھ پر نبوت ختم کر دی گئی''---

خاتم النبیین

⑳ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ وَ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ---[۳۳]

''میں اللہ تعالیٰ کا خاص بندہ اور نبوت کو ختم کرنے والا ہوں''---

لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ

㉑ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسٰى، إِلَّا أَنَّهُ لا نَبِيَّ بَعْدِي---[۳۴]

''تم میرے لیے ایسے ہو، جیسے حضرت موسیٰ کے لیے ہارون (علیہ السلام) تھے، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا''---

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حدیث متواتر قرار دیا ہے---[۳۵]

۲۲ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ الرِّسَالَةَ وَ النُّبُوَّةَ قَدْ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِي وَ لَا نَبِيَّ---[۳۶]

''بے شک رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی ہے، پس میرے بعد کوئی نبی ہوگا، نہ کوئی رسول ہوگا''---

۲۳ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَ إِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَ سَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُونَ---[۳۷]

''بنی اسرائیل کا ملکی انتظام ان کے انبیاء کرتے تھے، جب بھی کوئی نبی دنیا سے تشریف لے جاتا تو اس کا قائم مقام دوسرا نبی ہو جاتا اور بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور میرے بعد بہ کثرت خلفاء ہوں گے''---

۲۴ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا كَالْمُوَدِّعِ فَقَالَ أَنَا مُحَمَّدٌ النَّبِيُّ الْأُمِّيُّ قَالَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي---[۳۸]

''ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، گویا ہمیں رخصت فرما رہے ہوں، پھر تین بار فرمایا: میں نبی امی ہوں اور میرے بعد

کوئی نبی نہیں ہوگا''---

خطبہ حجۃ الوداع اور ختم نبوت

(۲۵) حضرت ابوامامہ باہلی اور حضرت ابوقتیلہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا:

أَيُّهَا النَّاسُ ، إِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي ، وَ لَا أُمَّةَ بَعْدَكُمْ أَلَا فَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ ، وَ صَلُّوا خَمْسَكُمْ ، وَ صُومُوا شَهْرَكُمْ ، وَ أَدُّوا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ طَيِّبَةً بِهَا أَنْفُسُكُمْ ، وَ أَطِيعُوا وُلَاةَ أَمْرِكُمْ ، تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ ---[۳۹]

''لوگو! یقیناً میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں ہے، سو اچھی طرح سن لو، تم اپنے رب کی عبادت کرو اور پنج گانہ نماز ادا کرو، ماہ رمضان کے روزے رکھو، اپنے مالوں میں سے خوشی خوشی زکوٰۃ دیتے رہو، اپنے حکام کی اطاعت کرو اور اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ''---

سب رسولوں کا آقا ہمارا نبی

(۲۶) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِينَ وَ لَا فَخْرَ ، وَ أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَ لَا فَخْرَ ، وَ أَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَ مُشَفَّعٍ وَ لَا فَخْر ---[۴۰]

''میں تمام رسولوں کا قائد ہوں اور فخر نہیں اور میں خاتم النبیین ہوں اور

فخر نہیں اور میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا اور سب سے پہلا شفاعت قبول کیا گیا ہوں اور یہ بات میں بر بنائے فخر ارشاد نہیں کرتا''---

اوّل و آخر

۲۷ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كُنْتُ أَوَّلَ النَّاسِ فِي الخَلْقِ وَ آخِرَهُمْ فِي الْبَعْثِ---[۴۱]

''میں پیدائش میں سب سے پہلا ہوں اور بعثت میں سب سے آخر ہوں''---

۲۸ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا:

نَحْنُ الآخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ---[۴۲]

''ہم آخر ہیں اور قیامت کے دن سابق ہوں گے''---

صحیح مسلم شریف کی ایک اور روایت میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی کلمات حدیث یوں ہیں:

نَحْنُ الآخِرُونَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا، وَ الْأَوَّلُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ---[۴۳]

''ہم دنیا میں سب کے بعد اور آخرت میں سب پر سابق ہوں گے''---

۲۹ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَوَّلُ الرُّسلِ آدَمُ و آخِرُهُمْ محمَّدٌ---[۴۴]

''پہلے رسول آدم ہیں اور آخری رسول محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں''---

ختم نبوت اور بعد از وصال بصیغۂ خطاب ندا

(۳۰) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے وصال کے بعد بایں کلمات ندا کی:

بِأَبِي أَنْتَ، وَ أُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ! لَقَدْ بَلَغَ مِنْ فَضِيلَتِكَ عِنْدَ اللّٰهِ أَنْ بَعَثَكَ آخِرَ الْأَنْبِيَاءِ، وَ ذَكَرَكَ فِي أَوَّلِهِمْ، فَقَالَ: وَ إِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَ مِنْكَ وَ مِنْ نُوحٍ .... الآیۃ (الاحزاب:۷) --- [۴۵]

''یارسول اللہ، میرے ماں باپ آپ پر قربان! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ کی فضیلت اس حد کو پہنچی کہ حضور کو تمام انبیاء کے بعد بھیجا مگر ذکر سب سے پہلے کیا، چناں چہ ارشاد فرمایا:

اور (اے محبوب!) یاد کیجیے، جب ہم نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا اور آپ سے اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ و عیسیٰ (بن مریم) سے'' ---

ختم نبوت اور گوہ کی گواہی

(۳۱) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام کے مجمع میں تشریف فرما تھے، ایک بادیہ نشین قبیلہ بنی سلیم کا آیا، وہ گوہ شکار کر کے لایا تھا، اسے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ڈال دیا اور بولا، قسم ہے لات و عزیٰ کی، آپ پر ایمان نہ لاؤں گا جب تک یہ گوہ ایمان نہ لائے --- حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گوہ کو پکارا --- وہ فصیح زبان، روشن بیان عربی میں بولی، جسے سب حاضرین نے

خوب سنا اور سمجھا:

لَبَّیْكَ، وَ سَعْدَیْكَ یَا زَیْنَ مَنْ وَافَی یَوْمَ الْقِیَامَةِ---

"میں خدمت و بندگی میں حاضر ہوں، اے تمام حاضرین اہل محشر کی زینت!"---

حضور ﷺ نے فرمایا:

من تعبد؟---"تیرا معبود کون ہے؟"---

اس نے عرض کی:

اَلَّذِیْ فِی السَّمَاءِ عَرْشُهٗ، وَ فِی الْاَرْضِ سُلْطَانُهٗ، وَ فِی الْبَحْرِ سَبِیْلُهٗ، وَ فِی الْجَنَّةِ رَحْمَتُهٗ، وَ فِی النَّارِ عِقَابُهٗ---

"وہ جس کا عرش آسمان میں اور سلطنت زمین میں اور راہ سمندر میں، رحمت جنت میں اور عذاب نار میں"---

فرمایا: من انا؟---"بھلا میں کون ہوں؟"---

عرض کی:

رَسُوْلُ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ، وَ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ صَدَّقَكَ، وَ خَابَ مَنْ کَذَّبَكَ---

"حضور! پروردگار عالم کے رسول ہیں اور رسولوں کے خاتم، جس نے حضور کی تصدیق کی وہ مراد کو پہنچا اور جس نے نہ مانا، نامراد رہا"---

اعرابی نے کہا، اب آنکھوں دیکھے کے بعد کیا شبہہ ہے، خدا کی قسم! میں جس وقت حاضر ہوا، آپ حضور سے زیادہ میرا دشمن کوئی نہ تھا اور اب آپ مجھے اپنے باپ اور اپنی جان سے زیادہ محبوب ہیں:

أشهد أن لّا إلٰهَ إلّا الله، و أنك رسول الله---[۴۶]

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں''---

یعفور---عقیدۂ ختم نبوت

A-(۳۱) فتح خیبر کے بعد حضور ﷺ واپس تشریف لا رہے تھے کہ راستے میں آپ کی خدمت میں ایک دارز گوش (گدھا) حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا، حضور! میری عرضی بھی سنتے جائیے---

حضور رحمت عالم ﷺ اس مسکین جانور کی عرض سننے کو ٹھہر گئے اور فرمایا:

بتاؤ کیا کہنا چاہتے ہو؟---

وہ بولا، حضور! میرا نام یزید بن شہاب ہے اور میرے دادا کی نسل سے خدا نے ساٹھ خر پیدا کیے ہیں، ان سب پر اللہ کے نبی سوار ہوتے رہے---میرے دل کی یہ تمنا ہے کہ مجھ مسکین پر حضور سواری فرمائیں--- یارسول اللہ! میں اس بات کا مستحق بھی ہوں کیوں کہ میرے دادا کی اولاد میں سے سوا میرے کوئی باقی نہیں رہا اور (نبوت و رسالت کا دروازہ بند ہوگیا، آپ آخری نبی ہیں) اللہ کے رسولوں میں سے سوا آپ کے کوئی باقی نہیں ہے---

حضور ﷺ نے اس کی یہ خواہش سن کر فرمایا، اچھا ہم تمہیں اپنی سواری کے لیے منظور فرماتے ہیں اور تمہارا نام بدل کر یعفور رکھتے ہیں---[۴۷]

حضور ﷺ کی سواری بننے کے بعد یہ حیرت انگیز صلاحیتوں کا حامل ہوگیا---

قاضی عیاض لکھتے ہیں:

كَانَ يُوَجِّهُهُ إِلٰى دُوَرِ أَصحَابِه فَيَضْرِبُ عَلَيهِمُ البَابَ بِرَأسِه وَ يَسْتَدْعِيهِمْ---[۴۸]

''حضور ﷺ نے جب کسی کو بلانا ہوتا تو یعفور کو حکم فرماتے، وہ اس شخص کے گھر کا دروازہ اپنا سر مار کر کھٹکھٹاتا اور اس کو اشارہ کرتا کہ آقا ﷺ بلا رہے ہیں''---

گویا زبان حال سے کہتا:

چل تجھ کو مدینے کے سرکار بلاتے ہیں

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو......

۳۲ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَوْ كَانَ نَبِيٌّ بَعْدِيْ لَكَانَ عُمَرَ بنَ الْخَطَّاب---[۴۹]

''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب نبی ہوتے''---

یوں ہی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے ارشاد گرامی ہے، حضرت ایاس بن سلمہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

أبو بَكْر خَيْرُ النَّاس إلَّا أنْ يَكُوْنَ نَبِيٌّ---[۵۰]

''ابوبکر تمام لوگوں سے افضل ہیں، مگر وہ نبی نہیں ہیں (کیوں کہ باب نبوت اب ہمیشہ کے لیے بند ہو چکا ہے)''---

۳۳ اسماعیل بن ابی خالد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی بابت پوچھا تو انھوں نے کہا:

مَاتَ صَغِيرًا وَ لَوْ قُضِيَ أَنْ يَكُوْنَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيٌّ عَاشَ ابْنُهُ وَ لٰكِنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ---[۵۱]

''وہ کم سنی میں انتقال فرما گئے اور اگر محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد کوئی نبی آنا مقدر ہوتا تو آپ ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم رضی اللہ عنہ زندہ رہتے (اور نبی ہوتے)، لیکن حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں''---

ختم نبوت اور اسماء گرامی

۳۴ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

إِنَّ لِي أَسْمَاءً أَنَا مُحَمَّدٌ وَ أَنَا أَحْمَدُ وَ أَنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللّٰهُ بِيَ الْكُفْرَ وَ أَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى قَدَمَيَّ وَ أَنَا الْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ أَحَدٌ وَ قَدْ سَمَّاهُ اللّٰهُ رَؤُفًا رَحِيمًا---[۵۲]

''میرے کئی اسماء ہیں: میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں ماحی (مٹانے والا) ہوں، اللہ تعالیٰ میرے سبب سے کفر کو مٹائے گا اور میں حاشر (جمع کرنے والا) ہوں کہ لوگ میرے قدموں پر اٹھائے جائیں گے اور میں عاقب (آخر میں مبعوث ہونے والا) ہوں، جس کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے (قرآن کریم میں) آپ کا نام رؤف اور رحیم رکھا''---

۳۵ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ طیبہ کے ایک راستے میں حضور سید عالم ﷺ مجھے ملے، ارشاد فرمایا:

أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَنَا أَحْمَدُ، وَأَنَا نَبِيُّ الرَّحْمَةِ، وَنَبِيُّ التَّوبَةِ، وَأَنَا الْمُقَفِّيْ، وَأَنَا الْحَاشِرُ، وَنَبِيُّ الْمَلَاحِمِ---[۵۳]

''میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں نبیٔ رحمت ہوں، میں درِتوبہ کھولنے والا نبی ہوں، میں سب میں آخری نبی ہوں، میں حاشر ہوں، میں جہادوں کا نبی ہوں ﷺ''---

۳۶ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إن لِي عِند ربي عشرة أسماء: أنا محمدٌ، و أنا أحمدُ، و أنا الماحِي الذي يمحو الله بي الكفرَ، و أنا العاقِبُ الذي ليسَ بعدِي نبيٌّ، وأنا الحاشِرُ الذي يُحْشَرُ الخلائِقُ معِيَ عَلى قَدميَّ، و أنا رسولُ الرحمةِ، و رسولُ التوبَةِ، و رسولُ الملاحِمِ، و أنا المُقَفِّيْ قَفَّيْتُ النبيينَ، و أنا قُثَمٌ---[۵۴]

''میرے رب کے ہاں میرے دس نام ہیں: میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں، اللہ تعالیٰ میرے سبب کفر کو مٹائے گا، میں عاقب ہوں، جس کے بعد کوئی نبی نہیں، میں حاشر ہوں کہ میرے قدموں پر لوگوں کا حشر ہوگا، میں رسولِ رحمت ہوں، میں رسولِ توبہ ہوں (یعنی میرے وسیلہ سے توبہ قبول ہوتی ہے)، میں جہاد کرنے والا رسول ہوں، میں مقفی ہوں کہ تمام پیغمبروں کے بعد آیا اور میں (قُثَم) جامع کامل ہوں''---

۳۷ نبی کریم ﷺ نے کلمہ شہادت والی اور درمیانی انگلیوں کو ملاتے ہوئے فرمایا:

بُعِثْتُ أَنَا وَ السَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ---[۵۵]

''مجھے اور قیامت کو ان دو انگلیوں کی طرح بھیجا گیا ہے''---

یعنی جس طرح کلمہ شہادت والی انگلی درمیانی انگلی کے متصل ہے، دونوں کے درمیان کوئی انگلی نہیں، اسی طرح میرے اور قیامت کے درمیان کوئی نبی نہیں، یعنی حضور ﷺ آخری نبی ہیں اور تا قیام قیامت آپ کا دورِ نبوت و رسالت ہے---[۵۶]

عقیدۂ ختم نبوت اور درود پاک

(۴۹) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل و دماغ میں عقیدۂ ختم نبوت نہایت راسخ تھا، وہ اس کی تبلیغ و تاکید کرتے ہوئے لوگوں کو درود پاک کے ایسے کلمات سکھاتے جن میں عقیدۂ ختم نبوت کا اظہار ہوتا---حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے اس درود پاک کی تلقین فرمائی:

إِنَّ اللّٰهَ وَ مَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْماً ○ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ رَبِّيْ وَ سَعْدَيْكَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ الْبَرِّ الرَّحِيْمِ ، وَ الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ ، وَ النَّبِيِّيْنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ ، وَالشُّهَدَاءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ، وَ مَا سَبَّحَ لَكَ مِنْ شَيْءٍ يَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ، عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ ، وَ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ، وَإِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ ، وَ رَسُوْلِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ، الشَّاهِدِ الْبَشِيْرِ ، الدَّاعِيْ إِلَيْكَ بِإِذْنِكَ ، السِّرَاجِ الْمُنِيْرِ ، وَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ---[۵۷]

''بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے رہتے ہیں نبی کریم پر، اے ایمان والو! تم بھی درود بھیجا کرو ان پر اور مودبانہ سلام عرض کیا کرو--- بار بار حاضر ہوں میں اے اللہ، اے میرے پروردگار اور سعادت حاصل کرتا ہوں

تیری فرماں برداری سے، درود ہوں اللہ کے جو احسان کرنے والا ہے، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے اور فرشتوں کے، جو مقرب ہیں اور انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور نیک لوگوں کے اور ہر وہ چیز جو تیری پاکی بیان کرتی ہے، اے رب العالمین (ان سب کے درود ہوں) ہمارے آقا، ہمارے سردار محمد بن عبداللہ پر جو خاتم النبیین ہیں، سید المرسلین ہیں، امام المتقین ہیں اور رب العالمین کے رسول ہیں، جو گواہ ہیں، خوش خبری دینے والے ہیں، بلانے والے ہیں تیری طرف تیرے حکم سے، آفتاب عالم تاب ہیں اور ان پر سلام ہو"---

(۳۹) یوں ہی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے:

جب تم رسول اللہ پر درود پڑھو تو بہت اچھی طرح پڑھا کرو، امید کہ یہ درود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا---لوگوں نے کہا، آپ ہمیں تعلیم دیجیے، فرمایا، اس طرح درود پڑھا کرو:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ، وَإِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ، وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ، مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ، إِمَامِ الْخَيْرِ وَقَائِدِ الْخَيْرِ وَرَسُوْلِ الرَّحْمَةِ اللّٰهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا يَغْبِطُ بِهِ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ---[۵۸]

"یا اللہ! بھیج اپنے درود اور اپنی رحمت اور اپنی برکتیں سید المرسلین، امام المتقین، خاتم النبیین ہمارے سردار محمد (مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر جو تیرے عبدِ خاص اور رسول ہیں، بھلائیوں کے پیشوا، نیکیوں کے راہنما اور رسولِ رحمت ہیں--- اے اللہ! ان کو مقام محمود پر فائز فرما کہ پہلے پچھلے

تمام لوگ آپ کے اس مقام پر رشک کریں'' ---

عقیدۂ ختم نبوت --- جزو ایمان

(۴۰) حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ایک طویل حدیث کے آخر میں بیان کرتے ہیں کہ ان کے باپ اور چچا ان کو رسول اللہ ﷺ کی غلامی سے آزاد کرانے کے لیے آئے اور آپ ﷺ سے کہا، جو چاہیں، اس کی قیمت لے لیں اور اس کو ہمارے ساتھ بھیج دیں --- آپ نے فرمایا:

اَسْئَلُكُمْ اَنْ تَشْهَدُوا اَنْ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنِی خَاتِمُ اَنْبِيَائِهٖ وَ رُسُلِهٖ ---

''میں تم سے صرف ایک چیز مانگتا ہوں کہ تم لا الہ الا اللہ کی شہادت دو اور یہ شہادت دو کہ میں (محمد مصطفیٰ ﷺ) خاتم الانبیاء والرسل ہوں'' ---

میں اس کو تمہارے ساتھ بھیج دوں گا --- انھوں نے اس پر عذر پیش کیا اور دیناروں کی پیش کش کی --- آپ نے فرمایا، اچھا! زید سے پوچھو، اگر وہ تمہارے ساتھ جانا چاہے تو میں اس کو تمہارے ساتھ بلا معاوضہ بھیج دیتا ہوں --- حضرت زید نے کہا، میں رسول اللہ ﷺ پر اپنے باپ کو ترجیح دوں گا اور نہ اپنی اولاد کو ---

یہ سن کر حضرت زید رضی اللہ عنہ کے والد حارثہ مسلمان ہو گئے، جب کہ ان کے باقی رشتہ دار حلقہ بگوش اسلام ہونے کی سعادت سے محروم رہ گئے --- [۵۹]

اس حدیث شریف میں آپ ﷺ نے عقیدۂ ختم نبوت کو کلمہ شہادت میں جزو ایمان قرار دیا، اسی لیے علامہ ابن نجیم لکھتے ہیں:

إِذَا لَمْ يَعْرِفْ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ فَلَيْسَ بِمُسْلِمٍ ؛ لِأَنَّهُ مِنَ الضَّرُوْرِيَّاتِ---[٦٠]

''جس شخص کو یہ معلوم نہیں کہ حضور ﷺ آخری نبی ہیں، وہ مسلمان نہیں، کیوں کہ یہ ضروریات دین میں سے ہے''---

اختتامیہ

بحمد اللہ تعالیٰ خاص ختم نبوت کے حوالے سے چالیس احادیث (اربعین) جمع کرنے کا شرف حاصل ہوا[●] ان احادیث مبارکہ کی روشنی میں واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کو خاتم النبیین بنا کر بھیجا اور اب قیامت تک کسی اور نبی کے آنے کی قطعاً گنجائش نہیں---حضور ﷺ کے بعد ہر داعیٔ نبوت کذاب و دجال اور فتنہ پرداز ہے---

برصغیر پاک و ہند میں انگریزوں نے قدم جمائے تو وہ مسلمانوں کی ذاتِ رسالت مآب ﷺ سے گہری قلبی عقیدت و محبت اور جذبہ جہاد سے خائف تھے، وہ سمجھتے تھے کہ جب تک یہ جذبہ ماند نہ پڑے گا، تب تک مسلمانوں پر حکومت کرنے میں

● حضور ﷺ نے فرمایا:

مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيْثاً مِنْ أَمْرِ دِيْنِهَا بَعَثَهُ اللّٰهُ فَقِيْهاً، وَ كُنْتُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَافِعاً وَ شَهِيْدًا---

[شعب الایمان، باب فی فضل العلم و شرف مقدارہ]

''میری امت میں سے جو شخص امورِ دین سے متعلق چالیس احادیث محفوظ کرے تو روزِ قیامت اللہ تعالیٰ اسے فقہاء میں سے اٹھائے گا اور میں اس کے لیے شفاعت کرنے والا اور گواہ ہوں گا''---

کامیابی نہیں ہو سکتی--- چنانچہ اس مقصد کے لیے انھوں نے ایک طرف تحریکِ نجدیت کی متعدد صورتوں میں سرپرستی کی تو دوسری طرف مرزا غلام احمد قادیانی کو مسلمانوں کی وحدتِ ملی کے پارہ پارہ کرنے کے لیے تیار کیا--- مرزا قادیانی نے انگریز سے وفاداری اور ترکِ جہاد کا دوٹوک اعلان کرتے ہوئے کہا:

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آ گیا مسیح جو دیں کا امام ہے
دیں کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نورِ خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے [۶۱]

یوں ہی اپنی کتاب 'تریاق القلوب' میں لکھا:

''میں نے ممانعت جہاد اور انگریز کی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھیں اور اشتہار شائع کیے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں''---

مرزا اگر دعوائے نبوت نہ بھی کرتا، فقط جہاد کا انکار ہی اس کے کفریہ عقیدہ پر مہر تصدیق ثبت کرنے کے لیے کافی تھا--- اس ننگِ انسانیت شخص نے ۱۸۸۵ء میں مجددیت کا دعویٰ کیا، ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود بن بیٹھا اور ۱۹۰۱ء میں مکمل نبوت کا دعویٰ کر کے مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچائی---

اس شیطانی فتنہ کی روک تھام کے لیے علماء اہل سنت نے تحریر و تقریر کے ذریعے مرزا کا اس کی زندگی میں اور اس کی موت (مئی ۱۹۰۸ء) کے بعد بھی بھرپور تعاقب جاری رکھا--- قیامِ پاکستان کے بعد فتنہ قادیانیت کا قلع قمع کرنے کے لیے ۱۹۵۳ء میں

تحریک چلی، جو ریاستی تشدد کی وجہ سے وقتی طور پر دب گئی مگر علماء حق آواز بلند کرتے رہے---
مئی ۱۹۷۴ء کے اواخر میں ربوہ ریلوے اسٹیشن پر ختم نبوت کا نعرہ بلند کرنے کی پاداش میں قادیانی غنڈوں نے نوجوانوں کو تشدد کا نشانہ بنایا، جس کے نتیجے میں پورا ملک سراپا احتجاج بن گیا--- ۳۰؍جون ۱۹۷۴ء کو قائد ملت اسلامیہ علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی قرارداد قومی اسمبلی میں پیش کی، کم وبیش دو ماہ تک بحث ہوتی رہی، بالآخر ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کے تاریخی دن علمائے کرام کی کاوشوں اور اہل اسلام کی قربانیوں سے ملک پاکستان میں نبوت کے جھوٹے دعوے دار مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا---مگر (آج اکتوبر ۲۰۱۱ء تک) سینتیس سال کا عرصہ دراز گزر جانے کے باوجود آئینی تقاضے پورے نہیں ہوئے، قادیانی آج بھی کلیدی اسامیوں پر فائز ہیں---ضرورت اس امر کی ہے کہ مسئلہ ختم نبوت سے عوام خصوصاً نئی نسل کو روشناس کرانے کا سلسلہ وسیع تر کیا جائے---

حکومت کا فرض ہے کہ وہ آئین کی اس شق پر اس کی روح کے مطابق عمل کو یقینی بنائے اور اسے ختم کرنے یا غیر موثر بنانے کی جسارت سے باز رہے--- حکومت کے لیے ضروری ہے کہ وہ نصاب تعلیم میں عقیدۂ ختم نبوت کو اجاگر کرنے کے لیے خصوصی ابواب شامل کرنے کا اہتمام کرے---قومی شناختی کارڈ، پاسپورٹ اور دیگر دستاویزات میں قادیانیوں کا بحیثیت غیر مسلم اندراج کیا جائے اور قادیانی افسروں کو ان کے عہدوں سے ہٹایا جائے، تاکہ ملک پاکستان کا وجودِ مسعود قادیانی سازشوں سے محفوظ رکھا جا سکے---

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ذمہ داریاں نبھانے کی توفیق عطا فرمائے---

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ و آلہ و اصحٰبہ اجمعین

حوالہ جات

۱...... ابوالموید امام موفق بن احمد مکی، ۵۶۸ھ، مناقب الامام الاعظم للموفق، دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن، الباب السابع، من طلب علامۃ من المتنبی فقد کفر، جلد ۱، صفحہ ۱۶۱

۲...... الاحزاب: ۴۰

۳...... آل عمران: ۸۱

۴...... علامہ قاضی عیاض مالکی، الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی، مرکز اہل سنت گجرات، ہند، جلد ۱، صفحہ ۴۴/ علامہ احمد بن محمد قسطلانی، المواھب اللدنیۃ، مرکز اہل سنت گجرات، ہند، جلد ۱، صفحہ ۶۶/ زرقانی، امام محمد عبدالباقی، ۱۱۲۴ھ، زرقانی شرح المواھب اللدنیۃ، مطبع ازہر مصر، جلد ۱، صفحہ ۴۰ و جلد ۵، صفحہ ۲۴۳/ حافظ ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر، دار احیاء الکتب العربیۃ، مصر، جلد ۱، صفحہ ۳۷۸

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

قَالَ عَلِیُّ بْنُ أَبِیْ طَالِب وَ ابْنُ عَمّه عَبد اللّٰه بْن عباس رضی اللہ عنہما: ما بعث اللّٰه نبیا من الأنبیاء إلا أخذ علیه المیثاق، لئن بَعَثَ اللّٰه محمدًا

وھو حیٌّ لیؤمنَنَّ بہ و لینصُرَنّہ---

[تحت آیت و اذ اخذ اللہ میثاق النبیین، آل عمران:۸۱]

۵......مرجع سابق، جلد۱، صفحہ۴۰

۶......طبرانی، حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد، ۳۶۰ھ، المعجم الکبیر، داراحیاء التراث العربی، جلد۱۸، صفحہ۲۵۳، رقم الحدیث ۶۳۱/ امام احمد بن حنبل، ۲۴۱ھ، مسند احمد، دارصادر بیروت، جلد۴، صفحہ۱۲۷

اس میں عند اللہ کی جگہ ہے: عبد اللہ لخاتم النبیین

۷......علامہ عبدالرحمٰن بن علی الجوزی، ۵۹۷ھ، الوفاء باحوال المصطفٰی، مکتبہ نوریہ، لائل پور، جلد۱، صفحہ۲

۸......امام محمد بن مکرم، ابن منظور، ۷۱۱ھ، مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر، دارالفکر، دمشق، ذکر ما خص بہ و شرف بہ من بین الانبیاء، جلد۲، صفحہ۱۳۷/ امام جلال الدین سیوطی، ۹۱۱ھ، الخصائص الکبریٰ، دائرۃ المعارف، حیدرآباد دکن، جلد۱، صفحہ۱۲/ امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی، ۹۴۳ھ، سبل الھدیٰ و الرشاد فی سیرۃ خیر العباد، دار الکتب العلمیۃ، لبنان، جلد۱، صفحہ۴۱۳

۹......امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، ۲۷۹ھ، شمائل ترمذی، نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، صفحہ۲

۱۰......شیخ ابوبکر احمد بن الحسین البیھقی، ۴۵۸ھ، دلائل النبوۃ للبیھقی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت لبنان، جلد۵، صفحہ۴۸۹

۱۱......امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی، ۳۶۰ھ، المعجم الاوسط للطبرانی، مکتبہ المعارف ریاض، جلد۷، صفحہ۲۵۹، حدیث ۶۴۹۸

۱۲......امام حافظ ابوالقاسم علی بن حسین، ابن عساکر، ۵۷۱ھ، تاریخ دمشق الکبیر، دار احیاء التراث العربی، بیروت، جلد۷، صفحہ۳۰۹

۱۳......امام جلال الدین سیوطی، ۹۱۱ھ، تفسیر درالمنثور، میمنہ مصر، جلد ۶، صفحہ ۱۶۵
۱۴...... المعجم الکبیر للطبرانی، جلد ۵، صفحہ ۲۱۹، حدیث ۵۱۴۴
۱۵......امام محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری، دارالسلام، الریاض، کتاب التفسیر، سورۃ بنی اسرائیل، باب ذریۃ من حملنا مع نوح............، جلد ۲، صفحہ ۶۸۵، حدیث ۴۷۱۲
۱۶......مسند احمد، دارصادر، بیروت، جلد ۱، صفحہ ۲-۲۸۱
۱۷......مصدر سابق
۱۸......امام محمد بن سعد، ۲۳۰ھ، الطبقات الکبریٰ لابن سعد، دارصادر بیروت، ذکر علامات النبوۃ فی رسول اللہ ﷺ قبل ان یوحی الیہ، جلد ۱، صفحہ ۱۶۳
۱۹......محدث ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی، ۴۳۰ھ، دلائل النبوۃ لابی نعیم، دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن، ذکر الفضیلۃ الرابعۃ باقسام اللہ بحیاتہ ﷺ، صفحہ ۱۴
۲۰...... الخصائص الکبریٰ، باب اختصاصہ ﷺ بکثرۃ الاسماء، جلد ۱، صفحہ ۷۸
۲۱...... مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر، جلد ۲، صفحہ ۷-۱۳۶، ذکر ما خص بہ و شرف بہ من بین الانبیاء / تاریخ دمشق الکبیر لابن عساکر، جلد ۳، صفحہ ۷-۲۹۶، ذکر عروجہ الی السماء و اجتماعہ بالانبیاء، حدیث ۸۱۳
۲۲......اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "الدنیا" کا معنی یوں کیا ہے:
"زمین وآسمان اور جو کچھ ان میں ہے" ---[جزاء اللہ عدوہ، مشمولہ عقیدۂ ختم نبوت، ادارہ تحفظ عقائد اسلامیہ کراچی، جلد ۲، صفحہ ۲۰۸]
۲۳......حافظ نورالدین علی بن ابی بکر ہیثمی، ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد، دارالکتاب بیروت، جلد ۱، صفحہ ۶۸
۲۴......مرجع سابق، جلد ۱، صفحہ ۶۹
۲۵......مرجع سابق، جلد ۱، صفحہ ۷۱

۲۶...... حافظ ابوبکر احمد بن علی، خطیب بغدادی، ۴۶۳ھ، تاریخ بغداد، دار الکتاب العربی، لبنان، جلد۵، صفحہ۱۳۰/ تاریخ دمشق الکبیر، جلد۳، صفحہ۲۹۶-۲۹۵، حدیث ۸۱۱

۲۷...... حافظ ابن کثیر ابوالفداء اسماعیل بن عمر، ۷۷۴ھ، تفسیر ابن کثیر، عیسیٰ البابی الحلبی مصر، تحت آیت خاتم النبیین، جلد۳، صفحہ۴۹۳

۲۸...... تفسیر ابن کثیر، تحت آیہ ما کان محمد......، جلد۳، صفحہ۴۹۴

۲۹...... صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب خاتم النبیین، حدیث ۳۵۳۵/ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب ذکر کونہ ﷺ خاتم النبیین، حدیث ۲۲۸۶

۳۰...... صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب هلاك هذه الامة، حدیث ۲۸۸۹

۳۱...... امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث بجستانی، ۲۷۵ھ، سنن ابی داؤد، مطبعة السعادة مصر، جلد۴، صفحہ۹-۱۳۸، کتاب الفتن، باب ذکر الفتن و دلائلها، حدیث ۴۲۵۲/ مسند امام احمد بن حنبل، دار صادر بیروت، جلد۵، صفحہ۲۷۸، و من حدیث ثوبان رضی اللہ عنہ، حدیث ۲۲۴۴۸

۳۲...... صحیح مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلوٰة، رقم الحدیث ۱۱۹۵/ سنن ترمذی، کتاب السیر، باب ما جاء فی الغنیمة، رقم الحدیث ۱۵۵۳/ مسند احمد، جلد۲، صفحہ۴۱۲

۳۳...... مسند احمد، حدیث العرباض بن ساریة عن النبی ﷺ

۳۴...... صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوة تبوك، رقم الحدیث ۴۴۱۶/ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل علی ابن طالب، رقم الحدیث ۲۴۰۴/ سنن ترمذی، کتاب المناقب، رقم الحدیث ۳۷۳۱/ المعجم الکبیر، جلد۱، رقم الحدیث ۳۳۴، جلد۲، رقم الحدیث ۲۰۳۵/ امام ابوعبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم، ۴۰۵ھ، المستدرك، دائرة المعارف حیدرآباد دکن، کتاب معرفة الصحابة، جلد۳، صفحہ۱۰۹/ امام عبد الرزاق بن ہمام صنعانی، ۲۱۱ھ، مصنف عبد الرزاق، بیروت، جلد۵، صفحہ۴۰۵، رقم الحدیث ۹۷۴۵/ مشکوٰة المصابیح، دار الکتب العلمیة، بیروت، کتاب المناقب،

حدیث ۶۰۸۷

۳۵...... ازالۃ الخفاء، قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی، جلد۴، صفحہ۴۴۴

۳۶...... سنن ترمذی، رقم الحدیث ۲۲۷۲/ مسند احمد، جلد۳، صفحہ ۲۶۷/ المستدرک، جلد۴، صفحہ ۳۹۱

۳۷...... صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل، رقم الحدیث ۳۴۵۵/ صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب وجوب الوفاء ببیعۃ الخلفاء، رقم الحدیث ۱۸۴۲

۳۸...... مسند احمد، جلد۲، صفحہ ۱۷۲

۳۹...... المعجم الکبیر، جلد۸، رقم الحدیث ۷۵۳۵-۷۶۱۷ وجلد۲۲، رقم الحدیث ۷۹۷ (عن ابی قتیلۃ رضی اللہ عنہ)

۴۰...... المواھب اللدنیۃ، جلد۴، صفحہ ۵۵۵، مطبوعہ مرکز اہل سنت، گجرات ہند/ کنز العمال، جلد۱۱، صفحہ ۲۱۰، حدیث ۳۱۹۱۶

۴۱...... کنز العمال، جلد۱۱، صفحہ ۲۰۷، رقم الحدیث ۳۱۸۸۳/ مشکوٰۃ المصابیح، باب فضائل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۴۲...... الفتح الکبیر فی ضم الزیادۃ الی الجامع الصغیر (حرف الکاف)، جلد۲، صفحہ ۳۳۳/ کنز العمال، جلد۱۱، صفحہ ۲۱۰، حدیث ۳۱۹۱۶

۴۳...... صحیح بخاری، کتاب الجمعۃ، باب فرض الجمعۃ، رقم الحدیث ۸۷۶/ صحیح مسلم، کتاب الجمعۃ، باب ھدایۃ ھذہ الامۃ لیوم الجمعۃ، رقم الحدیث ۸۵۵

۴۴...... الفتح الکبیر فی ضم الزیادۃ الی الجامع الصغیر، دار الکتب العربیۃ الکبریٰ (حرف الھمزۃ)، جلد۱، صفحہ ۴۶۶/ علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی، ۹۷۵ھ، کنز العمال، دار احیاء التراث العربی بیروت، جلد۱۱، صفحہ ۴۲۸، حدیث ۳۲۲۶۹

۴۵...... صحیح مسلم، کتاب الجمعۃ، باب فضیلۃ ھدیۃ ھذہ الامۃ لیوم الجمعۃ

۴۶......ابوبکر احمد بن حسین البیہقی، ۴۵۸ھ، دلائل النبوۃ للبیہقی، ذکر الظبی و الضب، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، جلد ۶، صفحہ ۷-۳۶

۴۷...... حجۃ اللّٰہ علی العٰلمین، صفحہ ۴۶۱

۴۸...... الشفاء، جلد ۱، صفحہ ۱۵-۳۱۴، فصل فی الآیات فی ضروب الحیوانات

۴۹...... سنن ترمذی، کتاب المناقب، حدیث ۳۶۸۶/ مسند احمد، جلد ۴، صفحہ ۱۵۴/ المستدرک، جلد ۳، صفحہ ۸۵/ المعجم الکبیر، جلد ۱۷، حدیث ۸۵۷

۵۰......امام حافظ ابو احمد عبد اللہ بن عدی الجرجانی، ۳۶۵ھ، الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۱۸ھ، جلد ۶، صفحہ ۴۸۴

۵۱......صحیح بخاری، کتاب الادب، باب من سمی باسماء الانبیاء، حدیث ۶۱۹۴

۵۲......صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فی اسمائہ، حدیث ۲۳۵۴

یہ حدیث شریف صحیح بخاری، حدیث ۳۵۳۲، اور سنن ترمذی، حدیث ۲۸۴۰ میں بھی بالفاظ متقاربہ موجود ہے---

۵۳......شمائل ترمذی مع جامع ترمذی، باب ما جاء فی اسماء رسول اللّٰہ ﷺ......الخ، نور محمد کارخانہ تجارت کتب، کراچی، جلد ۲، صفحہ ۵۹۷

۵۴...... سبل الھدیٰ و الرشاد، جلد ۱، صفحہ ۴۰۴

۵۵......صحیح مسلم، کتاب الجمعۃ، باب تخفیف الصلوۃ و الخطبۃ، حدیث ۸۶۷ و کتاب الفتن، باب قرب الساعۃ، حدیث ۲۹۵۱/ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ و النازعات، حدیث ۴۹۳۶

۵۶...... حاشیۃ السندھی علی سنن النسائی، مطبع مجتبائی، دہلی، کتاب صلوٰۃ العیدین، باب الخطبۃ

۵۷...... الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی، الفصل الرابع کیفیۃ الصلاۃ علیہ و التسلیم، جلد ۲، صفحہ ۲۷/ امام محمد بن سلیمان الجزولی، دلائل الخیرات، انجمن حزب الرحمٰن، بصیر پور، صفحہ ۸-۴۷

۵۸ ......سنن ابن ماجہ، باب الصلاۃ علی النبی، صفحہ ۶۵/ دلائل الخیرات، صفحہ ۹ - ۴۸
۵۹ ...... المستدرک، جلد ۳، صفحہ ۲۱۴
۶۰ ......زین الدین بن ابراہیم ابن نجیم، ۹۷۰ھ، الاشباہ و النظائر، مطبع نول کشور لکھنؤ،
کتاب السیر، باب الردۃ، صفحہ ۲۶۷
۶۱ ......ضمیمہ تحفہ گولڑویہ بحوالہ ''ثبوت حاضر ہیں''، از محمد متین خالد، جلد ۱، صفحہ ۶۸۷

جماعت اہل سنت پنجاب کے زیر اہتمام ختم نبوت کانفرنس
(منعقدہ ۹ را کتوبر ۲۰۱۱ء) میں پڑھا گیا مقالہ

پس خدا بر ما شریعت ختم کرد
بر رسولِ ما رسالت ختم کرد
لا نبی بعدی زِ احسان خدا ست
پردۂ ناموس دین مصطفیٰ ست

[علامہ محمد اقبال، اسرار و رموز]

توسّل

اللہ تعالیٰ خالق و مالک ہے، وہی حقیقی مددگار اور کارساز ہے---مسرت و مضرت، عسر و یسر، ہر حال میں اسی کی طرف رجوع کرنا چاہیے، اسی سے سوال کیا جائے اور اسی سے مدد مانگی جائے---تاہم اس کے مقبول بندوں انبیاء کرام اور اولیاء کرام خصوصاً حضور سید الانبیاء و المرسلین ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے دعا مانگنا قبولیت کا قوی سبب ہے---

توسل

اللہ تعالیٰ جل و علا نے اپنے محبوب مکرم ﷺ کو جو عزت، عظمت، رفعت اور محبوبیت عطا فرمائی ہے، اس کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ آپ کے وسیلہ و ذریعہ سے کی جانے والی درخواست کو اللہ تعالیٰ رد نہیں فرماتا---اس بارے میں متعدد احادیث و آثار و اقوال شاہد ہیں---

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ایک نابینا صحابی بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئے اور اپنی بینائی کے لیے دعا کی درخواست پیش کی---حضور ﷺ نے فرمایا:

"اگر چاہو تو میں تمہارے لیے دعا کر دیتا ہوں اور چاہو تو صبر کرو اور صبر بہتر ہے"---

انہوں نے عرض کی: دعا فرمادیں---

آپ ﷺ نے فرمایا، اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کرو اور یوں دعا مانگو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ وَ اَتَوَجَّهُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّی تَوَجَّھْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّی فِی حَاجَتِی ھٰذِہٖ فَتُقْضٰی لِیْ اَللّٰھُمَّ شَفِّعْهُ فِیَّ---[۱]

"اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف تیرے نبی، نبیٔ رحمت محمد مصطفیٰ ﷺ کے وسیلے سے متوجہ ہوتا ہوں، یا محمد! (اے بہت تعریف کیے گئے) میں اپنی حاجت میں آپ کے وسیلے سے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ میری حاجت پوری کر دی جائے--- اے اللہ! میرے حق میں حضور ﷺ کی شفاعت قبول فرما"---

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا تَفَرَّقْنَا وَ طَالَ بِنَا الْحَدِیْثُ حَتّٰی دَخَلَ عَلَیْنَا الرَّجُلُ کَاَنْ لَّمْ یَکُنْ بِهٖ ضَرَرٌ قَطُّ---[۲]

"ابھی ہم وہیں بیٹھے تھے، زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ وہ صاحب آئے، ان کی بینائی بحال ہو چکی تھی، یوں معلوم ہوتا تھا کہ انہیں کبھی کوئی تکلیف ہوئی ہی نہیں تھی"---

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی

والدہ ماجدہ کا وصال ہوا، تو رسول کریم علیہ التحیۃ و التسلیم ان کے سرہانے بیٹھ گئے اور ان کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا:

یَرْحَمُكِ اللّٰهُ یَا اُمِّیْ بَعْدَ اُمِّیْ ---

''اے فاطمہ بنت اسد! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے، میری ماں کے بعد آپ میری ماں ہیں''---

پھر آپ ﷺ نے کفن میں تبرکاً اپنی چادر (اور بعض روایات میں اپنا کرتہ [۳]) عنایت فرمایا--- قبر کی تیاری کے لیے حضور ﷺ نے حضرت اسامہ بن زید، حضرت ابو ایوب انصاری، حضرت عمر بن خطاب اور اپنے غلام اسود (رضی اللہ عنہم اجمعین) کو حکم دیا--- انہوں نے کھدائی شروع کی، جب لحد بنانے کا مرحلہ آیا تو سرکار ﷺ نے خود اپنے دست مبارک سے مٹی نکال کر لحد کو درست فرمایا---[۴]

دعا بوسیلۂ انبیاء

حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی قبر تیار ہو چکی، تو آقا حضور ﷺ اس میں لیٹ گئے، پھر آپ ﷺ یوں گویا ہوئے:

اللہ تعالیٰ حی و قیوم ہے، موت اور زندگی عطا کرنے والا وہی ہے---

اِغْفِرْ لِاُمِّیْ فَاطِمَةَ بِنْتِ اَسَدٍ وَ وَسِّعْ مَدْخَلَهَا بِحَقِّ نَبِیِّكَ وَ الْاَنْبِیَاءِ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِیْ فَاِنَّكَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ---[۵]

''اے اللہ! میرے اور مجھ سے پہلے نبیوں کے وسیلہ سے میری ماں فاطمہ بنت اسد کی مغفرت فرما اور ان کی قبر کو (حد نگاہ تک) فراخ کر دے، بے شک تو ارحم الراحمین ہے''---

بعداز وصال توسل

حضور ﷺ اور دیگر انبیاء کرام سے توسل جس طرح ان کی ظاہری حیات میں نفع بخش ہے، اسی طرح بعداز وصال بھی ان سے توسل جائز و درست اور مفید ہے--- درج بالا حدیث مبارک سے خود حضور ﷺ کے عمل سے توسل بعداز وصال کا ثبوت ملتا ہے، جیسا کہ درج بالا حدیث سے ظاہر ہے کہ حضور ﷺ نے انبیاء کرام سے توسل کیا اور اللہ کی بارگاہ میں یوں دعا فرمائی:

بِحَقِّ نَبِيِّكَ وَ الْاَنْبِيَاءِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِى ---

حضور ﷺ سے بعداز وصال توسل

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بارگاہ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے توسل کرتے تھے اور یہ توسل آپ ﷺ کی حیات ظاہری تک ہی محدود نہ تھا بلکہ بعد از وصال بھی آپ ﷺ سے استغاثہ اور آپ ﷺ کے توسل سے دعا صحابہ کرام اور اخیار امت کا معمول رہا ہے--- امام طبرانی نقل کرتے ہیں، ایک صاحب کسی مقصد کے لیے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کرنا چاہتے تھے لیکن کامیابی نہ ہوسکی--- انہوں نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے تذکرہ کیا، آپ نے فرمایا، وضو کرکے مسجد میں دو رکعت نماز ادا کرو اور اس کے بعد یہ دعا مانگو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ وَ اَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّىْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰى رَبِّى فَيَقْضِى لِىْ حَاجَتِىْ ---

"اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف اپنے نبی، نبیٔ رحمت محمد ﷺ کے وسیلے سے متوجہ ہوتا ہوں، یارسول اللہ! میں حضور کے توسل سے اپنے رب کی طرف توجہ کرتا ہوں کہ میری حاجت روا فرمائے"----

یہ دعا پڑھ کر اپنی حاجت ذکر کر پھر میرے پاس آنا کہ میں بھی تیرے ہمراہ سفارش کے لیے جاؤں---صاحب حاجت شخص نے یوں ہی کیا، پھر خلیفۃ المسلمین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے در اقدس پر حاضر ہوئے--- دربان ہاتھ پکڑ کے امیر المومنین کے حضور لے گیا، انہوں نے اپنے ساتھ مسند پر بٹھایا اور حاجت روائی کے بعد فرمایا، اب تک تو نے مقصد کیوں نہ بیان کیا--- پھر فرمایا، جب بھی کوئی کام ہو تو میرے پاس آ جایا کرو--- یہ صاحب واپسی پر حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ملے اور شکریہ ادا کیا کہ آپ کی سفارش سے میرا کام ہو گیا، حالاں کہ اس سے پہلے امیر المومنین التفات ہی نہ فرماتے تھے--- انہوں نے فرمایا، میں نے تو کوئی سفارش نہیں کی، البتہ وہ عمل تمہیں بتایا تھا جو حضور ﷺ نے نابینا صحابی کو تعلیم فرمایا تھا (اور یہ اسی کی برکت ہے)---[٦]

ایک بار مدینہ منورہ میں شدید قحط پڑ گیا، لوگوں نے ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں عرض کی تو آپ نے فرمایا:

حضور ﷺ کی قبر اطہر کو اچھی طرح دیکھو، پھر چھت پر جا کر ٹھیک اس جگہ سے چھت کا کچھ حصہ کھول دو جہاں آپ کا چہرۂ انور ہے، حتیٰ کہ آپ کے چہرے اور آسمان کے درمیان کوئی حجاب باقی نہ رہے---

لوگوں نے آپ کی ہدایت پر عمل کیا تو اسی وقت موسلا دھار بارش شروع ہو گئی، جس سے اتنی خوش حالی ہوئی کہ وہ سال "عام الفتق" کے نام سے مشہور ہو گیا---[٧]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول تھا کہ شدید مشکل حالات، خصوصاً دوران جنگ

حضور ﷺ کو پکارتے --- حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

ثُمَّ نَادٰی بِشِعَارِ الْمُسْلِمِیْنَ وَکَانَ شِعَارُھُمْ یَوْمَئِذٍ یَا مُحَمَّدَاہُ---

مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ یمامہ میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے معمول کے مطابق نعرہ لگایا --- اس زمانہ میں صحابہ کا معمول "یا محمداہ" کا نعرہ لگانا تھا --- [۸]

ان احادیث سے واضح ہوا کہ صحابہ کرام حضور ﷺ کی ذات گرامی سے آپ کی ظاہری حیات طیبہ میں اور دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد بھی توسل کرتے رہے بلکہ آپ کی دنیا میں تشریف آوری سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام آپ کے وسیلہ سے دعائیں کرتے رہے --- مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حقیقت کو یوں بیان کیا ہے:

اگر نام محمد ﷺ را نیاوردے شفیع آدم
نہ آدم یافتے توبہ، نہ نوح از غرق نجینا

اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے ہمیں عافیت دارین سے نوازے ---

آمین وَصَلِّ اللّٰھُمَّ صَلَاۃً کَامِلَۃً وَسَلِّمْ سَلَامًا تَامًّا عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ تَنْحَلُّ بِہِ الْعُقَدُ وَتَنْفَرِجُ بِہِ الْکُرَبُ وَتُقْضٰی بِہِ الْحَوَائِجُ وَتُنَالُ بِہِ الرَّغَائِبُ وَحُسْنُ الْخَوَاتِمِ وَیُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْھِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ فِیْ کُلِّ لَمْحَۃٍ وَّنَفْسٍ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ ---

حوالہ جات

۱......مسند امام احمد بن حنبل، جلد۴، صفحہ۱۳۸/ سنن ابن ماجہ، صفحہ۹۹/
المستدرك، كتاب الدعاء، جلد۱، صفحہ۵۱۹/
تلخيص المستدرك، جلد۱، صفحہ۵۱۹/
الشفاء بتعريف حقوق المصطفىٰ ﷺ، جلد۱، صفحہ۲۱۲-۲۱۳/
نسيم الرياض فى شرح الشفاء لقاضى عياض، شہاب الدين الخفاجی، (بالفاظ متقاربہ) جلد۳، صفحہ۱۱۴-۱۱۳
۲......حافظ امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (م۳۶۰ھ) المعجم الصغیر للطبرانی، مکتبہ سلفیہ مدینہ منورہ، جلد۱، صفحہ۱۸۳/ مجمع الزوائد، جلد۲، صفحہ۲۷۹
۳......ابوالقاسم الطبرانی، المعجم الكبير، جلد۲۴، صفحہ۳۵۲/
سمہودی، نورالدین علی بن احمد، وفاء الوفاء، دارالکتب العلمیہ، بیروت، جلد۳، صفحہ۸۹۸
۴......وفاء الوفاء، جلد۳، صفحہ۸۹۸-۸۹۹
۵...... المعجم الكبير، جلد۲۴، صفحہ۳۵۲/ وفاء الوفاء، صفحہ۸۹۹
۶...... المعجم الصغير للطبرانی، جلد۱، صفحہ۱۸۳/ مجمع الزوائد، جلد۲، صفحہ۲۷۹
۷...... مشكوٰة المصابيح، باب الكرامات، الفصل الثانی، حدیث۵۹۵۰/
تحقيق النصرة، صفحہ۱۱۵
۸...... البداية و النهاية، مکتبہ عصریہ بیروت، جلد۵، صفحہ۲۲۰